کیفیت مجملی کتاب

یہ کتاب اصل مین ترجمہ ہے کتاب الطہارت ابو علی احمد بن محمد
بن یعقوب بن مسکویہ رازی کا —
اس کتاب کو اونہون نی غالبًا سنہ ۳۹۲ مین تصنیف فرمایا تھا —
کتاب اخلاق حکیم ابروس رسالہ ارسطاطالیس — مقالات حکیم
افلاطون ثانی کا یونانی سے عربی مین ترجمہ کیا —
یہ ہمعصر شیخ الرئیس حکیم ابو علی بن سینا کے ہین —
اونہون نے بھی اپنی بعض کتابون مین انکا ذکر کیا ہے —
سنہ ۴۲۱ ہجری مین دار فانی سے انتقال فرمایا —
خواجہ نصیر الدین محقق طوسی نے بخواہش ناصر الدین عبد الرحیم
بن ابی منصور بادشاہ الموت و قہستان سنہ ۶۳۳ ہجری مین بزبان
فارسی ترجمہ کرکے اخلاق ناصری نام رکھا —
اسی کتاب کا ذکر سنکر سلطان ایلخان ہلاکو نے حضرت محقق کو

طلب کیا خورشاہ بن علاء الدین شاہ کے واسطے سے بادشاہ ہلاکو خان کی صحبت اختیار کی —

۱۲۵۶ عیسوی میں اوسنے اپنے کل امور مہمہ ریاست کا انتظام محقق کے سپرد کیا —

کتاب تحریر اقلیدس — تحریر مجسطی — تحریر متوسطات — کتاب زیج ایلخانی — کتاب تذکرۃ الھیئت — کتاب سی فصل نجوم — بیست باب اسطرلاب وغیرہ وغیرہ میں تصنیف و تالیف فرمائیں —

رصد خانہ مراغا و تبریز بھی ہلاکو خان کی فرمائش سے آپ نے مرتب فرمایا تھا —

جسمیں کوئی دوربین بھی نگردن کو ستارونکی حرکت محسوس ہوتے تھے —

اصل کتاب الطہارۃ عربی کپتان فلی جر بیس صاحب قائمقام صاحب رزیڈنٹ بہادر لکھنو کی فرمائش سے ۱۲۶۱ ہجری میں مطابق ۱۸۴۵ عیسوی میں چھپی —

مگر بسبب اسکے کہ زبان کتاب الطہارت کی عربی تھی اور ترجمہ محقق کا نہایت دقیق و دشوار فہم تھا کم استعداد سمجھ نہیں سکتے تھے

جناب حکیم سید ظفر مہدی صاحب تعلقدار علی نگر
رئیس جرول آنریری اسسٹنٹ کمشنر بہادر ضلع بہرایچ ملک اودھ
نے ان دونوں کتابوں کا زبان فصیح اردو میں ترجمہ کیا —
ایک تمہیدی حکایت میں ایک حکیم کی زبان سے اس کتاب کے
مطالب کو بہت توضیح و تفصیل سے بیان کیا ہے —
اکثر مطالب حسب حال زمانہ اضافہ فرمائے ہیں —
مشکل مقاموں کو سوالات وارد کرکے جواب میں حل کیا ہے —
اسکی دو جلدیں ہیں — جلد اوّل میں چار جلسے ہیں —
جلسۂ اوّل اخلاق نیک میں یعنے انسان کی وہ ذاتی صفتیں
جنسے چال چلن درست ہوتا ہے —
جلسۂ دوم اون برے چال چلنوں کا بیان جنسے خراب
عادتیں پیدا ہوتی ہیں —
جلسۂ سوم بری عادتوں کے علاج کا طریقہ جسکے خیال رکھنے
سے عادات بد زایل ہوجاتے ہیں —
جلسۂ چہارم گھر کے انتظام کا بیان — گھر بنانے کے قواعد
— مال حاصل کرنے اور خرچ کرنے کے طریقے — لڑکوں کی تربیت
بولنے چالنے کے آداب — چلنے پھرنے کی تہذیب — کھانا

کھانے اور ریاضت کرنے کے اصول - نوکرون سے خدمت
لینے کے قاعدے - نیک طینت ملازم کی پہچان -

دوسری جلد مین دو جلسے ہین

پہلا جلسہ آپس کے میل جول باہم لطف واتحاد دوستی کی
حقیقت اور ہر ایک کے اقسام - تمدن کی شرح - اجتماعات
مردم کا طریقہ - اور جو جو امر اسکے متعلق ہین -
دوسرا جلسہ بادشاہون - راجاؤن - تعلقدارون کا رعایا
کے ساتھہ اور رعایا کا اونکے ساتھہ سلوک اور اسکے وجوہ واسباب
- ادنے واعلے ہر قسم کے لوگون سے ملنے کا طریقہ -
ہر ایک کے حدود ومراتب - باہم دوستون کے شرائط
علاوہ اسکے بہت سے مفید اصول وقواعد اسکے ذیل مین بیان
کیے گئے ہین - آخر مین حکیم افلاطون کی وصیت کا ترجمہ جو
حکمتِ اخلاق مین نہایت مفید ہے درج کیا گیا ہے -
زیادہ تفصیل مطالب کی ہر جلد کی فہرست صفحات سے
معلوم ہوگی - فقط

المرقوم ۶ - ربیع الثانی ۱۳۰۲ھ ہجری مطابق ۲۳ - جنوری ۱۸۸۵ء

سید ہادی حسن منیجر مطبع عین الفیوض چرول

فہرست جلد اوّل

فہرست تہذیب الخصائل ترجمہ تہذیب الفضائل جلد اول

فہرست جلد اوّل

مضمون کتاب	نمبر صفحہ
جلسۂ اوّل بیان میں تہذیب اخلاق کے	

فہرست جلدِ اوّل

فہرست جلد اوّل

فہرست جلد اوّل

فہرست جلد اوّل

جلسۂ سوم معالجات امراض نفسانی

فہرست جلد اوّل

فہرست جلد اوّل

نمبر صفحہ	مضمون کتاب

فہرست جلد اوّل

فہرست جلد اوّل

فہرست جلد اوّل

فہرست جلد اوّل

۱۳

فہرست جلد اوّل

فہرست جلد اوّل

١٥

فہرست جلد اول

نمبر صفحہ	مضمون کتاب
۲۷۰	فرق درمیان حق پدر و حق مادر کی اور حقوق کی تین قسمیں
۲۷۲	اطاعت والدین کی تفصیل اور فرق درمیان اطاعت پدر و مادر
۲۷۳	اعزا و اقارب کی اطاعت ....
۲۷۴	سیاست خدام اور اونکا مشابہ ہونا اعضائے بدن کے
۲۷۵	تعلق خدمت میں انصاف کرنا ....
۲۷۶	طریقہ ملازم رکھنے کا اور قیافہ شناسی نوکر کی ....
۲۷۷	طریقہ وفاداری ملازم کا اور عادی کرنا خدمت پر .....
۲۷۸	اقسام ملازمین اور اقسام خدمات اور مراتب ہر ایک کے ..
۲۷۹	تقسیم کاموں کی اور نگرانی کارہائے متعلقہ کی صاحب خانہ کو
۲۸۰	طریقہ ملازم کے سزا دینے کا اور وقت موقوف کرنیکا
۲۸۱	بیان طبائع ملازمین کا اور ہر ایک کی طبیعت کے سبب انجام کا تعلق
۲۸۲	ہر ملک اور ہر شہر کے لوگوں کے عادات اور خلقتیں ....
۲۸۳	خاتمہ کتاب جلد اول و درخواست صحبت ....

تمام شد فہرست جلد اول
تہذیب الخصائل
تہذیب الفضائل

تقریظ

جناب موسّس اساس علم و حکمت ٭ موانس ناموس شریعت و ملّت ٭ معلّم محاسن اخلاق ٭ متمّم مکارم وفاق ٭ فرّاع فروع و اصول ٭ علّام علوم معقول و منقول ٭ عماد الدّین ٭ سناد المومنین ٭ آیۃ اللہ علی العباد ٭ و حجّتہ فی البلاد ٭ العالم الرّبانی والمحقق الثانی ٭ تاج العلماء ٭ سراج الحکماء ٭ صدر الشریعۃ الغرّاء ٭ عین الحکمۃ البیضاء ٭ الوحید الاوحد ٭ مولانا السیّد علی محمّد ٭ دامت انوار افاضاتہ ساطعہ ٭ و اقمار افاداتہ طالعہ ٭ یادگار حضرت سلطان العلما جناب رضوان مآب طاب اللہ ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ

بر کتاب تہذیب التحصیل و تذنیب الفضائل

باسمہ سبحانہ
وبحمدہ ما اعلی شانہ

علم اخلاق کی بزرگی و عمدگی شہرۂ آفاق ہے + اور اوسکی روشنی کے سامنے چاند + ماند + چاندنی سرد ہے + سورج کا چہرہ زرد ہے + دہوپ اوسکے آگے گرد ہے + اسلیئے کہ منطق وغیرہ مین ثابت ہوا ہے کہ علم کی خوبی کا مدار اوسکے موضوع اور غایت کی خوبی پر ہے بلکہ مذاق حکمت اخلاق تو یہ ہے کہ خالی عمدگی موضوع کی بے سود ہے اگر غایت اور نتیجہ کی عمدگی نہو الغرض انصاف کی راہ سے فضیلت اور عمدگی علم کی منحصر ہے عمدگی مین اوسکے نتیجہ اور فائدہ کی مثلاً فلسفہ اعلی کے موضوع مین خدا کہ جو سب سے بڑا ہے داخل سہی لیکن صیغۂ غیب مین عقل متوسط کے بیکار ہونے کی وجہ سے اس علم کا نتیجہ جو بجز حیرت کے اور کچھ نہین ہوتا تو یہ علم ممدوح نہین رہا بلکہ عقل ہی کے راہ سے مذموم ہو گیا ہے اور اسکی کیا خصوصیت عمدہ سے عمدہ جو چیز تجویز کیجائے جب اوس مین کوشش بیکار ہوگی تو وہ سب لغو ہے پس سب سے اہم غایت کا لحاظ ہوا اور اس علم

اخلاق کی نہایت عمدہ غایات مین سے ہے تو یہ علم ہی عمدہ‌ترین علوم
مین سے ہے دین کی راہ سے بہی وعقل کی راہ سے بہی لیکن دین کی راہ
سے تو اسلیے کہ یہ قوتِ بازوِ علمِ دین کا ہے اسلیے کہ علم دین ہی سے
ہی پاک عقیدون کے بعد مدار ثواب وعذاب کا چال چلن پر ہے
پر رکہا ہے اور سب مذہبی عقیدے درستی چال چلن کا نتیجہ ہی
دیتے ہین پہر ایک تو مجمل علم ہوتا ہے جیسے جاہل کو اکسیر معلوم ہو
کہ یہ اکسیر ہے اور ایک تفصیلی جیسے اوسکے کاریگر مہوس کو
کہ وہ اوسکی رتی رتی ایک ایک جز کو جانتا ہے اور آنچون کی
گہٹ بڑہ سے واقف ہوتا ہے اور علم دین کے گر اور
اوسکے حکمتون کی لاگین اور بہید ہے اس علم کے نہین کہلتے
اور لمین علوم نہین ہوتین حالانکہ علم کے کہلجانے سے حکم مین
بڑی پختگی ہو جاتی ہے اور مثال اوسکی یہ ہے کہ زید نے
عمرو سے کہا کہ یہ کہانا نہ کہانا تو منع تو کیا اور عمرو بہی اوسے
سمجہا لیکن اوسے تردد رہا کہ منشا اس حکم کا کیا تہا خود اوسکا
کہانا زید ہی کو منظور تہا یا مجہسے بڑہکے کسی اور کا یا میری نالائقی
یا اس کہانے کی برائی یا ناپاکی یا زہر کا ہونا ہمین یا اپنی خست
اور علی ہذا القیاس تو ممکن ہے کہ وہ خفیف وجہون کو ترجیح

دیکھے یا اوس حکم کو بیوجہ جان کے اور اوس حکم دینے والے کی
الفت پر بہر وسا کر کے نافرمانی کر بیٹھے بخلاف اسکے کہ اگر زید
پہلے سے اپنا منشا بھی بیان کر دیتا کہ اسمین زہر ملا ہوا ہے تو تو
کبھی عمر ہوئے سے بھی ادہر ہاتھ نہ بڑہاتا تو اسی طرح دین
حق کی ہمین ہزار ونے واعلے التعلیم کی علم اخلاق سے کھل کے
غفلت کے پردے آنکھون پیتے اوٹھ جاتے مین اور معلوم
ہوجاتا ہے کہ اللہ اکبر یہ بہ پورے تے اس اس حکم شرعی
کے اور عقیدہ شرع کے حکمون کا اور ناطقون یعنے پیمبرون
اور اساسون یعنے اماموں کا بہت پختہ ہوجاتا ہے اور لیکن دنیا
کی راہ سے پس اسلیے کہ مدار ترقی و تنزل دنیا کا بھی چال
چلن ہی پر ہے اور جب کبھی کسی قوم نے ترقی کی ہے تو
ایک اچھے ہی چلن کی وجہ سے اور جب کبھی کسیکو تنزل ہوا ہے
تو ایک برے ہی چلن کی وجہ سے جیسا کہ خطبہ قاصعہ وغیرہ
سے جناب امیر علیہ السلام کے ثابت ہے الغرض اس علم
کا ایک ٹکڑا آدم صورت کو آدم سیرت بناتا ہے ٭ اور
دوسرا ٹکڑا اوسے گرستی سکہاتا ہے ٭ اور تیسرا ادنے آدمی
کو راج اور سلطنت تک پہونچاتا ہے ٭ پس یہ علم ہمارے

ہمائے اقبال ہے اور شاہنشاہوں کا سرتاج ہے + اور جو اسکا پابند نہیں ضرور اوسکا ظفر ایک نہ ایک دن تاراج ہے + اور بتدریج ہر شخص کو اوسکی منزلت پر ضرور ہے علم و عمل دونو طرح سے اور اسکی جڑون اور ٹہنیون کی جانچ اور پرکھ اسکے صاف حاصلون کی اور اسکی گنجلکون کی اور شمار کرلینا اسکے بڑے چھوٹے سب گیاہون کا اور آپس مین ہمقسم ہوجانا اسکی پابندی پر تاکہ فضولِ حلقہ اور عمدہ قسم اس کا ایک جز ہوجائے اور جناب رسالت مآب کی تعریف بطریق ادے اوسکی طرف عائد ہو بلکہ والی ملک کے یہ لازم ہے کہ وہ ایسی دانائی لوگون کو سکھلوائی اخلاقی مدرسے جاری کرے کہ جنمین علمِ اخلاق پڑہایا جائے اور کچھ اور ایسے مدرسے امتحانی کہ جنمین آزمایش کیجائے چال چلن کی تاکہ معلوم ہوجائے کہ کس درجہ کا کمال حاصل ہوا کیونکہ ایسا نہو حالانکہ یہی حکمت تو گویا کہ مرادف ہے حکمت ناموس یعنے شرع شریف کی اور اسی کے لیئے حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ شرع اور حکمت جڑوان بہنے ہین یا وہ ایک ہی سیب کے ٹکڑے ہین یا وہ دونو عقل کے بہیس ہین اور اسی لیے قرآن مین بقراط سقراط کیسی حکمت پر اعتنا نہین کی گئی لیکن اس اخلاقی حکمت کے جو نقاد تھے یعنے

حضرت لقمان اونکی تعریف قرآن مین موجود ہے اور اسی آبدار
موتی کے لیے سمندر کی تہا مین غوطہ لگا کے جانا روا ہے + اور
اسی کے لئے دل کے خون کا سمندر بہانا بجا ہے اور سب سے
بڑہ کے اسکی پابندی لازم ہے بادشاہون اور وزیرون اور امیرون
اور عالمون کو اور شرع کے حاکمون کو + اور بعد اونکے حسب ترتیب
تمام عالم کو اور کیا بڑا حق ہے اوس عالم کا کہ جو یہ فیض تمام عالم
مین پہیلائے اور اونہین اسکے عمدہ نتیجون سے کامیاب فرمائے
کیونکر نہین حالانکہ جس عالم سے فیض علم کا ظہور نہین + وہ وہ آنکہہ
ہے جسمین نور نہین + اور خود بہی اوسے عمل مین لائے + اور دونکو
بہی اوسکا پابند بنائے + کیونکر نہین حالانکہ عالم کا بے عمل ہونا ناروا ہے
اسلیے کہ جس سورج مین نور نہو وہ کالا توا ہے + اور انہین نکتہ تازون سے
اس وادی کے عالیجناب + معلے القاب + متکی اریکۂ علم و
کمال + متوسد وسادۂ جاہ وجلال + عالم علامہ + فرد فہامہ +
سید سند + وحید اوحد + حبیبی + مولوی + حکیم سید ظفر مہدی
صاحب تعلقدار جردل مین کہ اونہون نے اس زمانۂ کساد بازار
علم و ہنر مین سعی بلیغ فرماکے اس فن شریف + اور علم لطیف
مین کتاب مستطاب + تہذیب الخصائل و تہذیب الفضائل

نوکریز قلم + ہدایت رقم + فرمائی واقعی یہ کتاب اور کتابون سے
اس فن کی ممتاز ہے + مضامین عالی ایکطرف عجیب و غریب
اسکی پرداز ہے + پس منصفون کو چاہیے کہ اس کوشش بلیغ
کو رائگان نجانین + بلکہ اس دُر بے بہا کی قدر پہچانین +
دل سے اسکی پابندی کرین + اور اسکے بڑے نتیجون کو ہاتھ
نہ دین کہ عمدگی مضامین عالیہ + و مطالب فائقہ + مین یہ
رسالہ بے نظیر ہے + اور پرداز مین بہت دلپذیر ہے + اسکا
طرز طرزِ جدید ہے + دین و دنیا مین یہ انشاءاللہ مفید ہے +
واللہ الموفق +

حررہ بیمناہ خادم الشریعۃ علی محمد عُفِیَ عنہ

تمت

مہر ساده



مہر طغرا



قطعهٔ تاریخ طبع کتاب تهذیب الخصایل و تهذیب الفضایل از حضرت مصنف

چو شد طبع تهذیب اخلاق نیک ‌ ‌ ‌ بتأیید و توفیق خلاق اکرم

به تلوین این لعل گشته دلم خون ‌ ‌ ‌ پی این گهر تشنه غوطه خوردم

بیاید کتابی که چون خضر رهبر ‌ ‌ ‌ هدایت بفرماید از بهر عالم

بهر نکته رازی بهر حرف رمزی ‌ ‌ ‌ بهر لفظ پندی باندرز باهم

بلفظش فصاحت بمعنیش بلاغت ‌ ‌ ‌ بحرفش متانت بحجت مسلّم

معلم بصبیان و ناصح بشبان ‌ ‌ ‌ پی صاحب حکم قانون محکم

هر آن با شعوری کز و پند گیرد ‌ ‌ ‌ کند بهر تکمیل احکام او خم

رساند باخلاق قدسی کمالش ‌ ‌ ‌ خصال بهیمی زداید ز آدم

پی اهل ملت اصول شریعت ‌ ‌ ‌ پی اهل حکمت حکیم معظم

عروسی مزین بملبوس هندی ‌ ‌ ‌ ز زیبا رخی گشته حسن مجسم

دل پیر کنعان و چشم زلیخا ‌ ‌ ‌ بنظاره اش گشته یکجا فراهم

چو این یوسف مصر خوبی بیاید ‌ ‌ ‌ بجان می خریدش عزیز مکرم

اثیم از پی سال طبعش تأملی ‌ ‌ ‌ ندا داد هاتف که اکسیر اعظم

۱۳۰۲ھ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر و ستایش و سپاس ۔ اور حمد و ثنائی بیقیاس ۔ اوس خداوند حقیقی کی شان
عالی شان کو سزاوار ہی جسکے صفات باکمال عین ذات لایزال ہین ۔ اور آثار
سلطنت اوسکے بے نقص و زوال ہین ۔ صحن بارگاہ عظمت اوسکا ایسا
وسیع ہی کہ عقل دوربین اوسکو احاطۂ تصور مین لا نہین سکتی ۔ اور کنگرۂ بارگاہ
عزت اوسکا ایسا رفیع ہی کہ کمند وہم و گمان وہان تک جا نہین سکتی ۔
نعمت اوسکی تمام ہی ۔ اور رحمت اوسکی عام ہی ۔ معدوم سے ہمکو موجود
کیا ۔ محض بندہ نوازی سے جنس اشرف المخلوقات مین منسوب و معدود کیا
چشم بینا و گوش شنوا عطا کیے ۔ فہم و ادراک کیواسطے حواس ظاہری و باطنی
دیے ۔ ہدایت کیواسطے انبیا بھیجے ۔ تعلیم علم و عمل کے واسطے حکما و علما پیدا
کیے ۔ افعال حمیدہ اور خصائل پسندیدہ پر وعدۂ اجر و ثواب فرمایا اور کردار

وحشت و عاداتِ ذمیمہ پر عذاب و عقاب سے ڈرایا ٭ زبان گویائی اوسکی صفت
قدرت مین لال ہے ٭ مخلوق سے بیانِ نعمتِ خالق محال ہے ٭ جب کلمۂ
ما عرفناک زبان وحی ترجمان رسول سے جاری ہو ٭ تو بیدائی ناپیدا
کنار مدحت مین پائے فکر بشر کو لغزش نہ کیونکر طاری ہو ٭ ٭ ٭

نعت سرورِ کائنات مفخرِ موجودات حضرت خاتم المرسلین اشرف النبیین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ الطاہرین المعصومین

درود نامحدود اوس رسول کریم ٭ منطوق انک لعلٰے خلقٍ عظیم ٭ کے
ہدیۂ بارگاہ کے لائق ہی ٭ کہ دین جسکا تمامی ملل وادیان پر فائق ہی ٭ اوسیکے وجود
باجود کے فیض سے بنی نوع انسان اشرف المخلوقات کہلائے ٭ اور اوسیکے
یمن قدم سے اہل عرب حالتِ بہیمی کو چھوڑکر جامۂ آدمیت مین آئے ٭ اوسکی
شریعت سراپا حکمت مجموعۂ اخلاق ہی ٭ اوسیکے فضائل باکمال کا آوازہ
شہرۂ آفاق ہی ٭ ماسوائے اللہ سے ایک حرف نہ سیکھا نہ پڑہا ٭ اوسکے
نشان علمِ محیط اوسکا کہانسے کہانتک چڑہا ٭ شاہراہ خداشناسی کو چراغ
ھدایت سے روشن کردیا ٭ اوسنے چمنستان ایمان کو جو خار و خاشاکِ کفر و الحاد
سے بھرا تھا پاک کرکے گلشن کردیا ٭ اوسیکے نشان دہی سے حدود حق و باطل
نمایان ہوگئے ٭ اور اوسیکے فیض ارشاد سے طریقے اعمال صالح کے آسان ہوگئے
اوسیکی برکت قدم سے ہر طالبِ آخرت کے واسطے راہ نجات کشادہ ہی ٭

اوسکے خوان کرم پر ہر نعمت دنیوی و اخروی مہیا و آمادہ ہے* یعنی سر
اولیا اشرف اصفیا خاتم انبیا* حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
اور تحفہ سلام اونکے برادر* بجان برابر* نفس رسول* زوج بتول*
باب مدینہ حکمت و علم* حصن حصین وقار و حلم* شاہنشاہ اقلیم شجاعت*
خدیو بارگاہ عصمت و طہارت* سلطان ممالک فتوت و مروت* مؤسس
اساس نصفت و عدالت* بانی مبانی ارکان علم و حکمت* مشید قواعد
صداقت و محبت* صاحب المفاخر والمناقب* مولانا امیر المومنین
علی ابن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زیبا ہے جنکے کلام حکمت
نظام نے دفتر نصائح قدیمہ کو تقویم پارینہ بنا دیا* اور مواعظ حسنہ نے
قلوب زنگ آلود کو صیقل کرکے آئنہ بنا دیا* ایسے ایسے خطب انشا کئے
کہ کلمات حکما متقدمین سہو محو ہو گئے* اور ایسے ایسے مکاتیب احکام اپنے
ولات و حکام کو تحریر فرمائے کہ اسفار سابقین صفحہ عالم سے دہو گئے* وقت
دو زبان ذو الفقار سے نام و نشان جہالت کو قلم کرکے علم ہدایت کو محکم
کردیا* اور آب شمشیر آبدار سے خارستان ضلالت نشان کو گلستان حکمت
بنا کر رشک باغ ارم کردیا* حضرت واہب العطیات نے
آپکو وہ ملکہ فضایل عطا کیا* کہ معاندین سے احصا* او معارضین سے
اخفا* ممکن نہوا صلوٰۃ اللہ علیہ و علی اولادہ الطیبین الطاہرین الی یوم الدین*

سبب تالیف

امّا بعد خدمات عالیہ اصحاب اطیاب ❊ وارباب الباب ❊ مین یہ ازبرخوان لوح ابجد خوانی ❊ کوس نواز اقلیم ہیچمدانی ❊ بندہ سقیم ❊ ظفر مہدی اثیم بن سیّد حسن زکی سوسوی نیشاپوری اسبل اللہ علیہ سجال الغفران ❊ وحلّل الرضوان ❊ ملتمس ہے کہ ایک روز فقیر بالش استراحت پر سر تفکّر کو رکھّے ہوئے اپنے ابنائے جنس و اہل زمانہ کے حال پُراختلال پر نظر بصیرت اور تغیّرات و تبدّلات زمانہ پر عبرت ❊ کر رہا تھا افراط قلق سے کف افسوس ملتا تھا ❊ ہر دم نالۂ سرد دل پر درد سے نکلتا تھا ❊ جب کثرت تفکر سے جی گھبرایا اضطراب خاطر نے اوٹھا کر بٹھایا ❊ گردن کو سینے کی طرف جھکایا ❊ دفعتًا لوح دل پر اس آیہ مبارک کو تحریر پایا ❊ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ ❊ یعنے خداوند متعال ❊ کسی قوم کی عزّ و جلال ❊ حشمت و اقبال ❊ کو نہین بدلتا جب تک وہ اپنے نفوس کی خرابی کے درپے نہین ہوتے ❊ اپنے ہاتھون سے اپنی عزّت و آبرو نہین کھوتے ❊ سمجھا کہ فی الحقیقت ابناء روزگار کی زیادہ ابتری کا باعث خرابی اخلاق ہے ❊ جملہ اہل حکمت و اصحاب شریعت کا اس امر پر اتفاق ہے ❊ حضرت حق سبحانہ تعالے نے اکثر مقامات قرآنی مین بھی ارشاد کیا ہے ❊ خطبہ قاصعہ وغیرہ مین جناب امیر المومنین علیہ السلام نے بھی بالتفصیل بیان فرمایا ہے ❊ تاریخ و سیر کے مطالعے سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے

تجربہ چشم دید سے یہی کبھی مفہوم ہوتا ہے کہ ادبار و انکسار اوسی وقت اپنا جلوہ دکھاتا ہے جب کسی گروہ کے خلق و حکمت و دین و ملت میں فرق آتا جہل مرکب سے کوس لمن الملک بجاتے ہیں خود رائی سے دعوٰے انانیت فرماتے ہیں پابندی سے کنارہ کرتے ہیں بے راہ قدم دہرتے ہیں جس کی صحبت میں بیٹھہ جاتے ہیں اوسکی پرداز اوٹھاتے ہیں علم و حکمت کو چھوڑتے ہیں حصول تمدن سے منہ موڑتے ہیں ظاہری باتوں پر مائل ہیں مآل کو [illegible] غافل ہیں دنیا میں ایسا تو کوئی بشر نہیں جسمیں کچھہ بھی اچھی بات کا اثر نہیں مگر نفع و ضرر کا سمجھنا بشر کا کام ہے بارہ برس کا آگا پیچھا سوچنا دنیا ہی کا کام ہے ایسے مضامین کو تصور کر کے فقیر نے ارادہ کیا کہ کوئی کتاب حکمت اخلاق میں لکھوں مگر تردد تھا کہ کس کتاب کو پیش نظر کروں اسوجہ سے کہ اخلاق میں دو قسمیں ہیں ہر ایک قسم میں مختلف تصنیفیں ہیں ایک وہ قسم ہے جو قرآن و حدیث سے اخذ کیگئی جیسے کتاب اخلاق محسنی و اخلاق جلالی وغیرہ دوسری قسم جو اقوال حکماء سابقین و علماء محققین سے بدلایل و براہین عقلی ضبط تحریر میں آئی ہے ہرچند دونو اصل میں ایک ہیں اور دونو کے نتیجے نیک ہیں مگر پہر بھی قسم اول کو ایک قسم کی خصوصیت ہے اور قسم دوم اوس سے زیادہ عام پسند و کثیر المنفعت ہے اس قسم کے عمدہ ترین کتب کامل ترین مصنفات میں وہ کتاب ہے جسے جناب عالم خبیر حکیم بصیر نقاد علوم حکمیہ جلال

غواص طبیعہ جامع علوم * کاشف اوائل العلوم * صاحب نفس زکی * حکیم ابو علی احمد
بن یعقوب بن مسکویہ خازن رازی نے زمانہ حکومت و سلطنت بادشاہ
جہان پناہ * موید من اللہ عضد الدولہ و معز الدولہ میں تحریر فرمائی تھی اور
کتاب الطہارۃ نام رکھا تھا * اوسی کتاب کا ذکر ہے کہ ایک روز حکیم بو علی
سینا کا مجلس جناب ممدوح میں گذر ہوا امتحاناً ایک دانہ جو پیش کر کے جناب
ممدوح سے کہا کہ آپ اسکی پیمایش از روے تحقیقات کر دیجیے * حکیم ابو علی
مسکویہ نے کتاب الطہارۃ کا ایک جزو شیخ کو دیکر فرمایا کہ آپ اپنے اخلاق کو
اس کتاب سے درست کیجیے * چنانچہ حضرت محقق طوسی طاب ثراہ کی کتاب
اخلاق ناصری میں اوس کتاب کی بہت مدح و ثنا فرمائی ہے * اور
بمقتضائے رعایت حقوق متقدمین ترجمہ کی نسبت بھی اوسی کیطرف
دی ہے * حقیر نے بھی چاہا کہ اوسی کتاب کے ترجمہ پر جرأت کرون * تاسی
سیرت محقق پر قدم رکھون * مگر نسخے صحیح اوس کتاب کے البتہ نہ تھے
کہ لفظی ترجمہ اوسکا مفید ہوتا * سوا فقرہ والفاظ کے کوئی فائدہ نہ نکلتا
شاید اسی وجہ سے حضرت محقق نے بھی اخلاق ناصری میں ترجمہ پر اکتفا نہیں فرمائی
بہت سے مضامین عالی بڑہا کر جودت طبیعت دکھائی * چند اوراق کا ترجمہ
حقیر نے اخلاق ناصری سے لکھا ہے چونکہ عبارت اوسکی فارسی ہے * مگر قالب حکمت و
اصطلاحات صنعت سے نہایت دقیق ہو گئی ہے * بے واقفیت کامل و عبور مسائل اوسکا

سبب تالیف

سمجھنا بھی دشوار ہے ٭ اشخاص زمانہ کیواسطے یہ راہ بھی مشکلگذار ہے ٭ تب یہ خیال ہوا
کہ ایک حکایت کے پیرائے مین اس مطلب کو ادا کرون ٭ سوالات وارد کرکے
ابواب متعلقہ کو ادا کرون ٭ چنانچہ بعض علماء اعلام کے سامنے بھی فقیر نے اس مطلب
کا اظہار کیا ٭ بخیال مزید احتیاط اس مسئلہ کا استفسار کیا ٭ اونکی رائے رزین نے
بھی اس طریقے کی تحسین کی ٭ اونکا مصنفین سابقین ذکر فرماکر میرے قلب مضطرب
کی تسکین کی ٭ الحمد للہ کہ باوجود کثرت اشتغال ٭ و توزع بال ٭ بہت کم زمانہ مین
فقیر نے اس کتاب کی تحریر سے فراغ حاصل کیا ٭ لقدر وسعت و طاقت سلاست
و متانت و تہذیب و ترتیب مین کامل کیا **تہذیب الخصائل و تہذیب
الفضائل** نام رکھا ناظرین نقاد ٭ و مطالعین وقاد ٭ خود نظر فرمائینگے کہ فقیر نے
کیا جان فشانی و عرق ریزی کی ہے ٭ اور کسقدر تنقیح و توضیح مطالب مین
داد محنت و مشقت دی ہے ٭ انشاء اللہ حظ وافر اوٹھائینگے ٭ خود سمجھ جائینگے ٭
کہ آیا یہ کتاب محض تالیف ہے ٭ یا از نوع تصنیف ہے ٭ خصوصاً اوس وقت مین
جب اصل کتاب الاخلاق حضرت محقق علیہ الرحمہ کو مطالعہ فرمائینگے ٭ اور
مضامین ملحقہ و لطائف ترجمہ کو نظر مین لائینگے ٭ الحاصل اصحاب باخبر ٭
و ارباب فضل و ہنر ٭ مین گذارش ہے کہ اگر فکر نارسا سے کہین انکشاف
مدعا یا ادائے مطلب مین کسیطرح کی غلطی یا تسامح ہوا ہو تو ذیل کرم سے
چھپائین ٭ یا قلم اصلاح اوٹھاکر محو و اثبات سے مزین فرمائین ٭

ورنہ زبان طعن کو نہ ہلائین ٭ اور عفو و اغماض کو کام مین لائین وَمَا تَوْفِيقِي
اِلَّا بِاللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَهُوَ حَسْبِيْ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ

آغاز داستان نو ایجاد ٭ و حکایت طبعزاد ٭

سرزمین مغرب مین ایک بادشاہ تھا بھرام شاہ نام ٭ عقل و خرد کا خام ٭ شراب ثروت سے مدہوش ٭ کثرت غیظ و غضب سے ہمہ تن جوش ٭ قوت مین پہلوان تھا ٭ سن مین جوان تھا ٭ ارکین دولت پر مدار تھا ٭ فقط رعب شاہی پر اجرائے کار تھا ٭ تھوڑی سی خطا پر سزائے سخت دیتا تھا ٭ اندک خلاف پر گھر بار لوٹ لیتا تھا ٭ بادشاہ کا ایک چھوٹا بھائی تھا خسرو مرزا نام عقیل و فہیم ٭ شجاع و حلیم ٭ ہر بورنگ دیکھکر امور سلطنت سے کنارہ کش رہتا تھا ٭ کسی کام مین دخل نہ دیتا تھا ٭ مفسدون نے بادشاہ کے کان بھرے اور بجائے خود کہنے لگے ٭ کہ حضور کے بھائی صاحب حسد کے مارے جلے جاتے ہین ٭ دربار مین بھی کم آتے ہین ٭ فرمان روائی کی تاک ہے ٭ منظور دشمنو نکا ہلاک ہے ٭ بادشاہ نے کہا کہ وہ تو بہت سعادتمند ہے مجھکو بہت چاہتا ہے ایسا گمان کیونکر کرون اون مفسدون نے کہا کہ یہ حضرت کی صاف باطنی کا نتشا ہے ورنہ حضرت یوسف کے بھائیون نے بواسطہ حسد اپنے بھائی سے کیا نہین کیا بندگان حضور کو احتیاط پر ضرور ہے ٭ اور جان بوجھکر عرض نکرنا خیر خواہی سے دور ہے ٭ بادشاہ سنکر چپ ہو رہا ٭ دلمین اندیشہ

حکایت تمہیدی

پیدا ہوا ۔ شدہ شدہ خسرو مرزا کو بھی خبر بیعوتی بجائی کے قلت فہم سے
اندیشہ پیدا ہوا ۔ اور بعد غور و فکر کی اسباب پر رائی کو قرار ۔ دیا کہ کلمہ
تا پرسان مین جو کچھ ہو جائے تعجب ہے بہتر ہے کہ کسی حیلے سے جان و آبرو
کا حفظ کرن ۔ کسیطرف کو نکل چلون ۔ رزق کا ضامن خدا ہے

خلاف رائی سلطان رای جستن ۔ بخون خویش باشد دست شستن

ایک عرضداشت بادشاہ کو لکھی

مضمون عرضداشت مشعر طلب اجازت سفر حج بیت اللہ

عرضداشت بحضور فائز النور حاشیہ بوسان لبساط فیض مناط حضرت قبلہ ارباب
عقیدت و کعبۂ اصحاب ارادت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی خلد اللہ ملکہ و سلطانہ
سایۂ عاطفت و امان دولت بندگان دار الصولت مین وہ آسایش پائی اور
اس بفکری سے بعیش و کامرانی لبسر کی کہ ناز پروری اعلی حضرت فردوس
آشیان کی بہول گئی حضرت حق جل و علی آفتاب اقبال عدو مال بندگان
عالی کو تا دیرگاہ افق عروج پر روشن و تابان رکھے ایسے آقائے قدردان بندہ سے
زیادہ مہربان کے قدمون سے دوری اختیار کرنا کسیطرح گوارا نہین ہے
مگر حج بیت اللہ الحرام ذمۂ غلام واجب ہے از آنجا کہ حیات ناپائدار ہے
اور رشتۂ عمر بے اعتبار ہے اگر تفضلات شاہنشاہی حال غلام پر مبذول ہون
تو بندۂ گنہگار بہمین انفاس خدام فرض خداوند غفار سے سبکبار ہو جاوے

حکایت تمہیدی

لہذا امیدوار مراحم و بندہ نوازی ہون کہ رخصت انصراف زمین حجاز و اجازت
بجاآوری فریضۂ خداوندگار ساز عطا فرمائی جاوے کہ بمیامن الطاف بندگان
دارادربانی منزل مقصود کو پہونچکر اور شرف آستانہ بوسی بیت اللہ الحرام سے
مشرف ہو کر بدعائی ازدیاد عمر و دولت و ترقی جاہ و سلطنت مشغول
رہون جب عرضداشت ملاحظہ بادشاہ سے گذری سماعت کرکے دلمین
کہا کہ مفت بلا ٹل گئی دستخط کیا کہ ہرچند مفارقت برادر عزیز تر از جان کی
ناگوار خاطر ابد دولت و اقبال ہے مگر ادائی فریضہ سے باز رکھنا مناسب نہین
لہذا رخصت منظور ہے بعد اطلاع منظوری خسرو مرزا نے سامان سفر کیا تاریخ
معین پر ملازمت کیواسطے در دولت پر حاضر ہوے باریاب کورنش ہو کر بعطائے
خلعت رخصت و زاد راہ کے سرفراز ہوے ایک خواص کو مع چند مردم فوج کی
حکم معیت کا ہوا زوجہ اور فرزند مسمی والا گہر کو ہمراہ لیکر روانہ منزل مقصود
ہوئے بعد طے مراحل و قطع منازل مکہ معظمہ مین پہونچے بعد فراغت اعمال
حج و زیارت کے متوجہ عراق عرب ہوئی اور دار العلم بغداد مین سکونت اختیار
کی والا گہر کو تحصیل علوم کے واسطے مدرسہ مین سپرد کیا اور آپ گوشۂ عافیت
مین بستر توکل پر تکیہ کرکے دروازہ آمد و شد کا بند کرلیا تین برس کے بعد
زوجۂ خسرو مرزا نے راہ آخرت لی مصیبت تنہائی اور غم جدائی نے کاہش
جان کی دو برس بعد خسرو مرزا نے جہان گذران کو چھوڑا دنیا اور اہل دنیا سے

حکایت تمہیدی

منعمہ سوزا والاگہر دریتیم ہوگیا درد تنہائی سے دل دونیم ہوگیا مگر عقل خداداد
اور علم و استعداد سے مالامال تھا ثابت قدمی کو ہاتھ سے نہ دیا اور شغل درس
و تدریس کو بدستور جاری رکھا یہانتک کہ جملہ علوم سے فراغ حاصل کیا اور
فاضل کامل ہوا باقتضاے رائے رزین و ہدایت خرد دوربین ایک عرضداشت
اپنی چچا بھرام شاہ بادشاہ کی خدمت میں لکھی اور بعضے از تاجران کے ہاتھ بھیجی

سواد عرضداشت والاگہر بنام بھرام شاہ مشعر اخبار فوت مادر و پدر و استجازت حضوری آستان بادشاہ

عرضداشت بحضور آستان بوسان در دولت فلک صولت حضرت سکندر
شوکت فریدون حشمت خدیو گیہان خداوند دین و ایمان ظل السبحان خلیفۃ
الرحمان ادام اللہ مملکتہ و سلطنتہ و افاض علی العالمین برہ و کرامتہ جب سے دور
فلک کجرفتار نے قدم مبارک بندگان عالی شان سے جدا کرکے آوارۂ غربت
کیا پے درپے ہدف سہام مصیبت بنایا پہلے والدۂ ماجدہ عازم خلد برین
ہوئیں بعد ایک مہینہ کا عرصہ ہوتا ہے کہ جناب والد ماجد اعلی اللہ مقامہ
نے سفر آخرت اختیار کیا ہنگام انقطاع نفس والپسین مکرر زیارت جمال
باکمال کے محرومی کا تاسف کیا اور خانہ زاد عقیدت بنیاد کو استعانت
بندگی خدام عالی کی وصیت فرمائی اب علاوہ بلائے یتیمی و غربت کے
آرزوے پابوسی میمنت مانوس خدام سوہان روح غلام ہے لہذا بعد

حکایت تمہیدی

التماس حال شکستہ کی عرض ہے کہ اگر قلم فیض رقم مجاز ارشاد ہو تو غلام عقیدت طراز سر کو بجای قدم فرسودۂ راہ نیاز کر کے حاضر آستان معدلت نشان بندگان دارا دربان ہو کر سعادت زیارت بہترین عبادت سے مشرف ہو اور بادام حیات موظف بدعائی ترقی عمر و دولت رہے جب تاجر نے عرضداشت کو درگاہ بادشاہ مین گذرانا بعد ملاحظہ کے منشی الملوک کو حکم ہوا کہ جواب یعنی شقہ مشعر دلجوئی و طلب تحریر کرے اور خلعت ماتم پرسے کا اور زاد راہ بھیجے اور ایلچی خوان خواص کو حکم ہوا کہ شقہ و خلعت ہمراہ لیکر جائے اور شاہزادے کو لائے

سواد فرمان بہرام شاہ بنام شاہزادہ والا گہر مشعر ماتم پرسی و دلجوئی و طلب

قرۂ باصرۂ شہریاری و جہان پناہی راحت روح شاہنشاہی بہار بوستان سعادت و اقبال اختر سپہر اُبہت و اجلال محفوظ بحفظ جناب الٰہی و محظوظ بعواطف شاہنشاہی بودہ بداند نکہت ریاض سعادت و ہدہد سبای حسن عقیدت یعنی عرضداشت عزیز دافر تمیز ملاحظۂ اشرف و اعلے سے گذری ادراک رحلت برادر عزیز از جان تَجَاوَزَ اللّٰہُ عَنْ سَیِّاٰتِہٖ وَاَدْخَلَہٗ فِي الْجِنَانِ سے کدورت و غبار ملال باعث تکدر آئینہ خاطر قمر تمثال ہوا از آنجا کہ ہر نوش کو لازمہ نیش اور ہر ذی حیات کو یہی راہ تیرہ و تار درپیش ہے بجز صبر و شکیبائی کے راہ چارۂ انسان مسدود ہے اور ہر ذی وجود کے واسطے گزند اجل موجود ہے لازمہ سعادت

حکایت تمہیدی

خردمندی یہی ہے کہ دامن استقلال کو ہاتھ سے ندو اور حضور با دولت و اقبال کو
زیادہ تر منظور مسافر عدم سے متوجہ شفقت و عاطفت اپنے حال پر سمجھو اور
حضور کو ہمہ تن مشتاق دیدار فرحت آثار اپنا تصور کر کے بمجرد صدور شقۂ شفقت
مرقع کے عزیمت مستقر الخلافت درست کرو اور جسوقت سرحد مملکت آبائی
پر پہونچو حکام ولایات بادشاہی کو اپنی ورود سے آگاہ کرو تمہارے استقبال کو
آئینگے اور اپنے اپنے حدود سے بخیر و عافیت باہر پہونچائینگے اور شرح اشتیاق
دیدار زبانی ایلچی خان کے کہ مع خلعت ماتم و زاد راہ کے آتا ہے حالی خاطر سعادت
ماثر ہوگی والدعا ایلچی خان حسب الحکم سرعت سیر کو کام مین لا کے وارد بغداد
ہوا اور بعد ادائے مراسم تعزیت و عطائے خلعت و فرمان شاہی زاد راہ کو حاضر
کر کے منتظر ہوا کہ اب حضور سفر مین تعجیل فرمائین القصہ والا گہر نے بسرعت
تمام سامان سفر کو انجام دیکر اور احمال و اثقال کو ہمراہ لیکر بغداد سے وطن آباو
اجداد کیطرف راہ لی جب سے کہ اپنی آبائی ملک مین داخل ہوئے ہر ولایت سے
حکام استقبال کرتے تھے اور اپنے حدود سے باعزاز و احترام تجاوز کر کے رخصت
ہوتے تھے بعد طے مراحل اور قطع منازل جب شہر دولت آباد دار الخلافت
بہرام شاہ تین کوس کی فاصلہ پر رہ گیا خستگی راہ نے قدم پکڑے اور مصلحت
ایزدی نے اجازت آگے بڑھنے کی ندی اور اسی مقام پر شب بسر کی صبح کو
علے الصباح مع لشکر و سپاہ نقارہ دیتے ہوئے اور سلامی لیتے ہوئے دروازۂ

حکایت تمہیدی

شہر پناہ پر پہونچے یہان کچھ اور ہی سامان نظر آیا سپاہ متعینۂ شہر کو سراسیمہ
تشویش پایا گھبرایا حال پوچھا معلوم ہوا کہ رات کو ایک نئے حضرت کی آنکھ لگی
ایک درد کی اتصال فم معدہ مین شکایت کی اطبا و حکما طلب ہوئے ہنوز
کوئی پہونچنے نہ پایا تھا کہ وجع الفؤاد دمبدم زیادہ ہوا عرصۂ قلیل مین روح
اقدس عالم بالائے جنت ہوئی نہ اور کی سُنی نہ اپنی کہی شہر مین کہرام ہے
محل سرائی خاص مین ماتم عام ہے یہ سنکر والا گہر نے صندل کو سر سے پہینک
دیا گھوڑے سے کود پڑا نقارہ و باجون اور نشان سرنگون ہوگئے رونا ہوا اور دو
پہر آباد کانون کو بند اور تمام شہر کو سنسان پایا جی مین کہا کہ بہت بہتر ہوا کہ
کل لشکر مین یہان نہین پہونچا ورنہ ارباب فساد ہزار طرح کی گمان بد میری
طرف لیجاتے ارکین دولت جو باہر تھے سلام کرکے ہمراہ ہوئے خوابگاہ
شاہی پر پہونچے یہان وزیر و امرا جمع تھے سبکے سر زانوئے تفکر پر جھکے
تھے باہم تشویش کی باتین تخت نشینی کی مصلحتین ہو رہی تھین کوئی
کہتا تھا کہ بادشاہ مغفور کے اگرچہ بیٹا نہ تھا دختر تو ہے اوسیکو تخت پر
بٹھادو کیا عورتین صاحب تخت و تاج ہوتی ہی نہین دوسرا کہتا ہے
کہ سبحان اللہ عورتین خلق مین واسطے امور خانہ داری کے ہین نہ کہ
واسطے سروری اور شہر یاری کے ایسے خیالات کا دلمین گذرنا گویا ناموس
شاہی کی پردہ دری کرنا ہے ایک جواب دیتا ہے کہ بادشاہ بیگم جہان آرا

حکایت تمہیدی

خود ہی زمام امور سلطنت کو اپنے ہاتھہ مین لین اور تاج و تختِ شاہی کو
زینت دین کیا سلطنت بے بادشاہ رہیگی اسی اثنا مین والاگہر ننگے سر داخل ہوے
سبھون کی زبان پر بالاتفاق جاری ہوا کہ لو وارث تخت و افسر شاہی و سزاوار
نگین و کجکلاہی آ پہونچا حق تعالی نے غیب سے حفظ سلطنت کا سامان
کر دیا والاگہر نے سب کا سلام تو لیا مگر کسی کا جواب نہ دیا چچا کی نعش پر جا کر
گر پڑا اور ڈاڑہین مار مار کر رونے لگا وزیر نے ہاتھہ باندہ کر کہا یہ وقت گریہ و
رقت نہین بلکہ ہنگام انتظام سلطنت ہے حضرت غفران پناہ کی اولاد مین
سوای ایک شاہزادی کے کوئی اولاد نرینہ نہین ہے جانشینی بندگان سلطانی
کا کوئی قرینہ نہین ہے حضور کو سب سے زیادہ استحقاق تاج و تخت ہے ایسے
وقت مین حضور رونق افزاے دار الخلافت ہوے یہ بھی خواہش بخت ہے ہم
خانہ زاد و نکو دو پہر فکر و تشویش کرتے گذرے اور تیر ذہن ہدف مقصود پر
نہین پہونچا اگر دفن سے فراغت ہو جائیگی اور تخت نشینی کی نوبت نہ آئیگی تو یقین
ہے کہ شہر مین بلکہ ملک مین غدر ہو جاوے اوباشون اور بدمعاشونکی بن آوے
اس خانہ بے چراغ کو براے خدا روشن فرمایئے اور ہم سب بندگان شاہی کو عذاب
سخت سے چھوڑایئے والاگہر نے کہا کہ امر سلطنت نہایت صعب و دشوار ہے
اور بادشاہ واسطہ درمیان بندہ و پروردگار ہے والی ملک درحقیقت ودیعت
خدا کا امانت دار ہے مین ایسی لیاقت نہین رکھتا اور یہ بار گران مجھہ سے سنبھل

نہین سکتا اور قطع نظر اسکے جب والدِ بزرگوار عازم بیت اللہ ہوئے تھے مین طفلِ
مکتب تہا من بعد مسافرت مین بسر کی دستور سلطنت اور طریقۂ معدلت سے
ناواقفِ محض ہون اور تیسری یہ بات ہے کہ جناب چچی صاحبہ بجائے حضرت کے
اور میرے والدین کے میری مالک ہین بے اونکی مرضی کے مجھکو کمر بھی کھولنا
منظور نہین چہ جائے سلطنت وزیر نے عرض کی البتہ یہ بات حضور کی لایق
تسلیم ہے ابھی مین جاتا ہون اور پیشگاہ جناب ملکۂ عالم سے اجازت لاتا ہون
نواب وزیر الممالک حرم سرا کی ڈیوڑھی پہ حاضر ہوئے اور محلدار سے عرض کرائی
اگرچہ یہ وقت لایق عرض و معروض کے نہتا مگر مجبوری ہے امور سلطنت مین
اختلال آتا ہے بنا ہوا گھر ایک ساعت مین بگڑ جاتا ہے حضور بیگم صاحبہ
ایکدم کیواسطے صبر کی سل سینۂ مبارک پر رکھ لین اور ڈیوڑھی تک تشریف
لائین اور دو باتین ضروری سماعت فرمائین محلدار نے عرض کی اخبار منتشر
سُنکر غم و اندوہ بھول گیا آنکھونمین آنسو خشک ہو گئے پریشان ہو کر بادشاہ بیگم
ڈیوڑھی پر آئین وزیر نے عرض کی کہ مشیّت پروردگار یہی تھی جو ظہور مین
آئی بادشاہ مغفور نے کسی کو وارثِ تخت چھوڑا نہ وصیّت کا موقع ملا
دفعتہً آسمانِ مصیبت پھٹ پڑا اگر قبل دفن کسیکی جانشینی نہین ہوتی ہے
تو یقین ہے کہ شہر و ملک مین غدر ہو جائے حسب الطّلب حضرت مغفور
کے حضور کا بھتیجا والا گھر اسی وقت وارد ہوا ہے نعشِ عمّ بزرگوار پر

حکایت تمہیدی

روہا ہے اگر حضور مناسب سمجھین تو اوسکو تاج بخشی کرین خانہ زاد کی راے
مین حق بہ حقدار پہونچیگا بیمحل نہوگا بادشاہ بیگم نے رو کر کہا کہ ہزار شکر خدا کا
کہ اوسنے ایسے وقت مین بھیجدیا والا گہر کے ہوتے ہوے اور کون ہے جسے
تخت نشین کروگے بہتر ہے کشتی خلعت کی اور والا گہر کو میرے پاس بھیجدو
نوابصاحب تسلیم بجا لا کر رخصت ہوے سب کو تھون مین قفل پڑے تھے
اوس تعجیل مین نکلنا خلعت کا متعذر رہا بہرام شاہ کے سر کا تاج اور قلمدان
خاص کشتی مین لگا کر محل مین بہیجا والا گہر کو ساتھ لیکر ڈہوڑی پر آئے محلدار
شاہزادیکو ہمراہ لیکر اندر گئی والا گہر چچی کے قدمون پر گر کے بے اختیار رونے
لگا بیگم صاحبہ نے سر بھتیجے کا اوٹھا کر چھاتی سے لگایا اور کہا کہ بیٹا موقع
رونے اور بیقرار ہونیکا نہین ہے گھر کو دیکھو اور سلطنت موروثی کو سنبھالو
یہ کہکر تاج سر پر رکھدیا اور قلمدان ہاتھ مین دیا والا گہر نے اوٹھکر تسلیم
کی اور کہا کہ مین غلام فرمان بردار ہون جو ارشاد کیجیے اوسکی تعمیل مجھپر واجب ہے
یہ کہکر باہر آیا ارکین دولت نے لیجا کر تخت شاہی پر بٹھایا نذرین گذرین
توپین سلامیکی سر ہوئین ہنڈورا پٹا دہائی پھری تمام شہر مین شہرت
ہوگئی من بعد بہرام شاہ کا غسل و کفن کر کے دفن کیا حکام سلطنت کو
احکام تحریر ہوے دوسرے روز جشن قرار پایا بار عام ہوا ارکان دولت کو
علی قدر مراتب خلعت عنایت ہوے مہر کندہ کی گئی سکہ پڑا عادل شاہ

حکایت تمہیدی

لقب ہوا بر خواست کیوقت حکم دیا کہ شام کو شہر کے حکما اور علما اور فضلا اور
شعرا جو اپنے اپنے علم و ہنر مین کامل ہون حاضر آوین دیوان خاص مین روشنی
ہوئی اہل کمال کی ملازمت ہوئی علے قدر لیاقت خلعت و انعام تقسیم ہوا
وزیر الممالک سے عادل شاہ نے کہا کہ ہم بیگانہ وار اس دیار مین وارد ہوئے
تقدیرات الٰہی نے خاک سے اوٹھا کر اوج افلاک کو پہونچایا ہم نہین جانتے کہ ہمارے
گھر مین خرچ کسقدر ہے اور آمدنی کتنی ہے اور صرف سالانہ کسقدر ہے اور خزانہ مین
نقد و جنس کتنا ہے اور حکّام ہمارے ملک مین کتنے ہین اور کیا مشاہرہ ہے
اور کس لیاقت کے ہین اور صدر مین عمّال کتنے ہین اور صرف کتنا ہے اور عملداری
کا دستور ہمارے گھر مین کیا ہے ہم ان سب باتونکو معلوم کرنا چاہتے ہین وزیر نے
عرض کی زہے طالع ہمارے اور خوشا نصیب اس سلطنت کے جو حضور ایسا
بادشاہ بینا ہمکو ملا آجتک ان باتونکا کوئی پوچھنے والا نہ تھا خیر خواہ اور بدخواہ
سب ایک گھاٹ اوتارے جاتے تھے اب جس جس تفصیل کے ساتھ ارشاد ہو
کاغذ مرتب کر کے حاضر کرون بادشاہ نے کہا کہ فوج مین ایسا کاغذ مطلوب ہے
جس سے نام اور قوم اور عہدہ اور مشاہرہ اور عمر معلوم ہو اور یہ ظاہر ہو کہ کہان
متعین ہے اور کیا کام کرتا ہے اور کب سے نوکر ہے اور کیا کیا ہنر جانتا ہے اور
اسیطرح جملہ ملازمین اور عہدہ داران و منصب داران اور وظیفہ خوران کی نسبت بھی
مطلوب ہے اور دفتر مال کا بھی خلاصہ ایسا ہو جس سے کمی اور بیشی جمع کی نسبت

حکایت تمہیدی

سالہاے گذشتہ و پیوستہ کے معلوم ہو اور محبرائی و منہائی اور وصول و باقی دریافت ہو سکے اور خزانہ اور توشکخانہ اور دواب کی موجودات کی فہرست بقید نوعیت چاہیے بہت جلد ان سبکو درست کر کے پیش کیجیے اور یہ تمکو معلوم ہوگا کہ نالشات رعایا مقدمات فوجداری اور دیوانی اور مال مین کیونکر گذرتی تہین اور انجام اونکا کیا ہوتا تہا اور یہ بہی معلوم ہو سکتا ہے کہ کتنے مقدمات کس سال مین دائر ہوے اور کتنے فیصل ہوے اور کتنے خارج ہوے اور نتیجہ کیا نکلا وزیر الممالک نے عرض کی کہ پیر و مرشد کاغذات جو حضور نے ارشاد فرماے تلاش و تجسس سے مرتب کر کے حاضر کرنا ممکن ہے مگر نالشات کا کوئی حساب نہین مل سکتا دادرسی کا تو دروازہ ہی بند تہا عرضیان اہل حاجت کی اگر گذرتی تہین تو حکام ماتحت کی نام دستخط ہو کر بہیج دیجاتی تہین مگر یہ نہین معلوم ہوتا تہا کہ انجام اونکا کیا ہوا بادشاہ نے کہا کہ یہ بہی دریافت ہونا ضرور ہے کہ کتنے آدمی محبس مین قید مین اور کیا علت ہے اور کتنے اضلاع مین اور کتنے فوج مین نظر بند مین اسکی فہرست بہی تیار کر کے جلد حاضر کرو وزیر نے بہت خوب کہکر تسلیم عرض کی اور اپنی کچہری کو گیا بادشاہ نے حکم دیا کہ ان سب مراتب کو منشی الملوک بذریعہ حکم قلمبند کر کے پاس وزیر الممالک کے بہیجے اور حکم دیا کہ ایک اشتہار اس مضمون کا تحریر ہو کر مقامات صدر مین مشتہر ہو اور ہر صوبہ و ضلع و قصبہ مین آویزان کیا جاے کہ جو شخص جس فن مین اور جس ہنر مین اور جس علم مین

حکایت تمہیدی

اور جس صنعت مین دستگاہ کامل رکھتا ہو اور اپنے فیض کو عالم مین شایع کرنا چاہتا ہو چاہیے کہ بواسطہ حکّام یا بلاواسطہ حضور مین اطلاع کرے بعد امتحان کے حسب لیاقت اوسکے پرورش کیجاویگی بادشاہ یہ احکام دیکر تخلیہ مین گئے اور اراکین دولت محکمہ وزارت مین آئے وزیر نے تمام عملہ کو مخاطب کرکے کہا کہ حضرت نے جو حکم دیا ہے وہ تم سبنے سنا اور سمجھے اب وہ دن اندھا دھند کے گئے شخص بیدار سے سابقہ ہے نالائق کا گذارا نہین ہے اپنے سررشتے کا کام جو شخص ہوشیاری سے انجام دے سکے وہ اپنی کارگذاری دکھاوے اور جسکو لیاقت نہو اوسکو مناسب ہے کہ استعفا دیکہ کنارہ کش ہو جاوے اس عہد مین ہر شخص اپنی لیاقت کے موافق عزّت و منصب پائیگا یہ کہکر اجرائے امور سلطنت مین مصروف ہوا تمام عملہ کے دلون مین تھرتھری پڑگئی اور خوف باز پرس سب پر طاری ہوا بادشاہ نے اپنا دستور مقرر کیا کہ تھوڑی رات رہے بیدار ہو کر بعد فراغت ضروریات کے حمام کرنا اور تبدیل لباس کرکے نماز پڑھنا سوار ہو کر تفریح کے واسطے جانا جاتے ہوے سواری کو تیز لیجانا پھرتے ہوئے آہستہ آہستہ آنا راہ مین ہر طرح کی تفتیش کرنا اور مستغیثون کی عرایض لینا اور متوجہ ہو کر سُننا پلٹ کر دربار عام مین سب مجرائیون کا سلام لینا دربار خاص مین بیٹھکر کاغذ ملاحظہ کرنا امور کلیات سلطنت کو نافذ کرنا اور دستورات قدیم کو اصلاح و ترمیم کرنا اور قواعد نامناسب کو منسوخ کرنا

حکایت تمہیدی

اور قواعد جدید عدل و انصاف کے جاری کرنا وہانسے اوٹھکر محل مین جاکر
بادشاہ بیگم کو تسلیم بجالانا اور وہین خاصہ نوش فرمانا اور کلمات اطاعت و
تسکین زبان پر لانا وہانسے خوابگاہ مین آکر کتب کا مطالعہ فرمانا نماز کو وقت پر
ادا کرنا تیسرے پہر کو بعض منازعات جو لائق خود ملاحظہ فرمانیکے ہون اونکو
فیصل کرنا اور بعد نماز شام تخلیہ کرکے علما اور فضلا سے صحبت مین علم کا مذاکرہ
کرنا اور قریب نصف شب کے خاصہ نوش کرکے استراحت کرنا اسیطرح سے
جب چالیس روز گذر گئے اور مراسم چہلم بہرام شاہ کے ادا ہوچکے بادشاہ بیگم نے
وزیر الممالک کو ڈیوڑھی پر طلب کرکے کہا کہ خدا کی مشیت مین میرے اولاد
نرینہ ہونا مقدر نتھا تو اوسکا شکوہ کیا شکر ہے اوس کا کہ سلطنت اس
خاندان سے باہر نہین گئی جو مستحق و لائق اسکے تھا اوسیکو ملی میرا دل چاہتا ہے
کہ مین بعد کو میری سلطنت میری نسل دختری سے باہر نجائے تمہاری بھی صلاح
ہو تو مین شادی نیک اختر کی والا گہر کے ساتھہ کردون گھر کی گھر ہی مین
رہیگی اور اگر چراغ لیکر ڈہونڈہو نگی تو ایسا لائق داماد نہ ملیگا وزیر نے عرض کی
کہ خدا حضور کو سلامت رکھے فدوی کے دلمین کئی بار آیا کہ مین یہ مشورہ حضور مین
عرض کرون مگر رعب حضور کا مانع میری جرأت کا ہوا نہایت مناسب ہی
اگر اجازت ہو تو خدمتمین جہان پناہ کے عرض کرون اور فدوی کو یاد رہے کہ وہ
ایسے سعادتمند اور صاحب عقل سلیم فہم مستقیم ہین کہ اگر حضور کو اپنی کنیز کے ساتھ

حکایت تمہیدی

شادی کرنا منظور ہو تو وہ کبھی انکار نکرینگے اور یہ تو اونکے چچا کی بیٹی ہے طرح
سے پلہ برابر ہے بیگم صاحبہ نے فرمایا بہت اچھا اونکا استمزاج لیکر ویسا عرض
کرو وزیر نے تخلیہ مین عادل شاہ سے مکنون خاطر بادشاہ بیگم کا ظاہر کیا گردن
جھکا کر کہا کہ مین بہر حال تابع فرمان ہون جو اونکی مرضی ہے اوسمین مجھکو مجال
عذر و تامل کیا ہے مین غلام بے زر ہون اگر مجھکو بیچ بھی لین تو عذر نہین ہے الغرض
تاریخ معین ہوئی بڑی دھوم دھام سے شادی ہوگئی عادل شاہ شبانہ روز
مصروف انتظام تھے کاغذات کا دیکھنا اور حسب مناسب عزل و نصب کرنا
ڈھونڈہ ڈھونڈہ کر لائق اور ہوشیار اور ممتحن اور کارگذار افسر و حکام مقرر کرتے
جاتے تھے اور نالائقون کو نکالتے جاتے تھے کسیکو انعام دیکر عہدے سے موقوف
کیا کسی کو مادام حیات جاگیر یا تنخواہ خانہ نشینی مقرر کرکے رخصت کیا مردم نوجوان
جو مردمان کمرو اور کمزور او مسن تھے اونکو نکالکر نظامت مین بھرتی کرکے تحصیل کا
کام کرنیکو مقرر کیا سپاہ جنگی کو زور آور و قد آور آدمیون سے آراستہ
کیا ایسی خوش اسلوبی سے انتظام کیا کہ جسکو معزول و موقوف کیا وہ بھی
مداح و معترف احسان و سلوک گیا ہر ولایت اور ہر صوبہ و ضلع سے اہل کمال
چلے آتے تھے اور بعد امتحان حسب لیاقت عہدہ و منصب پاتے تھے ایکروز
ایک خبردار نے پرچہ گذرانا کہ بڑے چوک مین ایک شخص وارد ہوا ہے حالت
ظاہری اوسکی سقیم ہے مشہور حکیم ہے گزی اور کمل کے سوا کوئی لباس نہین ہے

حکایت تمہیدی

بجز چند کتابون کے کچھ پاس نہین ہے اوسنے ایک اشتہار بقلم جلی نہایت خوشخط
لکھکر اپنی فرودگاہ کے دروازے پر چسپان کیا ہے امور عجیبہ کا اوسمین ذکر لکھا ہے
نقل اشتہار منسلک پرچۂ اخبار نظر اقدس سے گذرتی ہے ۔

نقل اشتہار فیض آثار

ہر خاص و عام پر واضح ہو کہ مین ایک بندہ ذلیل خدا ہون وطن مالوف سے جدا ہون
فقیر دولتمند ہون مقلد حکمائے خردمند ہون جو دولت حق تعالی نے مجھکو دی ہے
اوسکا نفع خلق کو پہونچانا مقصود ہے جسکی تفصیل ذیل مین مجدود ہے وہ وہ کمال
کاسۂ فقیر مین موجود ہے اول مردونکو جلاتا ہون دوم بہائم کو آدمی بناتا ہون
سوم کور مادر زاد کو بینائی دیتا ہون چہارم خانۂ تار کو بے مشعل و شمع کے
روشنائی دیتا ہون پنجم محتاجون کو دولت دکھاتا ہون ششم نامردون کو
مردمی کی قوت لاتا ہون العبد بندہ ذمیم عبد الحکیم اس خبر کو
دیکھکر عادل شاہ نے کہا یہ عبارت لائق فکر و غور ہے اسکا ظاہر اور ہے اور
باطن اور ہے بیشک یہ شخص جامع کمالات ہے لائق ملاقات ہے اپنے معتمدین
سے ایک شخص کو حکم دیا کہ تو جاکر ہماری طرف سے بعد سلام پیام دے کہ ہمکو
تمہاری ملاقات کا اشتیاق ہے اگر ہرج اوقات نہو تو تکلیف فرمائیے فرستادہ نے
جاکر پیغام بادشاہ کا پہونچایا اوسنے سر تسلیم کو باادب جھکایا اور زبان پر لایا
کہ مین فقیر دہ بادشاہ جہانگیر میرا لباس گدایانہ لائق دربار شاہانہ نہین ہے

حکایت تمہیدی

بالفرض اگر جاؤن تو نذر کو زر و دینار کہان سے لاؤن اگر اس تہیدستی پر بھی طلب
مین اصرار ہے تو بشرط منظوری چند شرائط البتہ حاضری سے دفع انکار ہے
اوّل یہ کہ ارکین سلطنت و دولت پیشوائی کو آئین دوم یہ کہ وزیر الممالک
در دیوان خاص سے ہمراہ لیجائین سوم یہ کہ حضرت ظلّ سبحانی سرو قد تعظیم
کرین اور اپنے برابر جگہ دین اگر یہ التماس منظور نہین تو فقیر کو بھی ملازمت کچھ
ضرور نہین پیغام بر نے تمام تقریر کو حضور بادشاہ مین عرض کیا عادل شاہ نے
بعد غور کے کہا کہ ہمکو یہ سب منظور ہے دوسرے روز پر ملاقات کا حوالہ ہوا
اور وزیر کو استقبال کا حکم ملا جب وقت آیا چند خواص طلب مین روانہ ہوئے
حکیم نے کمّل کی عبا اوڑہ لی ایک لکڑی ہاتھہ مین لیکر اوٹھہ کھڑا ہوا اور دولت
پر ارکین سلطنت نے سلام کیا اور ہمراہ ہوے دروازۂ دیوان خاص پر وزیر الممالک
نے آکر بعد سلام ہاتھہ مین ہاتھہ دیا کلمات شوقیہ کہتے ہوئے ساتھہ چلے جب
بادشاہ کے سامنے لب فرش پہونچے عادل شاہ خود اوٹھہ کھڑے ہوئے ایک
قدم بڑھکر ہاتھہ پکڑ لیا بغلگیر ہو کر برابر بٹھا لیا معانقہ کو نسبت بشرائط
مقبولہ اضافہ کیا بعد مزاج پرسی کے پوچھا کہ اسم شریف جواب مین حکیم نے کہا
عبد الحکیم سوال وطن مالوف جواب مسقط الرّاس حوالی یونان مسکن آبا
مازندران سوال عمر شریف جواب اسّی برس سے متجاوز سوال اشتہار مین
معنی لفظی مراد ہین یا اصطلاحی جواب معنی مصطلح مقصود ہین سوال

حکایت تمہیدی

مطالب اشتہار کی تفصیل چاہتا ہون جواب بیان اجمالی یہ ہے کہ سب
فواید علم و حکمت کے ہین اور بیان تفصیلی ہر فقرہ کا جدا ہے سوال فقرہ اول
کا کیا بیان ہے جواب علم بمنزلہ حیات کے ہے اور جہل ممات ہے جسطرح
میت کسی کو نہ نفع پہونچا سکتی ہے نہ ضرر یونہین جاہل قدرت کسی کی
نفع و ضرر پر نہین رکھتا اور صاحب علم آپ خود بھی منتفع ہو سکتا ہے اور غیر کو
بھی نفع و ضرر پہونچا سکتا ہے سوال جاہل اور میت کی تشبیہ تام نہین
جواب تشبیہ مین ہر جز و مشبہ کو مشبہ بہ سے مقابل ہونا ضرور نہین بلکہ تشبیہ
دینے والا جس امر خاص سے ارادہ کرے اوسی سے مشابہت مقصود ہوتی ہے
شیر کی شجاعت سے اگر انسان کو تشبیہ دین تو کہینگے کہ زید مثل شیر کے ہے
تو کیا سمجھا جائیگا کہ زید کے پاؤن چار ہین اور دُم بھی ہے اور درندہ بھی ہے اور
اگر کسی کو خوبصورتی مین چاند سے تشبیہ دین تو کیا یہ بھی مقصود ہوگا کہ چہرہ
اوسکا بالکل گول ہے اور کوئی علامت منہ اور ناک او آنکھ کے بھی اوسمین نہین
اسمقام مین مقصود میت سے اوسکی بے اختیاری ہے نفع و ضرر پہونچانیمین
سوال میت کے جسم کو اگر کوئی اوٹھا کر دوسرے شخص پر گرا دے تو
یقیناً اوسکی چوٹ لگیگی اور سگ و شغال اور مچھلیان اوسکے گوشت سے
نفع بھی اوٹھا سکتے ہین جواب میت کے اختیار سے کوئی امر نہوا بلکہ
غیر کے اختیار سے ضرر و نفع دونون ظہور مین آئے اسیطرح سے جاہل کا بھی فعل

حکایت تمہیدی

اضطراری بطور عادت کے ہے اوسکے انجام کو اچھا سونچکر نہین کرتا ہے اور
کسی نے اگر سمجھہ بوجھکر کیا ہے تو اثر اوس عقل کا ہے جو اوسکے ساتھہ پیدا
ہوئی ہے اور جاہل کی عقل بھی لائق اعتبار نہین ہے اسلیے کہ روشنی چشم
انسان کی حدِ نگاہ سے زیادہ نہین دیکھہ سکتی اگر کوئی شی دور ہو تو کوئی بے عینک
اور دوربین کے دیکھہ نہین سکتا اور اگر کوئی شے نہایت باریک ہو تب بھی اوسکی
ماہیت کو پہچان نہین سکتا اگرچہ نہایت قریب ہو لیس قوت بصر بشری
کو عقل سمجھنا چاہیے اور علم کو عینک اور خوردہ بین اور دوربین تصور کرنا چاہیے
اور دوسری وجہ تشبیہہ کی یہ ہے کہ جاہل جب مرجاتا ہے تو اوسکا قول و فعل
سب مرجاتا ہے اور صاحبِ علم جب مرجاتا ہے تو اوسکا فعل شخصی البتہ
مرجاتا ہے مگر قول اوسکا اور تصنیف اور تحریر اوسکی نہین مرتی اور جو عمل نیک
اوسنے جاری کیا ہے اور خلق نے اوسکو اختیار کرلیا ہے وہ سب اوسکے وجود
پر گواہی دیتے ہین اور جو فیض اوسکی ذات سے پیدا ہوا ہے جبتک خلق مین
باقی رہیگا تب تک عقلا اوسکو زندہ تصور کرینگے اس فقرے سے میرا مقصود
یہ ہے کہ مین انسان کو علم تعلیم کرتا ہون جس سے حیات ابدی حاصل ہوتی ہے
سوال فقرۂ دوم کی شرح بیان کیجیے جواب اسکا بیان یہ ہے کہ حیوان
اور انسان دونون پر تعریف عام حیوان کی صادق ہے اور فرق درمیان
بہایم و انسان کے عقل و فہم ہے اور علامتِ ظاہری انسان کی نطق ہے

حکایت تمہیدی

اسی وجہ سے بہایم کو حیوان صامت اور انسان کو حیوان ناطق کہتے ہین اور
بسبب اسکے انسان کو فضیلت ہے اور وجہ فضیلت یہ ہے کہ حق تعالیٰ
نے انسان مین تین قوّتین پیدا کی ہین قوّتِ بہیمی جسکو نفس امارہ کہتے ہین اور
قوّتِ سباعی جسکو نفس لوامہ سے تعبیر کرتے ہین اور قوّتِ ملکی جسکو نفس مطمئنہ
بولتے ہین اگر انسان نے نفس بہیمی کی اطاعت اختیار کی جانورون سے بدتر
ہوگیا اگر قوّت ملکی کے خصائل کو اختیار کیا تو ملائکہ سے ترجیح لیگیا اور ماہیّت
افعال وخواص کی بیعلم کے دریافت نہین ہوسکتی جاہل ہمیشہ متابعت نفس
امّارہ کی کریگا اور خصائلِ بہائیم اوسمین پیدا ہونگے میرا مطلب اس فقرے سے
یہ ہے کہ مین علم سکھا کر انسان کی نگاہ مین فرق درمیان بہائیم وانسان کے
جلوہ گر کرسکتا ہون جب انسان واقف ہوگا اور خصائلِ بہائیم کو چھوڑدیگا
اور جو صفات کہ انسان کے لائق ہین اونکو اختیار کریگا آدمی ہوجائیگا سوال
اس مطلب کی تفصیل اور توضیح اور خصائل سہ گانہ بتصریح بیان کیجیے اوّل قوّت ملکیہ
کی خاصیّت ہے فکر کرنا دریافت مین ہر شے کی حقیقت اور ماہیّت کے
اور تمیز کرنا ہر شے کی کیفیّت وکمیّت اور نفع وضرر مین دوم قوّت غضبی جسکو
سباعی کہتے ہین یہ باعث ہوتی ہے دلیری اور سختیون کے اوٹھا لینے کی
اور شوق سرداری وطلبِ جاہ کی سوم خاصّہ قوّتِ بہیمی کا یہ ہے کہ کھانے
پینے کی لذّت کیطرف رغبت کرے اور رفع شہوات اور جذب منفعت پر

حکایت تمہیدی

توجہ طبیعت ہو **سوال** ہر گاہ یہ قوتین انسان مین از روے خلقت کے پیدا ہین
تو انسان پر الزام عیب کا کیون ہوتا ہے **جواب** استعدادان سب قوتونکی
از روے خلقت ہے مگر جب یہ قوتین اعتدال پر ہونگی تو صفات حمیدہ پیدا ہونگے
اور جب اعتدال سے زیادہ یا کم ہونگے تو عیب ہوجائیگی اور سمجھنا انکا علم پر منحصر
ہے جسکو علم ہے وہ اپنے عیب پر واقف ہوگا تو کم کو زیادہ اور زیادہ کو کم کرکے
اعتدال پر لاسکیگا اور جاہل کے عیوب ترقی کرتے جائینگے **سوال** کسیقدر
عیوب قوت بہیمیہ اور قوت غضبیہ کے بیان کیجیے **جواب** **اوّل** قوت بہیمیہ
جب حالت افراط یا تفریط مین ہوگی تو اوس سے افعال ذمیمہ پیدا ہونگے
مگر جسقدر قلت اور کثرت قوت کی ہوگی ویسی ہی مراتب مین تفاوت ہوگا
جیساکہ ہر قسم کے جانورون کی عادات اور افعال مین تفاوت ہوتا ہے
ویسا ہی آدمیون کے افعال و عادات مین تفاوت ہوتا ہے تحصیل
معاش مین بعضون کی مشابہت کتّے کی ہوتی ہے کہ ایک گھر پر قناعت
نہین کرتا ہے اور تلاش خورد نیمین دوڑا دوڑا پھرتا ہے اور چرا کے
چھپا کے جسطرح بنتا ہے اپنا قوت حاصل کرتا ہے اور پھر خواہش اوسکی
کم نہین ہوتی اور بعضے کتّے ایسے بھی ہوتے ہین کہ ایک گھر سے دوسرے
گھر نہین جاتے اور یہ بات اکثر اثر تعلیم سے پیدا ہوتی ہے اور بعض آدمیونکی
مشابہت بکریون کی ہوتی ہے کہ اگر اونکو باندہ کر کہلائین تو آسودہ نہین

حکایت تمہیدی

ہوتی اور لاغر ہوجاتی ہے اور چھوڑ دو تو پھلے اوسی چیز پر رغبت کریگی جو
کسی کے ہرج ونقصان کے ہوا ایکطرف کو جنگل کی گھانس سبز وشاداب
لگی ہے اور ایکطرف پھولونکے درخت ہین اور چھوٹے قد ایسے ہین کہ بکری پیچھے
دو ٹانگے بھی نہون پہلے اوسی پر جھکے گی اور گھانس پر رغبت نکریگی یہی
حال بعض آدمیون کا ہے کہ جو ممنوعات عقلی اور شرعی ہین اونھین کیطرف
توجہ کرتے ہین رہ معیشت کہ جو طریقہ مناسب سے ہو اوسکی نسبت توجہ بھی
نکرینگے اور اپنی تن پروری سے غرض رکھینگے کسیکا نقصان ہو تو کچھہ غم نہین اپنے
واسطے ذلّت ورسوائی ہو تو کچھہ پروا نہین اور بعض کی مشابہت چوہونکی
ہوتی ہے کہ غیر کا نقصان شدید کرکے اپنی حاجت قلیل کو رفع کرتے ہین
ایسے لوگون سے ایسے افعال ہوتے ہین کہ اپنی شکم پروری کیواسطے غیرونکا
زوال نعمت کرڈالتے ہین اور اکثر آپ محروم رہ جاتے ہین اور پھر اوسی حرکت
کو کیے جاتے ہین اور یہی حال ہے جلب منفعت کا کہ اپنی رفع حاجت اور
حصول منفعت کیواسطے جھوٹ بولتے ہین فریب دیتے ہین چوری کرتے
ہین ڈاکہ مارتے ہین رہزنی اختیار کرتے ہین پیشۂ رذیل اور حرفہ ذلیل گوارا
کرتے ہین ذلتین اوٹھاتے ہین مارے جاتے ہین قید ہوتے ہین اور باز نہین
آتے ہین اور رفع شہوات مین بھی مراتب ہین بعضون کی مشابہت بکری اور
خوک کی ہے کہ اپنے غلبۂ شہوت مین دیوانے ہوجاتے ہین حلال وحرام اور نیک

وبد کی کچھہ پروا نہین کرتے اسی شوق مین از خود رفتہ رہتے ہین اور بعض کی
مشابہت کتّون کی اور دیگر درندہ جانورون کی ہوتی ہے کہ جب موسم اونکی
مستی کا آتا ہے تو کہانا پانی آرام کرنا سب بہول جاتے ہین اور ان اقسام کے لوگ
خوبی و زشتی پر نظر کمتر رکھتے ہین اور بعض فی الجملہ نفاست کو دخل دیتے ہین اور
حسن پرستی اور عیش پسندی مین افراط کرتے ہین ایسے لوگون کا انجام اونسے
زیادہ بد ہوتا ہے ایسے ہی عشقبازی اور حسن پرستی مین ہزارون گھر خاک مین
ملگئے ریاستین اور سلطنتین فنا ہوگئین اعزا و اقارب چھوٹ گئے اکثرون کے ہاتھہ پاون
ٹوٹ گئے اکثر مال دار افلاس مین مبتلا ہوے اکثر امراض سخت مین گرفتار بلا ہوئے
اکثرون نے اپنے کو اس آگ سے جلاکر خاک کر ڈالا بہتون نے زہر کہا کر اپنی
جان عزیز کو ہلاک کر ڈالا بعضے امرا ہین کہ جنکی ازواج کی انتہا نہین اگر اپنی اوقات
عزیز کو مصاحبت نسوانمین صرف کرین تو آٹھوین یا پندرہوین روز بھی باری
نہ آوے اسپر توارد اور تواتر ازواج کا منقطع نہین ہوتا اگر کوئی نصیحت کرتا ہے
تو اوسکا جواب دیتے ہین کہ ہماری زبان انواع اغذیہ کی خوگر ہوگئی ہے ایک
قسم کے کہانے پر ہمسے قناعت نہین ہوسکتی حالانکہ علت غائی سب کی
ایک ہے اور مقصود اصلی افراط مین ضایع ہوتا ہے اور وہ قباحتین پیدا ہوتی ہین
جنکا دفع کرنا دشوار ہے اور دنیا و آخرت دونو خراب جاتے ہین دوم قوتِ
غضبیّہ اور سباعیّہ کا خاصّہ کثرتِ قہر اور شدّت غلبہ اور شوق انتقام اور

حکایت تمہیدی

خشن مزاجی اور درشت طبعی اور طلب رفعت وثروت اور خواہش جنگ وصولت
ہوتا ہے ذراسی بات خلاف مزاج ہوجانے پر بگڑ جانا کلمات سخت منہ سے
نکالنا مار بیٹھنا اور درپے ہلاکت ہوجانا بیضرورت عقلی لڑ بیٹھنا اور کو بھی
ہلاک کرنا خود بھی صدمہ اوٹھانا خاصہ جانوران درندہ کا ہے جیسے شیر اور
بھیڑیا وغیرہ مشہور ہے کہ شیر کے بچّے بہت ہوتے ہین شیر کی مادہ کو جب بچّے
دودہ پینے کے لیے بہت گھیرتے ہین اور سب اپنی اپنی طرف منہ لگاکر چوستے ہین وہ
ناخوش ہوکر بعض بچونکو پاؤن سے یا ہاتھہ سے جھٹک دیتی ہے ناخن تیز
اوسکا اونکی جلد نازک مین لگجاتا ہے اوسی صدمے سے وہ مرجاتے ہین
بعضے درندہ جانور بھوک کی شدت مین اپنے بچونکو کھاجاتے ہین یہی حال ہے
بعضے غصّہ ور جاہلون کا کہ اپنی اولاد کو تربیت کرنا نہین جانتے اندک ناخوشی پر
اونکے ہلاک کا باعث ہوجاتے ہین اور اپنی احتیاج پر بیٹا بیٹی کو بیچ ڈالتے
ہین بعض قوی درندے ضعیف جانورونکو مارکر کھالیتے ہین جاہل بھی اسیطرح
اندک ملال پر آدمیون کو مار ڈالتا ہے اور حالت غضب مین مدت العمر کی
دوست کا دشمن ہوجاتا ہے آہوان صحرائی اور دیگر جانورون مین یہ خصلت
ہوتی ہے کہ ہر غول مین ایک افسر ہوتا ہے سب اوسکے تابع ہوتے ہین
اگر کوئی اونکے غول کا باہر نکلے تو اوسکو مارتے ہین اور جانے نہین دیتے اور
دوسرے غول کے جانور کو آنے نہین دیتے ہین انسان بھی طمع ثروت و

حکایت تمہیدی

وجب جا دہین ایسے ہی خود رفتہ ہوتے ہین کہ اپنی اولاد کی بیش روی گوارا
نہین کرتے چہ جاکہ غیر کی اور کتنے بیٹون نے طمع حکومت مین اپنے باپکو
مار ڈالا اگر چشم بینا سے دیکھیے تو ہزارون نظیرین اسکی موجود ہین سوال
صفات قوت ملکیہ کی کیا ہین جواب صراحت اسکی ذکر اخلاق مین
گذارش کیجائیگی مگر عموماً خاصہ قوت ملکیہ کا یہ ہے کہ صاحب قوت ملکیہ
صفات شہوانیہ اور صفات غضبیہ سے کارہ اور محترز رہتا ہے اور
ہمیشہ ہمت اوسکی کشف حقایق موجودات اور تحقیق حالات کائنات
پر متوجہ رہتی ہے اور فکر معاش پر معاد کو مقدم رکھتا ہے اور ہستی دنیا کو
چند روزہ اور بیوجود اور آخرت کو باقی سمجھتا ہے سوال قوت ملکیہ
کیا قوت بہیمیہ اور قوت سباعیہ کو بالکل معدوم کردیتی ہے جواب
اعتدال ہر قوت کا ممدوح ہے اور افراط و تفریط مذموم ہے جب قوت
ملکیہ اپنے اعتدال پر ہوتی ہے تو شدت اور حدت کو دونو قوتون کی
گہٹا دیتی ہے اور بقدر ضرورت اونسے اپنی متابعت مین کام لیتی ہے
یہ دونون قوتین اوسیطرح سے قوت ملکیہ کی مطیع ہوجاتی ہین جسطرح
غلبۂ قوت بہیمیہ اور قوت سباعیہ مین قوت ملکیہ ضعیف و مضمحل ہوجاتی
ہے سوال فقرہ سوم کی تصریح کیجیے جواب بیعلم کے آدمی اندہا ہی
کیسا ہی عمدہ مطلب لکہکر اوسکے ہاتھہ مین دیدو اوسکی خوبی سے واقف

حکایت تمہیدی

نہوگا اندہے کے ہاتھہ مین جہوٹا اور سچا موتی رکہدو تو وہ اوسکی اچھائی اور
برائی کیا سمجہے گا اندہے کے ہاتھہ مین ایک دوربین نہایت عمدہ جو ہزارون
روپیہ کے صرف سے طیّار ہوئی ہو دیجاے تو بجز اسکے کہ اوسکو وہ ٹٹول کر
سمجہے کہ ایک ڈہولنا ہے کسی کہیل کے وسطے بنایا گیا ہے اور کیا سمجہیگا اور
اوسکے فوائد اور منافع کو کیا جانیگا اسیطرح جاہل کے سامنے ایک اسطرلاب یا
کرۂ زمین بنا ہوا بہت اچہا رکہدیجیے تو وہ بجز اسکے کہ اوسکو لڑکونکا
کہلونا سمجہے اور کیا کرے گا پس اندہا اور جاہل دونو یکسان ہین جب انسانکے
ظلمت جہل دور ہوجائیگی اور شے شے مین جو صنایع بدایع بہرے ہوے ہین پہچاننے
لگے گا تو اوسپر اندہے سے بینا ہوجانا صادق آئیگا یہی مطلب ہے فقرۂ
سوم کا **سوال** فقرۂ چہارم کا حاصل بیان کیجیے **جواب** فقرۂ چہارم کا
یہ مطلب ہے کہ جاہل کا دل ویسا ہی اندہیرا ہے جیسا اندہیرا گہر ہوتا ہے
مثلاً ایک مکان نہایت عمدہ بنا ہوا ہے اور ہر طرحکی زینت سے سجا ہوا ہے
فرش بچہا ہوا ہے اپنے اپنے موقع پر کرسیان اور میز اور دنگل لگے ہین الماریان
دہری ہین آلات روشنی چنے ہین کسی اندہے کو حالت روشنی مین یا کسی بینا کو
جو ناواقف ہو اندہیرے مین لیجاکے اوس مکان مین چہوڑدین تو بجز اسکے کہ وہ
ٹہوکرین کہاے اور صاحب مکان کو الزام دے کہ بیوقوفی سے راستہ مین
ٹہوکر لگنے والی چیزین رکہدین ہین لطفِ عمارت اور حسنِ آراستگی اوسکو کیا

حکایت تمہیدی

حاصل ہوگا اسیطرح سے دیکھیے کہ حق تعالے نے ہر جسم انسان مین عجائب
صنعت اور انواع حکمت خلق کیے ہین اور عالم مین صنائع گوناگون اور
بدائع بوقلمون پیدا کیے ہین اور دلِ جاہل کا بے شمعِ علم کے اندھیرا ہے نہین
جانتا کہ جسم انسان مین کیا کیا عجیب باتین اللہ نے پیدا کی ہین اور دنیا
مین طرح طرح کی حکمتین دیکھکر نہین سمجھتا ہے کہ انکے منافع کیا ہین اور
مضار کیا ہین جب بھوکھا ہوتا ہے اور کہانیکو نہین ملتا ہے تو کہتا ہے کہ خدا نے
بھوک کو ناحق پیدا کیا کہ اسکے سبب سے بھیک مانگنی اور مزدوری و محنت
کرنی پڑتی ہے اگر علم کے نور سے دل انسان کا روشن ہوجاوے تو ہر چیز
اپنی خوبصورتی دکھانے لگے اور ہر چیز کا فائدہ نظر آنے لگے **سوال**
فقرہ پنجم کا کیا مطلب ہے **جواب** اسکا یہ مفہوم ہے کہ علم عجب طرح کی
دولت ہے خرچ کرنیسے کم نہین ہوتی بلکہ ترقی کرتی ہی اور بیعلم کے آدمی
محتاج ہے **سوال** اس مجمل کی توضیح کیجیے **جواب** دولتمندی سے
مراد ہے آسودگی اور استغنا اور خلاف اسکا احتیاج ہے عالم اور حکیم کے
پاس ہر طرحکی احتیاج آدمی لاتے ہین اور جو علم و کمال حاصل کرتا ہے
وہ دولتِ علم سے غنی اور غیر کی طرف احتیاج لیجانے سے مستغنی ہوجاتا ہے
جاہل مریض طبیب کا محتاج ہے کروڑون روپیہ کی دولت حالتِ
مرض مین جنگل کی ایک بوٹی کی برابری نہین کرسکتی ضرور ہے اگر دولتمند

حکایت تمہیدی

مریض ہو تو طبیب کے پاس احتیاج لاوے اگرچہ طبیب مفلس و نادار ہو
کسی سمجھدار جاہل کو اگر یہ خیال آئے کہ جاڑون کے موسم مین کنویکا پانی کیون گرم
ہوتا ہے اور گرمیون مین کیون سرد ہوتا ہے اور آسمان سے تارا ٹوٹ کر گرتا ہے
اور زمین تک نہین پہونچتا ہے یہ کیا چیز ہے تو بجز اسکے کہ کسی صاحب علم
کے پاس جاکے سوال کرے اسکا انکشاف کیونکر ہوگا لاکھون روپیہ خرچ کرے
تب بھی بغیر صاحب علم کے اسکی لِم دریافت نہین ہوسکتی یہ علم وہ دولت ہے
کہ اسکی طرف ہر شخص کو احتیاج ہے اور بے علم کا آدمی محتاج ہے سوال
فقرہ ششم کی کیا حقیقت ہے جواب اس فقرہ کا مفہوم اور مقصود
یہ ہے کہ مردمی سے مراد نہ صرف رجولیت و شہوت ہے اور نہ صدق تاب
لڑنیکو کہتے ہین یعنے عرف مین دونو طرح سے مشہور ہے اور اصطلاح حکما مین
مردمی سے مراد وہ صفات ہین جو ذکر فضائل مین بیان ہونگے از انجملہ علوئے ہمت
اور بلندی عزیمت ہے اور جہل تینون طرحکی مردمی کو زائل کرتی ہے علم
طب کی جہالت سے رجولیت مین فرق آتا ہے اور مصالح حرب و ضرب کے
لاعلمی سے انسان ہتک و بےعزتی کو گوارا کرکے میدان سے بھاگ جاتا ہے اور
علوئے ہمت کے منافع کی لاعلمی سے اور نادانی سے قصور ہمت کرتا ہے
اور بڑے بڑے عمدہ کامون کے عمل مین لانے سے محروم رہجاتا ہے جب علم
حاصل ہوگا تو تینون قسمونکی نامردی زائل ہوجائیگی اور قوت مردمی اور

حکایت تمہیدی

صادق آئیگی سوال اس مطلب کے بیان کو وسعت دینا چاہیے جواب
بلحاظ معنی رجولیت کے جب علم حاصل ہوگا تو اسباب زوال رجولیت سے
احتراز کریگا مثلاً بعد مباشرت کے آب سرد سے فوراً طہارت کرنا یا
مقتضائے حرص سے زیادہ تولید خون سے مباشرت مین افراط کرنی یا
نادانی سے تجرد اختیار کرنا اور معاشرت النسوانسے قطعاً کنارہ کشی عمل مین لانا
اور جب علم ہوگا تو ایسے کام کیون کریگا کہ جس سے زوال باہ ہو اور اگر کسی
سبب سے قصور و نقصان باہ عارض ہو جائیگا تو فوراً مطلع ہو کر علاج
کریگا اور اچھا ہو جائیگا اور بربنائے معنی دوم جنگ وجدال دو طرح سے
ممدوح عقل ہے یا حفظ ناموس آلہی یعنی حفظ شریعت کیواسطے جسکو اہل
شریعت جہاد کہتے ہین یا واسطے حفظ آبرو کے جسکو شجاعت کہتے
ہین دونوامر منحصر ہین حصول معرفت پر جو شخص وجود خدا کا قائل ہے
اور صاحب شریعت پر خالصاً ایمان لایا ہے اور بحکم خدا و پیغمبر کسی فرقہ
منکر شریعت سے لڑنیکو جائیگا اگر وہ شخص عارف کامل ہے کبھی ہزیمت
نہ اٹھائیگا اور جو مطلب شریعت کو اچھی طرح سے نہین سمجھتا ہے اور مراتب
خدائی اور بندگی کو اچھی طرح سے نہین جانتا ہے وہ اندک لغزش مین بھاگ
جائیگا اور جو اقتضائے عقل وحکمت سے لڑیگا وہ اپنی موت کو زندگی
سے بہتر جانیگا کبھی مقابلۂ دشمن سے قدم نہ ہٹائیگا اور جو جہالت مین

حکایت تمہیدی

مبتلا ہے اور ملامت عقلا سے خوف نہین رکھتا ہے وہ جان جائیگا اور
پیٹھ دکھائیگا سوال اس مطلب کو واضح تر بیان کیجیے جواب مثلاً کوئی
مرد عاقل یکہ و تنہا کسی ایسے دشمنون کے غول مین آگیا ہے کہ اوسکو یقین معلوم
ہے کہ اگر ہم اُنسے لڑینگے تو بھی مار ڈالے جائینگے اور اگر نہ لڑینگے تو بھی مارے
جائینگے تو ایسے وقت مین مقتضائے عقل یہ ہے کہ بیخوف مرنے پہ کمر باندھکے
لڑے اور جہانتک ممکن ہو کوشش کرے اگر غالب آگیا تو جان بھی بچی
اور عزت بھی رہ گئی اور اگر مارا گیا تو جان بلا سے گئی آبرو تو رہ گئی اور یہ بنائے
معنی سوم علوئے ہمت کا سبب علم و معرفت ہے اور قصور ہمت کا سبب
جہالت ہے جب انسان کا علم کامل ہوگا اور منافع کو خوب سمجھیگا تو تحصیل
مرتبہ کمال مین قصور ہمت نکریگا سوال اس بیان کو نظائر کے ساتھہ بیان
کیجیے جواب کتب تاریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ متوکل عباسی نے
امام حسین علیہ السلام کی قبر کھودنیکا اور خراب کر کے زراعت کرنیکا حکم دیا
اور اوسکے اہلکارون نے شروع بہ تعمیل کی عبداللہ یمنی نے کہ دانایان عصر
سے تھا سُنا اور بمقتضائے حمیت دینی اوسپر بہت سخت گذرا باوجود فقر
و درویشی کے کمر ہمت کو مضبوط کر کے بغداد کو آیا اور بہلول دانا کو جو دیوانے
بنے ہوئے تھے اپنا ہمراز بنایا حرف مطلب کو زبان پر لایا بہلول نے متوکل
سے کہا کہ ہمیشہ تو ہمکو گھر بنانیکی ترغیب دیتا تھا اب ہمکو گھر بنانا منظور ہے

حکایت تمہیدی

حکم دے تو ہم گھر بناوین بادشاہ نے کہا جہان پسند کرو بنالو بہلول نے
کہا ایک حکم اپنی مہرو دستخط سے تحریر کر دے کہ جہان ہم گھر بناوین کوئی
ہمسے تعرض نکرے اوسنے لکھدیا یہ اوس تحریر کو لیکر کہ بلا مین آئی اہلکارونکو
دکھایا اور کہا یہان ہم گھر بناوینگے سب خاموش رہ گئے بہلول او عبداللہ
یمنی نے یکا ہمین مٹی سے خام ایک مکان بنا کے مزار کا حفظ کیا کوئی
متعرض نہو سکا ایسا کار نمایان جو انسے سرزد ہوا غیر عارف جاہل سے
ممکن نتھا دوسری نظیر یہ ہے کہ کلمبس حکیم نے اپنے علم کی قوت سے
معلوم کیا کہ ایک خطہ زمین تختہ تحتانی برّ اعظم کا پانی سے نکلا ہونا چاہیے
اس بنا پر سامان مہیا کرکے اور مہینون کے عرصہ مین راہ دریا طے کر کے
امریکہ مین پہونچا اور اوس ملک پر قبضہ حاصل کیا بھلا جاہل بھی ایسے
ارادہ سخت کو خیال مین لا سکتا ہے اور شخص بے علم بھی اپنی جان کو ایسی
ہلاکت مین ڈال سکتا ہے سوال بادشاہ نے کہا کہ مین مطلب اشتہار کو
سمجھا اور کمال آپکا مجھپر ظاہر ہوا یہ سب فضائل حق ہین لیکن مجھکو تعجب ہے
کہ آپنے میرے پاس آنمین استقبال ارکان شاہی اور تعظیم کی شرط کی لائق حال
اس اعزاز ظاہری کو آپ بے وجود سمجھتے ہین اسکی خواہش کی وجہ کیا ہے جواب
فقیر کے نزدیک واقع مین تعظیم اور عظمت ظاہری ایک امر اعتباری ہے
اور منشا جاہ طلبی کا ہے مگر فقیر نے جو درخواست استقبال ارکین سلطنت

حکایت تمہیدی

اور تعظیم خدام خود بدولت کی کی اسکی دو وجہین تہین اول یہ کہ فقیر کو منظور تہا کہ مقدار شوق خدّام کو نسبت علم اور اہل علم کے دریافت کرون کہ کسقدر ہے اگر قدر علم وکمال کی نظر انور مین بمرتبہ نہایت ہے تو ایسے امور اعتباری مین حضور دریغ نفرمائینگے ورنہ ایک فقیر ذلیل کے واسطے اتنا بڑا اعزاز ظاہری کب گوارا ہوگا دوم یہ کہ جسوقت یہ خبر عالم مین شایع ہوگی کہ بادشاہ قدر دان نے ایسی اہل علم کی توقیر فرمائی تو ہر طالب علم کو طرف تحصیل علم کے شوق کامل ہوگا اور اگر ایسا ہی چرچا رہا تو تہوڑے عرصہ مین ملاحظہ فرمائینگے کہ کتنے اہل علم وکمال حضور کے ملک مین پیدا ہوئے سوال بادشاہ نے کہا حق تعالے آپکو جزائے خیر عطا کرے اب مین چاہتا ہون کہ جس علم کی صفت آپنے شرح اشتہار مین بیان کی ہے اوسکو بیان کیجیے کہ علم کیا چیز ہے اور اقسام اوسکے کتنے ہین جواب عرف حکما مین حکمت سے مراد ہے جاننا ہر شے کی ماہیت کا جیسے کہ وہ ہے اور کرنا ہر کام کا جیساکہ از روے عقل کے کرنا چاہیے بقدر امکان بشری کے اسوجہ سے حکمت کی دو قسمین ہین ایک علم دوسرے عمل علم تصوّر ہے حقیقت موجودات کا اور تصدیق ہے اوسکے احکام کی جیساکہ واقع مین ہو بقدر قوت انسانی کے اور عمل کام مین لانا ہی اون حرکتون کا او صنعتونکا موافق قدرت بشری کے جسمین عیب اور نقصان اوس کمال کا نہو جسکی طرف نفس انسان متوجہ ہے اور جسکو یہ دونو باتین

حکایت تمہیدی

حاصل ہون وہی حکیم کامل ہے اور وہی انسان صاحب فضائل ہے اور
مرتبہ اوسکا بلند ترین مراتب انسانی ہے چنانچہ حقتعالے قرآن مجید مین
فرماتا ہے يُؤتِي الحِكْمَةَ مَن يَشَاءُ وَمَن يُؤتَ الحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ
خَيْرًا كَثِيرًا یعنے حقتعالے حکمت عطا فرماتا ہے جسکو چاہتا ہے اور
جسکو حکمت عطا کی ہے اوسکو بہت سی نیکیاں عطا کین جب یہ معلوم ہوا
کہ حکمت مین علم سے مراد جاننا ہے ہر شے کا جیسی کہ وہ ہو تو جتنی قسمین موجودا
کی ہونگی اوتنی ہی قسمین علم کی بھی ہونگی اور موجودات کی دو قسمین ہین ایک
وہ ہے جو تصرف و تدبیر جماعت انسان پر موقوف ہو اور ایک وہ ہے
جسکا وجود قدرت و اختیار انسان سے باہر ہو قسم دوم کو حکمت نظری
کہتے ہین اور قسم اول کو حکمت عملی کہتے ہین اور موجودات قسم اول دو حال
سے خالی نہین یا وہ ایسے اشیا ہین کہ جنکا وجود محتاج مادہ کا نہین ہے یا وہ
ایسے ہین کہ جو بے مادہ کے وجود پذیر نہین ہو سکتے اور جو اشیا بے مادہ کی
موجود نہین ہو سکتے انکی بھی دو قسمین ہین ایک وہ ہے جسکی تعقل مین مادہ
معین کی شرط نہو اور دوسرے وہ کہ جسمین مادہ معین مشروط ہو پس حکمت
نظری کی تین قسمین ہوگئین پہلی کو علم مابعد الطبیعہ کہتے ہین اور دوسری کو
علم ریاضی کہتے ہین اور تیسری کو علم طبیعی کہتے ہین اور ہر ایک علم کے کئی اجزا
ہین بعض اجزا بجائے اصول کے ہین اور بعض اجزا بجای فروع کے ہین

حکایت تمہیدی

پس اصول مابعد الطبیعہ کے دو ہین اوّل معرفت جناب احدیت کی اور
مقربان درگاہ عزت کی مثل عقول و نفوس کے کہ بحکم پروردگار سبب
اور باعث دیگر موجودات کے ہوئے ہین اور احکام اُنکے اس علم کو علم الٰہی
کہتے ہین دوّم معرفت امور کلّی موجودات کے مانند وحدت و کثرت و وجوب
و امکان و حدوث و قدم اور اوسکے متعلقات کی اسکو علم فلسفہ اولے
کہتے ہین اور اس علم کے فروع ہین مثل معرفت نبوت و شریعت و امامت
و معاد و غیرہ کی اور جو مثل اسکے ہے اور اصول علم ریاضی چار ہین اوّل
معرفت مقادیر ہین اور اوسکے احکام و لواحق ہین اسکو علم ہندسہ کہتے ہین
دوّم معرفت اعداد ہین اور اوسکے خواص و احکام ہین اسکو علم عدد و علم
حساب کہتے ہین سوّم معرفت اوضاع اجرام علوی کے ساتھ اجرام سفلی
کے اور معلوم کرنا اوسکے اختلاف کا و مقدار کا اور حرکات کا اور العاد کا
اسکو علم نجوم اور علم ہیأت کہتے ہین اور احکام سعادات اور نحسات نجوم
اس علم سے باہر ہین چہارم معرفت نسبت موتلفہ کے باعتبار مناسبت آواز
کے اور گھٹنا بڑہنا اوسکا اور جو اوسکے متعلق ہے اسکو علم موسیقی کہتے ہین اور
فروع علم ریاضی کے کئی ہین جیسے علم مرایا اور علم جبر و مقابلہ اور علم جر ثقیل
اور مثل اسکے اور اصول علم طبیعی کے آٹھ ہین اوّل معرفت مبادی متغیرات
کے مثل تغیر زمان و مکان و حرکت و سکون اور نہایت و غیرہ کے اسکے

حکایت تمہیدی

علمِ سماءِ طبیعی کہتے ہین دوم معرفت اجسامِ بسیطہ و مرکبہ کی اور احکام
بسایط علوی اور سفلی کے اسکو علم سماء عالم کہتے ہین سوم معرفت ارکان
وعناصر اور تبدل صورتون کا مادّہ مشترک سے اسکو علمِ کون و فساد کہتے ہین
چہارم معرفت اون اشیا کی جو سبب ہین حوادثِ ہوائی اور ارضی
کے مانند رعد و برق و صاعقہ و باران و برف وغیرہ کے اسکو علمِ آثار
علوی کہتے ہین پنجم معرفت مرکبات کے اور کیفیت ترکیب اونکی اسکو
علمِ معدنیات کہتے ہین ششم معرفت اجسامِ نامیہ کی اور اونکے
نفوس و قوت کی اسکو علمِ نباتات کہتے ہین ہفتم معرفت احوال اجسام
متحرکہ کی اور اونکے نفوس و قوت کی اسکو علم حیوانات کہتے ہین ہشتم
معرفت نفسِ ناطقہ انسانی کی اور اوسکی تدبیر و تصرف کی بدن مین اور
غیر بدن مین اسکو علمِ نفس کہتے ہین اور فروع علم طبیعی کے بہت ہین جیسے
علمِ طب اور علمِ احکامِ نجوم اور علمِ فلاحت وغیرہ یہ گویا فہرست اجمالی
علمِ حکمت نظری کی ہے جو گذارش ہوئی سوال اس فہرست مین
علمِ صرف و نحو و منطق و معانی و بیان و ادب کا کچھہ ذکر نہین آیا کیا یہ علوم
حکمت سے باہر ہین جواب معرفت علم صرف و نحو کی واسطے صحت
الفاظ کے ہے اور علمِ معانی و بیان واسطے حفظ غلطی معانی کے ہے اور
علمِ منطق واسطے اکتساب مجہولات کے اور علمِ بدیع واسطے حسنِ فصاحت

حکایت تمہیدی

اور لطفِ بلاغت کے ہے کلام مین گو تعریف علومِ حکمیت سے یہ علوم باہر
ہین لیکن بمنزلہ آلات اور ادوات علومِ حکمیہ کے ہین اور وسیلہ تحصیل ہین حصول
علمِ حکمت کے سوال اب تفصیل حکمتِ عملی کی بیان ہونا چاہیے
جواب حکمت عملی سے مراد ہے جاننا مصالح حرکات ارادی کا اور فوائد
اعمال صناعی نوع انسان کا جسطرح پر کہ انتظام احوال معاش و معاد کا
اقتضا کرے اور ذریعہ حاصل ہونے اوس کمال کا ہو جسکی طرف انفس متوجہ
ہے اور یہ علم دو قسم پر ہے اوّل وہ ہے جو ہر شخص کی ذات کیطرف
راجع ہو اور دوم وہ ہے جو طرف ایک جماعت کے بمشارکت راجع ہو
قسم دوم بھی دو قسم پر ہے ایک وہ جو اوس جماعت کے ساتھ تعلق ہو
جو ایک گھر مین شریک ہون دوسرے وہ ہے جو تعلق اوس جماعت
کے ہو جو شہر و ولایت اور اقلیم و مملکت مین شریک ہون اس واسطے
حکمتِ عملی کی بھی تین قسمین ہین اوّل کو تہذیب اخلاق کہتے ہین دوم کو
تدبیر منزل اور سوم کو سیاست مدن کہتے ہین سوال اس تفصیل سے
علمِ تفسیر اور علمِ حدیث اور علمِ فقہ کے مطالب باہر معلوم ہوتے ہین جواب
مبادی مصالح اعمال اور محاسن افعال نوع بشر جو متضمن انتظام امور
معاش و معاد ہین اصل مین یا از روے طبع کے ہون یا از روے وضع کے
جسکا مبدا طبع ہے اوسکی تفصیل اوسکی موافق راے اہل بصیرت اور تجربہ

حکایت تمہیدی

فہرست کے سوی ہٗ اور اختلاف روزگار اور انقلاب آثار سے مختلف

اور متبدل نہو وہ سب احکام اوسی حکمت عملی کے ہین اور جسکا مبدا وضع

ہے وہ دو حال سے خالی نہین ہے یا سبب وضع اتفاق راے کسی جماعت

کا ہے تو اوسکو ادب اور رسوم کہین گے یا سبب وضع کا اقتضاے راے

کسی بزرگ کا ہے مانند پیغمبر اور امام کے اوسکو ناموس آلہی کہینگے اوسکی بھی

تین قسمین ہین جو ہر شخص کی ذات سے تعلق رکہے وہ عبادات و احکام ہین دوم

جو گھر والون کی نسبت مین مشترک ہین اوسکو عقود اور معاملات کہتے ہین

سوم جو فیما بین اہل شہر و اقلیم کے مشترک ہے وہ حدود و سیاسات ہین

ان سب کو علم فقہ کہتے ہین اور ماخذ علم فقہ کا علم تفسیر اور علم حدیث ہے

مگر فہرست علوم حکمیہ مین جوان علوم کو شمار نہین کرتے اسکی وجہ یہ ہے

کہ حکیم متوجہ اون علمون کا ہوتا ہے جنمین اختلاف زمانہ اور انقلاب روزگار

سے زوال اور انتقال واقع نہو اور اون علوم مین نسبت تبدیل ملت کے

اور اختلاف شریعت کے تجاوز اور تفاوت ہوجاتا ہے اسوجہ سے تعریف

اجمالی حکمت عملی مین یہ علوم بھی داخل ہین اور تفصیل سے خارج ہین اور

شرح اسکی اپنے محل مین مذکور ہے سوال بادشاہ نے کہا مین آپکے علم و

کمال سے بہت راضی ہوا اب چاہتا ہون کہ آپ سے مطالب حکمت

عملی یاد کرون اور اوسکو اپنا معمول بہ گردانون اوسکو بفرصت مختلف

حکایت تمہیدی

جلسون مین استفاضہ کرون گا اسوقت چند مطالب کا بیان چاہتا ہون

اوّل یہ کہ انسان کن وجوہ سے اشرف مخلوقات ہے **جواب** عالم سفلی

مین موجودات کی تین قسمین ہین جمادات اور نباتات اور حیوانات اور

یہ تینون قسمین بجہت اسکے کہ حدّ معنوی مین سب شامل ہین اور اجسام طبعی

سبکو حاصل ہین سب یکسان ہین لیکن بعد امتزاج عناصر اربعہ کے جیسے قابلیت

جسمین پیدا ہوے اوسکے واسطے ویسی فضیلت بھی ہے مثلاً جمادات مین

زمین سے اور جو زمین قابلیت زراعت کی رکھتی ہے بہ نسبت اوس زمین کے

جو لیاقت اوسکی نہین رکھتی ہے ضرور ہے کہ بہتر اور افضل کہی جائے اور سنگ

معدنی بہ نسبت سنگ کوہی کے اور آب شیرین بہ نسبت آب شور کے افضل

واشرف کہا جائے اور نباتات بہ نسبت جمادات کے اسواسطے اشرف ہین کہ

بہ نسبت جمادات کے نباتات مین قابلیت قبول اشکال مختلف کے اور نفع

خلق کا زیادہ ہے اوس جنس مین جسمین استعداد زیادہ ہے اوسیکو فضیلت زیادہ

ہے مثلاً بہ نسبت اوس گھانس کے جو تاثیر ہوا سے بے تخم کے خودبخود پیدا ہوتی

ہے اور تہوڑے دنون کے بعد فنا ہو جاتی ہے وہ درخت افضل ہین جو تخم سے

پیدا ہوتے ہین اور ایک مدّت معیّن تک بقا کرتے ہین اور اونکی جڑ سے اور

پھول سے اور پھل سے اور پتّون سے خلق کو منافع مختلف پہونچتے ہین اور

پھر تخم اونکا اپنے نوع کے پیدا کرنیکا باعث ہوتا ہے ایسے درختون سے

حکایت تمہیدی

اتنجا سیوہ دار فضیلت رکھتے ہین اور بہ نسبت نباتات کے حیوانات اس وجہ
سے فضیلت رکھتے ہین کہ وہ اپنے ارادہ سے حس و حرکت کرتے ہین ان مین
بھی جسمین جسقدر طاقت حرکت ہے اوسکی رتبہ مین اوتنا ہی تفاوت ہے
مثلاً ایک کیڑا ہے جو باقتضائے فصل تاثیر ہوا سے پیدا ہوتا ہے اور بے اسکے
کہ توالد اور تناسل کرے فنا ہو جاتا ہے اسکے بہ نسبت وہ کیڑا جو توالد اور
تناسل کرتا ہے افضل ہے اور کیڑون سے پس وہ جانور افضل ہین جو چار پاؤن سے
چلتے ہین یا پرون سے اوڑتے ہین اور اپنی قوت کے حاصل کرنےمین کوشش
کرتے ہین اور اپنے بچون کی پرورش کرنے اور اپنے ضرر سے خائف
رہتے ہین اور بہترین بہایم وہ جانور ہین جسمین فراست زیادہ ہے اور اثر تعلیم
اونپر جلد موثر ہوتا ہے جیسے گھوڑا اور باز چرا اور انمین جسکو ادراک تعلیم زیادہ
ہے اوسکو فضیلت زیادہ ہے اور یہ انتہا مرتبہ بہایم کی اور ابتدا مرتبہ
انسان کی ہے اور انسان کو حیوانات پر اسوجہ سے فضیلت ہے کہ انسان
صفت نطق سے موصوف ہے اور بسبب اس صفت کے انسان سب
اقسام اجسام سے ممتاز ہے مگر نطق سے مراد فقط بولنا اور باتین کرنا نہین
ہے بلکہ مراد اس سے قوت ادراک معقولات ہے اور قدرت اس بات کی
کہ نیک اور بد مین تمیز کرے اور خیر کو شر سے جدا کرکے پہچانے اور اسی وجہ سے
حق تعالے نے انسان کے جملہ حوائج کو حوالہ راے اور تدبیر پر اوسکی چھوڑا ہے

حکایت تمہیدی

رکھا ہے دیکھیے بہایم کو کہ حفظ سرمایہ کیواسطے اونکی کہال موٹی اور بال گنجان
دراز پیدا کیئے اور پیدائیش کے ساتھہ اونکے دانت ہوتے ہین تا وہ غذا اپنی نباتات
سے حاصل کرین اور انکی زبانون کو اچھے ذائقہ کا آشنا نہین کیا تا وہ ہرطرح
کی گھاس اور پتّی کہانے سے نفرت نکرین اور دفع ضرر کیواسطے اونکو
ہتیار بھی عطا کیئے کسیکو شاخین دین اور کسیکو سم اور کسیکو دانت دیئے اور
پرندونکو پر عطا کیئے تا بذریعۂ پرونکے اوڑین اور جہان رازقہ اپنا پاوین
حاصل کرین اور جسکے واسطے جیسی غذا مناسب ہے اوسکے لیے ویسی ہی منقارین
اور پاؤن خلق کیے جو چڑیان دریائی ہین کہ بے شناوری اونکی کارسازی رزق
کی نہین ہوتی اونکے پاؤن چہوٹے اور پیرونکی اونگلیون مین پردے پیدا کیئے
تا اوسکے ذریعہ سے بآسانی شنا کر سکین اور جنکی غذا پانی مین کھڑے رہنے
سے ہے اونکے پاؤن دراز پیدا کیے اور بقدر حاجت اونکے مزاجون کو متحمل
گرمی اور سردی کا پیدا کیا اور کوئی کارسازی اونکی منحصر صناعت پر نہین
رکھّی اور جسکو محتاج صناعت کیا ہے اونکو صناعت بھی تعلیم کردی کہ
دوسرے جنس کی اعانت اور امداد کے محتاج نہین ہین بخلاف انسان کے
کہ انسان کی غذا اور لباس اور جلب نفع اور دفع ضرر سب منحصر صناعت پر
ہے جبتک کہ زمین کو جوت کر تخم نہ بویا جاوے اور غلہ نہ پیدا ہوا اور گوندہا اور
پیسا اور بنایا اور پکایا نجاوے رازقہ بشر کا بہم نہین پہونچتا اور جبتک روئی

حکایت تمہیدی

یا ابریشم وغیرہ کا تانا بنائے اور بنا بنائے اور درخت سے بوٹ تک لباس ممکن
ہو اور ان سب باتون کی استعداد اور قوت بشر مین پیدا کی تا اپنی حسب
سے اور اپنی راے وتدبیر سے سامان اپنی معیشت کا مہیا کرے اوسیطرح
نیکی اور بدی معاد کو بھی اونہین کی راے اور تدبیر پر حوالہ کیا کہ چاہین
اپنے افعالِ نیک سے حُسن آخرت اختیار کرین اور چاہین بد افعالی سے
اپنا سوءِ خاتمت اختیار کرین اور نوع بشر مین بہ نسبت نباتات اور حیوانات
کے تفاوت مراتب کا بہت ہے بعض بشر ہین جو صورت انسان کی
رکھتے ہین اور خصائل اونمین بہائم کے ہین اور بعض ایسے ہین جو بہ نسبت
اونکے کسیقدر سمجھتے ہین اور کسیقدر فکر معیشت کرتے ہین اور فضیلت ایک کی
نسبت مین دوسرے کے اوسیقدر ہے جتنا فہم اونکا زیادہ ہے اور صناعت
اوسکی نازک اور دقیق ہے مثلاً مزدور ٹوکری کا اوٹھانیوالا دو آنے روز پاتا
ہے اور بیلدار جو مٹی کھودکر خمیر کرتا ہے اور دیوار بناتا ہے وہ تین آنے
روز پاتا ہے اور معمار چار آنے روز پاتا ہے اور جو معمار نقاشی کا کام کرتے ہین
وہ چھ آنے روز پاتے ہین اور مصور اور نقاش جو باریک اور عمدہ کام کرتے
ہین وہ اس سے بھی زیادہ پاتے ہین اسیطرح جسکا فہم اور علم اور کمال جتنا
زیادہ ہے اوتنی ہی اوسکو فضیلت زیادہ ہے جو لوگ امور معاش کیطرف
صرف بقدر ضرورت توجہ کرتے ہین اور ہمہ تن اصلاح امور معاد مین متوجہ

رہتے ہین اور نفس اونکا ہمیشہ طالب کمال رہتا ہے اونکو تمام نوع بشر پر
ترجیح اور فضیلت ہے اور جنکے قلوب خیانت سے بالکل پاک ہین اور جملہ
امور جزئی و کلّی اونکے اعلےٰ درجے کے کمال کے طالب ہین اونکو حق تعالےٰ
وحی اور الہام سے تائید فرماتا ہے اونکی مثال ویسی ہی ہے جیسے اون آدمیونکی
جنکی صورت انسان کی اور خصائل بہایم کے ہین اسیطرح سے یہ اشخاص جو
ایسا کمال رکھتے ہین اونکی صورتین بظاہر انسان کی ہین اور خصائل اونکے
فرشتونکے ہین بلکہ فرشتون پر بھی نوع بشر کو فضیلت اسیوجہ سے ہے
کہ فرشتون کو حق تعالے نے صرف نور اور روح سے پیدا کیا ہے اور قوت
ملکیہ اونمین جبلّی ہے اور قوّتِ غضبیہ اور بہیمیہ انمین پیدا نہین ہوئی
وہ موافق اپنی خلقت کے کام کرتے ہین اور انسان باوجود اسکے کہ اونمین
قوّت غضبیہ بھی پیدا ہے اور وہ لوگ اپنی نفسونکو حرکات بہیمی اور غضبیہ سے
بچاکر خصائل ملکوتی کو فعل مین لاتے ہین اسوجہ سے زیادہ فرشتون سے
مستحق فیضان انوار الٰہی کے ہوتے ہین اور ایسے ہی لوگ شرف نبوّت اور
مرتبۂ امامت اور رتبۂ ولایت پر سرفراز ہوتے ہین اور چونکہ یہہ لوگ جنس
انسان مین ہین انہین کے سبب سے نوع انسان کو اشرف الموجودات کہتے
ہین اور یہی معنی ہین آیہ فضّلنا بعضکم علےٰ بعضٍ کے **دوم** یہ خلق
کیا چیز ہے اور کیونکر پیدا ہوتا ہے اور تغیّر اخلاق کا ممکن ہے یا نہین **جواب**

خلق مراد ہے اوس ملکہ سے جو نفس انسان کو حاصل ہوتا ہے اور سبب اوسکے
انسان بے غور و فکر کے کسی فعل کو عمل مین لاتا ہے اور نفس انسان مین پیدا ہونا
ملکہ کا دو طرح سے ہے ایک طبیعت سے دوسرے عادت سے جو طبیعت سے
ہو وہ اسطرح سے ہے کہ اصل مزاج اوس شخص کا اوس فعل کے صادر ہونیکا اقتضا کرے
مثلاً ایک شخص ہے کہ تھوڑی سی تحریک مین غصہ اوسکا جوش مین آتا ہے یا ایک
شخص ہے کہ مجرد سُننے کسی آواز کے یا دیکھنے کسی چیز کے خوف اور بد دلی اوسپر
عارض ہو جاتی ہے یا کوئی شخص ہے کہ ذری سی بات مین رنج و اندوہ اوسپر
بہت طاری ہو جاتا ہے یا کسیکو تھوڑی سے تعجب مین ہنسی بہت آتی ہے
اور عادت وہ ہے کہ کسی شخص نے کسی کام کو بارادہ اپنے اختیار کیا ہو اور کرتے
کرتے اوس کام سے طبیعت اوسکی مونست ہو گئی اور کثرتِ مزاولت سے
غور و فکر کی احتیاج نرہی اور نہایت سہولت سے وہ کام اوس سے
ہونے لگا اور حکما کے اقوال اس باب مین مختلف ہین بعض کا قول ہے
کہ طبیعت انسان کی اصل مین نیک پیدا ہوئی ہے اور افعال بد اوس
سے بسبب اسکے صادر ہوتے ہین کہ تربیت اور تعلیم اوسکی اچھی نہین
ہوئی ہے اور صحبت اچھی نہین پائی اور بعض کا قول ہے کہ نفسِ انسان
بالطبع شریر ہے اور خیر و سعادت اوسمین حُسنِ تربیت اور حسنِ صحبت سے
پیدا ہوتی ہے اور مذہب جالینوس کا یہ ہے کہ بعض لوگون کی طبیعت

اصل مین نیک خلق ہوئی اور بعضونکی طبیعت اصل مین بدخلق ہوئی ہے اور
باقی اوسط مین ہین کہ اونمین استعداد نیکی کی بھی ہی اور مادہ بدی کا بھی ہی اور استعداد
دونونکی قبول کرلینے کی بھی ہی اور مشاہدہ سے یہی بات پائی جاتی ہی کہ طبیعت
بعضون کی ابتدا سے نیک ہوتی ہی اور باوجود صحبت بد کے اور سوء تربیت
کے بدی کیطرف مائل نہین ہوتی اور طبیعت بعضون کی ابتدا سے بد ہے
کہ باوجود حسن تربیت اور خوبی صحبت کے بھی بدی اوسنے زائل نہین ہوتی
اور اکثر لوگ ایسے ہین کہ ابتدا سے بدی کی طرف راغب تھے نیک تربیت سے اور اچھی صحبت
سے اچھے ہوگئے اور بعض ایسے ہین کہ ابتدا سے نیک باتونکی طرف مائل تھے اور صحبت بد
اور بری تربیت سے بد ہوگئے اور اوسمین بھی درجات ہین بسبب کمی بیشی استعداد کے نیکی و بدی
پیدا ہوتی ہی اور بعضے ایسے ہین کہ بسبب بعض افعال کے اثر تادیب اونمین ظاہر ہوتا ہی اور بعضون کی طبیعت
مین مطلق اثر نہین ظاہر ہوتا اور جسطرح سے صورتین انسان کی ایک دوسرے سے
کمتر مشابہ ہین اوسیطرح سے افعال و اخلاق بھی کمتر مشابہ ہین اور طریقہ تعلیم
بھی ہر شخص کیواسطے اور ہر مزاج کے واسطے مختلف ہے کسیکو وعظ و نصیحت
سے نفع ہوتا ہی کسیکو خوف سیاست سے تنبیہ ہوتی ہی اور افعال بد ترک کردیتا
ہے اور کسیکو ضرب توبیخ سے اصلاح ہوتی ہے پہلے مؤدب اور مصلح اہل
شریعت ہین کہ وہ افعال نیک کے فضائل اور ثواب اور افعال بد کے رذائل
اور عذاب بیان کرتے ہین اور سیاست و اقامت حدود سے بھی تادیب

کرتے ہین دوسرے موَدب ارباب عقل و فراست و صاحبانِ علم و حکمت
ہین پس والدین کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو پہلے سے تعلیم شریعت کا مقید کرین
اور طرح طرح کی تادیب و تفہیم سے اونکی عادتون کی اصلاح کرین اور اگر ضرورت ہو
ہو تو اجباراً و اکراہاً متوجہ کرین تا کہ نیک باتون کی عادت اونمین پیدا ہو
اور جب عقل و ہوش اونکے کمال کو پہونچین تب صحبت عقلا و حکما مین
لیجائین حسن عقلی اور قبائح عقلی کو معلوم کرین اور جبس کمال کی طرف توجہ
ہو اوسمین دستگاہ حاصل کرین **تتمہ بیان** یہانتک تقریر پہونچی تھی کہ
دس بجے حکیم نے عرض کی رات بہت آئی حضرت کے خاصہ نوش فرمانیکا
وقت آگیا اجازت ہو تو فقیر رخصت ہو پھر جب ارشاد ہو گا حاضر ہو گا
بادشاہ نے وزیر سے اشارہ کیا کہ خلعت منگواؤ بمجرد اشارہ کے بہت
بھاری خلعت اور ایک توڑا زرسفید کا حاضر ہوا بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے
عمامہ حکیم کے سرپر رکھا حکیم نے تسلیمات بجالا کر عرض کی کہ عطایائے سلطانی
سے انکار موجب ملال خاطر اقدس ہو گا ورنہ فقیر کے نہ گھر نہ مکان نہ ساز
نہ سامان کہان لیجا کر رکھون اور کس صرف مین لاؤن حضرت نے عنایت
فرمائی فقیر کی عزت ہوئی مگر داروغہ توشک خانہ کو حکم ہو کہ امانت فقیر
کی رکھے جب حاجت ہو گی لیلونگا بادشاہ نے کہا اسکا مضائقہ نہین
ہے جسمین تم خوش ہو اور حکم فرمایا کہ منجملہ مکانات شاہی کے ایک مکان

فرتیب دولتخانہ شاہی کے ضروریات سے آراستہ کرکے حکیم صاحب کے رہنے کو دیا جائے اور چار خادم معین رہین اور خاصہ جوان سے جایا کرے اور جو غذا موافق مزاج ہو طیار ہوا کرے حکیم صاحب رخصت ہوئے اہل کاران شاہی ہمراہ ہوئے جو مکان معین ہوا تھا اوسمین لیجاکر اوتارا سامان راحت سب مہیا تھے اوسیطرح کی ضروریات موجود تھی حکیم صاحب نے اپنے وقت پر کچھ کھالیا اور اپنے شغل مین مصروف ہوے اور منجملہ زر انعام کے کسیقدر خدام شاہی کو دیا اور باقی ماندہ سپرد خادم کیا اور وہان بادشاہ محل مین داخل ہوئے خاصہ نوش فرما کر استراحت فرمائی دوسرا روز ہوا موافق دستور کے صبح سے تا شام کام کیا امور سلطنت کو انجام دیا بعد مغرب مین پھر حکیم صاحب کو یاد کیا اور اوسیطرح سے تعظیم کرکے پاس بٹھایا مزاج پوچھا اور کہا مین چاہتا ہون کہ آج آپ تہذیب اخلاق کو بیان فرمائیے حکیم صاحب نے عرض کی بہت خوب

باب اوّل بیان مین تہذیب اخلاق کے

بادشاہ نے کہا کہ پہلے آپ بیان کرین کہ اخلاق حمیدہ کتنے ہین اور کیونکر پیدا
ہوتے ہین **جواب** علم النفس مین قرار پا چکا ہے کہ انسان مین تین قوتین ہین ہر ایک
دوسرے کے خلاف ہے انہین قوتون کے اقتضا سے افعال مختلفہ اور حرکات
ارادی سرزد ہوتے ہین اور جب کوئی قوت اون تینون قوتون مین سے کم
ہو جاتی ہے تو اور قوتین مغلوب ہوتی ہین اور وہ تینون قوتین وہی ہین جو
مذکور ہوئین یعنے قوت ناطقہ جسکو نفس ملکی کہتے ہین اور مبدا فکر و تمیز کا اور
منبع شوق تحقیق حقایق امور کا وہی ہے اور دوسری قوت غضبی جسکو
نفس سبعی کہتے ہین اور وہی باعث ہے غضب اور دلیری اور سختیون کے
تحمل اور شوق ترفع و مزید جاہ کا سوم قوت شہوانی جسکو نفس بہیمی کہتے ہین
اور یہی سبب ہے شہوات کا اور مبدا ہے شوق لذت و طلب غذا و خواہش ماکولات
و مشروبات و مناکح کا اور شمار اخلاق موافق عدد انہین قوتون کے ہے مگر اخلاق
حمیدہ اوسوقت حاصل ہوتے ہین جب قوتین حد اعتدال مین ہوتی ہین نفس ناطقہ
کی حرکت جب اعتدال پر ہوگی تو متابعت کریگی عقل کی اور اکتساب کمال کا

شوق پیدا ہوگا اور توجہ اس بات پر ہوگی کہ ہر شے کی اصلیت اور حقیقت کو معلوم کرے اوس طرح پر جیسی کہ وہ ہو وین بطور تحقیق و یقین کے اس سے حاصل ہوگی فضیلت علم کی اور وہی باعث ہوگی حصول حکمت کی **سوال** فضیلت علم کو آپنے بیان کیا کہ علم ہر شے کی اصلیت اور حقیقت کو معلوم کرنا ہے ازروے تحقیق اور یقین کے جیسی کہ وہ شے حقیقت مین ہو اسکو واضح تر بیان کیجیے **جواب** اطفال خوردسال جب شب ماہ مین اپنے کھیل سے فارغ ہوکر ماں باپ کے پاس بیٹھتے ہین اور چاند کو دیکھتے ہین اسوقت قوّت نفس ناطقہ جو بالطبع طرف دریافت حقایق کے شایق ہے چاند کی حقیقت کو معلوم کرنا چاہتی ہے تب لڑکے ماں باپ سے پوچھتے ہین کہ یہ کیا چیز ہے اور اسمین دہبّا کیسا ہے ماں باپ اونکے بھلانیکو کہدیتے ہین کہ یہ اللہ تعالے کا چراغ ہے اور یہ دہبّا ایک درخت ہے اوسکے نیچے ایک بڑہیا بیٹھی ہوئی چرخا کاتتی ہے وہ اس بات کو مان لیتے ہین اور چونکہ عقل اونکی ابھی کامل نہین ہے وہ دلیل کے طالب نہین ہوسکتے اسوجہ سے جہل عارض ہوتی ہے اور علم یقینی وہ ہے کہ جبتک دلائل عقلی اوسپر قایم نہون تب تک قبول نکرے اور جب دلائل قطعی سے ثبوت ہوجاتا ہے تب مرتبہ یقین کا حاصل ہوتا ہے **سوال** اب آپ اون فضائل کا بیان کرین **جواب** اسیطرح سے جب حرکت نفس سبعی کی اعتدال پر ہوگی تو متابعت عقل کے قناعت کریگی اوتنی بات پر جسکو عقل نے پسند کیا ہوگی اور

اور بے محل جوش مین نہ آویگی اس سے فضیلت حلم کی حاصل ہوگی اور اوسکے
ساتھہ فضیلت شجاعت لازم ہے اور حرکت نفس بہیمی کی جب اعتدال پر
ہوگی تو اطاعت کریگی عقل کی اور اقتصار کریگی ایسی چیزون پر جسکو عقل پسند
کریگی اور اپنی خواہشون کے حاصل کرنے مین عقل کے مخالفت نکریگی اس سے فضیلت
عفت کی حاصل ہوگی اور اسکے ساتھہ فضیلت سخاوت کی لازم آویگی اور جب
یہ تینون فضیلتین حاصل ہونگی اور تینون آپس مین مخلوط اور ممزوج ہونگے تب ایک
حالت ایسی پیدا ہوگی جو اون سب کی تکمیل کا باعث ہوگی اور اوسی حالت مرکب کا
نام ہے عدالت اور حکماے سابقین ولاحقین کا اتفاق ہے اس بات پر کہ
اصول اقسام فضائل کے چار ہین حکمت و شجاعت و عفت و عدالت اور
کوئی شخص عقلا کی نزدیک لائق مدح و ثنا کے نہین مگر یہ کہ اوسکو ان فضائل سے
ایک یا دو یا سب حاصل ہون اور یہ بھی حکما کے نزدیک مسلم ہے کہ صاحب فضائل
اوسوقت مستحق مدح ہوتا ہے جب اثر اوس فضیلت کا دوسرون تک پہونچے
اور اگر وہ شخص اپنے ذات سے موصوف ہے اور صفت اوسکی غیر کو تعدی نہین
کرتی ہے تو اوسکو ممدوح عقل نہ کہینگے جیسے صاحب سخاوت کہ اگر فیض اوسکا
ارباب استحقاق کو نہ پہونچے تو اوسکو منفاق کہینگے نہ کہ سخی اور صاحب شجاعت
اگر نفع غیر کو نہ پہونچاے تو غیور کہینگے نہ کہ شجاع اور صاحب حکمت بے
فیض کو مستبصر کہینگے نہ کہ حکیم اور فضیلت جب اپنی حد کو پہونچیگی اور اثر اوسکا

اور دون کو سرایت کریگا تب اون فضیلت سے اغیار کو امید بھی پیدا ہو گی
اور خوف بھی پیدا ہوگا جیسے سخاوت جاے امید اور شجاعت موجب خوف ہے
اور علم سے امید بھی ہے اور خوف بھی دنیا مین بھی اور آخرت مین بھی اور جب امید
اور خوف کہ دونون سبب بزرگی کے ہین حاصل ہونگے تب مدح لازم ہو گی
سوال یہ تو اصول فضائل تھے جو آپنے بیان کیے اب انکے فروع اور
توابع کو بیان کیجیے جواب ان چارون فضیلتون کے تحت مین جو فضیلتین
ہین اون سب کا ذکر اور بیان خالی تطویل عبث سے نہین ہے مگر جو فضائل
کہ مشہور تر ہین اونکو ذکر کرتا ہون حکمت کے تحت مین سات فضیلتین ہین
اوّل ذکا دوم سرعت فہم سوم صفائی ذہن چہارم سہولت تعلم
پنجم حسن تعقل ششم تحفظ ہفتم تذکر سوال ان الفاظ کی تصریح
کرنا چاہیے جواب ذکا اوسکو کہتے ہین کہ کثرت مزاولت سے ایسا ملکہ ہو جاے
کہ مقدمہ اور جو قضیہ یا مسئلہ پیش آوے اوسکے نتیجہ پر ایسی جلد بے غور و فکر
نظر پہنچ جائے کہ گویا برق چمک گئی سرعت فہم اوسکو کہتے ہین کہ نفس
انسان کو ایسا ملکہ ہو جاے کہ جب کوئی امر پیش آوے جبر اوسکے خیال
کے جتنی باتین اوسکو لازم ہون سب سمجھ مین آجائین اور تامل و تشویش کی
احتیاج نہو صفائی ذہن اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان کو بے اضطراب
و تشویش کے استخراج مطلوب کے ایسی استعداد پیدا ہو جاے کہ کسی تیج

جلسۂ اول تہذیب اخلاق

اور الجھن سے مکدر نہو سہولت تعلم اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان تیزی
پیدا کرے کہ جس امر کی تحصیل پر یا تحقیق پر توجہ کرے باوجود پیش آنے موانع
کے خاطر اوسکے پریشان نہو اور اپنے مطلوب پر متوجہ رہے اور آسانی سے
حاصل کرے حسن تعقل اوسکو کہتے ہین کہ جس شے کی دریافت حقیقت مین
بحث و غور کرے ایک حد اور مقدار اوسکی ایسی ملحوظ رکھے جیسی کہ چاہیے ہو
تاکہ اوس حد کے اندر غور مین اہمال نکرے اور مقدار سے باہر توجہ نکرے تحفظ
اوسکو کہتے ہین کہ جس صورت کو کہ عقل یا وہم از روے فکر و تخیلہ کے پیدا کرے
اوسکو قوت حافظہ اچھی طرح سے محفوظ اور مضبوط رکھے اور غلط نکرے تذکر
اوسکو کہتے ہین کہ جس صورت کو قوت حافظہ نے محفوظ رکھا ہے جسوقت
چاہے اوسکا ملاحظہ کرنا باسانی حاصل ہو سوال اب جو فضائل تحت
مین شجاعت کے ہین اونکو بیان کیجیے جواب جو فضائل تحت مین شجاعت
کے ہین وہ گیارہ ہین اول کبر نفس دوم نجدت سوم بلند ہمتی
چہارم ثبات پنجم حلم ششم سکون ہفتم شہامت ہشتم تحمل
نہم تواضع دہم حمیت یازدہم رقت سوال ان الفاظ کے
معنی اصطلاحی بھی بیان کیجیے جواب کبر نفس اوسکو کہتے ہین کہ
نفس انسان کو کسی بزرگی و دولت سے بالیدگی اور کسی ذلت و خواری
سے پروا اور اندیشہ نہو اور کسی چیز کے میسر آنے سے اور کسی چیز کے تلف

ہو جانے کا التفات نکرے یا کہ امور ملایم اور غیر ملایم کے اوٹھانے
پر قادر ہو **نجدت** اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان اپنے ثبات پر ایسا واثق ہو
ہو کر حالت خوف مین بیتابی اوسسے ظاہر نہو اور اضطراب مین حرکات
غیر مناسب اوس سے سرزد نہون **بلند ہمتی** اوسکو کہتے ہین کہ جو کام
کرے اوسکو فی نفسہ اچھا سمجھکے کرے اور بجز نکوئی آخرت و دنیا مین اوسکے
عوض مین اُجرت کا طالب نہو اگر لوگ اوسکے کرنے پر مدح و ثنا کرین تو
خوشدل نہو اور اگر بدنام کرین تو آزردہ و دلتنگ نہو اور ہمت اوسکی ہمیشہ بلندی
مراتب اخروی پر مصروف رہے **ثبات** اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان کو قوت
برداشت کرنے رنج و شداید کی ایسی پایداری حاصل ہو کہ کسی صدمے اور قلق کے
عارض ہونے سے دل شکستہ نہو اور آثار تغیر اوسکے بشرہ اور حرکات
سے پیدا نہون **حلم** اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان ایسا مطمئن ہو جائے
کہ غصّہ اوسپر غالب نہ آوے اور اگر کوئی امر مکروہ پیش آوے تو قوت
غضبی اوسکو جوش مین نہ لاسکے **سکون** اوسکو کہتے ہین کہ جو خصومت
اور جو لڑائی واسطے حفظ حرمت یا واسطے حفظ شریعت کے لازم آوے
خفّت اور سُبکی اوسکی گوارا نکرے **شہامت** اوسکو کہتے ہین کہ
نفس انسان کو رغبت وافر ہو ایسے امور عظیمہ کے بجالانے پر جسسے
اہل خرد کے نزدیک نیکنامی باقی رہے **تحمل** اوسکو کہتے ہین کہ نفس

جلسۂ اول تہذیب اخلاق

انسان اپنی تکلیف بدنی کو ریاضت پسندیدہ اور افعال حمیدہ کے بجالانے
مین گوارا کرے **تواضع** اوسکو کہتے ہین کہ جو لوگ مراتب مین اپنے سے کم ہون
اونکو انسان ذلیل و قلیل نہ سمجھے **حمیت** اوسکو کہتے ہین کہ جن باتون سے
حفاظت حرمت کی اور شریعت کی ضرور ہو اوسکی حفاظت مین سستی اور
تہاون نکرے **رقت** اوسکو کہتے ہین کہ انسان جب اپنے ابنائے جنس کو
مبتلائے رنج والم دیکھے تو دل اوسکا متاثر ہو اور نیت اوسکی اس بات پر متوجہ
ہوجائے کہ اوسے اوس الم سے نکالے مگر مشاہدہ سے ایسے حالات کے اضطراب
اوسکے حرکات اور حالات مین حادث نہو **سوال** اب عفت کے تحت
مین جو فضائل ہین اونکا بیان کیجیے **جواب** ماتحت فضیلت عفت بارہ
فضیلتین ہین **اول** حیا **دوم** رفق **سوم** حسن ہدے **چہارم** مسالمت
پنجم دعت **ششم** صبر **ہفتم** قناعت **ہشتم** وقار **نہم** ورع **دہم** انتظام
یازدہم حریت **دوازدہم** سخا **سوال** ان الفاظ کی شرح بھی بیان
کیجیے **جواب** **حیا** اوسکو کہتے ہین کہ جب کوئی کام پیش آوے اور عقل
انسان کو آگاہ کرے کہ اس کام کے کرنیمین عقلا مذمت کرینگے اوسوقت مین بخوف
مذمت عقلا اوس کام کے کرنے سے احتراز کرے **رفق** اوسکو کہتے ہین
کہ نفس انسان کو اس بات کا ملکہ حاصل ہو کہ جب محل اور موقع آجائے
تو نرم خوئی کے ساتھ اپنے ابناء جنس پر احسان کرنیکے لیے متوجہ

ہوجائے حسن ہدی اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان کو رغبت خاص اور شوق صادق ہو اس بات کا کہ لباس ہنر اور زیور کمال سے اپنے کو آراستہ کرے مسالمت اوسکو کہتے ہین کہ جب کسی امر مین اختلاف و تنازع واقع ہو تو اوسوقت جو فعل اور قول کہ ستودہ عقل ہو اختیار کرے اور کثرت اختلاف سے خطا آ اوسکے قول اور فعل مین طاری نہو دعت اوسکو کہتے ہین کہ ہنگام غلبۂ ہوا انسان اپنے ارادے کی باگ کو روکے رہے اور ضرورت عقلی سے جو زاید ہو اوسپر از روئے اختیار مبادرت اور اقدام نکرے صبر اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان مقابلہ کرے خواہش ہائے نفسانی کا اور متابعت لذات قبیحہ کی اختیار نکرے اور جو رنج والم اوسکے ترک مین لازم آئین اون سب کو گوارا کرے قناعت اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان راضی ہوجائے اوسیقدر آب و غذا و لباس پر جسقدر اوسکی رفع احتیاج ضروری کو کافی ہوجا ہے وہ اچھا ہو یا برا ہو وقار اوسکو کہتے ہین کہ جب انسان مصروف ہو کسی چیز کی طلب و تلاش مین اوسوقت ایسی جلد بازی اور شتاب روی سے باز رہے جو حد مناسب سے زیادہ ہو اور اسقدر سستی بھی نکرے کہ مطلب فوت ہوجائے ورع اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان التزام کرے اعمال نیک اور افعال پسندیدہ کا اور کمی و بیشی کو اوسمین راہ ندے انتظام اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان کو ملکہ ہوجائے کہ ہر کام کی مقدار اور ترتیب کو خوبصورتی اور مصلحت بینی کے

ساتھہ لحاظ رکھے اور اوسکے خلل کو روا نرکھے حُرّیت اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان قادر ہوجائے اس بات پر کہ مال کو کسبِ جمیل اور وجہ احسن سے پیدا کرے اور راہ نیک مین بطور مناسب صرف کرے اور احتراز رکھے اوس کسب معاش سے جو برے طور سے حاصل ہو اور اوس خرچ سے جو بد طریقہ مین صرف ہو سخا اوسکو کہتے ہین کہ نفسِ انسان پر سہل اور آسان ہوجائے صرف کرنا مال کا راہ نیک مین جیساکہ مقتضائے عقل ہو اور سلیقہ ہو اسکا کہ اوس مال کو اہل استحقاق تک پہونچا سکے سوال عفو اور مروّت جو عمدہ صفات ہین اونکا آپ نے ذکر نہین کیا جواب صفت سخاوت کی ایسی وسیع ہے کہ اوسکے تحت مین بہت سے صفات ہین تعریف عالمِ سخا کی ضمن عفّت مین بیان ہوچکی اور بعض صفات جو لوازم سخا سے ہین گذارش کرتا ہون اول کرم دوم ایثار سوم عفو چہارم مروت پنجم نیل ششم مواسات ہفتم سماحت سوال ان الفاظ کی بھی شرح بیان کیجیے جواب کرم اوسکو کہتے ہین کہ نفسِ انسان کو سہل ہوجائے اور خوش گوار معلوم ہو مال کثیر کا صرف کرنا بمقتضائے مصالح عقلی ایسے کام مین جسکا نفع عام ہو اور قدر اوسکی بزرگ ہو ایثار اوسکو کہتے ہین کہ انسان اوس چیز سے ہاتھہ کھینچے باوصف احتیاج خاص کے اور دیڈالے وہ چیز ایسے شخص کو جسکی احتیاج کو اوسی شے کی طرف اپنی احتیاج سے زیادہ تصور کرتا ہو عفو اوسکو کہتے ہین کہ اگر کسی نے اپنے

ساتھہ بدی کر رکھی ہو اور انسان کو قدرت اوسکے انتقام کی اور معاوضہ کی حاصل ہو تو اوسوقت مین اوس بدی کا معاوضہ بدی کرنیوالے سے نکرے اور درگذر کرے اور اگر کسی کے ساتھہ نیکی کر رکھی ہو تو شخص ممنون سے طالب عیوض کا نہو **مروّت** اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان کو خبث صادق ہو اس بات پر کہ جہانتک ممکن ہو خلق کو فائدہ پہونچاوے اور تا امکان کسیکی امید کو قطع نکرے **نبل** اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان خود لازم کرے اپنے اوپر افعال ستودہ کا کرنا اور سیرت پسندیدہ کا عمل مین لانا اور جب اس طریقے کسیکو ملتزم دیکھے تو خوش ہو **مواسات** اوسکو کہتے ہین کہ اعانت کرے اپنے دوستون کی اور مستحقون کی معیشت مین اور شریک کرے اونکو اپنے نفع مین اور قوت مین **سماحت** اوسکو کہتے ہین کہ انسان درگذر کرے بعض ایسی چیزون سے جنکا درگذر کرنا ضروری نہو اور صرف کرنا بعض ایسے مال کا جسکا صرف کرنا ضرور ہے **سوال** تین فضیلتون کے فروع آپنے بیان کیے اور مینے سُنے اب اون فضائل کا بیان چاہیے جو فضیلت عدالت کی تحت مین ہین لیکن مجھکو اس مقام مین ایک خدشہ واقع ہوا ہے اوس مین میرا اطمینان کر دیجیے تب اونکے فروع کا بیان کیجیے وہ یہہ ہے کہ آپ سابقًا ذکر کر چکے ہین کہ تین فضیلتین یعنے حکمت و شجاعت و عفت جب اعتدال پر ہونگی تو عدالت پیدا ہوگی اور بیان ارشاد فرماتے ہین کہ عدالت

جلسۂ اوّل تہذیب اخلاق

متمم اور مکمل ان صفات کے ہی ہرگاہ اعتدال صفات سہ گانہ کا باعث تولید عدالت ہی اور پھر عدالت متمم ٹھہری تو دور لازم آتا ہی جواب نظر بدیہی مین صورت دور کی پیدا ہوتی ہی لیکن غور سے ملاحظہ کیجیے تو ظاہر ہو جائیگا کہ بیان فقیر کا صحیح ہے مینے گذارش کی ہی کہ اعتدال اون صفات کا سبب تولید عدالت ہے یہ نہین عرض کیا تہا کہ وجود اون صفات کا باعث تولید عدالت ہے اور جب اعتدال اون صفات کا متمم صفات مذکورہ کا ہے تو دور کہان رہا اس وجہ سے کہ جبتک اعتدال حاصل نہو تکمیل اونکی نہوگی اور جب اعتدال کے ساتھہ ترکیب اونکی حاصل ہوے تو عدالت پیدا ہوگی پس ظاہر ہوا کہ اوسی اعتدال کا نام عدالت ہے مثال اسکے یہ ہے کہ لکڑی اور اینٹ اور چونہ سے عمارت طیار ہوئی گو ہر ایک چیز اپنی حالت پر موجود ہے لیکن سب کے ترکیب سے ایک حالت ایسے پیدا ہوگی جسکا نام جدا وضع کیا گیا اسیطرح سے صفات مذکورہ بعد کامل ہونے کے کہ اپنی اپنی جگہہ پر موجود رہتی ہین اور اونکی ترکیب سے جو حالت پیدا ہوتی ہے اوسکو عدالت کہتے ہین سوال اب مجھکو اطمینان ہو گیا اب آپ اون فضایل کا بیان کیجیے کہ جو فضیلت عدالت کی تحت مین ہین جواب یہ فضیلتین بھی بہت ہین مگر بارہ مشہور تر ہین اول صداقت دوم الفت سوم وفا چہارم شفقت پنجم صلہ رحم ششم مکافات ہفتم حسن شرکت ہشتم حسن قضا نہم تودد دہم تسلیم یازدہم توکل دوازدہم عبادت سوال ان الفاظ کی تعریف بیان کیجیے جواب صداقت نام ہے

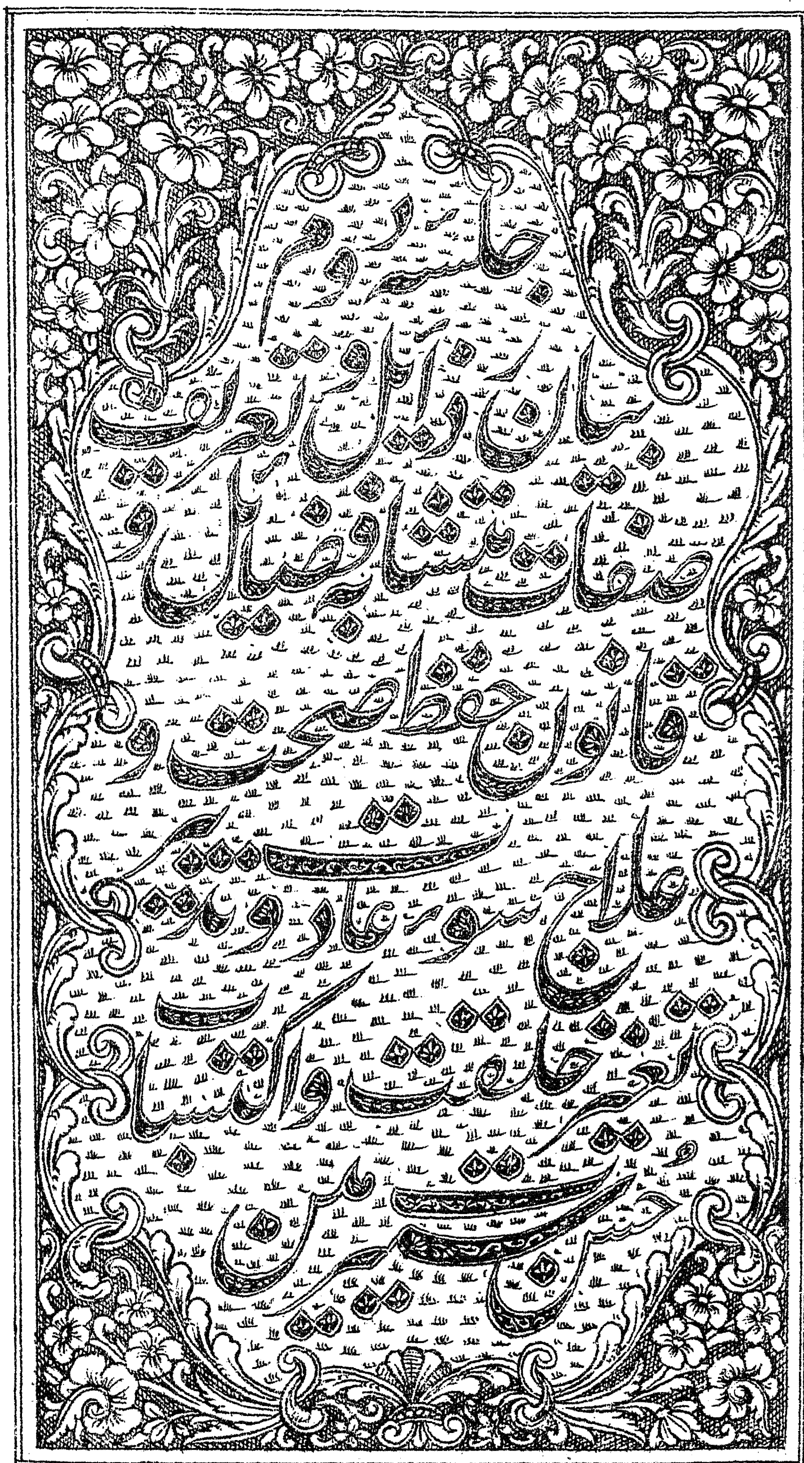
جلسۂ دوم صفات متشابہ

اوس محبت صادق کا جو باعث ہو اسکی کہ دوست اپنی مال ست اوسکی
امداد کرے **الفت** کہتے ہین اوس اتّفاق رائے کو ایک گروہ کے جو باہم
ایک دوسرے کے امور مین امداد و اعانت کرے **وفا** اوسکو کہتے ہین کہ جو
عہد و پیمان افعال نیک کے بجا لانیکا کسیکے ساتھہ کرے اپنی قصد و ارادے سے
اوسکے انجام دہی پر امادہ رہے اور اوس ست تجاوز کرنا جائز نرکھے **شفقت**
اوسکو کہتے ہین کہ اگر اپنی جنس سے کسیکو مبتلا کسی رنج و بلا مین دیکھے تو دل
اوسکا مہربان ہو جائی اور اپنے ارادہ کو اوسکے دفع پر متوجہ کرے **صلۂ
رحم** اوسکو کہتے ہین کہ اپنے عزیزون اور قریبون کو اپنے منافع دنیوی
مین شریک رکھے **مکافات** اوسکو کہتے ہین کہ اگر کسی نے اپنے ساتھہ نیکی
کی ہو تو اوسکے ساتھہ احسان کرے زیادہ اوسکے احسان سے اور جسنے بدی
کی ہو اوسکے ساتھہ عیوض کرے کمتر اوسکے کرنے سے **حسن شرکت**
اوسکو کہتے ہین کہ داد و ستد معاملات مین ایسی خوب صورتی ست اپنا دستور
رکھے کہ جسکو سب پسند کرین **حسن قضا** اوسکو کہتے ہین کہ حقوق غیرون کے
جو اغیار کے ذمے ہون اوسکو تصفیہ کرکے دلادے اور ایسی خوبی سے
ہو کہ کسیکو ندامت حاصل نہو اور نہ اپنے احسان کا بار کسی کے اوپر رکھے
تودّد اوسکو کہتے ہین کہ اپنے ہمچشمون سے اور اہل فضل و کمال سے
مراسم محبت کو بڑہاوے اور اپنی خوش روئی اور شیرین سخنی سے اور امور ضروری

جلسۂ اول تہذیب اخلاق

مراعات سے

سے اپنی محبت اونکے دلون مین قائم
کرے تسلیم اوسکو کہتے ہین کہ جو فعل
حق تعالی سے یا ایسی اشخاص سے تعلق رکھتا ہو جنکی قول
و فعل پر اعتراض جائز نہو راضی رہے اور اونکے احکام کو خوش
روئی اور خوشدلی سے قبول کرے اگرچہ موافق اپنی طبیعت
کے نہو توکل اوسکو کہتے ہین کہ جن امور مین قوت بشری
کافی نہو اور تدبیر اور تصرف انسانی اوس مین موثر
نہو اوس مین انسان زیادتی اور نقصان اور تقدیم و تاخیر طلب نکرے
اور اوسکے خلاف پر راغب نہو عبادت اوسکو
کہتے ہین کہ تعظیم مین اپنے خالق کی اور مقربان درگاہ کبریا کی مثل
انبیا و ائمہ و اولیا علیہم السلام کے اور متابعت مین اونکی
اور رضا شریعت کی اور امر و نواہی کی تعمیل مین نفس کو ملکہ ہو جاے اور تقوی
جو مکمل و متمم عباد کا ہی اپنا شعار اختیار کرے جب کلام یہانتک پہونچا حکیم
صاحب نے عرض کی کہ اب حضرت بھی استراحت فرمائین
فقیر رخصت ہوتا ہے پھر حاضر ہوکر ارشاد عرض کرونگا



جلسۂ دوم صفات متشابہ

جب موافق معمول کے حکیم صاحب صحبت بادشاہ مین حاضر ہوئے بعد مزاج پرسی
کے بادشاہ نے کہا سوال فضائل کو تو آپنے بیان خوب کیا ہمنے سنا اب چاہتا ہون
کہ آپ اون اخلاق کا بیان کرین جو عیب ہین جواب اصول فضائل کے چار ہین
جیسا کہ عرض کیا گیا نظر اجمالی مین ضد فضیلت کی بھی چار ہونا چاہیے جیسے حکمت
کی ضد جہل ہے اور شجاعت کی ضد جبن ہے اور عفت کی ضد شرہ ہے اور
عدالت کی ضد ظلم ہے لیکن جب نظر غور سے دیکھیے تو معلوم ہوتا ہے کہ اخلاق
انسانی جب درجۂ اعتدال پر ہوتے ہین تب فضیلت کہلاتے ہین اور اگر اپنی
اعتدال سے بڑھ جائے تب بھی عیب ہی اور گھٹ جائے تب بھی عیب ہی
اس سے ثابت ہوا کہ ہر فضیلت کے واسطے ایک حد ہے اور دونون جانب
مین اوسکے رزیلت ہے اصول فضائل کے دونو طرف مین وہ رزیلتین ہین جو
اصول رزائل ہین جنسے اور رزیلتین پیدا ہوتی ہین اوسیطرح سے جیسے اصول
فضائل سے اور اجناس فضائل پیدا ہوتے ہین چار فضیلتین ہین تو آٹھ
رزیلتین ہین فضیلت حکمت کی دونو طرف مین دو رزیلتین ہین طرف افراط مین حکمت
کے سفہ ہی یعنے استعمال قوت فکریہ کا ازروے ارادے کے اوس امر مین جسمین غور و
فکر کی ضرورت نہو یا زیادہ ضرورت سے اور طرف تفریط مین بلہ ہے یعنے معطل
رکھنا قوت فکریہ کا ازروے ارادہ کے اوس امر مین جسمین غور و فکر کی ضرورت ہو
اور دو رزیلتین ہین دونو طرف مین شجاعت کی طرف افراط مین تہور ہے یعنے

بے ضرورت عقلی و شرعی کے اپنی جان کو ہلاکت مین ڈالدے اور طرف تفریط
مین جبن ہے یعنے باز رکھنا اپنے نفس کو اوس کام سے جسمین مبادرت کی ضرورت
ہو اور ترک اوسکا معیوب ہو اور دو رذیلتین دونو طرف مین طرف عفت کے ہین طرف
افراط مین شرہ ہے یعنے حرص کرنا تحصیل لذات مین زیادہ مقدار واجب سے
اور طرف تفریط مین خمود شہوت ہے یعنے باز رہنا طلب لذت ضروری سے جسکو
عقل اور شرع نے اجازت دی ہو اور یہ معنی صادق آئینگے درصورت اختیار
نہ ازراہ نقصان خلقت اور دو رذیلتین دونو طرف عدالت مین ہین طرف
افراط مین ظلم ہے یعنے حاصل کرنا وجوہ معاش کا طریقۂ ذمیمہ سے اور طرف تفریط مین ہے
انظلام یعنے ظالم کو قوت واقتدار ظلم کا اور غارت و غصب حقوق کا دنیا اور لینا
ایسے مال کا بے استحقاق کے ازروے مذلت کے سوال جتنے فروع فضائل
آپنے بیان کئے ہین اوس کی ہر ایک فرع کے ساتھہ دو دو رذیلتین ہین جواب
ہر ایک فضیلت کے ساتھہ دو دو رذیلتین ہین سوال آیا ہوسکتا ہے کہ ہر ایک
فضیلت کے ساتھہ جو دو رذیلتین ہین اون سب کا بیان کیا جائے جواب
غور و فکر سے عاقل خود تمیز کرسکتا ہے اسواسطے کہ فضیلت وہی ہے جو درجہ
اوسط مین واقع ہے اور حد فضیلت کی معین ہے جو اوس حد سے بڑھ جائے یا
گھٹ جائے وہ رذیلت ہے انہین سے بعض رذیلتین تو ایسی ہین کہ جو ساتھہ
نام کے مشہور ہین اور بہت سے ایسے ہین کہ اونکے واسطے خاص کوئی نام

جلسۂ دوم صفات متشابہ

ہر لغت میں وضع ہوا ہو یا ہوا ہو اسواسطے عاقل کو اشارہ کافی ہے سوال
جتنے فضائل بیان کیے ہیں اس قاعدہ کے روسے دوچند رذایل سے چاہیے
کم و زیادہ بھی ہیں جواب البتہ جتنے فضائل ہیں اونکے دوچند رذایل ہیں مگر بعض
رذایل ایسے ہیں کہ اونکے توابع بہت ہیں اور ایک رذیلت کی تبعیت میں بہت سے
رذایل لازم آتے ہیں جیسے بعض اقسام تپ میں [illegible] تشنگی اور دردسر اور تشنگی
اور خشکی زبان اور بیخوابی اور بیہوشی اور ہذیان اور ثقل اسکے عوارض لازم آتے ہیں
اوسیطرح امراض نفس یعنے رذیلت میں ایک رذیلت کے ساتھ بہت سے
عوارض لازم آتے ہیں مثلا کذب ہے کہ جب انسان نے جھوٹھ بولنا اختیار
کیا اور خوف ملامت باقی نرہا تو قسم اور بہتان اور حلف دروغ اور گواہی
بدروغ اور بنانا وثائق مصنوعی و جعلی کا ایسے شخص سے دشوار نہیں سب جتنا اثر
قوت کا ہوگا ویسی ہی رذایل اوس سے سرزد ہونگے اور اسی طرح سے شرہ
جو افراط میں درجہ عفت کی ہے جب انسان مناکحت اور مزاوجت شرعی کا
پابند نرہا اور عیاشی اور شہوات پرستی اختیار کی اور زنان بازاری اور
غیر محارم سے صحبت اختیار کی تو صرف زر کی احتیاج ہوئی جبتک اپنی
بضاعت خوشنودی محبوب کو کافی ہوئی صرف کرتا رہا جب امکان قاصر
ہوا تو جھوٹھے وعدوں پر چندے تقاضاے حاجت ہوئی سن بعد قرض و
استعارہ سے کارسازی ہوئی جب یہ راہیں بھی بند ہوئیں تب مال مردم پر

جلسۂ دوم صفات متشابہ

نظر گئی سرقہ پر نوبت آئی مبادرت اور مزاولت ہوتے ہوئے تیز اسے
گھر مین پہاندنا اور قطاع الطریقی کرنا اور انسان کے قتل پر اقدام کرنا اور
اور جسطرح سے مال ہم پہونچے کر بیٹھنا اونکو کچھہ دشوار نہین ہے اسیطرح پر سلسلہ
رذایل کا بہت دور تک چلا جاتا ہے اور صدہا اور ہزار ہا رذیلت کی نوبت
آجاتی ہے سوال معرفت کلی اہل فضیلت کے اور ارباب رذیلت کے
کیونکر ہے اکثر لوگ ایسے ہین کہ مجمع عام مین مسائل حکمیہ اور مصالح عقلیہ اور
نکات علمیہ بیان کرتے ہین اور جب اونکے حالات واقعی سے اطلاع ہوتی ہے
تو افعال اونکے خلاف اونکے علم کے پائے جاتے ہین اور اسیطرح سے بعض
اشخاص کام بہادرون کا کرتے ہین اور دیگر حالات اونکی نہایت خراب
نظر آتے ہین پس فرق درمیان فضایل اصلی کے اور درمیان اون حالات
کے جو مشابہ فضایل سے ہین بیان کرنا چاہیے تا حقیقت فضایل کی
اچھی طرح سے واضح ہو جائے جواب بجا ارشاد کیا حضور نے اکثر لوگ
ایسے ہوتے ہین کہ تیزی طبیعت سے مسایل علوم کو یاد کر لیتے ہین اور
صحبت مین بیعلمون کے بیٹھہ کر ایسی طرح سے بیان کرتے ہین کہ سننے
والے تعجب کرتے ہین اور اونکے علم و کمال کی گواہی دیتے ہین اور حقیقت
مین دقایق علمی اور نکات حکمی سے وہ بے بہرہ ہین اور قلب اونکا علم
یقینی سے مطمئن نہین ہے بلکہ حیرت اور شکوک اونکے عقاید مین مستولی

ہین مثال اونکے اون چڑیون کی ہے جو انسان کی طرح سے باتین کرتی ہین یا
مثال اون لڑکون کی ہے جو دیکھنے مین بالغ اور عاقل دکھائی دیتے ہین ایسے
لوگ حکما سے مشابہ ہوتے ہین اور چونکہ وجود حکمت کا نفس ناطقہ سے تعلق
رکھتا ہے اسکے مغالطہ مین اصلیت حکمت کی کمتر واضح ہوتی ہے اسیطرح سے
افعال اصحاب عفت کے صادر ہوتے ہین اون لوگون سے جو درحقیقت صفت
عفت سے عاری ہین جیسے بعض اشخاص ہین کہ بانتظار کسی امر کے لذات
اور شہوات دنیاوی سے کنارہ کش رہتے ہین یا بعض ایسے ہین کہ جنگل اور صحرا
مین عمرین اونکی بسر ہوگئین ذائقہ لذات سے اجنبی ہین اور اونکے دل و زبان
لذات اور شہوات کے ذائقہ سے آگاہ نہین ہین یا بعض ایسے ہین کہ اونکو ابتدائے
شباب مین کثرت استعمال سے نقصان باہ ایسا عارض ہوتا ہے کہ حقیقت
مین لیاقت افراط کی نہین رکھتے اور دیکھنے والے اونکو پرہیزگار سمجھتے ہین
یا خلقی ضعیف الباہ ہین یا کسی خوف سے کارہ ہین ایسے لوگ ظاہر مین عفیف
معلوم ہوتے ہین حالانکہ اصل مین وہ ایسے نہین ہین اور صاحب عفت اوسکو
کہینگے جو باوجود قدرت کے حدود عفت کو نگاہ مین رکھے اور حد سے تجاوز
نکرے اور سمجھے کہ بقا نوع انسان کی بے توالد و تناسل کے ممکن نہین ہے اور
تحفظ امور خانہ داری کا بے نسوان کے متعذر ہے اور بے کسی غرض شہوانی کے
محض بنابر مصلحت عقلی اختیار کرے اور اسیطرح سے جملہ اقسام مرغوب کو

بقدر حاجت جیسا کہ عقلاً و شرعاً چاہیے ہو موافق مصلحت کے بہم پہونچاوے
اور اس سے بھی غرض سواے رفع ضرورت کے اور رفع حاجت کے
اور کچھہ مثل لذت و زینت و نمایش کے نہو اور اسیطرح کام اہل سخاوت
کے اون لوگون سے سرزد ہوتے ہین جو درحقیقت سخی نہین ہین بعض لوگ
ایسے ہین کہ مال کو صرف کرتے ہین واسطے حاصل کرنے شہوات کے یا نام
اپنا مشہور کرنیکے واسطے یا خلق کو دکھانے کے واسطے یا کسی امیر اور
بادشاہ کی مصاحبت اور منزلت حاصل کرنے کے واسطے یا ایسے
شخصون کو دیتے ہین جو اہل استحقاق نہین ہین یا ارباب رقص و سرود
کو اور صاحبان لہو و لعب کو واسطے تماشے کے دیتے ہین سبب اسکا
مختلف ہوتا ہے بعضون کی طبیعت مین استعداد حرص و شرہ کی ہوتی
ہے اور بعضون مین طبیعت لاف زنی کی ہوتی ہے بعض کو ریا پسند
ہوتی ہے اور بعض ایسے ہین کہ طبیعت اونکی اسراف پر مائل ہوتی ہے
اور سبب اسراف کا یہ ہوتا ہے کہ قدر مال کی نہین جانتے یا مان باپ کی
کمائی دفعتاً ہاتھہ آئی اور اسکی قدر سے واقف نہین ہین کہ اس مال
کو کیونکر پیدا کیا ہوگا وہ لوگ صرف بیجا کرتے ہین اور ظاہر ہے کہ مال
کی مداخل مشکل اور کم ہوتے ہین اور مخارج سہل اور زیادہ ہوتی ہین
جسطرح سے کہ سنگ گران کو نشیب سے بلندی پر لیجانا دشوار ہوتا ہے

اور بلندی سے نیچے گرا دینا آسان ہے اسواسطے کہ طریقے کسب مال کے
وجہ جمیل سے کم ہین اور طریقے مال پیدا کرنیکے بُری طرحون سے بہت ہین
اسی سبب سے عقلا کے پاس مال کم ہوتا ہے اور جو لوگ بلا لحاظ وجہ مناسب
اور غیر مناسب کے کسب مال کرتے ہین اونکو فراغت معیشت بہت
ہوتی ہے بعضے خیانت اور سرقہ سے مال کسب کرتے ہین بعضے اپنے
ہمچشمون پر اور ضعیفون پر ظلم کرکے مال جمع کرتے ہین بعضے مکر و دغا سے
اور بعضے فسق و فجور سے بعضے فاسقون کی دلالی کرکے اور بعض کھوٹا
مال بنا کر بجائے اصلے کے فروخت کرکے اور بعضے امرا کی صحبت مین اونکی
بد افعالی پر خوشامد سے تحسین و آفرین کرکے اور بعضے چغلی اور غیبت کرکے
اور بعض فتنہ و فساد کرکے مال بہم پہونچاتے ہین اور عوام مین بدنامی سے
اور عقلا کی ملامت سے پروا نہین کرتے اور سخی حقیقت مین وہ ہے
کہ جو مال صرف کرے محض اس راہ سے کہ سخاوت کی صفت فی نفسہ
بہتر ہے اور غیر کو نفع پہونچادے محض ترحم قلب اور شفقت دل
سے اور اوسکے عیوض مین نیکنامی اور مداحی اور کسیکی خوشی کا طالب نہو
تا کہ کمال حقیقی اوسکو حاصل ہو اور اسیطرح سے افعال شجاعون کے اونسے
صادر ہوتے ہین جو درحقیقت شجاع نہین ہین مثل اون لوگون کے کہ
طلب مال مین یا طلب ملک مین یا طلب شہوات مین یا طلب نام و نمود مین

بے ضرورت عقلی و شرعی کے سخت لڑائیون پر اور بڑے بڑے معرکہ
آرائیون پر آمادہ ہو جاتے ہین یہ شجاعت نہین ہے اسوجہ سے کہ جان
عزیز کو معرض ہلاکت مین اور مصائب سخت مین ڈالنا واسطے طلب
مال کے یا طلب مین اوس چیز کے جو قایم مقام مال وجاہ کی ہو نہایت بیوقوفی
ہے اور بمرتبہ خساست طبیعت ہے اور عقلا کے نزدیک موجب ملامت
ہے بعضے چور عیار پیشہ اور قطاع الطریق اور راہ زن ہین کہ طلب مال مین
مبادرت سخت کر بیٹھتے ہین اور جب گرفتار ہوتے ہین تو کوڑے کھاتے
ہین اور ناک اور کان اور ہاتھہ کاٹے جاتے ہین اور انواع شداید وعقوبت
مین مبتلا ہوتے ہین مگر ان آلام کو منظور کر لیتے ہین تاکہ اونکے ابنائے
جنس مین اونکو نیک نامی کے ساتھہ لوگ یاد کرین اور اونکے تابعین اونکی
روش کو افتخاراً اختیار کرین اور بعضے ایسے ہین کہ حسب اتفاق دو ایک بار
اونکو حرب وضرب کا اتفاق ہو گیا اور صحیح وسلامت ظفریاب نکل آئے
اونکو اپنے ثبات واستقلال پر وثوق ہو جاتا ہے اور اوسی بہروسے
علم شجاعت بلند کرتے ہین اور بعضے ایسے ہین کہ تمنائے محبوب مین
اور شوق لقائے معشوق مین اپنی جان کو انواع مصائب ومہالک
مین مبتلا کرتے ہین اور شجاع حقیقی وہ ہین جو حفظ آبرو یا حفظ شریعت
کے واسطے کوشش کرین اور بے آبروئی اور ننگ شریعت کو بمقابلہ

مرگ کے دشوار سمجھے اور حیات ذلیل کو ترک کرکے موت جمیل اور
فوز جمیل کو اختیار کرے اور شجاعت کی ابتدا مین تو خوف ہلاک ہوتا ہے
اور آخر مین لذت ہوتی ہے اسوجہ سے کہ جو شخص اس صفت کے ساتھ موصوف
ہے جانیگا کہ حیات دنیا چند روزہ ہے اور ہزار طرح کے رنج و آلام اور
امراض اسکو لاحق ہین اور آخر کار مرگ ہے اگر آبرو ضائع کرکے یا ہتک
اسلام کو گوارا کرکے اور ہدف سہام ملامت عقلا ہوکر چند روز زندہ رہا
تو کیا اس سے بہتر ہے کہ جان عزیز کو راہ خدا مین یا مصالح عقلی و شرعی مین
لڑا دے اور حیات ابدی اور رضائے خداوند سرمدی کو حاصل کرے ایسے
اشخاص امداد دین مین اور حفظ حرمت مین بقصد رضا جوئی جناب باری
جہاد کرتے ہین اور فرار و گریز سے احتیاط و انکار رکھتے ہین اور جو بزدل
اور نامرد ہین وہ بھاگتے ہین اور طالب اوس حیات کے ہوتے ہین جو کسیطرح
بقا نہین کرینگی اور چھوڑ دیتے ہین اوس حیات ابدی کو جو ہمیشہ باقی رہیگی اور
مرد عاقل کبھی طلب مین چیز فانی کے ذلت و رسوائی کو گوارا نکریگا اور مقابلہ
مین حیات ابدی اور رضائے جناب احدی اور نعمات سرمدی کی زندگانی
بے بقا اور ملامت عقلا اور طعنہ زنی اغیار و احبا کو اختیار نہین کریگا
اور جو لوگ فقر و درویشی کے قلق مین یا زوال جاہ کے صدمہ مین یا کسی
امر قبیح کے عارض ہونے مین اپنی جان کو گلا گھونٹ کر یا تلوار مار کر یا پھانسی

جلسهٔ دوم صفات متشابه

لگا کر یا دریا و چاہ مین اپنے کو گرا کر ہلاک کر ڈالتے ہین اونکو شجاع نہ کہنا
چاہیے بلکہ اونکو جبن اور بد دلی کے ساتھ صفت کرنا چاہیے اسواسطے
کہ صبر کرنا شداید پر اور تحمل کرنا مصائب پر لازمہ شجاعت ہے اور تحمل
ایسے امور کا نہونا بد دلی اور جبن ہے اسی وجہ سے عقلا اور ارباب حکمت
کے نزدیک تعظیم ایسے شخصون کے جو صفت شجاعت سے موصوف ہون
واجب ہے اور بالتخصیص بادشاہون کو اور اون لوگون کو کہ امور دین کا اہتمام
جنکے قبضهٔ قدرت مین ہو زیادہ تر قدر شناسی اور اعزاز شجاعون کا ضروری ہے
اور تمیز کرنا درمیان شجاع حقیقی کی اور شجاع مصنوعی کے لازم ہے کہ شجاع
حقیقی عزیز الوجود ہوتے ہین اور ایسے اشخاص شداید و آلام کو اپنے محل پر
نہایت سبک و آسان سمجھتے ہین اور بڑی بڑی لڑائیون سے مطلق اونکی
دلون کو اضطراب نہین ہوتا اور غصہ اون پر مستولی نہین ہوتا مگر اوس وقت مین
کہ جب ضرورت عقلی و شرعی داعی ہوتی ہے اور ایسے شخص پر غضبناک
ہوتے ہین جو عقلاً و شرعاً مستحق ایذا و قتل کا ہو اور ان باتون کے مراتب کا
پہچاننا اور درمیان صفات حقیقی کے اور اخلاق مصنوعی کے فرق کرنا
ہر جاہل کا کام نہین ہے اسکو بھی فیض علم و حکمت چاہیے تاکہ ہر قوت کے
فعل کو اپنے محل مین صرف کرے اور ایک قوت کو دوسرے پر غالب
نہونے دے اور جو امور اوسکی ذات سے خارج ہین بلکہ بشرکت دوسرے

شخص کے ہیں مثل عدالت کے اور تمین بھی اسیطرح کی احتیاط کو مرعی
رکھے اور نظر اوسکی ہمیشہ تکمیل فضیلت عدالت پر متوجہ رہے جب
معرفت اخلاق کے اور اعتدال ہر ایک کا اور مراتب تجاوز و تفاوت
ہر ایک کے اچھی طرحسے نظر مین آجائینگے اوسوقت صفات حقیقی مین
اور صفات مشتبہ مین تمیز واقعی حاصل ہوگی سوال چار فضیلتین آپنے
اصول فضائل کے بیان کین انہین سب فضائل مراتب مین یکسان ہین
یا کسیکو ترجیح اور اشرفیت ہے اور فضائل پر اور ہے تو کس ترتیب سے
جواب فضیلت عدالت کو سب فضائل پر اشرفیت حاصل ہے
سوال کن وجوہ سے عدالت کو دیگر فضائل پر ترجیح اور شرافت ہے
جواب وجہ یہ ہے کہ عدالت سبب انتظام امور معاش و معاد بنی نوع
انسان ہے اور ہر شخص اپنے معاملات مین عدالت کا بہت محتاج ہے بخلاف
اور فضائل کے سوال اس مطلب کو صراحت سے بیان کرنا چاہیے
جواب عدالت کا مفہوم ہے مساوات یعنے ایک شے کو دوسرے
کے برابر کردینا اور اس برابر کردینے سے یہ ضرور نہین ہے کہ ہر چیز
ایک دوسرے کے برابر ہو جائے بلکہ اقتضا عدالت و مساوات کا
یہ ہے کہ اشیائے مختلف کو باہم ایسا انتظام دیدے کہ ایک کو دوسرے
سے مناسبت صحیح ہو جائے مثلاً علم موسیقی مین ایک صدائے درست

جلسۂ دوم صفات متشابہ

جیسے کہ طرح کا سر جب یہ سر ایک شخص نے بہرا اور دوسرے نے
اوس سے گھٹ کر بہرا یا بڑہ کے سر لگا یا تو اوسنی سُر کی نسبت دیگی
اون سرون کے تفاوت مین کہ فلان کا سُر نصف گھٹ کے لگا
اور فلان کا سُر دونا بڑہ گیا پس اس تفاوت کی تمیز کرنے لیئے اور کم
کو زیادہ اور زیادہ کو کم کر دینے کا نام مساوات ہے اور ایک کو
دوسرے سے نسبت ہے دوسری مثال یہ ہے کہ ایک خط فرضی
پر چار شکلین مربع متساوی الاضلاع کی ایسی بنائین کہ بہ نسبت اول
کے دویم کا ہر ضلع دوچند ہے اور بہ نسبت اول کے سوم کا ہر ضلع
سہ چند ہے اور بہ نسبت اول کے چہارم کا ہر ضلع چہار چند ہے پس
جب اونکو مساحت کرینگے تو مربع دوم کو بہ نسبت اول کے
از روے رقبہ چار کی نسبت پائی جائیگی اور سوم کو بہ نسبت اول
کے سولہ کی نسبت پائی جاویگی اور جو نسبت اول کو دوم کے ساتھہ
ہے وہی نسبت دوم کو چہارم کے ساتھہ ہے پس جو امور کہ انتظام
معیشت کے متعلق ہین وہ تین قسم پر ہین ایک وہ جو تقسیم اموال
کے ساتھہ تعلق رکھتے ہین اور دوم معاملات اور معارضات سے
تعلق رکھتے ہین سوم تادیبات اور سیاست سے تعلق رکھتے ہین
قسم اول مین کہا جائیگا کہ زید کو ایک روپیہ یا ایک دوشالہ قیمتی

پانچ سو روپیہ کا ملتا تہا اور بکر رتبہ مین مثل اور مانند زید کا ہے اسکو بھی اوسیقدر
انعام دیا جاے یا یہ کہ کہا جاے بہ نسبت زید کے بکر فلان لیاقت مین اسیقدر
زیادتی رکھتا ہے اسکے انعام مین ایک گھوڑا اضافہ کیا جاے اور قسم دوم
مین کھینگے کہ جتنا استحقاق اس بزاز کا ہے بواسطہ ایک تہان کپڑے کے
اوتنا ہی استحقاق اس نجار کا ہے بواسطہ اس کرسی کے یا یہ کہین کہ یہ تہان
کپڑے کا دس روپیہ کی مالیت رکھتا ہے فلان بزاز کو دیے جائین اور اسیقدر
مالیت اس کرسی کی ہے فلان نجار کو دی جاے یا کرسی بزاز کو دی جاۓ
اور اوسکے معاوضہ مین کپڑا نجار کو دیا جاے اور قسم سوم مین کھینگے کہ
زید نے ایک مہینہ بکر سے اپنی خدمت لی ہی اور کچھہ نہین دیا دس روپیہ
اوسکو دلانا چاہیے یا بکر نے زید کو فلان قسم کا ضرر پہونچایا ہے اوسکو بھی
اوسی قسم کا ضرر یا مثل اوسکے پہونچانا چاہیے اور عادل وہ شخص ہے جو
مناسبت اور مساوات دے اشیاے نامناسب اور مختلف مین مثلاً
ایک خط مستقیم کہ طول مین آٹھہ انچہ ہے اوسکو کہا گیا کہ دو حصہ کر دے
اوسنے دو حصہ کیا کہ ایک حصہ اوسکا تین انچہ ہے دوسرا پانچ انچہ ہے
عادل کا کام یہ ہے کہ پانچ انچہ سے ایک انچہ گھٹا کر تین انچہ مین ملا دے
تا کہ دونو برابر ہو جائین یہ بات اوسکو میسر ہوتی ہے جسکی طبیعت
حدِّ اوسط مین واقع ہوئی ہو اور استعداد باطنی ایسی رکھتا ہو کہ ہر ایک

جلسۂ دوم صفات متشابہ

امر کی مقدار اور نسبت اور مساوات اور استحقاق کو بخوبی جان سکے اور

ایسے مناسبات کو وضع اور ایجاد کرسکے اوسکو ناموس الٰہی کہینگے اسواسطے

کہ حقیقتاً ہر شے کے مساوات کا اور مقادیر کا ایجاد کرنیوالا اور جاننے والا

خالق عالم ہے اور ناموس الٰہی اوسکے حکم سے اور تعلیم سے وضع اور ایجاد

ایسی باتونکا کرتا ہے اور چونکہ معیشت انسان کا سامان یکدیگر کی معاونت

اور امداد پر موقوف ہے تاکہ ایک دوسرے کی خدمت کرے اور مخدوم خادم کو

کچھہ دے اور کچھہ لے جیسے کہ نجار نے ایک ہل مزارع کو بنا دیا اور مزارع نے

چار سیر گیہون نجار کو دیے اور ایسا ہی ہوسکتا ہے کہ اجرت نجار کی چار سیر گندم

سے زیادہ ہو یا کم ہو پس کوئی شے ایسی ضرور ہے کہ جسکے ذریعہ سے کم کو

بیش اور بیش کو کم کرسکین وہ شے سکہ ہے اوسط کے مدارج کا صحیح کرنیوالا

دنیا مین لیکن عادل بے زبان ہے اور عادل ناطق کا محتاج ہے تاکہ اگر

باہم معاوضہ مال و دنیا مین مخاصمت و تفاوت واقع ہو خلق مین تو اوس

عادل ناطق کیطرف رجوع لیجائینگی اور وہ عادل صامت یعنے دینار کی اعانت کریگا تا نظام معیشت

خلل پذیر نہو اور وہ عادل ناطق انسان ہوگا اس تقریر سے معلوم ہوا کہ

حفظ عدالت کیواسطے درمیان خلق کے تین چیزون کی ضرورت ہے یعنے

ناموس الٰہی اور حاکم انسانی اور دینار اور اوس ناموس الٰہی کو چاہیے کہ

خالق عالم کے حکم سے مامور ہو تا نقصان اور زیادتی سے محفوظ رہے اور

ناموس دوم یعنے حاکم بتجویز ناموس اکبر کے ہوگا اور جملہ امور مین ناموس اکبر
کی اقتدا کریگا اور تیسرے دینار ہے کہ وہ بھی حسب تجویز کسی ناموس کے
جاری ہوگا اور دینار کی طرف خلق کو احتیاج اسوجہ سے ہے کہ سوا دینار
کے اور کوئی چیز ایسی نہین ہے کہ جس سے تعین مقدار کا اور مساوات شئیکا
ہوسکے اگر سکہ نہو تو اشیائے کثیرہ کی قیمت مختلف اور حساب معاملات
مشترکہ اور داد وستد اور کاریگرون کی اجرت اور معاوضہ محنت
کسیطرح سے درست و معین نہو سکے اور درہم و دینار سے یہ حاصل ہے
کہ ہر شئے کی مالیت اور لیاقت دینار سے مشخص ہوجاتی ہے اور تعین
حقوق مین دقت نہین رہتی مثلاً کاشتکار نے کسی آہنگر یا درودگر سے
کام لیا اور اوسکو مزدوری مین غلہ دینا چاہا اور باہم اختلاف ہوا تو بسبب
درہم کے آسان ہے کہ ایک دن کی اجرت حداد و نجار کی مشخص کرین
کہ ایک درہم ہوے اور جسقدر غلہ ایک درہم کی قیمت کو وفا کرے
حداد اور نجار کو دیا جاوے اور اختلاف رفع ہوجاے **سوال**
جو شخص ناموسہاے مذکورہ کو پسند نکرے اونکو کیا کہینگے اور ایسے
لوگ کس فرقہ مین شمار کیے جاتے ہین **جواب** ناموس الٰہی کا منکر ظالم اور
مفسد کہلاتا ہے اور اسکی تین قسمین ہین اول وہ ہے جو ناموس اکبر الٰہی
کی اطاعت نکرے دوسرا وہ شخص ہے جو ناموس دوم کی اطاعت سے

انحراف کرے سوم وہ ہے جو دینار کے مساوات کو ضایع کرے اور
ان تین ظالمون اور مفسدون سے بڑے بڑے فساد عالم مین ہوتے
ہین اور جسطرح سے ناموس اکبر چاہتا ہے کہ تمام عالم مین صفات جمال
اور اخلاق صالحہ شایع ہون اور اسی امید پر جن لوگون کو سزاوار اور
شجاع سمجھتا ہے اونکو ترغیب جہاد پر کرتا ہے اور اوسکے مصالح انکو
تعلیم کرتا ہے اور جب کسی مین استعداد حکمت پاتا ہے اوسکو تاکید اور
ترغیب کرتا ہے اس بات پر کہ کتابین علوم کی تصنیف کرین اور
مطالب دقیق کو حل کرین اور مسایل مشکلہ کو آسان کرین اور تعلیم وتعلم
لوگون کو رغبت دلاوین اور خود تعلیم کرین اور جسمین استعداد عفت پاتا ہی
اوسکے مصالح کے موافق اوسکو ترغیب کرتا ہے اور عامہ خلایق سے صفت
عدالت کا قصد کرتا ہے اور ظلم وجور اور بدمعاملگی اور کذب ودروغ
اور فتنہ وفساد سے باز رکھتا ہے اور عادل استعمال عدالت کرتا ہے پہلے
اپنی ذات مین بعدہ اپنے شرکا کے باب مین پھر اہل شہر وقصبہ کے
اسو رمین سوال ہرگاہ فضیلت عدالت کیطرف سبکی احتیاج ہے
توضرور ہوا کہ صاحبان فضائل دیگر یعنے حکیم اور عفیف اور شجاع عادل
کی طرف رجوع لیجائین اور جسطرح عدالت اور فضائل کو انجام پہونچاتے
ہین اور مدد دیتے ہین اسیطرح عادل صاحبان فضائل کو مدد دیتے

اور جو رذیلتین طرف مخالف عدالت مین ہین وہ بھی چاہیے کہ ایسے ہون
جو سب رذیلتون سے قوی تر ہون اور ان رذیلتون کو قوی کرین جو
مقابلہ مین حکمت اور شجاعت اور عفت کے ہین جواب بیشک فضیلت
عدالت ایسی ہی صفت ہے کہ جس سے سب فضائل کو تکمیل ہوتی ہے اور
امداد قوی ملتی ہے اور چونکہ عادل استحقاق ریاست و امارت رکھتا ہی تو ضرور
ہی کہ عادل حقوق مردم کو تلف نکرے پس کیونکر ہوسکتا ہے کہ شخص عادل
ارباب فضائل کے حقوق کو تلف کرے اور اونکی قدر و منزلت و اعزاز و اکرام
نکرے اور اونکی اعانت و امداد نکرے ایسے ہی وجوہ سے لائق سرداری
اور ریاست کے وہی شخص ہے جو عادل ہو اور اسمین بھی شک نہین ہے
کہ ظلم و جور جو رذیلتین طرف مخالف مین عدالت کے واقع ہین یہ بھی انتہائی
رذیلتین ہین اور انواع فساد انتظام عالم مین اسی سی پیدا ہوتے ہین اور
صدہا رذیلتین انسے پیدا ہوتی ہین جسطرح سے صفت عدالت محیط ہی
سب صفتون پر اوسیطرح سے ظلم بھی محیط ہے سب رذیلتون پر
اور جب نظر غور سے دیکھے گا تو معلوم ہو جائیگا کہ اقسام ظلم بہت ہین بعض
انمین سے قوی تر ہین مثلاً اخذ مال کرنا کسی سے بطور ناجائز چوری یا
دغابازی سے یا فسق و فجور سے یا دھوکھا دینے سے یا جھوٹھ بولنے سے
یا جھوٹھی گواہی دینے سے یا مثل اسکے یہ اقسام قوی ہین مگر ان سب مین

ایک پردہ ہے اور از روے قدرت کے ظاہر نہین بلکہ اور کسی مخفی واسطہ
اور حیلہ سے ہین اور اس سے قوی تر ہین جیسے قید مین گرفتار کر رکھنا اور
اور مغلول و مسلسل رکھنا یا ڈاکہ زنی کرنا یا قطاع الطریقی کرنا یا مثل اسکے
اور بعض اقسام ایسے ہین کہ انسان دوسرے کے ضرر کا خواہان ہوتا ہے
بواسطہ تحصیل مال کے اور اس سے قوی تر وہ ہے جو اضرار غیر کا باعث
ہوتا ہے بغیر غرض مال کے بلکہ محض حسد اور شرارت سے سوال عدالت
کے اقسام بھی ہین یا نہین جواب البتہ بلحاظ اون مقامات کے جہان
عدالت کو صرف کرنا چاہیے تین قسمین ہین اول وہ ہے کہ جو بندونکو
اپنے خالق کے مقابلہ مین بقدر طاقت و امکان عمل مین لانا چاہیے
اور اسی کے ذیل مین ہے حفظ حقوق انبیا اور اوصیا اور مقربان
خدا اور علما اور فضلا اور اولیا کا دوسرم وہ ہے جو انسان کو مقابلہ
مین آبا و اجداد و ازواج و اولاد و اعزا و اقارب کے لازم ہے اور اسی مین
داخل ہین حقوق ابنائے جنس کے خواہ از روئے نسب ہون خواہ از روے
جوار یا از روے وطن کے یا از روے صورت کے یا از روے مذہب کے
یا از روے روحانیت کے اور اسی مین شامل ہین معاملات اور ادائے
امانات سوم وہ ہے جو فیما بین دو شخصون کے یا زاید کے واسطے رفع
خصومت اور صفائے منازعت کے کرنا چاہیے سوال حقوق

حق تعالے کے بندون پر کیا ہین اور بندون کو مقابلہ مین اپنے پروردگار کے کیا کرنا چاہیے اور نسبت مین انبیا اور اوصیا کے کیا عمل مین لانا چاہیے جواب از آنجا کہ اقتضا عدالت کا یہ ہے کہ جو شی کسی سے لے یا کوئی اپنی نسبت عطا و سلوک کرے معاوضہ اوسکا ضرور ہے اور مبادلہ اوسکا نکرنا ظلم ہے اور حق سبحانہ تعالے کی نعمتین نسبت بندون کے بیحد و نہایت ہین اوسکا بھی معاوضہ ضروری قیاس کرنا چاہیے کہ اگر کوئی کسی بھوکھے کو کہانا کہلاوے یا پیاسے کو پانی پلاوے یا کوئی حاجت کسی کی روا کرے یا کسی بیمار کی دوا کرکے اچھا کرے یا کوئی مشورت نیک بتاوے تو انسان کسقدر ممنون اوسکا ہوتا ہے اگر قادر ہوتا ہے توموافق اپنے امکان کے سلوک کرتا ہے ورنہ شکر گذاری اور اظہار احسان سے ہمیشہ اوسکا مداح رہتا ہے اور جو ایسا نہین کرتا ہی اوسکو لوگ برا کہتے ہین پھر کیونکر عقل پسند کریگی کہ حق تعالے کی پے در پے نعمتون کا عیوض بقدر امکان بھی بشر نکرے مثلاً ایک بادشاہ ہے کہ اوسکے عدل و انصاف سے اور حسن سلوک سے ملک اوسکا آباد ہے اور ہر شریف و وضیع اوسکے اخلاق حمیدہ اور افعال پسندیدہ سے دلشاد ہے اور ہیبت معدلت سے کوئی قوی کسی ضعیف پر ظلم نہین کرسکتا ہے اور ابواب راحت و نعمت خلق پر کہلے ہوئے

ہین اور وزیر و امیر و اہل لشکر اور اقویا و ضعفا پر علی قدر لیاقت جسکا
اوسکا جاری ہے پس معاوضہ احسان ایسے بادشاہ کا یہی ہے کہ
ہر شخص موافق اپنی لیاقت کے نیک نیتی اور خوشدلی سے خیرخواہی
کرے اور عموماً ہر شخص اخلاص و محبت کے ساتھ اوسکے واسطے
دعا کرے اور اوسکے محامد اور مناقب کو ذکر کرے اور جملہ افعال نیک
مین اوسکی پیروی اور تاسی کرے اور اپنی اہل وعیال کے ساتھ اور
اپنے تابعین کے ساتھ ویسی ہی سلوک سے پیش آوے اور خصوصاً
ملازمین اوسکے کام مین جان و دل سے کوشش کرین اور جو امر اوسکے
نفع کا ہو اوسکو فرو گذاشت نکرین اور جو امر اوسکی
مضرت کا ہو اوسکو دفع کرین اور جس امر مین خود قاصر
ہوون اوس سے بادشاہ کو مطلع کرین اور بادشاہ
کے حق واجب کے ادا کرنے مین اپنی مستعدی ظاہر کرین
اگر ایسا نکرین بلکہ راہ خلاف چلین تو اونکو ظالم کہینگے حالانکہ
بادشاہ رعایا اور ملازمین سے مستغنی نہین ہی اور ارکان دولت
اور اہل لشکر اور رعایا کی مستعدی اور خیرخواہی سے بادشاہ منتفع
ہوتا ہے اور بدخواہی اور غفلت سے نقصان اٹھاتا ہے اس سے
بھی بادشاہ کے حقوق کا ادا کرنا جیسا کہ ذکر ہوا عقلاً واجب ہی

اس پر قیاس کرنا چاہیے حقوق پروردگار عالم کے جسکا احصا نہین
ممکن پہلی نعمت اوسکی یہ ہے کہ معدوم سے موجود کیا نباتات مین
نہین خلق کیا ذی روح کیا کنکر پتھر نہین بنایا چرند پرند حشرات مین
نہین پیدا کیا اشرف الموجودات بنی نوع انسان مین خلعتِ وجود عنایت
کیا چشم بینا اور گوش شنوا ہاتھ پاؤن حواس ظاہری اور باطنی اور
قوائی قوی عقل وفہم دی اور مادۂ ادراک تمیز خیر وشر اور معرفت نفع وضرر
اور عیب وہنر عطا کیا اور جملہ انواع کی حکمتین اور تمام اقسام کی نعمتین جسیم انسانی مین
خلق کین جنکے ادراک مین عقل بشری حیران ہے اور سامانِ معیشت
اور اسباب راحت مہیا کر دیے اور ہمیشہ ہر ساعت و ہر لحظہ تواتر نعمت
اوسکا موقوف نہین ہے ایسی نعمتون کے عوض مین اگر انسان کچھہ
نکرے تو یہ ظلم سب طرح کے ظلمون سے اقبح ہے اور چونکہ انسان کسی
ایک نعمتِ پروردگار کا عوض اوسکے مثل و مانند نہین کر سکتا ہی
اسواسطے مقتضائے عدالت یہ ہے کہ انسان اوسکی نعمتون کا
شکر بجالانے مین جہان تک اوسکا امکان کافی ہوتہ دل سے
کوشش کرے سوال طریقہ شکر بجالانے کا کیا ہے جواب
اس امر مین حکمائے اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا ہے کہ شکر سے
مراد ہے عبادت اور عبادت کی تین قسمین ہین ایک وہ جو اعضائے

بدن سے متعلق ہے جیسے صلوۃ وصوم وحج وغیرہ دوسرے یہ کہ
جو نفوس وارواح سے متعلق ہے مانند اعتقادات صحیح کے مثل توحید
وتفکر حکمت باری تعالے اشانہ تیسرے جو مشارکت خلق مین
لازم ہے مانند انصاف کے معاہدات ومناکحات واداے
امانات ونصائح ابنائے جنس مین اوربعضون نے کہا ہے
کہ عبادت حقتعالے کی تین طرح کی ہے اعتقاد حق قول صواب
عمل صالح اور انصاف یہ ہے کہ طریقہ شکر کا وہی احسن ہے جو حق سبحانہ
وتعالے کو لپسند آوے اور اوسکے لپسند کا حال معلوم نہین ہوسکتا
بجز اوسکے رازدارون کے پس چاہیے کہ انبیا اور اوصیا اور علما
جو بندون کو راہ ہدایت اور طریق عبادت بتانے کے واسطے
مامور ہین کچھ بتاوین مطابق اوسکے رجوع قلب اور خوشی خاطر سے
عمل کرے اور اسی مین شمار ہے اطاعت وفرمان برداری انبیا
اور اوصیا اور علما اور مقربان خدا کی اسوجہ سے کہ انہون نے
حق سبحانہ وتعالے کے حکم سے بندون کی ہدایت مین انواع اقسام
کی ایذائین اور طرح طرح کی تکلیفین اوٹھائین اور کوئی دقیقہ ہدایت کا
فروگذاشت نہین کیا اور بندون سے اجرت کے طلبگار نہین ہوئے
اور انہین کے سبب سے معرفت پروردگار اور طریقہ عبادت

خداوند کردگار معلوم ہوا انکے حقوق بھی ایسے ہین کہ جسکا معاوضہ
انسان سے مثل ادا ہوسکے ممکن نہین ہی الّا اسکا معاوضہ یہ ہے کہ انکے
احکام کی اطاعت کرے اور اونکے نصائح کو دل سے سُنے اور
تہ دل سے اونکو دوست رکھّے اور اونکے دوستون کو دوست رکھّے
اور اونکے دشمنون کو دشمن سمجھے اور انکے اعزاز واحترام مین کبھی کوئی امر
فروگذاشت نکرے سوال حقوق ابا واجداد کے اور اولاد کے
اور اقارب کے اور ابناے جلس کے کیونکر ہین اور اونکے مقابلہ مین
کیا کرنا چاہیے جواب اسطرح کے حقوق بہت ہین اور ہر ایک کے درجات
ومراتب ہین جسقدر قرب زیادہ ہے اوتنا ہی حق زیادہ ہے ہر ایک کا
بیان تفصیلی طولانی ہے مختصر گذارش کرتا ہون سب سے مقدم
حق والدین کا ہے اور حق والدین کا بعد حق خدا و رسول کے بہت
بڑا ہے اسوجہ سے کہ والدین وسیلہ ہین خلقت اولاد کے اور محنت
ومشقت والدین کی پرورش اولاد مین ایسی ہے کہ سوا اونکے عالم
مین کوئی متحمل اوسکا نہین ہوسکتا اور معاوضہ حقوق والدین کا بھی
بجز اسکے کہ اونکی اطاعت کرے اور ہمیشہ اونکی رضاجوئی کرتا ہے
اور اونکی راحت رسانی مین کوشش کرے اور کسیطرح نہین ہوسکتا
اور حقوق اولاد کے یہ ہین کہ اونکی پرورش و تربیت کرے

اور اونکو تعلیم نیک کرے اور اخلاق حسنہ سکہاوے اور حقوق اعزا
و اقارب مثل بہائی اور بہن اور چچا اور ماموں اور خالہ اور پہوپہی اور
دادی اور دادا کے یہ ہین کہ اون سے بہ لطف و محبت زندگانی
کرے اور اونکے حوائج مین جو اس سے متعلق ہون اعانت کرے
اور اگر وہ صاحب احتیاج ہون اور خود معیشت کافی رکہتا ہو
تو اپنی معیشت سے اونکی کفالت اور اعانت کرے اور اسمین درجات
کو ملحوظ رکہنا چاہیے اور قریب کو بعید پر مقدم کرنا چاہیے اور یہی
خلاصہ ہے صلہ رحم کا اور تفصیل حقوق ازواج و اولاد کے تدبیر منازل
مین انشاء اللہ گذارش ہوگی اور حقوق ابنائے جنس کے بحسب
اقسام منقسم ہین اول بنو اعمام النبی ہین اسمین قریب ترجیح رکہتے ہین
بعید پر مثلاً سادات فاطمی کو تقدیم ہے صلہ رحم مین علوئین پر اور
علوئین کو ہاشمیین پر اور ہاشمیین کو قریش پر اور قریش کو دیگر صنائف
پر اور بلحاظ ایمان و اسلام کے جسقدر جنسیت قریب زیادہ ہوگی
اوتنی ہی رعایت لازم ہوگی یہان تک کہ ہم مذہب اپنے ہم مذہب
کی تائید کرے اگرچہ کسیطرح کی قربت از روے نسب نرکہتا ہو
اپنے حقیقی بہائی کے مقابلہ مین جبکہ بہائی خلاف رکہتا ہو مذہب
مین اور بعد ان کے حمایت اہل جوار کی اور سن بعد حقوق جنسیت مین

جلسۂ دوم صفات متشابہ

تمام بنی آدم کے اور انمین بھی بلحاظ اسباب قریب کے ایک کو دوسرے
پر ترجیح ہوگی بعد اسکے رہی جنسیّت روحانی جیسے پاس حیوانات کا
مثلاً معلوم ہوا کہ کوئی ہاتھی یا گھوڑا یا باز یا کبوتر دو روز کے فاقے سے
ہے یا کسی بلامین مبتلا ہے تو جنسیّت روحانی اقتضا کریگی کہ تا امکان
اوس جانور کی اعانت کیجائے اور بے سبب اوسکے ایذا اور تکلیف
کو گوارا نکرے اسیمین شمار ہے انصاف کرنا درمیان معاملات کے
اور ادا کرنا دیون اور امانات کا اور نیت کا خوش معاملگی اور امانت
داری پر متوجہ رکھنا اور ظاہر کرنا اوسکا موافق نیت کے سوال رفع
منازعات اور فصل قضایا مین کیا لازم ہے جواب شخص عادل جب
کوئی امر خلاف عدل و انصاف دیکھیگا اور سنیگا تو ملکہ عدالت
ضرور تقاضا کریگا کہ اسکو رفع کرے مثلاً فیما بین دو شخصون کے کچھ
شکایت باعث رنجش ہے اوسکا رفع کرا دینا یا یہ کہ ایک شے پر
دو شخص مدعی ہین اور اوسکی حقیقت کو سمجھ کر حقدار کو کامیاب
کرا دینا اور فریق ثانی کو سمجھا کر خصومت سے باز رکھنا یا دو شخصون نے
کسی امر نزاعی مین حکم قرار دیا اوسوقت مین امر واقع کو دریافت کرکے
صاحب استحقاق کو ظاہر کرنا اور خصومات کو برطرف کرا دینا یا یہ
حاکم کے سامنے متخاصمین حاضر آئے اونکے درمیان مین صلح یا تصفیہ کرنا

اور حقدار کو کامیاب کرنا مگران سب صورتون مین فریقین مین کسی طرف میل
خاطر نہو ورنہ نیّت ظلم کی پیدا ہو جاینگی سوال فضایل کے اکتساب کا
کیا طریق ہے جواب علم حکمت مین مقرر ہے کہ جو حرکات انسانی ابتدا سے
انتہا تک متوجہ کمال کے ہین دو حال سے خالی نہین ہین یا سبب اوسکا
طبیعت ہے یا صناعت ہے طبیعت کی مثال نطفہ کہ نطفہ جب رحم مین
قایم ہوا اور طبیعت نے اوسمین تصرف کیا آناً فاناً حالات اوسکے ایک حال سے
دوسرے حال پر مبدل اور ایک درجہ سے دوسرے درجہ پر ترقی کر جاتی ہین کہ
نطفہ سے مضغہ ہوا اور مضغہ سے جسم کی صورت بنا ہاتھہ پاؤن ناک کان
مونہہ آنکھہ اعضائے ظاہری اور دل وجگر و دماغ وغیرہ اعضاے باطنی
پیدا ہوے روح جاری ہوئی حرکت کرنے لگا ہڈیان گوشت خون ٹھیرنے
لگا یہانتک کہ شکم مادر سے نکلکر فضاے عالم مین آیا غذا کا طالب ہوا
فضلات جدا ہونے لگے رفتہ رفتہ دانت نکلے بیٹھنے لگا چلنا کھانا پینا
شروع کیا ہوش وحواس درست ہوے نیک بد اور نفع وضرر مین تمیز
کرنے لگا یہانتک کہ درجہ کمال کو پہونچا اور صناعت کی مثال ہے لکڑی
کی کہ بواسطہ آلات کے اور کاریگرون کے لکڑی کاٹی گئی چیری گئی
گڑھی گئی یہانتک کہ تخت یا صندوق جو بنانا مقصود تھا طیار ہوا
مگر طبیعت مقدم ہے صناعت پر پیدایش مین بھی اور ترتیب مین بھی

کسواسطے کہ ظاہر ہوا انفعال طبیعی کا محض حکمت الٰہی سے ہے اور صناعت
ارادۂ انسانی سے ہے بعد اسو طبیعی کے پس طبیعت بمنزلۂ معلم اور استاد
کے ہے اور صناعت بطور شاگرد کے ہے اور چونکہ کمال ہر مشبہ کا مشبہ بہ
کی مشابہت مین ہے پس معلوم ہوا کہ کمال صناعت کا مشابہت طبیعت
مین ہے اسطرح سے کہ بنانی اور ایجاد کرنی اور ترتیب دینی اور ترویج
واشاعت کرنیمین اور تعجیل و تاخیر مین صناعت اقتدا کری طبیعت کی تا کہ حسن کمال
کیطرف طبیعت کو قدرت الٰہی نے متوجہ کیا ہے صناعت سے ازروے
تدبیر کے حاصل ہو اور جو فضیلتین کہ صناعت سے متعلق مین حاصل ہونا
اونکے کمال کا موقوف ہی ہے ارادہ ومشیت انسانی پر اور جب وہ ارادہ
اتمام کو پہونچ جائیگا تب کوئی کمال اوس سے ایسا نمایان ہوگا کہ ایک لطف
تازہ پیدا کریگا مثلاً کوئی شخص بیضہ ہائے مرغ کو جمع کر کے ایسی جگہہ مین رکھے
جہان حرارت مناسب سینہ مرغ کے ہو تو اوس سے تہوڑے عرصہ مین بچے
نکل آوینگے اور جو کمال کہ طبیعت سے مقصود تہا وہ صناعت سے اور
تدبیر سے حاصل ہوگیا اور ایک لطف زایدیہ ظاہر ہوا کہ تہوڑے سے زمانہ
مین بہت سے بچے ایک دفعہ حاصل ہوگئے کہ اسقدر بچون کا ایک ساتھہ مہیا
ہونا خالی زحمت ودقت سے نہتھا جب یہ تمہید قایم ہوچکی تو اب سمجھنا
چاہیے کہ تہذیب اخلاق وتحصیل فضایل ایک امر صناعی ہے پس صناعت کو

اور تحصیل کمال مین تقلید طبیعت کی لازم ہے پس چاہیے کہ ہم غور کرین کہ جو
قوائے بشری کا ابتدائے خلقت مین ایک بعد دوسرے کے کیونکر ہے
تاکہ اوسی تدریج کو تحصیل اخلاق مین رعایت کرین او معلوم ہے کہ لڑکون
مین جو سب سے پہلے پیدا ہوتی ہے وہ قوت اشتہا ہے یعنے قوت طلب
غذا کی کہ جب لڑکا شکم مادر سے جدا ہوتا ہے فوراً بے تعلیم کے دودہ کا طالب
ہوتا ہے اور جب وہ قوت زیادہ ہوتی ہے تب آواز گریہ سے اپنی خواہش کو
ظاہر کرتا ہے تھوڑے دنون مین صورت ماں کی اور دایہ کی پہچانتا ہی تب
قوت غضبی اوسمین پیدا ہوتی ہے جو موانع اوسکے نفع کے یا سبب اوسکے
ایذا کے ہین اونکو دفع کرنا چاہتا ہے مثلاً پستان مادر پر اگر کپڑا حائل ہوجاتا
ہے تو اوسکو چاہتا ہے کہ درمیان سے اوٹھہ جائے اور بدن مین اگر کہین
خراش ہوتی ہے تو کھجانا چاہتا ہے اگر خود کر سکتا ہے تو خود کرتا ہے ورنہ
ماں سے یا دایہ سے اعانت چاہتا ہے جب یہ قوتین زیادہ ہوجاتی ہین
تب اوسمین قوت حیا پیدا ہوتی ہے کہ اپنے اعضاے مستور کو چھپانا
چاہتا ہی اور شرم کرنے لگتا ہی اور یہی ابتدا ہی قوت تمیز کی اور یہی دلیل ہی اچھا
اور برا پہچاننے کی جب یہ قوت ترقی کرکے اپنے کمال پر پہونچتی ہے تب
شوق نکاح اور مزاوجت کا کرتا ہے اور یہ خواہش طبیعت کی ہی واسطے
حفظ نوع کے اور قوت غضبی جب انتہا کو پہونچتی ہے تب شوق تحصیل

معاش کا اور حوصلہ ترفع اور ریاست کا پیدا ہوتا ہے اور تیسری قوت
تمیز جب اپنے کمال کے نزدیک پہونچتی ہے تب ہر چیز کی ماہیت
اور منافع اور مضار کے ادراک کا شوق کرتی ہے اوسوقت اوسکو
عقل و عاقل کے ساتھہ صفت کرتے ہین اور انسانیت بالفعل
اوسپر صادق آتی ہے اور افعال طبیعی اپنے کمال کو پہونچ جاتے
ہین اسکے بعد نوبت صناعت کی پہونچتی ہے تاکہ انسانیت جو
بواسطۂ طبیعت کے تمام ہوئی ہے بواسطہ صناعت کے استحکام
پاوے اور بقائے حقیقی حاصل کرے پس طالب فضیلت کو چاہیے
کہ تحصیل مین اوس کمال کے جسکی طرف متوجہ ہے اسی قانون
طبیعت کی اقتدا کرے اور تہذیب اخلاق مین ترتیب افعال
طبیعی کے اختیار کر کے ابتدا کرے اس سے کہ پہلے قوت شہوانی
اعتدال پر آوے من بعد قوت غضبیہ کے اعتدال پر لانے کی تدبیر کرے
بعد اسکے قوت تمیز کو اعتدال پر لانے کی سبیل کرے اگر بچپن سے
موافق حکمت کے تربیت اوسکی ہوئی ہے تو یہ ایک بڑی نعمت
ہے پروردگار عالم کی اور ہزار شکر پروردگار کا سزاوار ہے اور طریقہ
پرورش اطفال کا موافق حکمت کے انشاءاللہ تدبیر منازل مین بیان
ہوگا اور واضح ہو کہ اگر ابتدا سے ترتیب و تدبیر بوجہ احسن ہوئی ہے تو

طریقہ طلب فضایل کا اوس پر نہایت سہل و آسان ہوگا اور اگر ابتدا
مین خلاف مصالح حکمت کے اوسکی ترتیب ہوئی ہے تو اوسکے چھوڑانیمیں
کوشش کرنا چاہیے اور بسبب صعوبت کے ناامید نہونا چاہیے اور
اہمال نکرنا چاہیے کہ ہر روز زوال اوسکا سہل تر ہوتا جائیگا اور
جب مزاج اوسکا استعداد سرکشی پیدا کریگا اور اخلاق ذمیمہ
راسخ ہوجائیگی تب بجز تاسف و تلہف کے کچھہ فایدہ نہوگا اور
جاننا چاہیے کہ کوئی شخص فضیلت کو ساتھہ لیکر نہین پیدا ہوتا ہے
بلکہ سب فضایل صناعت سے تعلق رکھتے ہین ہان البتہ ازروے
خلقت کے بعض طبایع مین استعداد قبول فضیلت کی زیادہ ہوتی
ہے کہ اندک تعلیم و تربیت اونکو نفع کثیر دیتی ہے اور قاعدہ ہی کہ جس
امر کو انسان اختیار کرنا چاہے اوس کام کی ابتدا کرے پھر مزاولت
اور مہاورت کرنے سے وہ صناعت حاصل ہو کر ملکہ ہوجاتی ہی اور جس
امر کو ترک کرنا چاہے تو آہستہ آہستہ بسہولت ترک ہوجاتا ہی مثلاً
فن کتابت ہے کہ مشق کرنے سے خوش نویس ہوجاتا ہے اور بہت سے
افعال ذمیمہ ہین کہ ترک کرنے سے چھوٹ جاتے ہین اگر طالب فضیلت
متوجہ تحصیل کمال ہے تو اوسکو چاہیے کہ وہ فضیلت جس امر کا
اقتضا کرے اوسکو عمل مین لاوے اور مہارت حاصل کرے اور

جب انسان متوجہ تحصیل کمال ہو اور اسقدر مناسبت علمی کہتا ہو
کہ علوم ابتدائیہ کو پڑہ سکتا ہو اور اوسکے مطالب کو سمجہہ سکتا ہو تو چاہیے
کہ پہلے ابتدا کرے فن طب سے کہ فن طب کو علم اخلاق سے بہت مناسبت ہے
اسواسطے کہ مقصود علم طب کا صحت بدن ہے اور مقصود علم اخلاق کا تکمیل
نفس ہے اور اسیوجہ سے بعض حکما نے اس علم کو طب روحانی کہا ہے
اس لئے کہ جس طرح طب کی دو قسمین ہین ایک صحت حاصلہ کو محفوظ رکہنا دوسری
امراض کو دور اور زایل کرکے صحت کو پہیر لانا اوسیطرح سے اس علم
کے بھی دو فن ہین ایک وہ جو فضیلت حاصلہ کو محفوظ رکہے اور دوسرے
وہ کہ رذایل کو زایل کرے پس طالب فضیلت کو چاہیے کہ پہلے غور کرے
کہ نفس اپنے حال مین معتدل ہے یا اعتدال سے منحرف ہے اگر اعتدال
حاصل ہے تو تدبیر حفظ صحت و تکمیل نفس کا انتظام کرے اور اگر نفس انسان
میں رذایل ہین تو تدبیر اوسکے زوال کی کرے اور جب انسان متوجہ ادراک
حالات نفس ہو تو چاہیے کہ پہلے قوت شہوانی کے حالات پر نظر کرے
بعد اوسکے حالات قوی غضبی کو دیکہے اور جس قوت کو اعتدال سے منحرف
پاوے پہلے تدبیر ایسی کرے کہ نفس انسان اعتدال پر آوے بعد تحصیل
کمال نفس کا ملکہ کرے جب ان دونو قوتون کے حالات کے ملاحظہ اور اصلاح
سے فارغ ہو تب قوت نظری کے ملاحظہ پر مشغول ہو اور اوسکی ترتیب

کی رعایت کرنا چاہیے پہلے اس فن کو حاصل کرے جو ذہن کو بہکنے سے بچاوے اور طرف اقتباس علوم متعارفہ کے ہدایت کرے اور عقل کو ایسی قوت دے کہ وہم و حیرت و خبط پر غالب آوے اور ذہن اوسکا دریافت حقایق مین مرتبہ یقین کا حاصل کرے جب اس قوت کی اصلاح بھی کر چکے تب قواعد عدالت کے حفظ مین کوشش کرے تاکہ اعمال اور معاملات موافق اقتضائے عدالت کے کرنے لگے اور ملکہ ہو جاوے اوسوقت مین معنے انسان بالفعل کے اوسپر صادق آوینگے اسکے بعد اگر شوق و توفیق ہو تو سعادات خارجی اور سعادات بدنی کی تحصیل کرے اور سعادات کی تین قسمین ہین ایک سعادتِ نفسانی جسکی شرح بیان ہوئی اور ترتیب اوسکی تحصیل کی اسطرح سے کرنا چاہیے پہلے تہذیب اخلاق دویم علم منطق سوم علم ریاضی چہارم طبیعی پنجم الٰہی اور دوم سعادت بدنی اور اس سعادت سے مراد ہے تحصیل کرنا اون علوم کا جنسے خیر و صلاح بدن کی متعلق ہو جیسے علمِ طب اور علمِ نجوم اور سوم سعادت مدنی اور یہ مراد ہے اون علوم سے جو نظام حال ملت و دولت و جمعیت امور معاش سے تعلق رکھتے ہین جیسے علم شریعت مثل فقہ اور کلام اور اخبار او تنزیل اور تاویل کے اور علوم ظاہر مثلِ ادب و بلاغت و نحو و کتابت و حساب و مساحت وغیرہ کے

جلسۂ دوم صفات متشابہ

سوال اب مین چاہتا ہون کہ اب طریقہ حفظ صحت فضایل کا بیان کیجیے

جواب جب نفس انسانی تابع عقل ہو اور شوق تحصیل سعادت کا پیدا ہوا وسوقت مین چاہیے کہ انسان صحبت اور ملاقات ایسے اشخاص کی اختیار کرے جو اس فن مین ماہر وکامل ہون اسواسطے کہ علم طب مین طریقہ حفظ صحت کا یہی ہے کہ سکونت وہان رکھے جن بلاد کی آب وہوا موافق مزاج کے ہو اور وہ غذا استعمال مین لاوے جو مزاج اصلی کو تقویت بخشے اور سواے مضر اور اشیاے مضر سے احتراز رکھے ویسا ہی تحصیل کمال نفس مین ضرورت ہے ایسے اشخاص کی صحبت کی جو ایسے علوم مین کامل ہون تاکہ ہمیشہ قوت زیادہ ہوتی جاے اور پرہیز رکھے ایسے اشخاص سے جو خلاف اسکے مثلاً جاہل ہون یا تمسخر مضحکہ ولہو ولعب کی عادت رکھتے ہون یا لذت پسند ہون اور عیش دوست ہون اور پرہیز ایسے شخصون سے عمدہ شرایط سے اس فن کے ہے اور جیسا کہ ایسی صحبتون سے حذر لازم ہے اوسیطرح سے احتیاط چاہیے سننے سے اور دیکھنے سے ایسی کتابون کے جسمین باتین اور حکایتین اور اشعار اوس قسم کے ہون اسوجہ سے کہ ایک خبر وروایت خلاف کے سننے سے یا ایک شعر کا مضمون ذہن مین گڑجانے سے اسقدر خبث اور کدورت پیدا ہو جاتی ہے کہ طہارت اور زوال اوسکا نہایت دشوار

جلسۂ دوم صفات متشابہ

ہوجاتا ہے اور یہ وہ فساد ہے کہ ایسے اسباب سے علما و فضلا کے قدم
لغزش کر گئے ہین اور جوانان ناتجربہ کار کا کیا ذکر ہے اور سبب اسکا یہ ہے
کہ محبت لذات بدنی کی اور شوق راحت جسمانی کا انسان کی طبیعت
مین موجود ہے پس پرہیز ایسی باتون سے مقدم تر ہے اور صحبت
و اختلاط اصحاب فضایل مین بھی اس امر کا لحاظ ضرور ہے کہ وہ
لوگ بصورت اعتدال عادت گیر اخلاق حمیدہ کے ہون اور
خصایل پسندیدہ کا ملکہ رکھتے ہون خواہ وہ علم ہو یا عمل اوسکی مزاولت
اور مہارت کو ترک نکرے اور طبیعت کو ہمیشہ اوسی جانب مصروف
رکھے اور کسل و کاہلی کو اوسمین دخل ندے کہ یہ امر حفظ صحت نفس مین
ایسا ہے جیسا علم طب مین ریاضت بدنی ہے بلکہ اطبّاے نفس انسان
کی نسبت مین اطبّاے جسم کی اس امر مین نہایت مبالغہ کیا ہی کیونکہ
جب نفس انسان غور و فکر سے معطل ہوگا تو بلادت مین مبتلا ہوگا اور
کسل سے مانوس ہوگا اور پھر توجہ کرنا اوسکا اس طرف دشوار ہوگا اور
انسان انسانیت سے پھر طرف خصایل بہیمیہ کے رجوع کر جائیگا
لہذا شغل و مداومت غور و فکر حکمت کی ضروری ہے جب انسان
تحصیل علوم کا عادت گیر ہوگا صدق و راستی سے اوسے الفت
ہوگی تو مشقت و محنت کو تحصیل علوم اور فہم و ادراک معانی حقیقی

مین سہل و آسان سمجھنے لگیگا اور طبیعت اوسکی حق سے مانوس ہوگی اور
باطل سے نفرت کریگی اور سماعت دروغ سے محترز ہوگی یہان تک
کہ نظر اوسکی دقیق ہوتی جائیگی اور شوق اوسکا مطالعہ حکمت مین
بڑہتا جائیگا اور رغبت اوسکی انکشاف غوامض اسرار مین ترقی کرتی
جائیگی یہان تک کہ انتہاے مرتبہ کمال کو پہونچ جائیگا اور طالب
علوم اور مشتاق کمال نفس جب اپنے اقران وامثال سے فایق
ہوجائے اوسوقت مین چاہیے کہ اپنے علم وکمال پر مغرور نہوا اور
زیادتی علم وعمل کا ہمیشہ طالب رہے اور یہ چاہیے کہ پڑہنے مین
اور پڑہانے مین جو بات اوسکو حاصل ہوا اوسکے حاصل ہونے کو غنیمت
جان کر اوسکی مہارت ومزاولت سے کاہلی کرے بلکہ اوسکے ساتہ
اسقدر مشقت کرے کہ ملکہ ہوجائے اور خوف نسیان باقی نرہے
کہ علم کیواسطے نسیان بہت بڑی آفت ہے اور حافظ صحت کو
ایسا سمجھے کہ وہ نعمتہاے جلیلہ اور دولت نامتناہی کی حفاظت
پر مامور ہے اور سمجھنے کی بات ہے کہ بیمال کی خرچ کیے ہوئے اور
بے مشقت مین پڑے ہوے ایسی نعمتین اور کرامتین کیونکر حاصل ہوسکتی ہین
اور تہوڑی سی غفلت وکاہلی وتساہل مین اوسکو برباد کرنے
اور خالی ہاتھہ رہ جانے مین ایسا شخص بڑی ملامت کا سزاوار ہے

جلسۂ دوم صفات متشابہ

نہین دیکہتے کہ طالبان نعمات دنیوی کیسی کیسی مشقتین سفر
دور و دراز کی گوارا کرتے ہین اور کیسے کیسے بیابان اور کوہ بے آب
دانہ کو طے کرتے ہین اور بڑے بڑے دریائے خوفناک آفت خیز
عبور کرتے ہین اور انواع مکارہ و آلام بہوک اور پیاس کے
اور قلت خواب اور تمازت آفتاب اور برودت ہوا اور جہونکے آندہی
اور چہینٹے بارشون کے اوٹہاتے ہین اور اپنی جان کو مقابلہ مین رہزنون
اور چورون اور قزاقون کے ہلکہ مین ڈالتے ہین تب منفعت تجارت بخوبی
حاصل کرتے ہین اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ ایسے ایسے مصائب
اوٹہا کر بضاعت سے ہاتہ دہو بیٹہتے ہین منفعت کو کون کہے
بلکہ اور ایسی ندامت اوٹہاتے ہین کہ موجب اونکے ہلاک
اور تلف جان کا ہوتا ہے اور اگر منفعت سے کسیطرح کامیاب
ہوے تو خوف تلف اوسکا ہمیشہ اوسکے ساتہ ہے اور اوسکے
بقا پر کسیطرح یقین نہین کر سکتے کسواسطے کہ جب مہیا ہونا
تو اوسکے اسباب خارجی سے تہا ویسا ہی زوال اوسکا عوارض
خارجی سے ممکن ہے اور اگر شخص طالب دنیا بادشاہ ہے
یا وزیر یا کوئی مقرب بادشاہ کا ہے تو اوسکے واسطے اسباب
مکارہ و آلام زیادہ قسم اول سے ہین اور منازعت حاسدونکی

اور خصومت دشمنان اور اصلاح فوج اور تربیت اہل قلم اور
زینت خدم وحشم اور رعایت حقوق احباب اور حفظ وصیانت
کید اعدا علاوہ اوسکے ہے اور اعزا و اولاد و احباب ازواج
و اغیار نزدیک وو سب زیادہ اپنی لیاقت سے خواہان اور
طلبگار خدمات اور آرزومند مراعات کے ہین اور یہ شخص بعض کی
راضی اور خوشنود کرنے پر قادر نہین ہے چہ جاکہ سب کی رضامندی
کیونکر کرسکیگا ہر شخص شاکی ہوگا اور اعتراض کریگا اور عیب ڈہونڈیگا
اور درپے اوسکی ہلاک اور زوال نعمت کا ہوگا اور ایسے ایسے کلمات
اونکی زبانون سے نکلین گے کہ سننے سے اوسکے جو رنج وقلق اور
غم وغصّہ دل پر مستولی ہوگا ضبط کرنا اوسکا دشوار ہوگا اور
بعض حالات مین تلف جان پر آمادہ ہوگا اور جسقدر تابعین اور
لشکری زیادہ ہونگے اوتنی ہی مشغولی خاطر زیادہ اور ضرورت
نگرانی زیادہ ہوگی کہ بے ترتیبی ایسے لوگون کی اور زیادہ باعث رنج
وتعب کا ہوتی ہے ایسا شخص بظاہر خلق کی نگاہون مین تونگر اور بے نیاز
دیکہائی دیتا ہے لیکن حقیقت مین سب سے زیادہ درویش ہے
اسوجہ سے کہ درویشی مراد ہے احتیاج سے اور احتیاج فقیر کی اسیقدر ہے
کہ پیٹ بہرکے روٹی ملجائی اور کہالی اور دوسرے وقت تک کو مطمئن ہوجائے

صاحب عیال کی احتیاج اوس سے زیادہ ہی کہ اپنی ذات کی بہی اور عیال
کی بہی سب طرح کے ضرورت کی حاجت رکہتا ہے اور بادشاہ کی احتیاج
سب سے زیادہ ہے جو کسی حالت مین مستغنی نہین ہوتا مصرع آنانکہ غنی
تراند محتاج تراند ٭ اور جسکی احتیاج کم ہے اوسکی تونگری زیادہ ہی اسیوجہ
سے غنی الاغنیا ذات ہے پروردگار عالم کی کہ وہ احتیاج سے مطلقًا بری
ہے دیکہنے والے بادشاہون کی حالات مثل کثرت باج و خراج و زینت
تخت و تاج و لباس زرین و طعامہاے لذیذ و کثرت حشم و خدم و غلام
اور افراط سپاہ و اعلام دیکہکر گمان کرتے ہین کہ کسقدر مسرت اور لذت
اونکو حاصل ہوگی حالانکہ ایسے لوگون کی فکر و تشویش شبانہ روز
ایسی ہوتی ہے کہ ادنے کسیکو نہین ہوتی مصرع آنرا کہ بیش بیش غم روزگار
بیش ٭ اور اگر کسی نو دولت کو یا گرفتار نشۂ عشرت کو چندے
بیفکری اور لذت حاصل ہوئی تو اوسکو وہ آلام پیش آتے ہین کہ عیش و آرام
سابق مبدل بہ ندامت و پشیمانی ہوجاتا ہے اور جسکی حکومت و دولت
کو چندے امتداد ہوا اور جسقدر اوسکو حاصل ہے بطور عادت ہوگیا
تب نگاہ اوسکی دوسری چیز پر جاتی ہے جو اوسکے دخل و تصرف مین
نہین ہے یہان تک کہ اگر تمام دنیا اوسکے زیر حکم ہوجاے تو حکومت
عالم بالا کی تمنا کرے یا اپنی حیات کے طول کی آرزو کرے ایسا ہی

حال ہے نعمت ہائے مجازی کا اور نعمات حقیقی جو عطیہ منعم حقیقی فضلا اور
حکما کو حاصل ہین اور زوال ونکا کسیطرح نہین ممکن ہے اگر ہمیشہ اطاعت
منعم حقیقی کی اور تحفظ اون نعمتون کا بخوبی بن پڑے تو آنا فانا نعمت
اوسکی ترقی کرتی جاے یہانتک کہ نعمت ابدی حاصل ہو اور اگر انسان
اوسکی نعمتون کی قدر نجانے اور ضایع کرے شقاوت وہلاکت وبدبختی مین مبتلا
ہوگا اور اس سے زیادہ نادانی اور حماقت کیا ہوگی کہ جواہر بیش بہا
جو سامنے موجود ہون اونکو چھوڑ دے اور کنکر پتھر بے ثبات کی تلاش
مین دوڑتا پہرے اگر وہ کنکر پتھر ہاتھہ بھی آے تو دو حال سے خالی
نہین یہی یا وہ اشیا جنکی تلاش مین اسقدر رنجش اٹھائی ہے تمہارے سامنے
سے اوٹھا لیجائین گے اور تم دیکھا کروگے اور بجز حسرت وافسوس کے
کچھہ نکہ سکوگے اور یا وہ سب بجاے خود رکھی رہینگی اور تم خود وہان سے
اوٹھا دیے جاوگے حکیم اسطاطالیس کہتا ہے کہ جسکو بقدر اوقات
بسری کے میسر ہو اور وہ تہوڑی معیشت مین بسر کرسکے اوسکو بجاے
کہ طلب زیادتی مین مصروف ہو اسواسطے کہ زیادتی کی کچھہ انتہا نہین
ہی اور اوس زیادتی کے ساتھہ جتنے مکارہ ہین اونکی بھی انتہا نہین
اور مراد صحیح اور غرض اصلی معیشت سے دوا اون امراض کی ہی جو انسان
کے ساتھہ پیدا ہوتے ہین یعنے بھوکھہ پیاس کا دفع کرنا تاکہ بسبب

انکی تکلیف دہی کے انسان اپنے مقصود سے باز رہے اور غرض کہانے پینے سے یہ نہین ہے کہ ایسی اشیا تلاش کرے جو درحقیقت اچھی مرض و تکلیف ہین بلکہ ایسے تردد و تلاش مین جو بغرض لذت کے ہے نہ صحت ہے نہ لذت ہے اور اُسسے احتراز کرنیمین صحت بھی ہے اور لذت بھی ہے اور جسکو بقدر ضرورت بھی ممکن نہو اُسکو اوسیقدر کوشش کرنا چاہیے لیکن احتیاج سے زیادہ اپنی اوقات عزیز کو اوسکی کوشش و تلاش مین ضایع نکرے طالب علم کو جو معیشت کی حاجت رکھتا ہو پیروی کرنا چاہیے اوس طالب علم کی جو ایک روز مزدوری کرتا تھا اور جو کچھہ اجرت پاتا تھا اوسمین تین دن کا قوت مہیا کرتا تھا دو روز مطمئن ہوکر تحصیل علم کرتا تھا یا غور کرنا چاہیے جانورون پر کہ جب اپنی غذا کی طرف محتاج ہوتے ہین تب تلاش کو نکلتے ہین بعض انمین سے فقط جیفہ و کرم پر قناعت کرتے ہین اور جو اونکو ملتا ہے اوسی پر قناعت کرتے ہین اور ایک دوسرے کی غذا کا مانع و مزاحم نہین ہوتا پس جبکہ حیوانات بقدر دسترس اپنی غذا پر رضامند ہوکر دست حرص و طلب کو کوتاہ کرتے ہین تو انسان کو بھی لازم ہے کہ بقدر رفع ضرورت و احتیاج اوسیقدر غذا کو کافی سمجھے اور اس امر مین جانورون کی روش اور طریقہ کو اختیار کرے اور اپنے ابنائے جنس سے زیادتی

اور عمدگی کی خواہش نکرے اور غذا کی لطافت اور کہانون کی نفاست
اور لذت کے اہتمام و انصرام مین عمر عزیز کو رایگان نکرے اور اسیطرح اوس
مقدار ضروری کی طلب و تلاش مین کوتاہی نکرے جسکی طلب و تلاش لابدی
ہے اور سمجھہ لے کہ زیادتی کی خواہش از روئے تقاضائے مادۂ طبیعت
ہی نہ از روے عقل کے اسوجہ سے کہ طبیعت اوسقدر غذا کی طالب
ہی جس سے قوت باقی رہے اور مادۂ خرچ کو اس ہضم کی ضرورت نہین ہے
بلکہ ہمیشہ ارادہ اوسکا اسیطرف متوجہ رہتا ہے کہ جگہ کو خالی کر دے اور فضلات
کو خارج کر دے پس ایسی صورت مین عقل کو اوس سے کچھہ تعلق نہین رہا
اور عقل کا تصرف اور تمتع ان امور مین ویساہی ہی جیسے کوئی بزرگ بالضرورت
کسی ادنے کی خدمت کرے اور یہ بھی لازم ہے کہ انسان حفظ نفس
کے واسطے قوت شہوت اور قوت غضبیہ کو ہیجان مین نہ لاوے کسیوقت
مین بلکہ انکی تحریک کو اصل طبیعت کے اقتضا پر چھوڑ دے اسلئے کہ ایسا
اکثر ہوتا ہے کہ کسی لذت کے ذکر سے یا کسی شہوت کے استعمال سی یا کسی رتبہ
بلند حاصل ہونے سے شوق اوسکے حصول اور اعادہ کا پیدا ہوجاتا ہی اور یہ شوق مبدا
ہوجاتا ہے اس امر کا کہ طبیعت کو اوس شوق کی چیز کی طرف مائل کرے
اور نفس کو اس خواہش کا مطیع کرے اسلیے کہ بے اسکے خواہش اوسکی
حاصل نہین ہوسکتی اور مثال اسکی یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی شریر بیل سے یا گدہے

وزندو کو چھیڑے اور جب وہ حملہ کرے تو اوس سے بچنے کی فکرین کرے
اور بدیات سوا دیا تونکے کسی فہمیدہ سے کاہیکو ہوگی کہ خود سے باین مثلاً
ہو پس عاقل کو لازم ہی کہ ان دونو قوتون کی خواہشون کو مزاج پر چھوڑدے
تاکہ مزاج خود اونکی خواہشونکو بقدر ضرورت مہیا کرے اسلیے کہ اوسکو مدد
کیواسطے فکر وذکر کی چندان ضرورت نہوگی بلکہ اگر حفظ صحت اور بقاے
نسل کی ضرورت سے حاجت ہوگی تو طبیعت خود بواسطہ فکر
وذکر کے اوس مقدار ضروری کو معین کرلیگی تاکہ حد سے تجاوز نہو اوسیطرح
انسان کو ہر وقت نہایت تامل و غور و فکر دقت نظر سے اپنے جملہ افعال و
اقوال و حرکات و سکنات و تدابیر و تصرفات کو عمل مین لانا چاہیے
تاکہ کوئی قول و فعل اوسکا از روے عادت کبھی ضرورت عقلی سے خالی نہو
اور اگر دو ایک مرتبہ عادت بلا ارادہ عقل کے خلاف جاری ہوجاے
تو اوسکو سزاے مناسب دینے کا التزام کرے اگر نفس مضر شیا کیطرف
مبادرت اور بدپرہیزی کرے اوسوقت مین جب ضرورت پرہیز
کی ہو تو اوسکو کہانے سے بالکل باز رکھے اور روزہ رکھنا اختیار کرے
جسوقت اسکی ضرورت معلوم ہو اور اس عادت کے چھوڑانے کے
واسطے انواع و اقسام کی ایذا و تکلیف نفس کو دے اور اگر کسیوقت
مین غضب بیمحل آجاے تو اوسکی سزا کیواسطے کسی ایسے شخص سے

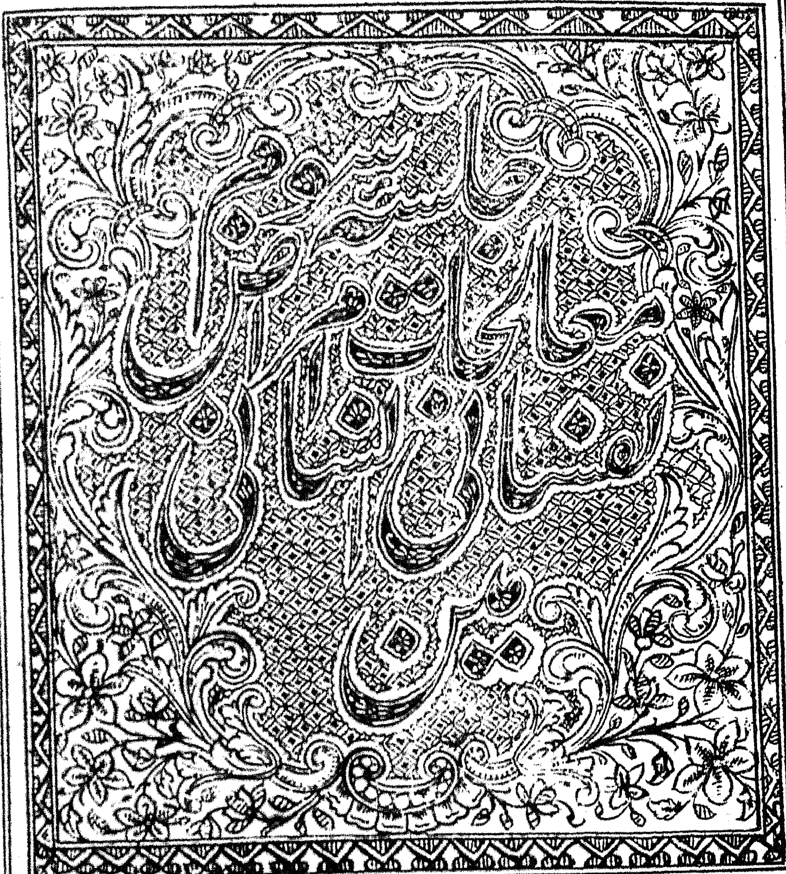
تعرض کرے کہ وہ بے اندیشۂ شان و منزلت بُرا کہے یا اور کوئی فعل مثل اسکے جو دشوار ہو اختیار کرے حکایت حکمائے لکہا ہے کہ اقلیدس کا دستور تہا کہ جب اوسکو اس قسم کی ضرورت ہوتی تہی تو بیخوف اور بدتمیز لوگون کو اپنے شہر سے اجرت دیکر ساتھ لیجاتا تہا وہ اوس سے سخت کلامی کرتے تہے اور اس وجہ سے اوسکے نفس کو ایک طرح کی سرزنش ہوتی تہی اور سزا ملتی تہی اور اگر انسان اپنے نفس مین مین استعداد کسل کی ہیجل دیکہے تو نفس کو بواسطہ اعمال صالحہ مشقت شدید مین مبتلا کرے اور اذیت و تکلیف کے کام اختیار کرے اور ایسے چند امور کا التزام کرے اور کسیوقت اوس سے غافل نہو تا کہ نفس کو مجال کسل کی نملے اور پھر کبھی عقل کے خلاف نکرے اور لازم ہے کہ جملہ اوقات مین ایسے لوگون سے احتیاط و کنارہ کشی رکھے جو مرض کسل نفس مین مبتلا ہوئے اور تہوڑے سے گناہ عقلی کو کمتر نہ سمجہے اور اوسپر عمل کا ارادہ نکرے اسواسطے کہ رفتہ رفتہ نفس کو بڑے گناہون کے کر بیٹھنے کی جرأت حاصل ہوگی اور جو شخص عنفوان جوانی مین نفس کو شہوات کی متابعت سے باز رکھیگا اور حلم و بردباری کو ہیجان غضب کیوقت صرف کرتا رہیگا اور زبان کو روکے رہیگا اور اپنے امثال و اقران کے شدائد پر آشفتہ نہوگا اوسکو ان امور کا ملکہ حاصل ہوجانا کچہہ دشوار نہین ہے اسلیے کہ جو لوگ

بے وقوفون کی خدمتین مبتلا ہوجاتے ہین اور اونکی گالیون اور بُرا بھلا کہنے کے خوگیر ہوجاتے ہین اونکو کچھہ اثر ایسے کلمات سے نہین ہوتا بلکہ غضب لانے والی باتون کو سُنکر ہنستے ہین حالانکہ قبل اس کے اور اسکی عادت ہونیکے وہ ایسے افعال کو بُرا جانتے تھے اور اوسوقت مین اگر کوئی اونکو ایسے کلمات کہتا یا ایسے حرکات اونکے ساتھہ کرتا تو وہ ہرگز جواب دینے سے باز نرہتے اور ایسا ہی حال ہے اوس شخص کا جو غرور کو پسند کرتا ہو اور اپنی افضلیت کے گھمنڈ مین کم رتبہ اور بے تمیز آدمیون کی ملاقات وصحبت سے کنارہ کش ہونا یہ بھی حد اعتدال کے خلاف ہے اور انسان کو لازم ہے کہ غلبۂ شہوت وغضب سے پیشتر اپنے نفس کو صبر وحلم کا عادی کرے جسطرح سے بادشاہان سنجیدہ ودور اندیش مقابلہ دشمن سے پہلے اپنے زمانۂ فراغت اور مدت مہلت مین قلعون کا استحکام اور اسلحہ حرب کی درستی کر رکھتے ہین اور سامان جنگ پہلے سے مہیا وآمادہ رکھتے ہین ایسے افعال مین ہر انسان کو پیروی دل سے بادشاہون کی کرنا چاہیے اور جو شخص صحت نفس کے حفظ کا طلبگار ہو اوسکو لازم ہے کہ اپنے چھوٹے بڑے سب عیبون پر اطلاع وآگاہی حاصل کرے اور پھر بھی اون پر قناعت نکرے زیادتی واقفیت کا طلبگار رہے جالینوس حکیم نے ایک کتاب مخصوص عیوب کے پہچاننے مین اور نقایص ذاتی کے دریافت

کرنے مین تحریر کی ہے اوس مین لکھا ہے کہ جو شخص اپنے نفس کو دوست رکھتا ہو
اور اپنے نفس کے معائب کو باوجود ظہور کے نجانتا ہو تو اوسکو لازم ہے کہ
اوس عیب کے دفع کرنیکے واسطے کسی ایسے فاضل کامل سے صحبت اختیار
کرے جو فضائل کمال کا جامع ہو اور اوسکو آگاہ کر دے کہ مین زیادہ تر اس
ضرورت سے آپکی خدمت مین حاضر ہوا ہون کہ آپ براہ صداقت
صادقہ مجھکو میرے معائب پر آگاہی دیجیے اور اس امر کا عہد استوار
اوس سے لے اور اوسکے اس کہنے پر راضی نہو جاے کہ آپ مین کوئی
عیب نہین ہے بلکہ اس تقریر کو ناگوار کرے اور اس خیانت کا الزام
دے اور عہد اول اوسکو یاد دلائے اور پھر اصرار بلیغ کرے اور الحاح سے
اس امر کے پھر درخواست کرے اور اگر اسپر بھی وہ انکار کرے تو اپنا ملال
ظاہر کرے تاکہ کسیقدر اوسکو خیال ہو جائے اور پھر وہ انکار نکرے اور
جسوقت وہ مجبورانہ منظور کرے اور اسکے معائب کو اس سے بیان کرے
تو بشاشت اپنی ظاہر کرے اور مقام خلوت مین اوسکی شکر گذاری
بجالائے تاکہ وہ دوست اس اطلاع دہی کو اوسکے واسطے ہدیہ و تحفہ تصور
کرے اور پھر اطلاع معائب مین کوتاہی نکرے اور جس عیب کو وہ بیان
کرے اوسکی علاج کی فکر کرے تاکہ اوسکو یقین حاصل ہو جائے اور وہ معائب
دفع ہو جائین یہان تک خلاصہ تھا کلام جالینوس کا مگر فقیر کی نظر مین

ایسا دوست دنیا مین کمیاب بلکہ نایاب ہی اور ایسے اشخاص کا ملنا نہایت
دشوار ہے ہان دشمن سے اس بارہ مین زیادہ فائدہ حاصل ہوسکتا ہے
اسلیے کہ وہ بلا محابا جسقدر عیب ہونگے ظاہر کر دیگا اور ہرگز کوتاہی
نکریگا بلکہ اصل سے زیادہ تہمت اور بہتان بھی کریگا یہ فعل اوسکا گرچہ
عداوت سے ہے مگر طالب حفظ کے حق مین مفید ہے مگر اسکو لازم ہے کہ
اوسکے افترا و بہتان و اتہام کو بھی عیب اصلی سمجھکر احتیاط کرے اور
اوس فعل کو عمل مین نہ لاوے جیساکہ جالینوس نے دوسرے مقام مین
لکھا ہے کہ اچھی لوگون کو دشمنون سے بھی فائدہ پہونچتا ہے اس فقرہ کا
مطلب بھی یہی ہے اور یعقوب کندی نے جو حکماے اسلام سے ہے
کہا ہے کہ طالب فضیلت کو لازم ہے کہ ہمچشمون کے عادات
و افعال کو اپنے نفس کیواسطے آئینہ بنائے تاکہ جو فعل بد اون سے
سرزد ہو اوس سے خود پرہیز کرے اور لوگون کے عیوب کو اس نظر سے
دیکھے کہ خود اپنے معائب کو ویسا ہی جان کر دفع کرے اور انکے افعال
بد کو دیکھکر اپنے نفس کو ملامت کرے اسطور سے کہ گویا یہ فعل و ہی سے
سرزد ہوا ہے اور ہر روز و شب کے آخر مین اپنے تمام افعال جزئیہ کو
غور کرکے یاد کرے اور ہرگز اون جزئیات کی شمار اور احصا کرنے
مین کوتاہی نکرے اگرچہ سنگریزہ اور سوکھی گھانس وغیرہ کے مثل

مین ہو یعنے وہ فعل ایسا بے وقعت ہو کہ ہونا اور نہونا اوسکا یکسان ہو اوسکو بھی
نگاہ مین رکھے اگر وہ بدہی تو اوس سے پرہیز کرے اور اگر نیک ہے تو اوسکا ارادہ
مصمم کرے اور گناہان گذشتہ پر نفس کو ملامت کرے اور ایک سزا اوسکے واسطے
ایسی مقرر کرے کہ اوس امر بد کے عمل کرنے پر اور امر نیک کے ترک پر سیاست
نکرے اور رفتہ رفتہ نفس کو برائیون سے نفرت اور نیک کامون سے رغبت بہم پہونچے
اور ہمیشہ چاہیے کہ نیکی اور بدی جو سرزد ہو اوسکو خیال مین رکھے تاکہ
وہ بدی پہر عمل مین نہ آئے اور وہ نیکی ترک نہونے پائے اور اوسی حکیم کندی
کا قول ہے کہ یہ بات کام کی نہین ہے کہ فائدۂ خلق کیواسطے اسرار حکمت کے دفتر کے
دفتر جاری کرین اور کتابین تصنیف کرین اور خود اوس سے بے بہرہ رہین
اور سنگ فسان یعنے سان کے مثل ہو جائین کہ چاقو اور چھری اور
تلوار کو برش دین اور آبدار کرین اور خود کسی چیز کو کاٹ نہ سکین
بلکہ ہمین چاہیے کہ ہم اپنے کو مثل آفتاب کے بنائین اور فیض نور کا
اپنی ذات سے تمام عالم کو پہونچائین اگرچہ ہمسے اخذ نور کر کے
کوئی مثل ماہتاب کے بنے اور ہمارا مثل ہو جائے مگر پہر بھی
فیض پہونچانا آفتاب کا کم نہین ہوتا یہان تک محصل تہا کلام
کندی کا اس تقریر کے بعد حکیم صاحب بادشاہ سے رخصت
ہو کر اپنے فرودگاہ پر گئے



جب حکیم صاحب مطابق معمول کے خدمت مین بادشاہ کے حاضر ہوے
بعد حال پرسی کے بادشاہ نے کہا سوال اب عود صحت یعنے معالجات
امراض نفس کو بیان کیجیے جواب علم طب بدنی مین قاعدہ کلیہ مقرر ہے
کہ علاج امراض کا ضد سے کرتے ہین یعنے مادہ حار مین ادویہ بارد سے
اور مادہ بارد مین اجزاے حار سے اسیطرح طب نفسانی مین علاج رذایل
کا ضد رذایل سے کرتے ہین اور فقیر پہلے گذارش کر چکا ہے کہ اجناس
فضایل چار ہین اور اونکے افراط مین اور تفریط مین جو رذایل ہین وہ بھی

شمار کر چکا ہون کہ آٹھہ ہین اور قاعدہ ہے کہ ایک چیز کی ضد بھی ایک ہی
ہوگی جیسے حرارت کی ضد برودت ہے اور سیاہی کی ضد سپیدی ہے
اور یہان جو ایک فضیلت کے ساتھہ دو رذیلتین گذارش ہوئی ہین
یہ رذایل دونو ایک ہی چیز سے ہین ایک افراط مین ہے اور ایک تفریط
مین انکو مجازاً ضد کہہ سکتے ہین اور طریقہ علاج کا یہ ہے کہ پہلے اسباب و علامات
سے مرض کو پہچانتے ہین من بعد علاج مین مصروف ہوتے ہین اور اعتدال
سے مزاج کے منحرف ہونیکو مرض کہتے ہین اور مزاج کو اعتدال پر پھیر لانیکو
علاج کہتے ہین اور بیان ہو چکا ہے کہ انسان مین تین قوتین ہین ایک قوت
تمیز یعنے قوت ملکیہ دوسری قوت دفع یعنے قوت غضبیہ سوم قوت
جذب یعنے قوت بہیمیہ اور ہر قوت کے امراض تین قسم سے خالی نہین
ہین یا بواسطہ تفریط یا بواسطۂ افراط یا بواسطۂ ردائت کے قوت تمیز
کی افراط مین مکاری و حیلہ گری پیدا ہوتی ہے اور وہم تسلط کرتا ہے
ایسا کہ امور وہمیہ کو یقین کر دیتا ہے اور تفریط مین بلاہت و بلادت
پیدا ہوتی ہے عملیات مین اور قصور نظر کا نظریات مین اور ردائت
مین شوق علم جدل اور سفسطہ کا پیدا ہوتا ہے اور آدمی اپنے قول جا
وبیجا پر ہٹ کرنے لگتا ہے اور جو سمجھہ مین آتا ہے اوسپر یقین کر لیتا ہے
اور علم کہانت و شعبدہ وغیرہ کو واسطے حصول شہوات خسیسہ کے استعمال

جلسۂ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی کے بیان میں

استعمال کرتا ہے اور قوت غضبیہ کی افراط مین شدت غصہ کی اور افراط
شوق انتقام کا اور رغبت بیمحل پیدا ہوتی ہے اور تفریط مین بے حمیتی
و بزدلی اور مشابہت عورتون کے افعال و حرکات کی پیدا ہوتی ہے
اور رذائت مین غیظ اور غصہ جمادات اور بہایم پر پیدا ہوتا ہے اور
انسان پر بھی جبکہ محل غصہ کا نہو اور افراط قوت بہیمیہ مین شکم پرستی اور
حرص اکل و شرب کی پیدا ہوتی ہے اور عشق و شیفتگی ایسے لوگون کے
ساتھ جو محل شہوت نہو اور تفریط مین کسل کرنا تلاش معیشت ضروری
مین اور قطع کرنا نسل کا اور زایل ہونا شہوت کا اور رذائت مین شوق
مٹی کھانیکا اور رغبت مقاربت مذکور کی یا ازالہ شہوت کا بصورت جلق
کے یہ اقسام ہین اجناس امراض بسیطہ کے جو قوی نفس مین حادث ہوتے
ہین اور مرکب ہونے سے ان اجناس کے بہت سے مرض پیدا ہوتے ہین
جسکا مرجع بھی اقسام مذکورۂ بالا ہین اور بعض ان امراض سے مہلکہ ہین
مثل حیرت اور جہل کے اور علاج انکا نہایت دشوار ہے اور سبب امراض
کے دو طرح پر ہین ایک نفسانی اور ایک جسمانی اور تغیر نفس کا باسباب
نفسانی یا جسمانی ہوتا ہے مثلاً افراط غضب سے یا عشق سے یا تواتر
اندوہ سے صورت اور بدن مین تغیر آجاتا ہے جیسے اضطراب اور لاغری
اور تاثر بدن کا امراض و اسقام سے جب کسی عضو شریف مین کوئی امر حادث

ہوگا مثلاً دل و دماغ مین تو نفس کے حال مین بھی تغیر واقع ہوگا او نفس کو جیسا
چاہیے تفکر اور تخیل اور تصرف ملکات کا ویسا نکر سکیگا پس معالج نفس کو لازم ہے
پہلے سبب حدوث مرض کا دریافت کرے اگر بنیاد مرض کی جسمانی ہے تو پہلے طریقہ
طبی سے اوسکا علاج کرے تاکہ اجسام اعضائے شریفہ اپنی حالت اصلی پر عود کرین
اوسوقت علاج امراض نفس کا کرے کہ جب سبب زایل ہوجائیگا مسبب بھی
زایل ہوجائیگا اور طب مین چار طریقے علاج کے ہین غذا سے اور دوا سے
اور سم سے اور داغ اور قطع سے اوسیطرح پر امراض نفسانی مین بھی اختیار
کرنا چاہیے اسطرح پر کہ پہلے قباحتین اوس رذیلت کی جسکا زایل
کرنا منظور ہے اسطرح اپنی خاطر مین لاوے کہ شک و شبہات کو اومین
گنجایش نرہے اور بسبب اوس رذالت کے جو فساد دینی و دنیوی پیدا
ہونیوالے ہون اونسے اچھی طرح سے واقف ہوے پس بارادہ مستحکم
اوسکے دفع پر مستعد ہو اگر اسیطرح سے وہ رذیلت ترک و زایل
ہوجاوے تو بہتر ورنہ جو فضیلت مقابلہ مین اوس رذیلت کے ہو
اوسکی مداومت مین زیادتی کرے مثلاً بخل رذیلت ہے اور سخاوت
اوسکے مقابلہ مین فضیلت ہے جب اوہام عقلی سے بخل زایل نہو
تو چاہیے کہ طبیعت پر زور ڈالے اور مال کو وجہ مناسب مین صرف کرنا
شروع کرے یہ طریقہ بمقابلہ علاج غذائی کے ہے اور اگر اس طریقے سے

کبھی مقصود حاصل ہوا اور سو وقت مین نفس کو ملامت اور ندامت اور توبیخ
کرے خواہ از روے فعل کے خواہ بطریق قول کے خواہ بطریق غور و فکر
کے اور جب یہ بھی مفید نہوا اور اعتدال پر لانا کسی ایک قوت کا قوت شہوانی
یا غضبی سے ضروری ہو تو اوس وقت مین دیکھے کہ وہ رذیلت جسکا دفع
مدنظر ہے غلبۂ قوت شہوانی سے ہے یا غلبۂ قوت غضبی سے اگر غلبہ
قوت شہوانی سے ہے تو استعمال قوت غضبی سے علاج کرے اور اگر
غلبہ قوت غضبی سے ہے تو استعمال قوت شہوانی سے علاج کرے اسواسطے
کہ کہانا کہا لینا اور کچھہ پی لینا اور سو رہنا جو متعلق قوت شہوانی کے ہی غصہ کو
فرو کرتا ہے اور حالت غضبی مین اشتہا کہانے پینے کی اور رغبت خواب
اور استراحت کی گہٹ جاتی ہے انمین سے جب ایک قوت کو غلبہ ہوگا
ضرور ہے کہ دوسری قوت کو ضعف ہوجائے اور جب یہ دونون قوتین
آپسمین ملجائینگی تو قوت تمیز کو غلبہ ہوگا اور وہ اپنا اثر ظاہر کرسکیگی
اسطرح کا علاج مقابلہ مین علاج دوائی کے کہا جاتا ہے اور جب ایسی
تدبیر سے کافی نہوا تو اوس وقت مین دوسری رذیلت جو مقابلہ مین اوس
رذیلت کی ہے اوسکو استعمال مین لاوے یعنے جس رذیلت کا دفع منظور ہے
اگر مرتبہ افراط مین ہے تو اوس رذیلت کو ایسے جنس سے
استعمال کرے جو مرتبہ تفریط مین ہے یا برعکس اسکے مثلاً سخاوت کے

مرتبہ افراط مین اسراف ہے اور مرتبہ تفریط مین بخل ہے اگر علاج بخل کا
منظور ہے تو اسراف کا استعمال کرے اگر اسراف کا دفع منظور ہے
تو بخل سے علاج کرے مگر اوسیوقت تک کہ جب تک وہ رذیلت
اپنی حد سے گھٹ کر یا بڑھ کر مقام اعتدال مین نہ آوے اور
جب اعتدال پر آجاوے اوسوقت اوسکو چھوڑ دے
اسطرح کا علاج بمقابلہ سمیات کے ہے کہ جب تک طبیب مضطر نہوگا
اور دفع مرض کا استعمال سم مین منحصر دیکھیگا اوسوقت استعمال سمیات کا
بقدر حاجت کریگا اور جب مقصود حاصل ہوجائیگا موقوف کریگا تاکہ مزاج
اوسکا عادت گیر نہوجاوے اور دوسرا مرض پیدا نہوجاوے مثل عادت
افیون کے اور دیگر مخدرات کے کہ ضرورتاً واسطے حبس نزول کے یا بندش
رطوبات دماغی کے استعمال کیا اور بعد حصول مقصود کے انقطاع اوسکا
نہوا تو استعمال افیون کا بجائے خود ایک مرض اوس سے سخت تر ہوگیا
اور جب اس طریقہ سے بھی مقصود حاصل نہوا اوسوقت نفس کو تاؤدی اور
تعذیب سخت مین ڈالنا چاہیے اور نفس کو تکلیفات صعب سے مثل
اعمال شاقہ اور نذر ہائے مشکلہ کے کہ جسکا بجالانا مشکل ہو مالش کرے
یہانتک کہ مصالح عقلی کی متابعت اختیار کرے اور یہ قسم علاج کے
مقابلہ مین اوس علاج کے ہے جو طب مین قطع اعضا سے اور داغ دینے سے

جلسۂ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی

عمل مین لاتے ہین اسقدر بیان مجمل معالجات کلی امراض نفس کا تھا اور جسنے
اس علم سے مناسبت حاصل کی ہے وہ اسی قاعدہ سے معالجات
جملہ امراض نفسانی کی کرسکتا ہے سوال ہم چاہتے ہین کہ جملہ امراض نفسانی
کی تدبیر اصلاح اور معالجات تفصیلی بیان کیجیے جواب جملہ امراض کے
معالجات کا بیان خالی تطویل سے نہین ہے اور جسکو مختصر نافع نہین ہے
اوسکو طول سے بھی کچھہ نفع نہین ہے اب حسب ارشاد بعض اون
امراض نفس کا علاج گذارش کرتا ہون جو سخت ترین امراض مین اور مہلکہ
ہین اور اوسی قیاس پر جملہ امراض کا علاج ہوسکتا ہے واضح ہو کہ امراض
قوت نظری کے بجہت مراتب کے بہت ہین امنین بسیطہ بھی ہین اور
مرکب بھی ہین لیکن تباہ ترین اقسام اسکے تین قسمین ہین اول حیرت
دوم جہل بسیط سوم جہل مرکب قسم اول قبیل افراط سے ہے اور
قسم دوم تفریط سے اور قسم سوم ردائت سے ہے حیرت حادث ہوتی
ہے اوسوقت مین جب کسی مسئلہ مشکلہ دینی یا دنیاوی مین دو دلیلین
یا زیادہ مثبت اور منفی ایک معارض دوسرے کے پیش آئین اور نفس
تحقیق حق اور ابطال باطل سے عاجز آگیا علاج اسکا یہ ہی کہ مسائل
مین غور و فکر سے اس بات کا ملکہ حاصل کرے کہ جب کسی مسئلہ مین
دو دلیلین قایم ہون تو دیکھے کہ دونون کے جمع کرنے سے مقصود حاصل

ہوتا ہے یا نہین اگر نہین ہوتا تو ایک کو دوسرے سے رفع کرے یا اثبات
ونفی مین ایک کو قوت دیکر طرف قوی کو اختیار کرے اسواسطے کہ دونون
صورتون کا جمع ہونا محال ہے جب اسمین مناسبت پیدا ہو طبیعت کو
تب از روئے قوانین منطقی کے اور مقدمات کے قیاس سے دلائل کے
ضعف وقوت کے ادراک کا ملکہ پیدا کرے تا کہ دو طرفون مین ایک طرف پر
جزم ویقین کرسکے اور غلط کو صحیح سے امتیاز دے سکے اور علم منطق اسیواسطے
ایجاد ہوا ہے اور خاص کر کے وہ کتابین جو سوفسطائی کے قیاسات کی
رفع غلطی کے واسطے تصنیف ہوئے ہین علاج اس مرض کے ہین جہل بسیط
اوسے کہتے ہین کہ نفس انسان جوہر علم سے عاری ہو اور جانتا ہو کہ مین
جاہل ہون یہ جہل ابتدائے شعور مین مذموم نہین ہے اسواسطے کہ خلقت
انسان جوہر علم سے عاری ہو اور جانتا ہو کہ مین جاہل ہون یہ جہل ابتدائے
شعور مین مذموم نہین ہے اسواسطے کہ خلقت انسان کی ایسے ہی حالت پر
پیدا ہوتی ہے اور طلب علم کی شرط یہی ہے کہ جب انسان اپنے کو
جاہل سمجھیگا تب ہی طلب علم مین محنت کریگا اور جب سمجھیگا کہ مین صاحب
علم ہون تو تحصیل علم سے فارغ ہو جائیگا لیکن جہل بسیط مین باقی رہنا
جہل پر اور حرکت جنبش نکرنا واسطے تحصیل علم کے اور اوسی پر قانع
اور راضی رہنا البتہ مذموم ہے اور تباہ ترین رذیلت ہے اور علاج

اسکا یہ ہے کہ جاہل کو اس بات پر رغبت اور غیرت دلائی جاوے کہ
وہ خیال کرے حالات انسان کے اور حیوان کے اور آگاہ ہو اس بات سے
کہ انسان کو انسان بسبب نطق و تمیز نیک و بد کے کہتے ہین اور جاہل جو فضیلت
علم نہین رکہتا جانورونمین شمار ہے نہ کہ انسانونمین اور لیجائے جاہل کو
ایسی صحبت مین جہان مجمع اہل علم و اصحاب کمال کا ہو اور باہم مذاکرہ
علم کا اور درس و تدریس کا کرتے ہون جب اونکے محاورات کو نہ سمجہیگا
اور اونکے محاورات کو بجز سننے کے فہم مین نہ لاسکیگا اور انکے سامنے بولنے
اور باتین کرنیمین شرم آئیگی اور جانیگا کہ میری آواز گویا کسی جانور کی
آواز ہے اگر انسان ہوتا تو انسانون سے کلام کرنیمین مصروف ہوتا
اور یہ نہ سمجہے کہ مین بہی انسان ہون کہ استعداد انسانیت ہر بشر مین
ہے اسواسطے کہ جاہل کو انسان کہنا بطور مجاز کے ہے نہ ازروے
حقیقت کے کہ گیہون کے درخت کو عرف مین گیہون کہتے ہین اور
جو کے درخت کو جو کہتے ہین حالانکہ وہ حقیقت مین گہانس ہے جبتک
کہ اوسمین گیہون اور جو پیدا نہو اسیطرح سب آدمیونکو انسان کہتے ہین بسبب مشابہت
کے اور انسانیت کا بالقوے ہونا بسبب علم کے ہے اور جب آدمی اپنے دلمین
انصاف کریگا تو سمجہیگا کہ جو مقصود جانورون کے پیدا کرنیکا ہے وہ اونمین
بخوبی حاصل ہے اور جو مقصود انسانکے پیدا کرنیکا ہے وہ اونمین نہین ہے پس یقین کریگا

کہ مین جانورونسے بھی بدتر ہون جب ایسی باتین اوسکے ذہن مین جمینگی اور علم کو ذریعۂ کمال نفس کا سمجھیگا تب تحصیل پر آمادہ ہوگا اور محنت و مشقت کو گوارا کریگا **جہل مرکب** حقیقت اس مرض کی یہ ہے کہ نفس انسان صورت علم سے خالی ہے اور سمجھتا ہے کہ مین عالم ہون یہ رذیلت خراب ترین رذایل ہی اور جسطرح اطبّاے ابدان بعض امراض مزمنہ کے علاج سی عاجز آتے ہین اوسیطرح اطبّاے امراض نفس اس مرض کے علاج سے عاجز ہین اور وجہ عجز کی یہ ہے کہ جب وہ خود اپنی مرض پر متنبہ نہوگا علاج نہین ہوسکتا اور جب تک وہ اپنے کو جاہل نہ سمجھیگا تب تک طلب نکریگا اسی سبب سے ایسے علم سے جہل بسیط بہتر ہے اور جو اس مرض مین نافع ہی وہ صرف ایک تدبیر ہے کہ ایسے شخص کو رغبت دیجائے طرف علوم ریاضی کے مثل ہندسہ وحساب وغیرہ کے کہ اوسکے دلائل کے اخذ مین محنت کرے اور یہ علوم ایسے ہین کہ انکی غلطی فوراً ظاہر ہوجاتی ہی اور غلط کنندہ کو بجز اعتراف کے چارہ نہین ہوتا اور جس علم مین دخل نہوگا اوسمین دست اندازی نہین کرسکتا اور کریگا تو خطا اوٹہائیگا اور جب ان علوم کے طرف متوجہ ہوگا اور خطا اوٹہائیگا تب اپنے جہل کا اعتراف کرنے سے اوسکو چارہ نہوگا اوسوقت مین امید ہی کہ شاید اور علوم کی نسبت بھی اپنے عقیدہ کو باطل سمجھے اور حقیقی علم کا طلبگار ہو

تو بعید نہین ہی کہ تہوڑے دنون مین جہل بسیط کی صفات اوسمین ظاہر ہون
اور علم کی تحصیل کرے اور امراض قوت غضبیہ کے بہت ہین مگر تین
مرض جو بہت قوی ہین اونکا ذکر کرتا ہون اول غضب ہے مرتبہ
افراط مین دوم جبن ہے مرتبۂ تفریط مین سوم خوف ہے مرتبہ
ردائت مین اور غضب ایک ایسی حرکت ہے نفس کی کہ مبدا اوسکا
شوق انتقام ہے اور یہ حرکت جب جوش مین آتی ہے تو خون دلکا
جوش مین آتا ہے اور دماغ اور شریانات بخارات مظلم سے ممتلی
ہوجاتے ہین اور عقل کو چہپا لیتے ہین کہ فعل عقل کا ضعیف ہوجاتا ہی
اور مثال اسکی پہاڑ کے ایسے غار کی ہے جسمین لکڑیان اور پتے درختون کے
اور جلنیوالی چیزین بہری ہون اور اوسمین آگ لگ جاوے اور اوس سے
دہوان اور شعلے بلند ہون اوسوقت کیفیت اوس غار کی کچہہ
معلوم نہوسکیگی اور بجہانا اوسکا نہایت دشوار بلکہ محال ہوگا ایطرح
سے دور کرنا غصہ کا نہایت متعذر ہے اسوجہ سے کہ جب کچہہ تدبیر
اوسکے کم ہونیکی کرینگے مادہ قوت کا زیادہ مشتعل ہوگا اگر نصیحت
کرینگے غصہ زیادہ ہوگا اگر کوئی حیلہ برانگیختہ کرینگے تو غصہ اور
ترقی کریگا اور ہر شخص کا حال بجہت ترکیب مزاج کے مختلف
ہوتا ہے کسواسطے کہ کوئی ترکیب مشابہ ترکیب گوگردکی ہی

کہ اندک آگ سے شعلہ پکڑ لیتی ہے اور کوئی ترکیب مشابہ ترکیب
روغن سے ہی کہ اوسکو بہت آگ چاہیے اور کوئی ترکیب مشابہ چوب
خشک کے ہی اور کوئی ترکیب مشابہ چوب تر کے ہی کہ شعلہ پکڑنا اوسکا
دیرکو ہوتا ہے اور جب اسباب متواتر ہو جاتے ہین تو تہوڑی آگ
بھی بہت کام کرتی ہے اور تر و خشک سبکو جلا دیتی ہے جسطرح سے
دو شاخین درختون کی جب ہوا سے آپسمین رگڑتی ہین تو دیر کے بعد
اوسمین آگ پیدا ہوتی ہے اور اوسکے سبب سے جنگل مین آگ لگجاتی
ہی اور خشک و تر درخت کے درخت جلکر فنا ہو جاتے ہین اسی پر خیال کرنا
چاہیے کہ بعض اشخاص کو تہوڑا سا رنج اگرچہ بسبب ایک کلمہ خلاف
کے ہو باعث فسادہاے عظیم کا ہو جاتا ہے حکیم کا قول ہی کہ اگر
کوئی کشتی ہواے تند اور آشوب دریا مین طوفانی ہو جاوے اور
اوس دریا مین ٹہوکر کہانیکی چیزین مثل پہاڑ وغیرہ کے بہت ہون
تو اوسکی نجات پا جانیکی امید ہے کہ ملاحون کی تدبیر اور کوشش کو
گنجایش ہی الا شخص غضبناک کی اصلاح نہین ممکن ہے کہ کوئی تدبیر
نافع نہین پڑتی جسقدر نصیحت کرین اور جسقدر اوسکے سامنے الحاح
کرین اوتنا ہی سبب زیادتی کا ہوتا جاتا ہی اور طریقہ علاج کا جیسا
کہ گذارش کیا گیا یہ ہی کہ پہلے سبب مرض کو دریافت کرے اور

تدبیر دفع سبب کی کرے کہ مسبب آپہی زائل ہوجائیگا اور اسباب
غضب کے حکمانے ذیل لکھے ہین اول عجب دوم افتخار سوم
مراء چہارم لجاج پنجم مزاح ششم تکبر ہفتم استہزا ہشتم
غدر نہم ضیم دہم طلب ایسے نفائس کی جو بسبب کمیابی کے
عزیز الوجود ہو اور موجب فساد اور حسد کا ہو اور عوارض غضب کی
سات لکھے ہین کہ بعد حادث ہونے غضب کے لازم آتے ہین
اور کبہی انہین سے بعض سبب بہی غصہ کا ہوجاتے ہین اول ندامت
دوم توقع مجازات یعنے امید جزا کی دنیا مین خواہ آخرت مین سوم
مقت دوستان یعنے ناخوشی احباب کی چہارم استہزاے اراذل
یعنے مضحکہ کرنا ذلیل لوگون کا پنجم شماتت اعدا ششم تغیر مزاج
ہفتم تالم بدن اور غصے کے ساتھ اگر ان عوارض مین سے کوئی
عارض ہوا اور پہر سکون ہوگیا تو وہ غصہ ہے ورنہ اوسکو جنون
کہنا چاہیے اور کبہی ایسا بہی ہوتا ہے کہ حرارت غضبی دل پر ایسی
محیط ہوجاتی ہے کہ اوس سے وہ امراض سخت پیدا ہوتے ہین جن سے
کہ آدمی کی جان تلف ہوجاتی ہے اور طریق معالجہ اسباب غضب کا
زوال سبب ہی عجب کی حقیقت یہی کہ انسان کو ایک مظنہ بے اصل پیدا ہو
کہ مین فلان قسم کی منزلت و تعظیم کا سزاوار ہون اور حالانکہ حقیقت مین وہ

کچھہ نہین ہے جب اوسکے خلاف کوئی امر ظہور مین آویگا تب باعث
ہیجان غصہ کا ہوگا اور جب وہ شخص اپنے عیوب اور نقائص پر واقف
ہوگا اور سمجھیگا کہ وہم میرا غلط تھا اور فضیلت کوئی خاص امر میرے
واسطے نہین ہے بلکہ ایک امر مشترک ہے فیما بین میرے اور بعض
دیگر اشخاص کے عجب جاتا رہیگا اور قاعدہ ہے کہ جب انسان اپنے
کمال مین اور لوگون کو بھی صاحب دستگاہ پاتا ہے تو عجب نہین کرتا افتخار
مباہات کرتا ہے اون امور خارجی پر جو ہمیشہ معرض زوال وفنا مین
ہین اور اونکی بقا پر کبھی اعتبار اور وثوق نہین ہو سکتا اگر فخر کثرت مال پر
ہے تو لٹ جانے اور چوری جانے سے اور چھن جانے سے محفوظ نہین
ہے اگر فخر اسکا بسبب علوئے نسب کے ہے تو یہ دعوے اوسکا تب
صادق ہے جب اوسکے باپ دادا مین کسیکو فضل وکمال حاصل ہوا فرض
کرین کہ جسکو فضیلت حاصل ہے وہ اگر موجود ہو کر کہے کہ جس بات کا
تو دعوے کرتا ہے وہ مجھکو حاصل ہے تجھے کیا اوسوقت کچھہ جواب نہین
دے سکتا نقل ہے کہ رؤسائے یونان مین ایک شخص نے کسی حکیم کے
غلام کے مقابلہ مین اظہار فخر کیا غلام نے کہا کہ اگر ذریعہ تیرے فخر کا
تیرا یہ لباس فاخرہ ہے جس سے اپنے بدن کو آراستہ کیا ہے تو یہ حسن
اور زینت کپڑے کی ہے تیری نہین ہے اور اگر موجب تیرے فخر کا یہہ

گھوڑا ہے جسپر تو سوار ہے تو یہ چستی و چالاکی گھوڑے کی ہے تیری نہین ہے اور
اگر مایۂ فخر تیرا بزرگی اور فضیلت تیرے باپ دادا کی ہے تو صاحب
فضیلت وہ تھے نہ کہ تو اور ہمین سے کیسکی فضیلت تجھہ مین موثر نہین
ہوسکتی پس فخر تیرا کسواسطے ہے مرا اور لجاج یعنے جدل اور خصومت
کے ہین اور دونون کا مطلب قریب قریب ہے اور وہ فعل ہی جس سے
دلونمین بغض و عناد پیدا ہوتا ہے اور الفت و محبت زائل ہوجاتی ہے
اور ظاہر ہے کہ نظام عالم الفت و محبت کے ساتھہ وابستہ ہے
پس ثابت ہوا کہ مرا و لجاج سے رذیلتین ہین کہ جس سے انتظام عالم
مین خلل پڑتا ہے اور یہ خراب ترین رذائل ہین مزاح یعنے ہنسی
دل لگی جب تک کہ اعتدال مین ہے تب تک باعث شگفتگی خاطر
اور سبب لطف صحبت کا ہے عقلاً اور شرعاً محمود ہے حدیث
سے ثابت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ اور جناب
امیر المومنین علی علیہ السلام مزاح کرتے تھے یہانتک کہ لوگون نے
اوسکو عیب گردانا اور سلمان فارسی نے ایک مزاح کی جواب مین
جناب امیر علیہ السّلام سے کہا کہ اسی مزاح نے تمکو اس درجہ تک پہونچایا
مگر حد اعتدال کو ملحوظ رکہنا دشوار ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ قصد
اعتدال کا کرتے ہین اور ہوتے ہوتے نوبت یہان تک پہونچ جاتی ہے

کہ باعث رنج وملال کا اور سبب غصّہ کا ہوجاتا ہی اسیواسطے لازم ہی جس شخص
کو قدرت حفظ اعتدال کی نہو احتراز لازم ہے تکبر عجب کے قریب ہی
اور فرق عجُب مین اور تکبر مین یہ ہے کہ عجُب کرنیوالا اپنے نفس کے ساتھ
جھوٹھ بولتا ہے اور جو گمان اوسکو ہوگیا ہے اوس سے نفس کو دہوکھا
دیتا ہے اور تکبر کرنیوالا غیر ونکے مقابلہ مین جھوٹھ بولتا ہے اگرچہ اپنے
گمان مین وہ بات نرکہتا ہو جسپر تکبر کرتا ہی سوال مثال عجُب کی اور تکبر کی
جُدا جُدا بیان کیجیے جواب مثال عجُب کی قرآن مین حق تعالے نے نسبت صحابہ
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ کے فرمایا ہے کہ تمنے عجُب کیا بسبب کثرت اپنی فوج کے
اور قصّہ اوسکا یہ تہا کہ جب جنگ حنین کو جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے عزیمت فرمائی تو اٹھارہ ہزار آدمی یا کچھہ کم ہمراہ تھے بعضے
صحابہ نے کہا کہ آج فوج ہماری بہت ہے ہم نہ بھاگینگے حالانکہ یہہ
مضمون خلاف واقع تہا دو طرح سے اول نظر بہ کثرت فوج کے کہ عدد
لشکر مخالف کے لشکر اسلام سے دوچند یا زیادہ تھے دوم یہ کہ ثبات
واستقلال لڑائی مین بسبب کثرت کے نہین ہوتا بلکہ بسبب سکون نفس کے
ہوتا ہے اسوجہ سے کہنے والے نے اپنے نفس کو امر خلاف پر دہوکھا
دیا اور مثال تکبر کی حکایت ہے شیطان کی جب حکم ہوا ملایک کو سجدہ
آدم کا اور عزازیل نے انکار از تکبر کیا کہ مین آگ سے پیدا ہوں اور آدم

خاک سے چونکہ آگ لطیف ہے خاک سے اس سبب سے اپنے نفس کو افضل سمجھا
آدم سے اور مقابلۂ آدم مین تکبر کیا حالانکہ سبب سجدہ کرنیکا فضیلت
خاک کی نتھی بلکہ عظمت نبوت کی تھی یا محض امتحان تھا اور شیطان
مین کچھہ جود اوس عظمت کا نتھا امر دروغ کو کام مین لایا استہزا
یعنے کسیکے قول یا فعل پر ہنسنا او مضحکہ کرنا اور یہ کام ہے اون لوگونکا
جو مسخرگی اپنا شعار رکھتے ہین اور اپنے ہنسے جانے سے پروا نہین
رکھتے یا طریقہ ہے اون لوگون کا جنھون نے واسطے معیشت کے
امرا اور اصحاب ثروت کے سامنے اسطرح کی باتونکا پیشہ اختیار کیا ہے
اور جسکو اپنی آبرو کا حفظ ہے اور غیرت وحیا کے ساتھہ موصوف ہے
وہ کبھی مرتکب ایسے افعال کا نہوگا اگرچہ اسکے عیوض مین خزانہ بادشاہی
اوسکو دیدین غدر یعنے بیوفائی اسکے وجوہ بہت ہین اور بہت سے
مقامونمین غدر کا استعمال محاورہ مین آتا ہے اخذ مال مین اور کسب
جاہ مین اور دوستی کی شرائط کی مخالفت مین اور ازالۂ حرمت مین اور مثل اسکے
جتنے اقسام غدر کے ہین اونمین سے کوئی پسندیدہ نہین ہے اور عوام
مین بھی کوئی اقرار اس صفت کا اپنے مین نہین کرتا اور سب اسکو معیوب
جانتے ہین سوال مال مین غدر کسکو کہتے ہین اور جاہ مین غدر کا
مقصود کیا ہے اور دوستی مین غدر کے کیا معنے ہین جواب اعتماد کی

شایان جو فعل ہو اوسکے خلاف عمل مین لانا غدر ہے مثلاً زید نے بکر کی
اعتماد پر مخفی کچھ مال امانت مین رکھا جب طلب کیا بکر منکر ہو گیا اسکا
نام غدر ہے مال مین اور جاہ مین غدر کی مثال یہ ہے کہ کسی وزیر نے
کسی شخص کو اپنا معتمد کیا اور امور وزارت مین وزیر کو مدد دینے لگا
اور آخر کو بادشاہ کے پاس رسوخ بہم پہونچا نیکو وزیر کی نسبت ایسے ہوکا
نشان دینے لگا کہ وہ معتوب ہوا اور خود وزیر ہو گیا اور دوستی مین غدر یہ ہے
کہ زید نے دوست کے اعتماد پر اپنے عیال کو چھوڑکر سفر کیا اور معتمد
نے اوسکی حرمت مین دست اندازی کی ضیم اوسکو کہتے ہین کہ کوئی
شخص دیا ؤ ڈالکر چاہے کہ کسی امر مکروہ کا اوسکو متحمل کرے یہ امر خواہ
بمراد انتظام ہو خواہ واسطے اپنے نفع کے دوسرے کی ضرر کا خواہان ہو
طلب نفائس نادر الوجود جو سبب غصہ او غیض کا ہوتا ہے
یا بادشاہ اور وزیر و امیر کی نسبت ہے یا اوسط کے لوگون کی
نسبت بخلاف غربا اور اہل افلاس کے بادشاہ و وزیر وغیرہ کے
صورت یہ ہے کہ کبھی ایسے لوگون کو شوق نفائس مین توجہ مفرط
ہوتی ہے کہ اوسکے بہم پہونچانے مین صرف کثیر اور محنت شاقہ
گوارا کرتے ہین اور جب وہ شے ہاتھ اجاتی ہے تو حد سے زیادہ مسرور
ہوتے ہین اور چونکہ زمانہ ہمیشہ انقلاب پسند ہے اور نیرنگی اسکے

لوازم سے ہے جب وہ شے چوری سے یا کسی صدمہ سے یا کسی سبب
سے زائل ہو جاتی ہے تو قلق ہیج ایسا لاحق ہوتا ہے کہ بسبب اوس
غصّہ و ملال کے انتظام امور سلطنت مین خلل آجاتا ہے اور جب اوسکا
مثل دستیاب ہونے سے یاس ہوتی ہے تو دوچند تاسف لاحق
ہوتا ہے اور اوساط الناس کا یہ حال ہے کہ اگر کوئی چیز عمدہ یا کوئی
جواہر بیش بہا یا کوئی گھوڑا تحفہ یا کوئی لباس فاخرہ یا کوئی عورت صاحب
جمال اونکے ہاتھہ آجاوے تو اونسے اعلے درجہ کے لوگ اوسکے طالب
ہوتے ہین اگر دیتے ہین تو اوسکی مفارقت کا قلق باعث ملال ہوتا ہے
اگر نہین دیتے ہین تو طالب اوسکا درپے ہلاک و استیصال ہوتا ہے
اور اگر کبھی اوسکے بیع کا ارادہ ہوتا ہے تو خریدار نہین ملتا اگر کوئی ٹھہرا
بھی تو قیمت نصف کا وصول ہونا ممکن نہین ہوتا اوسوقت قلق اوسکے
تلف قیمت کا ہوتا ہے اور جو لوگ عاقل اور دور بین ہین وہ ابتدا سے
ایسی شے کے انجام کا خیال کرتے ہین اور اوسکی نزدیک نہین جاتے
اور ہاتھہ آجاوے تو اوس سے طبیعت کو بستگی نہین ہونے دیتے اور
اوسکو منجملہ اسباب تجارت کے سمجھتے ہین اور اقسام منافع اوسکے
ذریعہ سے حاصل کرتے ہین یا اوسکو واسطہ اپنے دفع ضرر کا گردانتے
ہین ایسے لوگ اوسکے مہالک سے محفوظ رہتے ہین اور جو شخص

شرائط عدالت کی رعایت کریگا اور ملکہ اوسکا حاصل کریگا اوسپر
غضب کا علاج نہایت آسان ہوگا اسواسطے کہ غضب اسباب ظلم
سے ہی اور اوصاف جمیلہ مین غضب کو شمار کرنا کسیطرح لائق نہین ہے
اور اکثر نادان شدّت غضب کو کمال مردمی پر محمول کرتے ہین اور
شجاعت اوسکا نام رکہتے ہین حالانکہ جو شخص اپنے نفس پر اور اپنے
یارون پر اور اپنے متوسلون پر اور غلامون پر اور کنیزون پر اور خادمون پر
اور تابعین پر ظلم وستم کرے اوسکو کیونکر ممدوح کہینگے کہ اندک خطا پر یا
بیخطا محض کسی امر خلاف مزاج ہونے پر زبان سے اور ہاتہہ سے اونکی
آزار رسانی پر آمادہ ہوجائے اور نہ اونکے عذر کو پذیرا کرے نہ اونکی بیقراری
پر ترحم کرے اور جسقدر وہ لوگ الحاح کرین اور ناکردہ گناہ بامید عفو
کے اقرار کرکے استغفائے تقصیر چاہین اوسیقدر غصہ اونکا اور زیادہ
بڑہ جاتا ہی اور بعض اشخاص کے مزاج مین جب جوہر غضب کا غلبہ ہوجاتا
ہے تو اونکی یہ کیفیت ہوجاتی ہے کہ جانوران بے زبان پر غصّہ کرتے
ہین ظروف کو توڑ ڈالتے ہین چڑیونکو ہلاک کر ڈالتے ہین کپڑون کو
پہاڑ ڈالتے ہین پہربہی تسکین نہین ہوتی اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہین کہ
اگر ابر خلاف خواہش اونکی نہین برستا ہے یا زیادہ برستا ہے تو منہ کو اور
ابر کو مغلّظات گالیان دیتے ہین اور قلم کا قط اگر خلاف مرضی لگجاتا ہے

تو قلم کو توڑ ڈالتے ہین ایسے اشخاص کے افعال اسکے لایق ہوتے ہین
کہ لڑکے اور نادان لوگ اون پر مضحکہ کرین پس ایسے لوگ مستحق فضیحت
و ملامت کے ہین نکہ سزاوار تعریف اور مدحت کی اور ایسے حالات لڑکون اور
عورتون اور بیمارون اور بڈہون مین اکثر پیدا ہوجاتے ہین اور رذیلت
غضب رذیلت شرہ سے بھی پیدا ہوجاتی ہے کہ جب صاحب
شرہ اپنی خواہش کی چیزون سے ممنوع ہوتا ہے تو اوسکو غصہ آتا ہے
اون لوگون پر جو اہتمام مین اوس کام کے مصروف ہون اور بخیل کا
مال اگر ضایع ہوتا ہے تو اوسکو بھی غصہ آتا ہے اور اچھے لوگون پر
تہمت لگاتا ہے اور ہر شخص سے بدگمان ہونے لگتا ہے اور نتیجہ ایسے
غضب کا یہ ہوتا ہے کہ ہر شخص کا دل اوس سے متنفر ہوجاتا ہے
اور دوست و احباب اوسکے نہایت کم ہوتے ہین اور ہمیشہ زندگانی
اوسکی رنج و کدورت مین بسر ہوتی ہے اور ایسا شخص شقاوت
و سفاہت کے ساتھہ موصوف ہوتا ہے اور صاحب شجاعت
اپنے حلم سے ایسی آگ کو فرو کردیتا ہے اور جو سبب غیظ اور
غضب کے ہین اونسے جان بوجھہ کر کنارہ کرتا ہے سکندر کی حکایت
ہے کہ ایک نادان سکندر کی عیب جوئی اور ذکر نقائص کیا کرتا تھا
خواصون مین کسی نے کہا کہ اسکی گوشمالی اگر ہوجاتی تو یہ ان کلمات کے

کے کہنے سے باز رہے سکندر نے کہا کہ اسکا تدارک عقل و فراست سے
دور ہے اسپر چشم نمائی کرنا گویا اوسکو اس بات پر جرأت دلانی ہے بلکہ اور
لوگون کو اس فعل پر حریص کرنا ہے اسکا تدارک یہی ہے کہ حلم اختیار کیا جاے
اور سکوت سے کام لیا جاے کہ یہی باعث اوسکی خاموشی کا ہوگا اور دوسری
حکایت ہے کہ کسی غنیم نے سکندر پر خروج کیا تہا اور اوسکے ملک مین فتنہ
و فساد ڈالا تہا جب وہ قید ہوکر آیا سکندر نے اوسکے گناہ کو عفو کیا بعض
مصاحبون نے کہا کہ اگر مین بجاے آپ کے بادشاہ ہوتا تو اوسکو ضرور
قتل کرتا سکندر نے کہا مین مثل تیرے نہین ہون اسیلیے اسکو چہوڑے
دیتا ہون یہہ ہین اسباب غضب کے تدبیرین امراض نفس کے ہین اسپر جو طالب
فضیلت کو علاج منظور ہو تو چاہیے کہ حلم کو شعار اپنا اختیار کرے اور
اسباب غضب سے احتراز لازم سمجہے اور باقتضاے عقل و فراست
رفع اس مرض کا کرے جبن و بیدلی یعنی بوداپن ہونا مردی نفس یعنی غضب
کی اور غضب حرکت کرتا ہے اور جوش مین آتا ہے نفس کا شوق انتقام
مین اور جبن ساکن ہو جاتا ہے نفس کا اوس مقام مین جہان حرکت نفس کی
ضرور ہو واسطے انتقام کے اور عوارض اس مرض کے کئی ہین اول مہانت
نفس یعنی ذلت و رسوائی کا گوارا کر لینا نفس کا دوم سوء عیش یعنی بری
طرح سے زندگانی کرنا سوم طمع فاسد یعنی بری طور پر امید رکہنا اپنے

اہل اور اولاد سے اور صاحبان معاملہ سے چہارم قلت ثبات یعنے بڑی
کامون مین ثبات کا نکر سکنا پنجم محبت راحت کی اور کسل یعنے راحت
وآرام کی محبت سے کسل وکاہلی ایسی اختیار کرنا جس سے رذایل پیدا
ہون ششم مسلط ہو جانا ظالمون کا ظلم مین یعنے گوارا کر لینا ظلم کا
اور دفع ضرر بد دلی بہی نکر نا یا یہ کہ ظلم کا تحمل کرنے سے جوش غضبی کا سرد
ہو جانا ہفتم راضی ہو جانا فضیحت پر اپنی اور اپنی اہل وعیال کی اور
تلف ہونے پر ہشتم بد باتونکو سنکر خاموش ہو رہنا اور گالیون اور تہمتون کا
سن لینا نہم عار نہ سمجہنا اون باتون کو جو باعث ننگ کی ہون اور
علاج اس مرض کا بہی زوال سبب سے ہوتا ہے جیسا کہ معالجۂ غضب
مین بیان کیا گیا اور معالجات ہمیشہ ضد کے ساتھہ ہوتے ہین اور معلوم
ہو چکا کہ غضب ضد ہے جبن کی پس چاہیے طالب صحت کو نفس کو
آگاہ کرے اون نقصانات سے جو متعلق اس مرض کے ہین اور نفس کو
حرکت دے غضب کی اون سببون سے جن سے غصہ پیدا ہوتا ہے
اسواسطے کہ کوئی شخص ایسا نہین ہے جسمین استعداد غضب کی نہو
مگر یہ کہ ناقص اور ضعیف ہو جاوے پس چاہیے کہ متواتر حرکت مین لاوے
غضب کو جسطرح سے تہوڑی سی آگ کو خس وخاشاک اور خشک
لکڑی پر رکہکر ہوا دیتے ہین یہانتک کہ وہ شعلہ ور ہونے لگتی ہے

اور خصومت اور منازعت کرنا ایسے شخص سے جو صاف طور پر بے مکرو
وفریب کے جھگڑا کرے اس باب مین نافع تر ہے یہانتک ارتکاب ایسی
حرکات کا کرے کہ نفس حالت تفریط سے بلندی قبول کر کے حد اعتدال
پر آوے پھر زیادہ تحریک نکرے کہ افراط کو پہونچ جائے ایک حکیم کی نقل
ہے کہ اوسنے اپنے نفس مین استعداد مرض جبن کی پائی اور متوجہ علاج ہوا
تب اوسنے لڑائیون مین اور سخت معرکون مین شریک ہونا اور خوفناک
کامون مین دخل دینا اور دریا کی حالت تلاطم مین کشتی پر سوار ہونا اختیار
کیا یہانتک کہ نفس نے ثبات و صبر اختیار کیا علاج خوف واضح ہو
کہ خوف بھی توابع جبن سے ہے بلکہ اکثر سبب جبن و بد دلی کا خوف
ہوتا ہے اور خوف تصور ہے ایک ایسے امر مکروہ کا زمانہ آیندہ مین جسکے
دفع پر نفس قادر نہو یا تحمل اوسکا نفس پر شاق ہو اور جس امر کا خوف ہے
دو حال سے خالی نہوگا یا وہ امر عظیم ہے یا سہل اور دونو صورتون مین
یا ضرور ہے ہوگا اور یا ممکن ہوگا سبب یا فعل صاحب خوف کا ہے
یا فعل غیر کا بہر حال کسی صورت مین خوف کرنا مقتضائے عقل نہین ہے
کسواسطے کہ اگر وہ امر جو سبب خوف کا ہے ضروری ہے اور دفع اسکا
امکان بشری سے خارج ہے مثلاً بجلی گرنیکا خوف ہے کہ بجلی کو کوئی
مکان مستحکم اور کوئی شے روک نہین سکتے یا مثل اسکے اور کوئی بلا آسمانی

ایسی چیزوں سے خوف کرنا گویا عبث عبث قبل وقوع واقعہ اپنے کو رنج و محنت
میں مبتلا کرنا ہے اور تمام زوال بلا اپنی عمر و فرصت کو منغص و ضایع کرنا
اور تدبیر مصالح دنیوی اور تحصیل سعادت اخروی سے محروم رہنا ہے اور
اگر انسان اپنے دل کو تسلی دیتا رہے اور اپنے امور میں مصروف رہے تو
نقصان قوی سے بھی محفوظ رہیگا اور آیندہ کیواسطے بھی تدبیر و فکر کرسکتا ہے
اور جس امر سے خوفناک ہے اگر وہ ممکن ہے اور فعل غیر کا ہے تو غور کرنا
چاہیے کہ جو شخص کرتا ہے اوسکا ہونا بھی ممکن ہے اور نہ ہونا بھی ممکن ہے
پس ہونے کو یقین کر لینا اور نہ ہونے کو بھلا دینا عقل سے کیا بعید ہے
کہ وہ امر ظہور پذیر نہو الغرض اگر ہونا ہے جب تک نہیں ہوتا ہے
تب تک انسان کیوں عافیت اپنی تنگی میں ڈالے امیدوار رہے اور
اوسکے نہونے کو گمان میں رکھے اور اپنے علاج کو مخصوص کرے اور
اپنی مہمات دینی و دنیوی کو انجام دیتا رہے اور اگر وہ امر خوفناک حسب
خوف کا فعل ہے تو ہر امر سے اندیشہ خوف کا ہو اوس سے احتراز کرے
ہر حال کہ اس صورت میں خوفناک رہنا چاہیے اور تسلی اور اطمینان سے اپنا
کام کرنا ہے اور اگر خوف مرگ ہے تو واضح ہو کہ موت سے وہ شخص
ڈریگا جو موت کی حقیقت کو نہ جانیگا کہ کیا چیز ہے یا یہ کہ اندیشہ کرے
کہ بعد مفارقت روح کے اعضاے بدن گل جائینگے اور میری ذات کو

فنا ہوجائینگے یا یہ خیال کرے کہ دنیا بحال خود رہیگی اور ہم سب سے بیخبر ہوجائینگے
یا یہ تخیلہ کرے کہ مرنے مین ایسی سخت ایذا ہوتی ہے جو کسی مرض سخت مین
نہین ہوتی یا بعد مرنیکے عذاب سے ڈرتا ہو یا یہ کہ متحیر ہو کہ حال اوسکا
بعد مرگ کے نہین معلوم کیسا ہو یا یہ اندیشہ ہو کہ بعد میرے اولاد اور
مال کا انجام نہین معلوم کیا ہو اکثر یہ خیالات باطل اور بے حقیقت ہوتے
ہین اور منشا ان سب کا جہالت ہے جاننا چاہیے کہ نفس انسان ایک
ایسا جوہر ہے کہ بدن کی تحلیل اور فانی ہوجانے سے معدوم نہین ہوتا ہے
اور مرجانا انسان کا ایسا ہے کہ گویا کوئی کاریگر اپنی آلات کو معطل کردے
اور اونسے بے سروکاری اختیار کرے یا یہ کہ وہ مفلس ہوجائین اگر
سبب خوف کا یہ ہے کہ شخص نہین جانتا کہ انجام نفس کا کیا ہوگا بس خوف
اوسکا جہل سے ہے نہ مرگ سے اسی سبب سے علما اور حکمانے طلب علم
مین لذات کو ترک کیا ہے اور راتونکو کم سونا اور کم کہانا اختیار کیا ہے
اور علم حاصل کرکے اس رنج جہالت سے محفوظ ہوگئے ہین پس باعث
رنج حقیقی کا جہل ہے اور باعث راحت حقیقی کا علم ہے اور حکمانے
دنیا و مافیہا کو بیحقیقت اور ناچیز سمجھہ لیا ہے اور بقاے ابدی اور راحت
سرمدی کو اختیار کیا ہے اور دنیا سے بقدر ضرورت کے جس سے
چارہ نہین ہے قناعت کی ہے اور عیش فضولی سے دل کو اوٹھا لیا ہے

اسواسطے کہ عیش فانی کیواسطے ایک انتہا ہے پس خوف کرنیوالے
درحقیقت اس عیش فانی کی فنا سے ڈرتے ہین نہ کہ مرگ سے اسی سبب سے
حکما نے کہا ہے کہ موت اور حیات دو طرح کی ہے ایک موت و حیات
ارادی ہے اور ایک موت و حیات طبیعی ہے موت ارادی سے
مراد ہے ترک شہوات سے اور موت طبیعی مراد ہے مفارقت نفس
و بدن سے اور حیات ارادی سے مراد ہے وہ حیات جو فنا ہونیوالی
اور مادہ اوس حیات کا کھانا پینا ہے اور حیات طبیعی مراد ہے حیات
ابدی سے اور بقاے سرمدی سے جسکا حاصل سرور و راحت دائمی
ہے اور جو شخص موت طبیعی سے خائف ہے وہ درحقیقت اوس بات سے
خائف ہے جو انسان کے لیے ضروری و لابدی ہے اور یہی موت طبیعی
باعث ہے حیات ابدی کی اور ذریعہ ہے حصول انعامات کی اور کون
عاقل ایسا ہے کہ جو فنا کو حیات سمجھے اور حیات کو فنا تصور کرے بلکہ
عقل کا مقتضا یہ ہے کہ نقصان سے گریزان ہو اور کمال سے مناسبت
کرے اور ہمیشہ طالب ایسی چیز کا ہو کہ جو مرتبہ شرافت کو پہونچاوے
اور باقی رہے اور جب انسان کو بعلم و یقین ثابت ہوگیا کہ ہرطرح کی
الام و ایذا اور خوف و ملال اور خواہش شہوات اور آفات اور بلیات
سب لازم جسم جماد و نبات ہین جب النفس نے جسم کثیف کو چھوڑا اور سب

عوارض جسمانی سے نجات ہے اور عالم ملکوت مین پہونچکر جوار خداوند جلیل مین اور صحبت ارواح پاک مین رحمت بے نہایت کا سزاوار ہوا جو شخص موت سے ڈرتا ہے اس گمان سے کہ بعد مرنیکے بہت سخت ایذا ہوتی ہے اوسکا علاج یہ ہے کہ یہ یقین جانے کہ گمان اوسکا غلط ہے اسواسطے کہ محسوس ہونا الم وایذا کا اوسوقت تک ہے کہ جبتک آدمی زندہ ہے اور اثر نفس کا جسم مین باقی ہے اور جب جسم مین اثر نفس کا نرہا اوسوقت بدن کو کسیطرح کا الم محسوس نہوگا پس معلوم ہوا کہ موت ایک ایسی حالت ہے کہ بدنکو بعد موت کے کچھ حس باقی نہین رہتا پس خوف کرنا الم اور ایذا سے موت کا بے عقلی ہے اور جو شخص موت سے بواسطہ عذاب کے ڈرتا ہے وہ اپنے گناہونکا اعتراف رکھتا ہے پس خوف اوسکا مرگ سے نہین ہے بلکہ گناہون سے ہے اور علاج اوسکا یہ ہے کہ افعال گذشتہ سے تائب ہو اور آیندہ کیواسطے ارتکاب گناہونکا نکرے اور سبب گناہونکا جہالت ہے اور ازالہ جہالت کا علم سے ہے پس تحصیل علم سے اس قسم کا خوف زائل ہو سکتا ہے اور جو شخص حیرت رکھتا ہے کہ بعد مرگ کے دیکھیے کیا ہو وہ دو حال سے خالی نہین یا وہ بعد موت کے بقائے نفس و روح پر اعتراف رکھتا ہے یا نہین رکھتا اگر نہین رکھتا ہے تو بسبب جہل کے ہے اور ازالہ اوسکا علم سے

ہوگا اور اگر اعتراف بقائے نفس و روح کا ہے بعد مرگ کے تو اوسکے
واسطے وہی تدبیر کافی ہے کہ جو سابقاً گذارش کی گئی اور جو شخص اپنے
اہل و عیال اور املاک مال سے خائف اور متاسف ہے اوسکو اسیقدر
کافی ہے کہ سمجھے موت ضرور ہے شدنی اور لابدی ہے پس اوسکا
رنج و افسوس کرنا بے سود ہے فکر بیکار مین اپنے عیش و راحت کو عبث
تباہ کرنا ہے اور تمنا طول حیات کی بیجا ہے اسواسطے کہ آخر کو
پھر ایکدن فنا لازم ہے اور حیات دوام اس عالم مین غیر ممکن اور
محال ہے اور عاقل کو محالات پر رغبت نہ ہونی چاہئیں اور اگر انسان
غور سے تصور کرے تو تمنائے محال کبھی نکرے اسواسطے کہ ابتدائے
خلقت بنی آدم حضرت آدم سے ہے اور اوسوقت سے اتبک
کسیکو حیات دوام حاصل نہین ہوئی تو ہمکو کیونکر حاصل ہوجائیگی
پس تمنائے محال عقلی ہے اور صاحب عقل سلیم جسوقت غور
کریگا تو اوسکو ثابت ہوگا کہ اس عالم مین موت ایک مصلحت
پروردگار ہے اور بقا مین بہت سی قباحتین متصور ہین اگر بقا
احسن ہوتی تو چاہیے تھا کہ ہمارے اسلاف سبکے سب باقی
ہوتے اور سلسلہ توالد اور تناسل کا جاری ہوتا اور جتنے آدمی
پیدا ہوچکے ہین وہ سب اگر اسوقت تک زندہ ہوتے تو زمین میں

تو زمین پر کھڑے ہونیکی جگہہ نہ ملتی شیخ الرئیس ابو علی سینا نے اس مطلب کو
ایک تقریر روشن کے ساتھہ بیان کیا ہے لکھتے ہین کہ اگر ہم فرض کرین
کسی ایسے ایک شخص کو مشاہیر سلاف سے جنکی اولاد مشہور او معین
ہو مثلاً حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام جنکی وفات
کو اسوقت تک چارسو برس کا زمانہ گذرا ہے ذریت اور نسل اونکی
جو اونکے عہد مین تھی اور بعد وفات اونکی اس چارسو برس کے عرصہ مین
پیدا ہوئے اگر سب زندہ ہوتے تو شمار اونکا ارب اور کھرب سے تجاوز
کر جاتا اسواسطے کہ یہ امر یقینی ہے کہ اولاد حضرت کی بلاد ربع مسکون مین
پریشان اور پراگندہ ہے باوجودیکہ ہزارون قتل ہوئے اور ہزارون انواع
استیصال سے ہلاک ہوئے اب بھی اگر شمار کیا جائے تو تمام روئے زمین
مین دو لاکھہ آدمی اسوقت موجود ہونگے اور جتنے آدمی اوس قوم مین
پیدا ہوئے ہین کیا خورد اور کیا بزرگ اگر سب شمار کیے جاوین تو اوسوقت
دیکھیے شمار اونکا کہان سے کہان تک پہونچتا ہے اسی پر قیاس کرنا چاہیے
کہ اگر چارسو برس کی مدت مین موت درمیان سے اوٹھا لیجائے اور سلسلہ
توالد اور تناسل کا برقرار رہے تو اس صورت مین شمار کہان تک پہونچتا ہے
تختہ زمین جو اہل علم مساحت کے نزدیک پیمائش ہو کر معین اور مقدر
ہو چکا ہے ہر شخص پر تقسیم کیا جائے تو حصہ ہر شخص کا اسقدر نہو کہ کھڑا ہوسکے بلکہ اگر

سبکے سب لوگ ہاتھون کو لٹکائے ہوئے اور بازو سے بازو اور پشت سے سینہ
ملائے ہوئے کھڑے رہین تو بھی زمین کھڑے ہونیکو کافی نہو سونا اور بیٹھنا اور
چلنا اور پھرنا تو ممکن ہی نہوتا اور روی زمین پر ذرا سی بھی جگہہ واسطے عمارت
اور زراعت کے اور واسطے دفع فضلات کے خالی نہ ملے اور یہ کیفیت تھوڑی
مدت مین ظاہر ہوجاتی اور اگر زمانہ کو زیادہ زمان ہو تو یقین ہے کہ ایک شخص
دوسرے کے کاندہے پر پاؤن رکھکر کھڑا ہو اس سے معلوم ہوا کہ دنیا مین
تمنا حیات دوام کی اور کراہت مرگ کی جاہلون کا خیال فاسد
ہے اور احمقون کے اوہام بیہودہ ہین صاحبان عقل سلیم ایسی افکار
بے سروپا کو اپنی خاطر مین جگہہ نہین دیتے اور یقین جانتے ہین کہ حکمت کاملہ
خداوندکریم اور عدل کارساز حکیم علیم نے جو اقتضا کیا ہے اوسپر ترقی تجویز
مصالح کی غیر ممکن ہے اور پیدائش اور فنا مخلوقات عالم کی جس وضع
اور ہیئت پر چلی آتی ہے وہی اولے و انسب ہے اور اسی پر راضی و
شاکر رہنا مستحسن ہے اور موت کسی حالت مین مذموم نہین ہے جیسا کہ
عوام تصور کرتے ہین بلکہ خوف مرنیکا مذموم ہے اور بسبب جہل کے لازم
آتا ہے اور اگر کوئی شخص بضرورت موت کے لابدی ہونے سے متنبہ ہو
اور بقاے ابدی کی آرزو سے ہاتھہ اوٹھاوے اور درازی عمر کی تمنا
کرے تو اوسکو آگاہ ہونا چاہیے اس بات سے کہ جس نے درازی عمر کی

خواہش کی اوس نے گویا بڑہا ہونا پسند کیا اور پیری مین نقصان حرارت
غریزی کا اور باطل ہونا رطوبت اصلی کا اور ضعیف ہونا اعضائے رئیس کا
اور قلت حرکت اور جنبش اعضا کی اور قلیل ہوجانا قوت ہاضمہ کا
اور گرجانا دانتون کا اور کم زور ہوجانا بصارت کا اور نقصان سماعت
کا لازم اور ضروری ہے اور علاوہ اسکے جب عمر کو طول ہوگا تو زیادہ تر موت
احباب کی دیکھے گا اور مفارقت عزیزونکی اور تواتر مصائب کا اور
اذیت احتیاج کی ہوگی اور اکثر مشاہدہ مین آیا ہے کہ صاحبان
عمر طویل نشست و برخواست سے معذور اور بصارت سے مجبور ہین
اور اس امر کے محتاج ہین کہ جب کوئی کہانا اور پانی احتیاج کی چیزین لاوے
اور قضائے حاجت کیواسطے ہاتھہ پکڑکے یا گودمین اوٹھاکے لیجائے
تب اونکی رفع احتیاج ہو اور اکثر ہوتا ہے کہ وہ پکارا کرتے ہین اور کوئی
سنتا ہی نہین اور اونکی وقت پر حوائج مہیا نہین ہوتے اور رنج و غصہ
کہا کہا کے رہتے ہین اور تمنائے مرگ کرتے ہین اور جب انسان بالیقین جانیگا
کہ مرگ کیا چیز ہے اور سمجھہ لیگا کہ کالبد فانی سے نفس و روح کی مفارقت کا
نام موت ہے اور بدن وہ چیز ہے کہ چند روز کے واسطے بعاریت دیا گیا ہے
تاکہ بواسطہ اوسکے کمال حاصل کرے جب احتیاج مکان اور زحمت الم و
و رنج سے رہائی پاکے درگاہ جناب باری مین جو منزل ابرار کی

اور دار القرار نیکون کے واسطے اور مقربان جناب الٰہی کے مقرر ہی ہمیشہ کیواسطے مقام پاوے تب مرگ سے اور فنا سے اور تغیر حالات سے امین ہوجاویگا اور مثل حیات و ممات کی یہ ہے کہ ایک بادشاہ جلیل القدر نے اپنے دو غلامون کو کچھ بضاعت دیکر دوسرے ملک مین بھیجا اور حکم دیا کہ اسقدر زمانہ کی تمکو مہلت ہے وہان جاکر فن تجارت کو سیکھو اور مال کے ترقی کرو اور متاع نفیس اور اشیائے پاکیزہ وہان سے لیکر ہمارے حضور مین حاضر ہو جیسی اچھی تجارت وہان کروگے اور جیسے جیسے تحائف و نفائس وہان سے لاؤگے ویسی ہی توقیر تمہاری زیادہ ہوگی اور ویسا ہی مراتب تمہارے بڑھائے جاوینگے دونون اوس ملک مین گئے اور ایک کاروان سرا مین مقیم ہوئے ایک غلام نے موافق حکم اپنے آقا کے تجارت کی اور فن تجارت کو خوب حاصل کیا اور نہایت عمدہ عمدہ تحائف و نفائس اوس ملک کے مہیا کیئے اور آرزوے قدم بوس بادشاہی مین اوس روز معین کا منتظر رہا جب وہ وقت آیا خوشی خوشی فوراً اوٹھہ کھڑا ہوا اور بادشاہ کے سامنے اپنی کارگذاری دکھائی اور تحائف حاضر کیئے اور مراتب اعلےٰ پر سرفراز ہوا اور دوسرا غلام اوس ملک کے سیر اور تماشے مین حکم اپنے آقا کا بھول گیا اور جسقدر بضاعت لیگیا تھا اوسکو فضولیات مین صرف کرڈالا اور عیش و عشرت مین ایسا مصروف

ہوا کہ زر خطیر قرضداروں کا اوسکے ذمہ ہو گیا جب زمانہ کوچ کا قریب آیا
تب وہاں کے جانے سے جی چرانے لگا اور چاہتا تھا کہ اسی ملک میں ہمیشہ
رہوں اور بادشاہ کے سامنے نجاؤں آخر کو ملازمان بادشاہ پہونچے اور گردن
پکڑ کے لے آئے سزائے سخت میں مبتلا ہوا اور سوا اخذہ قرضخواہوں کا علاوہ
عتاب بادشاہی کے ہوا سمجھنے کیواسطے اسقدر کافی ہے اور معالجات
امراض قوت شہوانی ہرچند بہت ہیں اور علاج بھی بہت ہیں مگر
بدترین امراض اسمیں تین مرض ہیں اونکا بیان کرتا ہوں مرتبہ افراط میں زیادتی
شہوت ہے اور مرتبہ تفریط میں حزن اور مرتبہ ردا[illegible]ت میں
حسد ہے مُعالجہ افراطِ شہوت کا قبل ازین ذیل میں مذمت
طلب لذات ماکولات و مشروبات کے گذارش کیا گیا اور
لذت پسندی اور افراط خواہش میں دنارت ہمت و خساست طبیعت
اور رہانت نفس اور شکم پُری اور ناخواندہ مہمان ہونیکی مذلت اور
بے آبروئی جو اوسمیں حاصل ہوتے ہے خود ظاہر ہے تصریح کی حاجت
نہیں ہے اور طرح طرح کے رنج والم جو اسراف سے اور حد کے
تجاوز کرنے سے حادث ہوتے ہیں وہ کتب میں مذکور ہیں اور معالجات
بھی اونکے ظاہر و مشہور ہیں لیکن کثرت ازواج پر حرص کرنی بہت بڑی
علت ہے نقصان دیانت اور لاغری بدن اور تلف مال اور

زوال عقل اور ہتک آبرو کی امام غزالیؒ نے غلبۂ شہوت کو تشبیہ
دی ہے عامل ظالم سے جو واسطے تحصیل خراج کے مقرر ہوا ہو اور
اوسکو وصول زر کرنے مین رعایا پر اختیار کلی حاصل ہو اور وہ تہذیب
قوت تمیز کی نکرے اور اعتدال قوت غضبیہ کا اور تکمیل فضیلت
عفت کی اوسکو حاصل نہو تو وہ جملہ سامان و خزانہ کو اپنی ذات مین
صرف کریگا اور آرایش لشکر و ترتیب سپاہ مین خلل واقع ہوگا اور رعایا
مفلوک و محتاج ہو جائیگی اور اگر وہ عامل موافق اقتضائے ہدایت
کے عمل کریگا تو قدر واجب کو رعایا سے وصول کریگا اور اصلاح
لشکر مین اور مصالح جماعت مین صرف کریگا اور بقدر حاجت اپنی ذات
کے مصارف مین بھی صرف کریگا پس جس شخص کے مزاج مین خواہش مباشرت
عورتونکے افراط سے ہو اوسکو چاہیے کہ غور کرے اس بات مین کہ مشابہت
عورتونکی مباشرت مین اقسام طعام سے بہت مناسب ہے کبھی کوئی
شخص لذیذ کھانا پکا ہوا طیار گھر مین چھوڑ کر اپنی بھوکھ مٹانیکے واسطے
غیر کے دروازے پر دریوزہ گری کو پسند نکریگا اسیطرح سے عاقل
اپنی زوجہ کو جو حلال سے ہے چھوڑ کر دوسری عورتون کی تلاش مین
اپنی اوقات عزیز کو ضایع نکریگا اس مرض کے مبتلا تین قسم کے ہوتے ہین
ایک شہوت پرست دوسرے حسن پرست تیسرے بوالہوس

شہوت پرست وہ لوگ ہین جو ازالۂ شہوت کے واسطے صرف جنس نسوان کے متلاشی رہتے ہین اور بلا لحاظ حلال وحرام اور جائز وناجائز جہان کہین لذت نفسانی اونکو حاصل ہوتی ہے وہان سے حاصل کرتے ہین اور ایسے لوگ زیادہ تر زنان بازاری سے التفات رکہتے ہین اور ایسے لوگون کے واسطے نقصان مال اور زوال آبرو اور حادث ہونا امراض ردی کا مثل آتشک وغیرہ کے لازم ہے اور علاج اوسکا طالب صحت کو ذہن مین لانا اس بات کا ہے کہ بہوکھ اور پیاس اور شوق مباشرت امراض دائمی ہین حق تعالے نے بنا بر مصالح کے جسم انسان مین پیدا کیے ہین اور زوال بھوکھ کا کچہہ کہا لینے سے ہے اور فائدہ غذا کا بدن مین تولید اخلاط صالحہ کی ہے جس سے اعضائے جسمانی کو قوت پہونچے اور یہ امر اطعمۂ نفیسہ اور اغذیہ لطیفہ پر منحصر نہین ہے زوال بہوکھ کا کچہہ کہانے سے ہو جائیگا اور زوال پیاس کا پانی پینے سے ہو جائیگا اور فائدہ اوسکا سہولت ہضم ہے اور کم کرنا ہے حرارت باطنی کا تاکہ غذا کو جلا نہ دے اور ازالہ خواہش نفسانی کا شوق مباشرت مین مقاربت نسوانی سے ہوتا ہے گو کیسی ہی ہو اور فائدہ اوسکا استفراغ مادۂ فاضل کا ہے اور تولید اولاد کی جس سے بقائے نوع ہوتی ہے اور ضرورت ازدواج اسیوجہ سے ہے اور تیسرا فائدہ ازدواج کا ہے تحفظ امور خانہ داری

پس زنان غیر سے مباشرت کرنے مین علاوہ نقصان مال وآبرو کے فائدہ امور خانہ داری کا اور انتفاع توالد و تناسل کا مطلقاً برطرف ہوتا ہے اور لذت مباشرت کی اور استفراغ مادۂ فاضل کا جیسا زنان غیر سے حاصل ہے ویسا ہی گھر مین حاصل ہے پھر اتنے نقصانات کو گوارا کر کے زنان غیر سے طالب لذت ہونا محض بیعقلی ہے اور اشخاص حسن پرست ہمیشہ طالب حسن وجمال اور خواہان غنج ودلال رہتے ہین گویا اونکے ذہن مین زیادتی لذت کی بہ نسبت ایک کے دوسرے مین راسخ ہو جاتی ہے حالانکہ زن جمیلہ مین بہ نسبت غیر جمیلہ کے زیادتی لذت کی صرف نگاہ کو ہے اور حسن اور جمال جمیلہ کا کسیطرح طالب مین اثر و تعدیہ نہین کریگا ایسے لوگون کے حق مین اوس شخص کی مثل ٹھیک ہے کہ آسودگی شکم اور بھوکھ کے زائل کرنے کیواسطے جو غذا گھر مین پکی ہوئی موجود ہے کافی ہے مگر غذائے لطیف کی تلاش مین مطبخ اغیار اور دکان اہل بازار پر دریوزہ کرتا ہے زنان صاحب حسن وجمال دو حال سے خالی نہین ہین یا بازاری ہین یا پابند خانہ داری ہین اگر بازاری ہین تو وہ طالب مال ہین اور کسی کی پابند نہین ایسی عورتون کے طلب مین ہزارون دولتمند نان شبینہ کو محتاج ہو گئے ہین اور صدہا گھر امرا اور وزرا کے تاراج ہو گئے

ہین فیل نشینون کو گھانس کھودنے کی نوبت آئی ہے اور مالکان مملکت
بھیک مانگنے لگے اور ہر زمانے مین ایسے اتفاقات عبرت خیز ارباب بصیرت
کیواسطے ہوتے ہین قیاس ایسے لوگون کے حالات خراب کا مرد بینا
کو اپنے علاج کیواسطے کافی ہے اگر زنان مطلوبہ پابند خانہ داری ہین اور
اونکے حسن وجمال کا شہرہ باعث بربادی طالب کا ہوا ہے تو بقول عوام
پرائے مال پر آنکھین لال محض حرص خام اور مورد ملام ہے اور بیحیائی اور
بیغیرتی اسکا انجام ہے انسان قیاس کرے کہ اگر اپنی مان بہن بیٹی کا
کوئی شخص طالب ہو تو اس شخص کا دل کیا کہیگا اگر اپنا دل ایسی بیغیرتی
کو گوارا نکرے تو دوسرے کی غیرت کو بھی اپنے پر قیاس کرے اور اگر
تمنائے محبوب مین اپنی آبرو بھی ضایع کرنی گوارا ہے تو قیاس کرے کہ
اوسکے اعزا واقارب مثل میرے بیغیرت نہیں ہین پس آزردگی آگاہی کے
بعد انجام کیا ہوگا اور اکثر ایسا بھی مشاہدہ ہوا ہے کہ اصلیت شہرت کے
خلاف پائی گئی ہے اور دیکھا گیا ہے کہ تماشیانہ راہ طلب مین خاک چھان کر
اور مال وآبرو سے ہاتھ اوٹھا کر اور ہر طرح کی ٹھوکرین کھا کر جب مطلوب تک
پہونچے تو ایسی صورت نظر آئی جو باعث خجالت وندامت ہوئے
یا عمر عزیز کو کسیکی تمنائے وصل مین تباہ کیا اور کامیابی نہوئی ایک سوار اسی مرض
بوالہوسی مین گرفتار سر راہ جاتا تھا دور سے ایک عورت کو سرخ لباس

پہنے ہوے دیکہا اوسکی جوانی اور حسن وجمال کا وہم کرکے مرکب باشتیہ ہا
کو دہوپ مین دوڑایا جب نزدیک آیا دیکہا کہ ایک پیر زال ہے ستر
برس کا سن وسال خمیدہ کمر نہایت کریہ منظر گہوڑا پسینہ مین تر ہو رہا
تہا آپ بہی عرق ندامت مین غرق ہوا انسان کو اندک نتیجہ کار اور
مآل پر غور حفظ کیواسطے ضرور ہے اور جس شخص نے بقدر ضرورت
قناعت کی اور زوجہ پر اکتفا کی ان سب ذلتون اور رسوائیون سے
اور تلف مال سے محفوظ رہا اور قسم سوم یعنے بوالہوس لوگون مین دو طرح کی
لوگ ہین ایک وہ جو پابند ایک کے نہین ہین اور ترقی پر ترقی کے طلبگار
ہین اگرچہ بصورت مباح کے ہو اور دوسرے وہ جو شخص معین کے طلبگار
ہوتے ہین جو بلا قید ہمیشہ طالب ترقی ہین اونکا حال یہ ہے کہ زوجہ
پر زوجہ بطور جائز یا بسبیل ناجوازی کے کرتے چلے جاتے ہین اور
حرص تزویج اونکی کوتاہ نہین ہوتے اور یہان تک نوبت آتی ہے
کہ اگر ہر روز ایک زوجہ کے پاس شب باش ہونیکا التزام کرین تو بعد
ایک مہینہ کے نوبت آوے اور یہ بہی تب حاصل ہو جب کسی سے تکرار
شب باشی نہو اور سب سے ملاقات کا التزام رکہے ایسی صورتین
صرف عبث بلکہ اسراف ہے اور تکرار اوسی فعل کی کرنا ہے جو ایک
سے حاصل ہے اور آخر کو نتیجہ ایسے شخص کا یہ ہوتا ہے کہ شخص از اشتہات

جملہ ازواج کے کافی نہین ہوتا اور غلبہ شہوت نفسانی کا ازواج کو تا آمادہ پردہ دری کرتا ہے اور اکثر اونہین سے فحش و زنا کرتی ہین اور یہ شخص اگر آگاہ ہو کر ذاتی تدارک کرتا ہی تو دو چار کی جان معرض ہلاک مین پڑتی ہے اور خود بیٹھے بٹھائے رنج و قلق مین مبتلا ہوتا ہے اور اگر متحمل ہوا تو صفت دیوثی سے موصوف ہوتا ہے بہرحال افراط کا نتیجہ ملجاتا ہے اور جو کوئی شخص حسن کا طلبگار ہے اور مرتبہ طلب کا افراط کو پہونچ گیا ہے تو اوسکو عاشق کہین گے اور عشق مین بہت سے حالات رُدی مشابہ بجنون پیدا ہوتے ہین آزادی اور لاغری بدن کی اور قلت اشتہا کی اور بیخوابی اور بے آرامی اور سوا تصور محبوب کے کوئی شغل اور کوئی کام اوسکو نہین بہاتا ہے اکثر اس مرض مین مجنون ہو گئے ہین اور اکثر مرتبہ ہلاک کو پہونچ گئے ہین حکمائے علم النفس اس مرض کو نقص نفسانی کہتے ہین اور اطباے بدن نے اسکو امراض بدن مین مثل الیخولیا کی شمار کیا ہے اور علاج اسکا پھیرنا فکر کا محبوب کی طرف سے اور رغبت کرنا طبیعت کا دوسری طرف جہانتک ممکن ہو اور نافع ہے مشغول ہونا تحصیل علوم دقیق مین اور صناعات لطیف مین اور صحبت اشخاص مہذب کی جہان اس قسم کا چرچا نہو اور ہمیشہ وہان تذکرہ علوم کا رہتا ہے اور تسکین دینا قوت شہوت کا نفع دیتا ہے خواہ از روے ادویہ مطفیہ کے

خواہ مجامعت سے دوسری عورتون کے اور پرہیز چاہیے ذکر
محبوب سے بلکہ عموماً حکایات عشق و عاشقی اور اشعار عشق انگیز سے
بلکہ اختیار کر لینا کارہائے سخت اور امور دشوار کا اکثر نافع ہوتا ہے
اور جب ان تدبیرون سے کچھ نفع ظاہر نہو تب سفر دور دراز کرے
اور بعض اشخاص خبیث النفس طرف امارد یعنے کم عمر لڑکون کے مانوس
ہوتے ہین اور خلاف وضع فطری کے اونسے ازالہ شہوت کا کرتے ہین
اونمین بعض ایسے ہوتے ہین جو امارد سے عشق بہم پہونچاتے ہین
اور قبایح اور فضایح اس فعل خبیث کے خود ظاہر ہین حاجت بیانکی
نہین ہے عصمنا اللّٰہ وایّاکم من شرور الانفس والشیاطین
من الجنّۃ والنّاس اجمعین حزن ایک قسم کا الم ہے نفسانی
جو کسی محبوب کے گم ہو جانے سے یا کسی شئے مرغوب کے تلف
ہو جانے سے یا کسی امید کی مایوسی سے عارض ہوتا ہے اور سبب
اوسکا حرص ہے سامان راحت جسمانی کی اور خواہش ہائے
شہوات نفسانی مین جب ایسے اشیا سے محرومی ہوتی ہے تو حسرت
فقدان مطلوب کی حالت حزن کی پیدا کرتی ہے اور کیفیت اسکی
اوس پر زیادہ طاری ہوتی ہے جو بقائے ممکنات اور ثبات لذات
کی تمنا کرتا ہے اور حاصل ہونا جملہ مطلوبات کا اور مہیا رہنا جمیع مقصودات

کا غیر ممکن ہے پس ایسے شخص کو جو اس مرض مین مبتلا ہو جائے
کہ اندک عقل سے کام لے اور انصاف پر نگاہ کرے تو اوسی خود معلوم ہو جائیگا
جو شئے عالم امکان مین پیدا ہوئی ہے ثبات و بقا اوسکا محال ہے
اور ثابت اور باقی رہنے والی وہ چیزین ہین جو عالم ارواح مین ہین
اور تصرفات عناصر اربع کے محتاج نہین ہین پس جسنے فنا ہونیوالی
چیزون پر تاسف کیا اوسنے گویا محال کی تمنا کی اور جو شخص ایسی
چیزون کے بقا کی تمنا نکریگا وہ اندوہگین نہوگا بلکہ ہمت اوسکی
ہمیشہ تحصیل پر اون چیزون کے مصروف رہیگی جو باقی رہنے والی ہین
اور جسقدر اندوہ مقتضائے طبیعت سے طاری ہو مثلاً مرگ سے
کسی دوست کے یا عزیز کی تو لازم ہے کہ اوسیقدر پر اکتفا کرے اور
اپنے حالات مین تغیر اور حرکات ارادی مین خلل نہونے دے اور جو اشیائے
نفیسہ ذریعہ فخر و مباہات ہون اور تلف اونکا باعث حزن و اندوہ
ہو اونکا ترک اولے سمجھے اور اگر ہون تو اونکی فنا و زوال سے متالم
نہو اگر ایسا کریگا تو ہمیشہ عمر عزیز اوسکی امن و آسایش سے اور راحت
و فراغت سے بسر ہوگی کسواسطے کہ عالم کون و فساد مقتضی اسکا
ہے کہ ہمیشہ ایک نہ ایک دوست و عزیز فنا ہوا کرے اور کوئی نہ کوئی
چیز اشیائے مرغوب سے تلف ہوتی رہے اور جو شخص عادت جمیل

اس امر کی رکھیگا کہ جو چیز موجود ہو اوس پر خوش رہے اور فخر و ناز
نکرے اور جو چیز ضایع و تلف ہو جائے اوسکا تاسف و ملال نکرے تو
ایسا شخص ہمیشہ مسرور و فرحناک رہیگا اور حزن و اندوہ سے
پاک رہیگا اور یہی منشا ہے آیۂ قرآن مجید کا اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ یعنے آگاہ ہو تحقیق کہ اولیاے خدا پر خوف
طاری ہوتا ہے نہ وہ محزون و غمناک ہوتے ہین اور بعض حکما نے لکہا ہے
کہ حزن و اندوہ ایک ایسی حالت ہے کہ لوگ باختیار خود اوسکو اپنی
طرف جذب کرتے ہین اور یہ صفت امور طبیعی سے خارج ہے جسکی
کوئی شے ضایع و تلف ہو جاے اوسکو خیال کرنا چاہیے اون لوگونکے
حال پر جنکی کوئی چیز تلف و ضایع ہوئی ہو اور آخر کو وہ لوگ اپنے
غم و اندوہ کو بہول کے راضی و شاکر ہو گئے ہون اکثر مشاہدہ مین آیا ہے
کہ جس شخص پر بسبب مفارقت کسی اولاد کے یا کسی عزیز اور دوست کی
مصیبت طاری ہوئی اور غم و اندوہ اوسکا حد سے گذر گیا تہوڑے
زمانہ کے بعد اوسی شخص کو دیکہا کہ موافق عادت دائمی کے غم و
اندوہ زائل ہو گیا اور ہنسنا بولنا اور خوش ہونا بحال خود
آگیا اور جن لوگون کا ملک و مال تلف ہو گیا اونکو بھی بعد تہوڑی مدت
کے دیکہا کہ رنج و ملال ونکا جاتا رہا اور اپنی حالت موجودہ پر راضی اور

قانع ہوگئے اور جو شخص تلف مال اور موت اعزا و احباب پر محزون
اور غمناک ہوا اوسکے مثل ٹھیک ہے ایسے شخص سے جو کسی دوست
کی ضیافت مین گیا ہوا اور صاحب مجلس نے دعوت مین ایک ایسی چیز
خوشبو کی حاضر کی ہو جسکے ہاتھ مین لینے سے یا سامنے رکھنے سے دماغ
معطر ہوتا ہوا اور محفل مین ایک کے ہاتھ سے دوسرے کے ہاتھ مین پہرتی
جاتی ہو جب اوسکے ہاتھ مین پہونچے اپنی غلط فہمی سے اوسکو ہبہ یا عطیہ
جانی اور جب دستور کے موافق اوسکے ہاتھ سے لیکر دوسرے کو دی جای
رنجیدہ اور متاسف ہونے لگی اسی طرح سے سمجھنا چاہیے کہ جملہ اشیائ
موجودہ اور نفائس مرغوبہ امانت حق تعالے کی ہین جسکے نفع مین خلق
کو شریک فرماتا ہے اور جبتک مصلحت جانتا ہے تب تک اپنے بندیکو
اوس سے نفع اوٹھانے کی اجازت دیتا ہے اور جب چاہتا ہے اپنی
امانت کو لے لیتا ہے یا دوسریکو عطا کرتا ہے پس تاسف و ملال کی
کیا جگہ ہے بلکہ اشیاء مستعار مین ملکیت کی نیت کرنا بڑی بے انصافی
اور کفران نعمت ہے کسواسطے کہ مقتضائے شکر گذاری یہ ہے کہ
اشیائی عاریت کو جبتک اپنے پاس رکھے حفاظت سے رکھے اور اشیائے
مستعار کو بجنسہ مالک کے پاس پہونچا دے اور جب مال مستعار مالک
کے پاس پہونچ جاوے تو خوش ہو کہ مین امانت سے سبکبار ہو گیا بلکہ

صاحبان مروت اشیائے مستعار سے کبھی تحمل نہین کرتے چنانچہ
شاعر کہتا ہے ؎ کہن جامۂ خویش پیراستن + بہ از جامۂ عاریت خواستن
حسد کی **تعریف** یہ ہے کہ زیادتی حرص سے اپنے ابنائے جنس کے
فواید و حشمت کو جو حاسد سی زیادہ رکھتے ہون چاہنا اسطورسی کہ اسکو حاصل
ہو اور اون سے زائل ہو جائے اور حاسد ہمیشہ فواید و منافع و حشمت
و جاہ ابنائے جنس کو دیکھکر غصہ و رنج کہاتا ہے اور یہ رذیلت جہل اور شرہ
کے مرکب ہونے سے پیدا ہوتی ہے اسواسطے کہ حشمت دنیاوی ایکہی
شخص کو ملنی اور سبکی محرومی محال ہے اور اگر ایسا فرض کرین تو صرف
تنہا ایک شخص حشمت ظاہری سے بہرور اور فائدہ مند نہین ہوسکتا
اسوجہ سے کہ لوازم حشمت سے ہے کہ جسقدر حشمت زیادہ ہوگی اسیقدر
توابع اوسکے زیادہ ہونگے اور ایک شخص کی حشمت بہت سے لوگونکو
نفع پہونچاتی ہے پس اسباب حشمت سے ناواقف ہونا زیادتی حرص
کے ساتھ ملکر حسد پیدا کرتا ہے اور چونکہ مطلوب حاسد کا حاصل
ہونا اور زوال دوسرونکی نعمت کا مطابق حاسد کے خواہش کے ہونا
من قبیل محالات کے ہے تو حاسد کا رنج و اندوہ ہمیشہ بڑہتا جائیگا
اور علاج جہل اور شرہ کا عین علاج حسد کا ہے یعنے جب علم حاصل ہوگا
اور جانیگا کہ میری تمنا سے دوسرے کی حشمت کا زائل ہونا محال ہے

اور حرص کو کم کریگا حسد زایل ہوجائیگا اور بعض حکمانے کہا ہے کہ حسد
قبیح ترین امراض و بدترین شرور سے ہے اسوجہ سے کہ جو شخص اس بات کو
دوست رکھتا ہو کہ اوسکے دشمن کو بلاسبب ضرر پہونچے وہ شر کو دوست رکھتا ہے
اور جو شخص دشمن کے کسی برائی کا خواہان ہو یا کسیکی خیر کا مانع ہو وہ
شریر ہے اور جو شخص دوستون سے ایسا معاملہ رکھے وہ زیادہ تر بد ہے
پس حاسد بدترین اشرار ہے اور ہمیشہ اندوہگین اور رنجیدہ رہیگا اسواسطے
کہ اچھائی اور رفاہ لوگون کی باعث اوسکی ناگواریکا ہے اور بہتری خلق
کی اوسکے مطلوب کے خلاف ہے اور فلاح خلق کی کبھی اوسکی خواہش
کے موافق منقطع نہوگی پس اوسکے غم و اندوہ کی انتہا بھی نہوگی اور بدترین
اقسام حسد وہ قسم ہے جو درمیان علما کے واقع ہو یعنے جس امر کی رغبت
ایک کو ہے زوال اوسکا دوسرے کو مطلوب ہو اور سبب اوسکا جلب
نفع دنیوی ہے یا توقع کثرت تابعین کی اور حرص حسن ارادت امرا و سلاطین
کی اور مثال حکمائے دنیا کی اوس چھوٹے کمل کی ہے کہ شخص دراز
قامت اوڑھے ہے کہ جب سر کو ڈھانکیگا پاؤن کھل جائینگے اور جب پاؤن کو
ڈھانکیگا تو سر کھل جائیگا اسی طرح اگر ایک شخص کیطرف دنیا اور اہل دنیا
متوجہ ہونگے اور رجوع خاص اوسکی طرف ہوگی تو دوسرا اوس تہہ کو
نہ پہونچیگا اور علم اس رذیلت سے پاک ہے اسواسطے کہ نفع پہونچانا

لوگون کا اوخرچ کرنا اوسکا اور شریک گردانا ابنائے جنس کا اوسکے
نفع مین زیادتی لذت اور ترقی کمال کا اقتضا کرتا ہے پس ایسی صورت
مین مادہ حسد کا شرۂ مطلق سے پیدا ہوتا ہے سوال حسد اورغبطہ
ایک ہی چیز ہے یا دو نو جدا جدا ہین جواب حسد اورغبطہ مین بڑا
فرق ہے غبطہ اوسکو کہتے ہین کہ کسی شخص نے کوئی کمال یا دولت
اورنعمت کسیکی دیکھکر مثل اوسکے اپنے واسطے چاہا ہے بے اسکے کہ اوسکا
زوال مقصود ہوا اور حسد مین شوق ہے تحصیل کمال کا بتمنائے زوال
شخص محسود اور کبھی حسد مین زوال نعمت محسود کا حاسد کو زیادہ تر
اوسکے حاصل ہونے سے مطلوب ہوتا ہے اور غبطہ دو طرح کا ہوتا ہے
ایک محمود دوسرا مذموم غبطہ محمود اوسکو کہتے ہین کہ شوق ہو تحصیل
سعادت کا اور فضائل کے اکتساب کا مثل شخص مغبوط کے اور غبطہ
مذموم وہ ہے کہ شوق ہو طلب شہوات و لذات کا اور اس
غبطہ کی قسم شامل ہے رذیلت شرہ مین یہانتک تمام ہوا ذکر اجمالی
معالجات امراض نفسانی کا جو شخص کہ مطالب مذکورہ سے واقف
ہوگا اور اوسکو اچھی طرح سے اپنے دلمین ضبط کرلیگا تو معرفت
دیگر اسباب و اغراض رذائل کے اور علاج اوسکا اوسکو آسان ہوگا
مثلاً جب کہ اسمین غور کریگا معلوم ہوگا کہ تمیز درمیان انسان اور

دیگر حیوانات کے نطق سے ہے اور غرض نطق سے یہ ہے کہ دوسریکو آگاہ
کرے اوس امر واقع سے جسکو وہ جانتا ہو اور جب شخص ناواقف
کے سامنے کوئی امر خلاف واقع بیان کیا گیا تو غرض اصلی نطق کی
باطل ہوگئی اور سبب اوسکا یا خواہش مال و جاہ ہے یا طلب
ترفع ہے یا حرص سے ہے اور مثل اسکی دیگر امور دروغ گوئی کے
لوازم سے سے ہے ذلت اور بے آبروئی اور سبکی اور بے وقعتی
نظر مردم مین اور ہونا فساد کا امور معاش اور معاد خلق مین اور
دروغ گوئی سے جرات ہوتی ہے چغلی کہانے پر اور تہمت و بہتان
کرنے پر اور لاف زنی پر اور سبب لاف زنی کا ہیجان قوت غضبیہ
ہے ساتھ تصور ایسے کمال کے کہ جو اپنے مین موجود نہین اور اسکے
توابع اور لواحق سے ہے جہل اور قلت رعایت حقوق اور امر
غلط پر عادی ہو جانا طبیعت کا اور لاف زنی مین عجب اور کذب
شامل ہے اور اسیطرح سے بخل مین جب کوئی اندیشہ کریگا تو معلوم
ہوگا کہ سبب بخل کا خوف ہے فقر اور احتیاج کا یا محبت علوے
مرتبہ کی بواسطہ مال کے یا شرارت نفس کی بدخواہی خلق مین ہے
اور جو کوئی شخص رذیلت ریا مین خیال کریگا تو معلوم ہوگا کہ در حقیقت
کذب ہے قول مین بھی اور فعل مین بھی اسیطرح جو شخص حقیقت ایک

زولیت کے بچائیگا
اور اوسکے اسباب سے
واقف ہوگا اوسکو دفع کرنا اون
اسباب کا اور احتراز اوس بیہز افعال ذمیمہ سے شل
دیگر قبائح مذکورہ کے نہایت آسان ہوجائیگا
واللہ الموفق والمعین ؂
یہانتک تقریر کو پہونچاکر حکیم نے عرض کی کہ بیان
فضائل ورذائل اور معالجات امراض
نفسانی انسانی کا بالاجمال گذارش ہوچکا
اب رخصت ہوتا ہون بادشاہ
نے کہا کہ حفظ اللہ حکیم تسلیم
بجالاکر رخصت ہوئے
فقط



بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلسۂ چہارم

بیان میں تدبیر منازل یعنی انتظام خانہ داری

ہرچند حکمت اخلاق نہایت جلیل الشان اور مستقیم البیان ہے بہت محتاج
الیہ نوع انسانی بلکہ معلم نفسانی ہے اگر نظر انصاف سے دیکھیے تو یہ وہ
علم ہے کہ اسکا پابند لباس حیوانیت سے نکلکر جامۂ انسانیت میں آجاتا ہے
جانورونکی خصلتیں چھوڑکر آدمی بن جاتا ہے یہی علم ایسا ہے کہ بدخلق کو خلیق
بناتا ہے غیر مہذب کو تہذیب سکھاتا ہے ہر چیز کے فائدے اور نقصان
معلوم ہوتے ہیں علل اور اسباب جملہ افعال و اعمال کے مفہوم ہوتے ہیں
حکماء متقدمین نے ہزارہا کتابیں اس فن خاص میں تصنیف فرمائی تھیں اور راہیں
مکارم اخلاق و محاسن افعال کی دکھائی تھیں اور امرا و سلاطین نے اپنا معمول
بہ قرار دیا تھا روز و شب کا وظیفہ کرلیا تھا بڑے بڑے ملکوں پر اسیکے زور سے
غلبہ حاصل کیا اقالیم سبعہ کے نظم و نسق کو اسیکی صلاح سے کامل کیا مگر اب
رفتہ رفتہ ایسا نا معلوم ہوگیا کہ علم کیا عالم بھی معدوم ہوگیا خصوصاً اسکا

دوسرا ٹکڑا جسکا نام تدبیر منازل ہے باوجودیکہ انتظام خانہ داری سبکا ایک
حاصل ہی مگر جمع کثیر اور جم غفیر انسانی اس علم سے جاہل ہے اور ایسے مشیر باتدبیر
کی قدر سے غافل ہے عامیانہ قدم دہرتے ہین اور آخر چاہ ضلالت مین گرکر
افسوس کرتے ہین نادانی سی مال و زر بھی برباد ہوتا ہی نافہمی سے گھر مین بھی فساد ہوتا ہے
معیشت مین خلل پڑتا ہے بنا بنایا گھر بگڑ جاتا ہے تکلیفین اوٹھاتے
ہین جان بوجہ کر نادان بنجاتے ہین نقصان مایہ و شماتت ہمسایہ کا ضرب المثل
ہین سارے کئے کرائے کام مختل ہین مگر افسوس یہ ہے کہ فقیر اس علم
کے مطالب کو توضیح دلائل و تفصیل براہین کے ساتھہ بیان نہین کرسکتا
اسوجہ سے کہ ابتدا سے آخر تک سلاست اور عام فہمی کا لحاظ رکھا گیا
اغلاق اور دقت عبارت سے کنارہ کیا گیا اسوجہ سے کہ برہان عقلی اور
دلیل اصطلاحی و نکات احوال و وجوہ استدلال کا بیان کرنا خلاف مقصود
ترویج و اشاعت تہا اور عام خلق کے لیئے موجب کلفت مگر بدون ذکر وجہ
اور سبب کے مطلب اچھی طرح ذہن نشین نہین ہوتا جیسے بے نام کے گہر کا
نگین نہین ہوتا لہذا جہانتک مناسب معلوم ہوا ہے الفاظ مختصر مین
ہر امر کا فائدہ بھی بیان کردیا ہے اور جہان ضرورت نہین دیکھی اصل مطلب
پر اکتفا کی اسواسطے کہ مبحث اخلاق مین چندان دلیل کی ضرورت نہ تھی
اور بیان اصطلاحات اور تفصیل کیفیات مین برہان کی حاجت نہ تھی

اور بقدر ضرورت ذیل عبارت مین مذکور ہوگیا ہے اور اشارون مین تھوڑا
تھوڑا دلیل کو بھی بیان کردیا ہے مگر اس باب مین زیادہ تر وجہ وسبب
کا خیال ہے اسلئے کہ عمدگی نتایج تدبیر منزل وسیاست مدن کا مآل ہے
پس اگر شاید کسیقدر عنوان بیان مین تفاوت پایا جائے تو بخیال ضرورت
معاف فرمایا جاوے اور اگر اس سے زیادہ تفصیل مقصود ہو تو کتب مبسوطہ کو
ملاحظہ فرمائیے اور اس مجمل کی تفصیل سے حظ وافر اوٹھائیے اس مقام پر
نحیف اقوال حکیم ابرُوس و دیگر افادات حکماء متاخرین کو ذکر
کرتا ہے اور بعض مضامین مخصوص خواجہ رئیس ابو علی الحسین بن عبد اللہ
بن سینا کو اونکے رسالۂ بلیغہ سے حسب مقتضائے مقام و مصلحت وقت
موافق احوال زمانہ لکھتا ہی اور اکثر افادات جناب محقق علامہ + علم فہامہ +
فرد کامل + جامع فضایل + ملک لنسانی + معلّم الثانی + مولانا خواجہ
نصیر الدین طوسی علیہ الرحمۃ والغفران کو جو انہون نے قہستان مین
حسب التماس بعض سلاطین تحریر فرمایا ہے بیان مین لاتا ہے واللہ ولی
التوفیق القصّہ جب حسب دستور حکیم صاحب صحبت تخلیہ پادشاہ مین
باریاب ہوئے عادل شاہ نے فرمایا مین چاہتا ہون کہ آج تدبیر منازل
کا بیان کیجیے حکیم نے سر تسلیم کو خم کرکے عرض کی بسر و چشم اور آغاز
مطلب کیا کہا کہ جس عنوان پر بندگان سلطانی کی عنایت ہوا دی طرح پر

عرض کردن بادشاہ نے کہا مجھے مرغوب یہ ہے کہ آپ ہر مطلب کو جُدا جُدا
بیان کرین حکیم نے عرض کی نہایت مناسب ہے حسب ارشاد پہلے سبب
احتیاج منزل و ضرورت تاہّل گذارش کرتا ہون اسکے بعد تدبیر تحصیل قوت
اور مضار اور منافع اوسکے عرض کرونگا پھر تدبیر تاہّل کی اور حسن و قبح اوسکا
زبان پر لاؤنگا پھر اوسکے بعد طریقہ پرورش اور تربیت اور تادیب
اور تعلیم اولاد کا پھر حقوق والدین کے اور طریقہ اونکی خدمت کا بیان
کرونگا آخر مین دستور سیاست خادمونکا و تابعین و ملازمین کا ذکر کرونگا

سوال بادشاہ نے کہا بہتر ہے پہلے سبب احتیاج منزل بیان کیجیے

جواب حکیم صاحب نے عرض کی بہت خوب ظاہر ہے کہ بقاے
شخصی انسان کی غذا کی محتاج ہے اور غذا انسان کی بے تدبیر و صناعت
کے ممکن نہین مثلاً کھیتی کرنا اور حاصل فصل کو درو کرنا اور غلہ کو علف سے
جدا کرنا اور کوٹنا پیسنا گوندہنا پکانا کہانا اور ان سب باتون کیواسطے
اعانت اور مدد کرنیوالے اور آلات اور سامان درکار ہین اور ان
سب کامون کے انجام دینے کیواسطے اک زمانہ دراز چاہیے تھا کہ
ابتداے تخم ریزی سے لقمۂ نان وارد دہن ہونے تک اہتمام ہر شے کا
اپنے اپنے محل پر تمام کو پہونچے بخلاف چرندون اور پرندون کے
کہ غذا اونکی موافق اونکی خواہش طبیعت کے ہر وقت مہیا اور آمادہ ہے

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

جسوقت طبیعت اونکی تقاضا کرتی ہے جاتے ہین اور گہاس وغیرہ
سے اپنی گرسنگی دفع کرلیتے ہین اور جہان پانی مل جاتا ہے پی لیتے ہین اور
آسودہ ہوکر تلاش سے باز رہتے ہین مگر انسان پر سخت دشوار ہے کہ ہر روز اپنی غذا
بہم پہنچاوے اور ہر روز کہاوے اسوجہ سے کہ ہر روز مادۂ معیشت کا منقطع
ہوجانا اور ہر روز پہر از سر نو بنیاد معیشت ڈالنا نہایت زحمت کی بات ہے
اسوجہ سے ذخیرہ کرنا اسباب معیشت کا اور محفوظ رکہنا اوسکا بنای تعیش
جو حاجت غذا مین شریک احتیاج مین ضرور ہوا اور حفاظت اسباب معیشت
کی بے ایسے مکان کے جسمین غذا اور قوت اوسکا ضایع ہو اور حالت
خواب اور بیداری مین اونکو ہر آفات کو دست درازی اہل حاجت سے
محفوظ رہے ممکن نہین پس گہر بنانے کی ضرورت ہوئی اور یہ امر خوب
ظاہر ہے کہ تدبیر معیشت و تحصیل غذا انسان کی بدون اسکے کہ گہر سے
باہر نکلکر مکاسب و صناعات مین مشغول ہو اور حسب ضرورت اسفار بعید
الاقطار و سیاحت دیار و امصار اختیار کرے اور تمام روز محنت مشقت
کے ساتھ اپنی غذا بہم پہونچائے غیر ممکن ہے اور اسکا گہر سے باہر نکل جانا
موجب اختلال نظم خانہ داری تہا اس لیے کہ وہ خود اک ایسا امر اہم ہے
کہ جسمین تمام روز کی محنت و مشقت کی ضرورت ہے پس ایک شخص سے
ایسے دو کام جو ایک دوسرے کے ضد ہین اور مہلت اور فرصت کا وقت

نہین دے سکتی غیر ممکن پس ناچار اب ضرورت ایک دوسرے شخص کی ہی
ہوئی کہ جو تا وقت مراجعت و فرصت اسکے امور خانہ داری کا انصرام
کرتا رہے اور جسوقت یہ تھکا ماندا گھر مین داخل ہو تو موافق مقتضائے
طبیعت کے اُسکو راحت دے اور قوت متحرکہ کو تسکین پہونچائے غذا
خوشگوار پکا کر مہیّا کرے اور آب سرد آمادہ رکھّے اور جتنے ضروریات اسکے
آسایش کے ہین اونکو مرتب کر رکھّے تا پھر اوسکو کسیطرح کی صعوبت اپنی
راحت و آسایش کے متعلق نہ اوٹھانی پڑے جیسا مقتضا ہے بقائے
شخصی انسانی کا اور مقتضا بقائے نوعی انسانی کا جس سے مراد توالد و
تناسل ہے اور بقائے نام و نسب بھی اسی سے عبارت ہے یہ تھا کہ یہ
کوئی شخص ایسا بھی پیدا کرے جو اسکے مادۂ خلقت کا حامل ہو اور قوت
شہوانی نفسانی کا جیسا ذکر مبحث اخلاق مین عرض کیا دافع ہو اور
خود شریک ہو بقا نوع انسان کا اور یہ سب صفات سوا جفت انسانی
یعنے عورت کے کسی دوسرے مین تماماً موجود نتھی تو اسواسطے حکمت
الٰہی نے یہ اقتضا کیا کہ ہر شخص جفت اپنا قرار دے کہ جس سے امور خانہ
داری کا بھی کما ینبغی انتظام ہو اور راحت و آرام کا بھی انجام ہو اور توالد و تناسل
و بقائے نوع انسانی کا بھی انصرام ہو اور ایک شخص سے اتنے امور اہم
کا اتمام ہو یہ ضرورت عقلی ہے خانہ اور اہل خانہ کی سوال یہ تقریر

سنکر بادشاہ نے کہا کہ ضرورت خانہ و اہل خانہ کو تو آپنے تصریح سے
بیان فرمایا مگر اس تقریر کے عنوان سے یہ بات مترشح ہے کہ یہ کام
ایک عورت سے نکل سکتا ہے اور ازدواج مکرر کی حاجت نہین
بلکہ ہونا اشخاص متعدد کا ایک کام پر خلاف مصلحت ہے اور مخالف
مسئلہ تخفیف مئونت **جواب** حکیم صاحب نے ارشاد کیا کہ
ہرچند جواب اسکا محض علم اخلاق کی راہ سے مجھپر چندان ضروری
نہ تھا مگر آپکی تشفی خاطر کیواسطے مین اس مسئلہ شرعی کو بھی اخلاق کے
اصول پر عرض کرونگا اسوجہ سے کہ اخلاق و شرع قریب قریب ایکہی راہ
ہے آپ پر ظاہر ہے کہ طبایع انسانی بہ نسبت خلقت قوا اور
مناسبت اعضا کے مختلف اور متغیر خلق ہوئے ہین کسی مین مادہ کسی
چیز کا غالب ہے اور کسی مین کم ہے اور کسیکو عادۃً اور رغبتہً احتیاج
کسی چیز کی زیادہ ہوگئی ہے اور کسی چیز کی کم کوئی ایک عورت پر بقدر
ضرورت توالد و تناسل و دفع مادۂ شہوت قانع ہوسکتا ہے اور
کسیکو اس سے زیادہ کی ضرورت ہے اور چونکہ دو امر یعنے انتظام
خانہ داری اور بقاء نوع انسانی ایک ہی کے متعلق کیے گئے تھے اور قوت
شہوانی حیوانی کا دفع بھی اوسیکے متعلق تھا تو بعض اشخاص کی
نسبت ایسا ممکن تھا کہ بسبب کثرت لوازم کے کوئی امر اچھی طرح سے

انجام کو نہ پہونچے اور باعث حدوث امراض نفسانی کا ہو جائے اسواسطے
شارع نے اولاً کنیزونکی اجازت فرمائی جو فی الحقیقت شریک ضرورت انتظام
خانہ داری ہین اوسکے بعد یہ بھی تنہا حکم فرمایا کہ مَاطَابَ لَکُمْ مِنَ النِّسَآءِ
مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ الا بصیغۂ خواہش ورغبت واحتیاج بنسبت بعضے
اقویا کے جیسا کہ لفظ طاب لکم سے صاف ثابت ہے مگر چونکہ اسمین
یہ شبہہ متعلق انتظامِ خانہ داری پیدا ہوتا تھا کہ ایسا نہو خلاف مصلحت
وضرورت احتیاج تاہل افراط شہوت مین مشارکت ومساوات نظامی
کو ملحوظ نرکھے اور فائدۂ تاہل کو باطل کردے اسواسطے آخر مین یہ بھی
فرما دیا وَاِنْ لَّمْ تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً یعنے اگر صفت عدل وصفت کو ملحوظ
نرکھہ سکو تو ایکہی پر اکتفا کرو اور اسی مقام سے اور اسی علت سے خود
نکاح کی چار قسمین کی گئی ہین — واجب — حرام مستحب — مکروہ — باختلاف
حیثیات سوال — یہ سنکر بادشاہ نے کہا سبحان اللہ کس عمدہ عنوان سے
آپنے اس شرعی لم کو بیان فرمایا اور میرے دل سے اس شبہہ کو آپنے بالکل
رفع کردیا مگر اب ایک اور شبہہ مجھے پیدا ہوا ہے اوسکو بھی براہ مہربانی بیان
فرما دیجیے ہر چند آپکی ہرج اوقات ہوگی وہ یہ ہے کہ آپنے اختلاف قوی
اور تفاوت احتیاج کے وسیلہ سے اس مسئلہ کو ثابت کیا اور لم اجازت ازدواج
مکرر کی بیان فرمائی مگر یہ تو مرد اور عورت دونون مین مشترک ہے عورتونکی

ہوسے اور خواہش نسبت دوسری عورتون کے مختلف ہین اونکے واسطے
ازدواج مکرر کا حکم اور اجازت کیون نہوئی **جواب** حضور فقط مسئلہ
خواہش سے یہ حکم صادر نہین ہوا بلکہ مصلحت توالد اور تناسل بقائے
نوعی انسان کی شریک اور مقصود اہم ہے ایک مرد اگر چار عورتون سے
مباشرت کریگا تو ممکن ہے کہ چار اولادین ایکہی سال کے اندر پیدا ہون
اور عورت اگر چار مردون سے ہم بستر ہو تو سوا ایک کے دوسرا حمل
نہین ٹھہر سکتا علاوہ اس مضرت عقلی کے کہ حالت مشارکت مین نسبت
ولد کے جسکی صحت کی احتیاج حضانت اور حقوق مین لازم ہے مشتبہ
ہو جائیگی اور اکثر مسائل اہم جو اسپر مبنی ہین مہمل ہو جائینگے بلکہ اگر کلیتہً
ایسا ہی فرض کیا جائے تو اموال و میراث و قضایا و احکام مین اختلال عظیم
پیدا ہوگا اور بہت سے مفاسد بزرگ ایسے پیدا ہونگے جنسے نظم عالم مختل
ہو جائے **سوال** بعد کلمات ثنا کے بادشاہ نے پھر تخاطب کیا اور فرمایا
اس جملہ معترضہ کو استطرادا آپنے بہت خوب ذکر فرمایا اب امیدوار
ہون کہ سلسلہ سابق کو شروع کیجیے **جواب** حکیم صاحب نے عرض کی
بہت خوب دو وجہین ضرورت اہلخانہ کی بیان کرکے حقیر نے چھوڑ دیا تھا
اب تیسری وجہ یہ عرض کرتا ہون کہ جب انسانکو خدا نے اولاد عطا کی
اور نتیجہ ازدواج و مناکحت کا حاصل ہوا تو اوسکی اولاد کی پرورش اور

پرداخت اور حضانت اور رضاعت و دیگر لوازم کسی دوسرے سے
اوس خوبی کے ساتھہ ممکن نہ تھی اور اگر کسیقدر تہے بہی تو موجب صرف
زر خطیر اور زحمت کثیر تو اب یہ تیسرا فائدہ پیدا ہوا اور ایک عورت سے
تین کام نکلے نظام خانہ داری بہی ہوا اور نظام بقاع نوعی بہی اور حضانت
و رضاعت اوسکی اطفال کی بہی پس ؎ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ
دو کار + اور جب اولاد بہم پہنچے تو اونکی تربیت اور پرورش ضرور ہوئی
کہ بے پرورش والدین کے اونکا بقا اور نشو و نما نہین ممکن اور ہر ایک کے
امور کا تکفل واجب اور اسمین امداد اور اعانت کی احتیاج کثیر تو اب جماعت
کثیر لازم ہوئی اور ایسی جماعت کو کہ جسکے امور خانہ داری کا انتظام خود اونہین
پر موقوف ہے توافق باہمی اور محبت ضرور ہے اسلیے کہ امور انتظامی
ہر کثرت اور جماعت کی بے تالیف کے درست نہین ہوتی پس انتظام خانہ داری مین بھی ایک کو
دوسرے سے انس و محبت اور ربط و الفت لازم ہوئی اور ایک شخص کو
اونمین سے اہتمام اور نگرانی سبکی واجب ہوئی پس اسیوجہ سے ریاست یعنی
گہر کی صاحب خانہ پر مقرر ہوتی ہے اور سیاست اوس جماعت کی بہی
اوسیپر تفویض کیجاتی ہے تا تدبیر امور خانہ داری کو ایسی صورت پر سرانجام
کرے کہ مقتضے انتظام اہل منزل کا ہو جسطرح سے چرانیوالا جانورون کا
موافق مصلحت کے جانورونکو سبزہ زار مین چرانیکو اور چشمہ و آبشار پر پانی

پلانیکو لیجاتا ہے او مضرت سے درندونکی اور آفات ارضی وسماوی سے بچائے رہتا ہے اور ٹھکانا اونکے رہنے کا گرمیون مین کہین اور جاڑونمین کہین اور دوپہر کو کہین اور رات کو کہین موافق صواب دید کے مقرر کرتا ہے اور اگر اون جانورونمین سے خلاف مرضی اوسکے غول سے نکلکر کوئی جدائی اختیار کرتا ہے تو اوسکو تادیب کرکے پھر گلّہ مین ملاتا ہے تاکہ امور معیشت اونکے ساتھہ راحت وآرام کے انتظام پاوین اور لاغری اور تلف سے محفوظ رہین اسیطرح سے صاحب خانہ بھی حسب مصلحت قوت اپنے عیال کا بہم پہونچاتا ہے اور ترتیب اونکی امور معاش کی کرتا ہے اور اوس جماعت کے حالات کا نگران رہتا ہے۔ کسیکو سمجھاکر ترغیب دیتا ہے اور کسیکو ڈراکر امور خلاف سے باز رکھتا ہے او حسب مصلحت وعد وعید اور زجر وتہدید ورفق ومدارا اور لطف وترش روئی عمل مین لاتا ہے تاکہ اپنے اپنے کام کو بحیثیت شخصی جو لائق اوسکے ہے بخوبی سرانجام کو پہونچاوے اور بسبب انتظام کے سہولت وآسانی سے براحت زندگانی بسر کرے اور واضح ہو کہ مراد منزل اور خانہ سے وہ گھر نہین ہے جو اینٹون سے یا مٹی سے یا سنگ وچوب سے بنائے جاتے ہین بلکہ مراد اوس سے وہ تالیف ہے کہ جو مابین زوجہ اور شوہر اور باپ اور بیٹے اور آقا اور غلام اور خادم اور مخدوم کے درمیان مین ہونی چاہیئے

اور مکانِ سکونت لکڑی اور چھپر گھاس اور پھوس خیمہ و خرگاہ چادر اور
بارگاہ سایۂ اشجار اور پہاڑونکے غار چاہے جس قسم کا ہو رفع ضرورت کیلیے
یکسان ہے پس علم تدبیر امور خانہ داری کا جسکو حکمت منزلی کہتے ہین
غور کرنا ہے مصلحت حال ہین ایک جماعت کے ایسی طرح پر کہ مقتضا اوسکے
مصلحت عامّہ اور خاصّہ کا ہو جس سے اسباب معیشت بآسانی مہیّا ہون اور
ہر شخص اپنی خدمت لائقہ کو اچھی طرح سے انجام دے اور چونکہ ہر انسان
کیا بادشاہ ہو کیا رعایا اور کیا فاضل کیا مفضول اسطرح کی تالیف اور تدبیر
کا محتاج ہے اور ہر شخص اپنے مرتبہ مین کفالت کرنیوالا اپنی جماعت کا
اور رئیس اپنے وابستگان کا ہی اور اوسکے اہل و عیال رعیّت اوسکی ہین پس
ہر شخص کو اس علم کی واقفیت سے چارہ نہین ہے اور فواید اوسکے
دین مین بھی اور دنیا مین بھی بے نہایت ہین اور یہی منشا ہے حدیث
شریف کا کُلُّکُم رَاعٍ وَکُلُّکُم مَسْئُولٌ عَن رَعِیَّتِہٖ یعنے ہر شخص تم مین
سے صاحب رعیّت ہے اور روز قیامت تمسے سوال کیا جائیگا کہ تمنے
اپنی رعیّت سے کیا سلوک کیا ہے **سوال** عادل شاہ نے بعد
سماعت فوائد و ضرورت منزل فرمایا کہ جناب حکیم صاحب قبل اسکے
کہ آپ مسائل تدبیر منزل و مراتب امور خانہ داری کو بیان فرمائین
چند امور کلّی ایسے بیان فرمائیے کہ جو بجائے اصول منزل کے ہون

اور جنسے کل جزئیات مندرجہ قسمین نکل سکتی ہون تاکہ ایک قاعدہ کلی ذہن مین رکھنے سے
جزئیات اور فروع کا یاد رکھنا لازم نرہے اور بوقت ضرورت وحدوث امر تازہ اوسی
کلیہ سے استنباط اور استخراج حکم آسان ہو جواب حکیم صاحب نے
عرض کی بہت مبارک پہلے ایک تشبیہ کامل اس حکمت منزل کی ارشاد
کرتا ہون اوسکے بعد کلیات قواعد منزل بھی اوسیکے ذیل مین عرض کرونگا
اور وہ یہ ہے کہ بزرگان حکمت اخلاق یہ ارشاد فرماتے ہین کہ اصول
کلی بعینہ تصرفات طبیب کے ہین بدن انسانین پس جسطرح طبیب اول
یہ نظر ڈالتا ہے کہ آیا تمام قوی جسمیہ و اعضا و جوارح حالت اعتدال پر ہین
یا نہین اس وجہ سے کہ اگر اعضا و قوا و اخلاط اعتدال پر ہین تو البتہ صحت
بدرجہ کمال ممکن ہے اور بعد ادراک اس امر کے توجہ اوسکی حفظ صحت
یعنی ابقاے اعتدال قوی و اخلاط پر ہوتی ہے اور اگر کسی قوت یا خلط
مین کسیطرحکا انحراف اعتدال سے اور نقص خلقت مستوی سے معلوم
کرتا ہے تو اوسکے زوال کی فکر کرتا ہے اور پھر اعتدال پیدا کرنیکے اسباب
مہیا کرتا ہے اور اگر کسی عضو خاص مین خلل دیکھتا ہے تو تمام اعضا کے
نسبت بیشتر زیادہ تر عضو رئیس کی اصلاح نقص اور اعتدال پر لانیکی کوشش
کرتا ہے خصوصًا اوس عضو رئیس کی جو قریب اور متصل اوس عضو مخدوش
کے ہو بعد اسکے پھر علاج اوس نقص کا کرتا ہے اگر زوال اوسکا دشوار ہو

غیر ممکن معلوم ہوتا ہے تو ناچار بخیال محافظت دیگر اعضاے رئیسہ اوس
عضو کو داغ دیتا ہے یا کاٹ ڈالتا ہے تاکہ فساد اوسکا اوسی تک منتہی
ہوجائے اور دیگر اعضا مین سرایت نہ کرے پس اے جہان پناہ بعینہ
یہی مثال طبیب کی ہے رئیس خانہ اور تدبیر منزل سے اور اوسکو بھی ایسا ہے
لازم ہے کہ پہلے نگاہ حیثیت عموم اہل منزل پر کرے اور اونکی تالیف اور
اعتدال پر توجہ تام رکھے اگر اعتدال اونکے افعال و اعمال مین بنابر ضوابط
حکمتِ اخلاق کے موجود پاوے تو اونکی حفظ صحت اور ابقاے تالیف کی
فکر کرے اور اوسی حالت معتدلہ پر منتظم رکھے اور بلا ضرورت علاج کا درپے نہو
اسواسطے کہ عمدہ علاج یہی ہے کہ خلقت فطرتی کو قائم رکھے اور اوسکے گھٹانے
اور بڑہانیکی فکر نہ کرے بلکہ اگر اوس حالت سے کوئی امر زائد یا کم دیکھے تو زائد
کو کم اور کم کو زائد کرکے اعتدال پر لے آئے اور ہر شخص کو اہل منزل مین سے
ہمیشہ دیکھتا رہے اور افعال و اعمال پر غور اور فکر کرتا رہے تاکہ ہر ایک
کی زیادتی اور کمی پر اطلاع بہم پہونچاتا رہے اسواسطے کہ ہر ایک رکن ارکان
منزل کا مشابہت رکھتا ہے ایک عضو سے اعضاے انسانی کے
جسطرح اعضا مین رئیس بھی ہین اور خادم بھی اسیطرح منزل مین بھی
رئیس اور خادم ہین اور شریف و خسیس ہین اور جسطرح ہر عضو کا مزاج اور
خاصہ اور فعل جدا جدا ہوتا ہے اسیطرح اہل منزل کے ہر جزو کا بسبب اختلاف

قوا و حیثیات کے مزاج جدا ہوتا ہے اور عادات مختلف ہوتے ہیں پس مدبر منزل کو ضرور ہے کہ جسطرح بدن کے اعضا مختلف الافعال والخاصیہ سے ملکر اعتدال پیدا ہوتا ہے اسیطرح یہ بھی اشخاص مختلف الاعمال متفاوت الامزجہ سے ایک اعتدال پیدا کرے اور ایک کی کمی کو دوسرے کی زیادتی سے ملاکر حالت نظم بہم پہونچائے اور ہر شخص کو اونمین سے اوسکی مناسب اور موافق کاموں پر معین کرے اور مجموع سے کل امور کا سر انجام کرے اور خود اونکا نگران او رمعدل رہے پس جسطرح بدنکا ہر عضو ملکر ایک کام کو انجام دے دیتا ہے اسیطرح اہلخانہ کو بھی باہم ملکر ایک کام کا اتمام کر دینا ضرور ہے جیساکہ اوس منزل کو جسکے یہ لوگ ہین لازم او رمفید ہے مگر اس مطلب کے ادراک کیواسطے اور اس حالت تالیف کی قائیم رکھنے کی واسطے رئیس خانہ کو کمال تدبر لازم ہے تاکہ کوئی خدمت کسی کی بے محل اور خلاف مصلحت واقع نہ ہونے پائی - اسیوجہ سے بعض حکماء اخلاق نے مثال مدبر منزل و رئیس خانہ کے قلب کے ساتھہ دی ہے اس لحاظ سے کہ قلب ہمیشہ انسان کے افعال ارادی کا مبدا اور حاکم ہوا کرتا ہے - اور بعض حکما رئیس خانہ کو طبیب سے تشبیہ دیتے ہین اسوجہ سے کہ طبیب افعال وخواص اعضا سے کماینبغی ماہر ہوتا ہے اور اوسیکے لحاظ سے تدبیر حفظ صحت یا زوال مرض کرتا ہے پس رئیس خانہ کو بھی اسیطرح

ہر شخص کے افعال و اعمال سے مطلع ہو کر بقا نظم کی کوشش کرنا اور زوال نقص کی فکر کرنی ضرور ہے اور جسطرح طبیب کو بخوف نقصان و سرایت مادۂ اعضاء قریب کے قطع و قلع کی ضرورت ہوتی ہے اسیطرح طبیب منزل کو بھی ہر طرف سے خدام و دیگر اہل خدمت کی معطلی و موقوفی کی احتیاج ہوتی ہے ایسی صورت مین کہ جب مادہ اصلاح پذیر نہ رہے اور سرایت مخالفت انضباط قواعد نظم مین کرے اسیطرح دیگر جزئیات کو بھی اسی تشبیہ سے پیدا کرنا اور اسی مطلب سے اخذ کرنا چاہیے — **سوال** بادشاہ نے کہا کہ قبل اسکے کہ آپ دیگر فروع منزل کو بیان فرمائین پہلے مکان کے تعمیر کے قواعد از روئے حکمت اخلاق بیان فرمائیے **جواب** حکیم صاحب نے سر تسلیم جھکا کر کہا کہ حسن و قبح اشیا کا بھی ہر چند عقلی ہے مگر عمارت کے اصول کو اس اخلاق کے علم سے کمتر تعلق ہے دیگر علوم ہندسہ سے زیادہ ارتباط ہے اور اس قسم خاص مین بھی مصنفات جداگانہ ترتیب پا چکے ہین بخیف اوسیقدر عرض کریگا جو اس فرع اخلاق کے متعلق ہے اور وہ چند امر ہین **اول** سکونت مکان ایسے مقام پر تجویز کرنی چاہیے کہ ہوائے فضا نسیم مرور کر سکے اور ہوائے کثیف جو بسبب حبس روائح مختلف کے پیدا ہوتی ہے دفع ہو سکے — کرسی بلند ہو تاکہ حشرات الارض کے گذر سے کسیقدر مانع ہو اور آب باران

وغیرہ کے مجتمع ہونے سے ضیاع اموال ہو اور اثر رطوبت سے بلاد
مرطوبہ میں خباثت بخارات ارضیہ اذیت نہ دے اور بلاد محرورہ قریب بخط استوا
یا اقالیم اول ودوم میں حسب اقتضائے مصلحت بنا بر دفع بادہائے
سموم وحفظ تابش آفتاب وتسکین حرارت غریزیہ خصوصاً موسم گرما
کیواسطے سرداب یا تہ خانون کی بنیاد کرنی چاہیے مگر ادسمین بھی
حتی الامکان خیال نفوذ ہوائے لطیف وخروج بخارات کثیف
کا موافق اوس بلد ومقام کے لازم ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ سقف
خانہ مرتفع ہو اور دروازے وسیع ورفیع نصب کئے جائین اور تعدد
دروازون کا ومنافذ کا ملحوظ رہے خصوص بلاد متوسطہ مین اور ہر
جانب سے مرور وگذر کیواسطے جگہ دینا اور مقامات مناسب
پر دروازونکا قائم کرنا بھی مناسب ہے تا حوائج آمد وشد
مردم مین خلل نہو اور چونکہ راحت وآرام وخواب وبیداری موجب
بقائے نوع انسانی ہے اور منزل مرکب اشخاص متعدد ومختلف
الاحوال سے ہے اور خلط وخبط مخالف نظم ہے اور باعث ہرج کا
وضیاع اوقات کا ہے اسوجہ سے تعدد قطعات وتقسیم بیوت
بھی حسب ضرورت ومناسب حال منزل ضرور ہے تاکہ رئیس
ومرؤس وخادم ومخدوم اپنے حدود لازمہ سے متجاوز نہ ہوجائین

اور ترتیب ہر ایک کے قایم رہے پھر مکان سکونت مین ایسے سامان کا مہیا کرنا جنکی احتیاج متعلق ہر وقت اور ہر زمانہ کے ہے یا کسی فصل اور موسم کے مناسب ہے ضرور رہے اور ہر ایک چیز کو منتظم طور پر رکھنا اس حیثیت سے کہ اشیائے لازمہ اپنے اپنے محل اور موقع پر موجود اور آمادہ رہین اور تلاش و تجسس مین تعطیل متصور نہو لازم ہے اسواسطے کہ بہت سی اشیاء ضروری ایسی ہین جنکی ضرورت اوقات غیر معین پر ہوا کرتی ہے اور بہت سی ایسی ہین کہ اوقات خاص پر محتاج الیہ ہین پس ان دونون قسمون مین ہر ایک کو اوسکی لازمی حالت پر آمادہ رکھنا موجب رفع تکلیف و فراغ بال کا ہے اور علی ہذا القیاس دیگر جزئیات بھی انہین اصول سے پیدا ہو سکتے ہین اور ایسے ہی مصالح سے لازم یا مستحسن ہین خلاصہ یہ کہ اسباب راحت اور لوازم محتاج الیہ ہر فصل و موسم کیواسطے مہیا اور آمادہ رکھنا اور اوسکے حفظ کی فکر کرنا اور ایک کو دوسرے سے مخلوط نہونے دینا یہ سب محاسن منزل مین ہین اور ہر شخص کی حالت کے اوپر منحصر ہین یہ مختصر بیان تہا مکان سکونت کا عام سکونت اس سے کہ مرد کے لئے ہو یا عورتون کے مگر اسقدر ضرور ہے کہ عورتون کے مکان سے مردانہ مکان علیحدہ اور جدا ہو تاکہ بسبب اختلاف حیثیات و تفاوت معمولات و عدم مجانست ذاتیات ایک کو دوسرے سے

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

خلل پیدا ہنو اور باہم حارج اور مانع نہون — اور سب اسیطرح لازم ہے
کہ ہر قسم کی ضرورت کی عمارات مین اوسکے مناسبات اور ضروریات
کا خیال رہے مثلاً خزانہ کی عمارت کا محکم کرنا چورون کی نقب
اور آفات عمولی ارضی وسماوی سے محفوظ رکھنا اور غلہ کے مکان کو پانی
کی ریزش سے اور آگ لگنے کی خوف سے اور رطوبت ارضی پہونچنے سے
اور ہواے گرم کے اثر کرنے سے اور جانورون کے ضرر پہونچانے سے
بچانا چاہیے اور باورچیخانہ مین منافذ خروج دخان کے اور جگہ لکڑی
ایندہن رکھنے کی اور ظروف وغیرہ جمع کرنیکی اور اوسکے پکانیوالون کے
قیام اور نشست وبرخاست وآمد ورفت کی ملحوظ خاطر رکھنی چاہیے
اور گاؤخانہ یا اصطبل یا شترخانہ یا فیل خانہ یا اور جو مثل اسکے ہین انمین
ہر ایک کے اسباب لازمی کا موجود کرنا اور اونکی آسایش وراحت کا بہم
پہونچانا اور اونکے مرور کے مقامات متعدد وراہہاے فراخ کا معین
کرنا اور اونکی نگران ومحافظ وخدام کے لیئے جاے توقف وسکونت
کا قرار دینا اور ہر ایک کو ضیاع وخوف تلف سے بچانا لازم ہے
اور اگر یہ شخص صاحب منزل کوئی تاجر ہے تو اوسے دوکانین خوش
وضع اور وسیع بنانا چاہیے اور اسباب تجارتکو بہ تکلف بکمال حسن
وآرایش مرتب رکھنا چاہیے اور بعد بہم پہونچانے کل مایحتاج اور

لوازم ضروری کے اگر استحسان ذاتی عمارتکا اور تناسب ہر جزوکا اور
خوبی و خوش اسلوبی و دلچسپی و مزخوبی اور حسن و کمال صنعت اور پاکیزگی
اور لطافت اور خوش وضعی اور نزاکت وغیرہ بھی مدنظر رہے تو باعث
انبساط قلوب کا ہوگا - اور سب سے ضروری یہ ہے کہ مکان ایسی
مقام پر بنائے کہ اوسکے قرب و جوار کے لوگ اچھے ہون اور اونکی
مجاورت سے کسی قسم کی اذیت اور تکلیف نہ پہونچے بلکہ اوسکی غیبت مین
اوسکے امور خانہ داری مین اگر ضرورت ہو معین و مددگار رہین نہ یہ کہ
اونکی مجاورت سے اور اونکی بداخلاقی سے اہل منزل کو اموال یا اعمال
مین ضرر پہونچے اور اونکی صحبت بد کے آوازون سے اہل خانہ اور
اطفال نورس متاثر ہوکر افعال اور اخلاق بد اختیار کرین مگر اوس صورت
مین کہ جب کسی رذیلت یا عیب اور مرض کے زایل کرنیکو بنا بر
استعلاج اخلاقی کوئی مجاورت خاص اختیار کیجاے جیسا کہ افلاطون
حکیم نے ٹھٹھیرون کے محلہ مین مکان کرایہ کو لیا تھا جب اوسسے
اسکی لم دریافت کی گئی تو اوسکی علت اونہون نے یہ بیان کی
کہ مجھے نیند کا غلبہ ہے اور اکثر مطالعہ کتب اور تفکر مین خلل عظیم
واقع ہوتا ہے اس مرض کے رفع کرنیکے واسطے مینے اس محلہ مین مکان
لیا ہے تاکہ اونکی کھٹ کھٹ کی آواز سے میری غنید اوچٹ جایا

کرے اور رفتہ رفتہ یہ بات طبیعت سے زائل ہوجائے **سوال** بادشاہ
اس تقریر کو سنکر حکیم صاحب کی بہت تحسین و آفرین کی اور کہا کہ اب
مین چاہتا ہون کہ طریقۂ اکتساب معیشت و تحصیل قوت و تدابیر اموال
کو بیان فرمائیے **جواب** حکیم صاحب نے گزارش کی کہ ای جہان پناہ
دنیا مین انسان کو اسکے بغیر چارہ نہین کہ کھانے پینے کا اسباب و رسامان مہیّا
کر رکھے اسواسطے کہ ہر وقت غذا کا مہیا کرنا اور اسیوقت صرف کر ڈالنا
نہایت ہی تکلیف کا امر انسان کیواسطے ہے اسلئے کہ انسانی غذا جانورونکی
غذا سے مختلف قرار دی گئی ہے بدون تصرفات و تدابیر کے مفید
و مقوّی جسم نہین ہوسکتی اور ایک دن مین دو وقت ہر شخص کو جملہ تصرفات
و تدابیر درستی اور تیاری غذا کی کرنے غیر ممکن تہے پس ضرور ہوا کہ جسقدر
ممکن ہوسکے اور جہان تک بہم پہونچ سکے اپنی غذا اور اوسکے لوازم
کو جمع کر کے درست اور قابل استعمال کر رکھے تا کہ ہر وقت کی جہت
سے نجات حاصل ہو جیسا کہ سابق مین گزارش کیا گیا اور یہ بھی ظاہر ہے
کہ اکثر اقسام اغذیہ ایسے ہین کہ زمانہ دراز تک بقا نہین کر سکتی اور اختلاف
آب و ہوا اور رطوبت و حرارت و دیگر صدمات سے معرض فنا مین تہے
اور کبھی امتداد زمانہ کے بعد قابل استعمال نہین رہ سکتے پس ناچار انسانکو
احتیاج ایسی چیز کی درپیش ہوئی جو تغیرات ہوائیہ و تبدلات زمانیہ کو

کمتر قبول کرے اور ہمیشہ معاوضہ اشیاء مین ایک سے دوسرے کے پاس
جاوے اور حمل او نقل اوسکا اسفار دور و دراز مین آسان ہو اور ہر مقام
پر ہر شخص اوسکا طالب اور خواہان ہو تاکہ بدل و عوض مین حرج واقع
نہو اور ایسی چیز فقط سکہ مروّج الوقت ہے اور بسبب قدر مردم کے
مقدار مین قلیل اور رفع احتیاج مین کثیر النفع ہے جیساکہ عرض کیا گیا
کہ سکہ حافظ عدالت ہے اور مقوم کلّی اور ناموس اصغر ہے اور اسی سے
دنیا کا سارا کام چلتا ہے اور یہی ایسا ہے کہ لین دین اور معاملات مین
تخمینہ کم و زیاد قیمت کا واسطہ ہوتا ہے اور جس مقام پر اور جسوقت مین ہم جائین
آبادان روے زمین مین قوت اور غذا اور البسہ و اطعمہ وغیرہ مہیّا
کر سکتے ہین اور سفر دور و دراز مین اسیکے وسیلے سے غلّات و اجناس کے
انبار کے انبار ہمراہ لیجانیکی کلفت اور مصیبت و مشقت سے انسان نجات
پاجاتا ہے اور صرف قلیل مین اوسیقدر منفعت حاصل ہوتی ہے جو
حمل انتقال سے تھے بلکہ کہین زیادہ اور بسبب اسکے کہ خود جماد ہے اور
از قسم حبوب وغیرہ نہین ہے تو صورت اور ہیئت اور ترکیب مین متغیر
نہین ہوجاتا اسواسطے کہ اگر زوال پذیر اور قوی الاستحالہ ہوتا تو مخلوقات
خدا کو جمع ارزاق و کسب معیشت مین بڑی کلفتین اوٹھانی پڑتین اور
اسیوجہ سے اور انہین مصالح سے حکمت حکیم علیم اس بات کی مقتضی ہوئی

کہ قدر اس جوہر کی ہر قسم کی اور ہر طبقہ کے لوگون کے دلون مین ڈالدے
اور ہر فرقہ اور ہر گروہ کو اسکا خواہان اور جویان کرے تا اسکی تحصیل
مین امور مہمہ اور مشقتہاے مکاسب اور صناعتہاے مشکلہ کے متحمل
ہو جائین اور ہر امر صعب اور مشکل کو اسکے اشتیاق مین بجان ودل
گوارا کرلین اور چونکہ ہر شخص کو اسکی احتیاج مساوی ہے اور ہر شخص کو اپنے
امور کے انجام دینے مین اعانت اور مدد درکار ہے اور نفس انسان کا
بدون کسی طمع کے اور خواہش بدل و معاوضہ کے مشقت اور محنت گوارا
نہین کر سکتا اسواسطے حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے اسکی الفت
اور ضرورت کو پیدا کرکے واسطہ بدل اور معاوضہ کا اور معدل ہر ایک
کی محنت اور مشقت کا اور مرغب ہر صنعت وہنر کا قرار دیا ہے پس
ایسی چیز کا جو رکن انتظام منزل بلکہ عالم ہے اور نیز بہین کثرت سے فوائد
بھرے ہوے ہین حاصل کرنا اور محفوظ رکھنا اور صرف کرنا نہایت
سلیقہ عقل کے مقتضا پر لازم ہے اور بدون ضرورت عقلی ضائع کرنا
زیبا اور جائز نہین پس ہر شخص کو یہ تینون امر موافق قواعد شرعیہ
منزل کے کرنا اور اسکے شرائط اور حدود کا سمجھنا پھر اوسپر
عمل کرنا ضرور ہے لہذا اب مین اس امر کو تین مطلبون کے ذیل مین
عرض کرتا ہون اور ہر ایک فرع کو جداگانہ ہر ایک ذیل مین بیان کرتا ہون

پہلا مطلب تدابیر مداخل مین

پس جاننا چاہیے کہ مداخل کی دو قسمین ہین ایک وہ قسم ہے جسمین فکر
اور تدبیر کی حاجت ہے اور دوسری قسم وہ ہے جو بے تدبیر ذاتی
کے حاصل ہوتی ہے جیسے باپ دادا کی ریاست یا مال وخزانہ کسیکو
بوراثت ملجاے یا کوئی بادشاہ کسیکو کثیر عطا کردے مگر چونکہ اس دوسری
قسم کو تدبیر سے تعلق نہین ہے اسوجہ سے اسکے فروع کا اس مقام پر
بیان کرنا ضرور نہین ہے ہان مطالب مابعد یعنے حفظ اور خرچ
کی تدبیر مین مشترک ہے اما قسم اول جسکا دارومدار تدبیر اور فکر پر ہے
اور وہ صناعات اور تجارات ہین مگر صنعت کو فضیلت ہے
اسوجہ سے کہ صنعت متعلق سرمایہ نہین ہے اور مادہ کی تلف ہونے
سے معیشت مین خلل نہین واقع ہوسکتا اور ہر مقام پر نتیجہ پیدا
ہوسکتا ہے اور کسب معیشت کی جاسکتی ہے بخلاف تجارت کے
کہ بدون سرمایہ کے تحصیل نہین ممکن بہرطور عام اس سے کہ صنعت
ہو یا تجارت تین شرطون کا لحاظ رکھنا کسب معیشت مین ضرور ہے
اول یہ کہ کوئی پیشہ یا حرفت ایسی اختیار نہ کرے جسمین بے ایمانی
اور دغابازی اور دہوکہا دینا اور خدع ومکر لازم ہو جیسے کم وزن کرنا
یا بانٹون کا کم وزن رکہنا یا گز کا چہوٹا ہونا یا ناقص کو سالم اور عیب

ظاہر کرنا یا کھوٹے کو کھرا بیان کرنا و علیٰ ہذا القیاس یہ سب طریقہ عقل کے بالکل خلاف اور اخلاق کے معارض اور نظم عالم جسکے معاملات کا مدار اعتبار و صدق پر ہے توڑنے والے ہیں اور کبھی حکمت اخلاق ایسے مکاسب کی اجازت نہیں دے سکتی اور شرع شریف بھی قطعًا منع فرماتی ہے وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ بکرر مقامات پر قرآن میں وارد ہے اور جناب امیرالمومنین علی بن ابیطالب علیہ السّلام بازار کوفہ میں کھڑے ہو کر آواز بلند مخصوص اس روش بد کی مذمت اور برائی بیان فرماتے تھے اور ہمیشہ بتہدیدات و تنبیہات سخت سے منع فرماتے تھے اور جناب رسول خدا صلے اللہ اور حضرت ائمہ ہدیٰ ع ہمیشہ انسداد اس باب کا کرتے آئے اور سلاطین اور شاہان دہر بھی زجر و عتاب کرتے رہے ـــــ

دوم کسی قسم کی حیثیت کی تحصیل ہو عار اور ننگ کے امور اختیار کرنے چاہے جیسے مسخرگی فضول ـ ہر چند دنیا کے بد اخلاق زیادہ پسند کرتے ہیں جیسا شاعر طنزًا اس مفہوم کو ادا کرتا ہے ؎ رو مسخرگی پیشہ کن و مطربی آموز ÷ تا داد خود از کہتر و مہتر بستانی ÷ مگر ایسے مکاسب حکمت اخلاق کے بالکل خلاف اور تہذیب کے برباد کن ہیں جیسا کہ پہلے جلسوں میں

کسی مقام پر مشروحًا عرض کیا گیا۔ سوم دنائت نفس یعنے پیشے حقیر اور ذلیل اون لوگون کو اختیار کرنے جو طبقۂ ممتاز کے ہون اور صاحبان شرافت و وقار ہون باوجود امکان صناعت شریف کے کہ ایسا پیشہ بھی بشرائطہ تہذیب اخلاق مین معیوب ہے الحاصل مطلقًا صناعت کی تین قسمین ہین شریف اور خسیس اور متوسط صناعتہاے شریفہ وہ صناعتین ہین جنکو بالذات قوت نفس سے تعلق ہے اور بالعرض اعضاء و قواے جسمیہ سے اور اسکا نام محاورۂ حکماء اخلاق مین صنعت احرار و پیشۂ ارباب مُروّت ہے اور اکثر اس قسم کی صناعتین تین قسمون مین منحصر ہین اوّل وہ صنایع جنمین محض عقل اور فکر اور راے اور مشورت و تدبیر کی ضرورت ہے یا اور مثل اسکے اسکا نام محاورۂ حکمت اخلاق مین صنعت وزرا و مدبران ملک ہے اور ایسے کام حکماء علماء اصحاب اخلاق و صاحبان تدبیر و اہل الراے سے مخصوص ہین جنہون نے اسکے علوم متعلقہ کی تکمیل یا تحصیل کی ہو اور ملکات اخلاقی سے اپنے نفس کو متصف اور مانوس کر لیا ہو اور شرافت و نجابت نفسانی سے ممتاز ہون اور اعتدال نفس ناطقہ اور فضائل حکمت و شجاعت و عفت وغیرہ

رکہتے ہون یا زیادہ قریب اونکی تکمیل و تحصیل کا موجود ہو جیسا کہ
پہلے ٹکڑے مین مفصلاً گذارش کیا گیا اور اسی وجہ سے تدبیر منازل
و سیاست مدنیّہ سے مقدم رکہا جاتا ہے کہ اوسکی ضرورت ان
دو ٹکڑون کی واسطے لازم ہے دوم وہ صنایع ہین جو مرکب
عقل و قوائے جسمیّہ سے ہین اور اوسکا نام محاورہ مین صنعت
فضلا و ادبا ہے جیسے کتابت و انشا پردازی و فصاحت و بلاغت
و ادب و نجوم و طب و حساب و ہندسہ و مساحت اور جملہ
فروع و اقسام انکے اور یہ کام ایسے ہی لوگون کا ہے جو ان
علوم و فنون سے واقف ہون اور انکی مہارت و لیاقت
رکہتے ہون خواہ فرداً فرداً ایک ایک علم جانتے ہون یا مجموعاً
اسواسطے کہ ہر شخص مین ان کمالات کا مجتمع ہونا عزیز الوجود
اور کمیاب ہے اور ہر کام مین مجموعاً ضرورت بہی نہین ہوتی
بلکہ ہر ایک کام اور ہر ایک مقام کیواسطے ایک یا دو یا زیادہ
کی احتیاج ہوا کرتی ہے سوم وہ پیشے مین جنمین قوت و شجاعت
کو زیادہ تعلق ہے جیسے سواری و فنون سپہ گری و قواعد
فوجی و محافظت حدود مملکت و دفع اعدا و تحصیل اموال و
خراج و حفاظت خزائن و تہدید و تنبیہ رعایا و ترویج و تعمیل

قواعد منضبطہ سلطنت وجبر وانکسار وغیرہ اور اسکا نام محاورۂ
حکمت اخلاق مین نمروسیّت ہے - یہ اصول مین مکاسب کے
کہین ایسا بھی ہوتا ہے کہ اقسام ثلثہ تنہا منفرد پائے جائین
یا ایک دوسرے سے ملکر کوئی عمدہ معیّن کیا جائے اسواسطے کہ ہر
شخص مین ان تینون اقسام کی تھوڑی تھوڑی قوت اور کسیقدر
مادّہ ہوتا ہے اسوجہ سے امتزاج مکاسب کا مضائقہ نہین ہے
بلکہ داخل مسئلہ تخفیف مؤنت ہوگا صنائع خسیسہ بھی
تین قسمین ہین ایک وہ کہ منافی عموم مصلحت مردم کے ہین اور
عام خلقت کو اُس سے ضرر پہونچتا ہے جیسے سحر وتشعبد
وچوری وجیب تراشی وڈاکہ زنی ودیّوسی وغیرہ اسکا نام
صنعت مفسدہ ہے اور نہایت بد ہے حکمت مین اور
حدود اسکے مبحث سیاست مین ذکر کیے جائینگے دوسری
وہ قسم ہے کہ مخالف اور منافی ہے کسی فضیلت کے فضائل کمال
نفسانی سے اور محرک ہے رذیلت کی جیسے مطربی اور رقاصی اور
تماشہ گری اور مسخرگی اور قمار بازی وغیرہ اور اسکا نام صنعت
سفہا ہے اور یہ بھی بد ہے تیسرے وہ صنعت ہے کہ جس سے
طبیعت انسان کی بالطبع یا بالعادت متنفر ہو مثل دبّاغی

اور کناسی و خاکروبی و حجامی و قصابی وغیرہ کے کہ یہ بہت
خلال خوری
ادنے اور ذلیل صنعت ہے اس وجہ سے کہ عقل ایسے امور سے
گونہ کارہ ہے مگر یہ سب پیشے لازمی اور یا محتاج ہین اور ضروری
کہ چند اشخاص اسکے بھی کرنیوالے ہون پس یہ کراہت ایسے اشخاص
کی نسبت ہے جو قسم اول صناعتہاے شریفہ سے ہین یا قسم دوم
سے بلکہ کسیقدر قسم سوم سے بھی باوجود ہونے اشخاص صنایع خسیسہ کے
والاحاجۃ اور ضرورۃ کسی قسم مین سے ہون ایک کا کرنا لازم ہوجائیگا
صنایع متوسطہ کُل وہ پیشے ہین جو ان دونو قسمون کے علاوہ ہین
مگر بعض اونمین سے ضروری ہین جیسے کھیتی وغیرہ اور بعضے غیر ضروری
ہین مثل رنگریزی وغیرہ کے اور بعضے مرکب ہین یعنے دوسرے پیشے
کی مشارکت سے پیدا ہوتے ہین جیسے چھری چاقو بندوق وغیرہ بنانا
اور بعضے بسیط ہین جسمین مشارکت دوسرے کاریگر کی نہین ہے جیسے
آہنگری و نجاری وغیرہ ہان تعلق اور ارتباط ایک دوسرے سے ضروری
ہے جیسا کہ سابق مین ذکر کیا گیا خلاصہ یہ کہ جس صنعت کو اختیار کرے
اور جس پیشہ مین نام زد ہوجاے اوسمین اسقدر کوشش اور سعی کرے
اور اوسکے اسباب اور متعلقات کو اسقدر بہم پہونچاے کہ کامل ہوجائے
اور نام آور ہو اور کبھی پست ہمتی اوسکے تحصیل مین نہ کرے بلکہ ہمیشہ لیاقت
ا

ارادہ کرے کہ اس فن خاص مین میرا کوئی ہمپلہ نہ رہے تاکہ جسقدر اوسکی
مہارت زیادہ شہرت پذیر ہوگی اوسیقدر تحصیل معاش بہی زیادہ
کرسکیگا اور یہ امر بہی ہمیشہ مطمح نظر رہے کہ جس پیشہ او صنعت کو کرتا ہے
اوسکی تسہیل اور لطافت پیدا کرنیکو افکار اور تدابیر ایسی کرے اور
ایسے طریقے اور وسیلے بہم پہونچاے کہ مثلاً دو آدمیون کی اوسمین
ضرورت ہے تو ایک ہی آدمی سے کام نکل سکے یا چار گھنٹہ مین
وہ کام ہوتا ہے تو دو ہی گھنٹے مین نکلے اور یہ بہی مدنظر رہے کہ اوسی
چیز مین زیادہ ترقی کرے جسکی احتیاج لوگون کو زیادہ ہو اسوجہ سے
کہ معیشت کی تحصیل اونہین لوگون کے اپنا پر منحصر ہے پس جسقدر
اونکی خواہش کے موافق ہوگی زیادہ قدر ہوگی اور اوسیقدر تحصیل
معیشت زیادہ ہوگی — اور یہ بہی خوب جاننا چاہیے کہ کوئی
زینت ظاہری اور وقار اہل دنیا کی نظر مین وسعت رزق سے
بڑہکر نہین ہے اور وسعت رزق کی عمدہ سے عمدہ اور اچہی سے
اچہی وہ صنعتین ہین جسمین صفت عدالت سے درگذر نہو اور فضیلت
عفت سے تجاوز نکرے اور مروت سے دور نہو اور آرزوئے
دراز اور طمع خام اور اعمال بد اور افعال ناشایستہ اور ارتکاب
خواہش سے بچا رہے اور امور خفیفہ مین پہنسکر مہمات عظیمہ مین

اہمال نکرے اور جو مال تغلب سے یا جھگڑنیسے یا فساد سے یا کسیکی ناگواری اور کراہت سے یا ننگ اختیار کرنیسے یا بدنامی گوارا کرنیسے یا انگشت نما ہونیسے یا آبرو گھٹانیسے یا قطع مروت سے یا کسیکی آبروریزی سے یا دوسرے کے نقصان کرنیسے یا کسیکے ملال دینے سے یا کسیکی بدخواہی سے یا کسی کی امانت مین خیانت کرنیسے یا کسی معاملے مین فریب دینے سے یا دو شخصون مین مفسدہ پیدا کرنیسے یا کذب اور جھوٹ بولنے سے یا رشوت ستانی سے یا وکالت کاذبہ جان بوجھ کی کرنیسے یا افعال مجانین و سفہا اختیار کرنیسے یا اور جو فعل مثل اسکے ہون اور انسان کو مبتلائے رذلیت و بداخلاقی کرین ان سب سے عاقل کو پرہیز واجب اور لازم ہے اگرچہ زرخطیر اور منفعت کثیر اور گنج قارون کیون نہو مگر اسکو ایسے خزانہ پر لات مارنی زیبا ہے اور اپنے دو پیسے عمدہ اسلوب اور جائز طریقون سے پیدا کئے ہوئے دو ہزار اور دو لاکھہ بلکہ دو کرور سے بہتر اور خوبتر ہین اور دونون جہان مین اچھے نتیجے پیدا کرتے ہین گو ظاہر مین اور اوسوقت خاص مین چھوڑنا ایسے مال خطیر اور خزانہ کثیر کا نہایت دشوار معلوم ہوتا ہے مگر فی الحقیقت

عقلا کے نزدیک یہ مال قلیل زیادہ خوشگوار اور بہت مبارک اور
نہایت عمدہ اور فائدہ مند اور برکت دینے والا اور عزت کرنے
والا اور آبرو بڑہانیوالا ہے اور دین و دنیا مین اسیکا نتیجہ اچھا ہے

دوسرا مطلب تدابیر حفاظت مال مین پس ظاہر ہے
کہ کسیطرح کا مال ہو بدون اسکے کہ بڑہایا جاوے اور ایسے موقع
مین صرف کیا جاوے کہ منفعت دے اور فائدہ بخشے اور خود
اپنی ترقی آپ پیدا کرے محفوظ نہین رکھہ سکتا اسوجہ سے
کہ خرچ مال کا ضروری ہے اور اسیواسطے پیدا کیا جاتا ہے
جیسا تمہید مین عرض کیا گیا۔ جب یہ امر ذہن نشین ہو چکا
تو اب جاننا چاہیے کہ مال کی محفوظ رکہنے مین تین امور کا
لحاظ رکھنا چاہیے اول یہ کہ ایسی حفاظت مال کی نہ کرے
کہ اہل منزل کے انتظام مین خلل پڑجاوے اور لڑکے بچے
بہوکون مرنے لگین اور پریشان ہوکر منتشر ہوجائین اسواسطے
کہ یہ امر مخالف ہے اوسکی ضرورت کی یعنے مال کے تحصیل کی
ضرورت واسطے تدبیر منزل اور بہم رسانی قوت کی تہی اور
جب اسنے اوسمین کمی کی اور حسب احتیاج صرف نکیا تو اسنے
اوسکی ضرورت کو باطل کیا اور ایک شے کو اوسکے منفعت سے

روک رکھنا اور یہ نہایت خلاف عقل ہے دوسرے دوم حفاظت مال
ایسی نکرے کہ زوال آبرو کا باعث اور اطراف واکناف مین متہم
اور بدنام ہوجاے اور دیانت کے خلاف کرے اسواسطے کہ اہل
حاجت اور صاحبان ضرورت کو باوجود ثروت کے محروم رکھنا
خلاف دیانت ہے جیسا کہ اخلاق مین عرض کیا گیا اور ایثار اور
عطا نہ کرنا اہل حاجت اور معذور التدبیر کو ہمت مردانہ کے
خلاف ہے تیسرے سوم یہ کہ بخل اور حرص مین مبتلا نہ ہو جائے
کہ یہ دونو ذلیلتین ارذل رذائل مین سے ہین اور اخلاق
کی نکڑی مین مفصلاً مذمت ہر ایک کی بیان کیجا چکی ہے۔
جب یہ شرائطین لگا دہینگے تو حفاظت مال کی تین طرح سے
ممکن ہے ایک یہ کہ ہمیشہ آمدنی سے خرچ کو کم رکھے بلکہ اس
امر کا تخمینہ کرے کہ سال مین کسقدر آمدنی ہے پہلے اوسمین سے
ایک مقدار مناسب اپنے حالات کے حادثات اور واقعات
غیر معمولی اور خلاف عادت کیواسطے تجویز کر کے علیحدہ
کر رکھے جیسے زمیندار کو بارش نہونے سے نقصان پہونچ
جائے یا رعیت فرار کر جاے یا زمین کاشت نہو یا محاصل
وصول نہو وغیر ذلک۔ اور نوکر پیشہ کو مثلاً نوکری چھوٹ جائے

یا سفر درپیش ہو یا کسی قسم کا تاوان دینا ہو یا بسبب کسی قصور کے جرمانہ لیا جائے یا اضاعت مالک کے مال کی ہو جائے یا خود حساب مین غلطی کرے اور مثل اسکے اور اہل حرفہ کو مثل اسکے کہ کسی روز کوئی مزدوری پر نہ بلائے یا کسیکو کسی وقت مین کسی چیز کی احتیاج باقی نرہے یا اسکی صنعت کسی وجہ سے برباد ہو جائے یا بگڑ جائے یا قیمت مین گھٹ جائے اور اہل تجارت کو مثل اسکے کہ مال تجارتی کے آنے مین دیر ہو جائے یا فصل و موسم خرید کا گذر جائے یا راغب موجود نہو یا خرید مین گران پڑے یا نرخ بازار گھٹ جائے یا بارش اور آگ وغیرہ سے مال خراب ہو جائے یا قیمت وصول نہو اور علاوہ اسکے اور اسی قیاس پر ہزارہا نقصانات اور حادثات پیش آجاتی ہین جنکی تحدید دشوار ہی تو ہو اسواسطے لازم ہے کہ حسب مقتضائے مصلحت وحالت شخص ایک مقدار اپنی کل آمدنی کی ان حوادث غیر معمولی کیواسطے علیحدہ کرکے محفوظ رکھے اور مابقی مین سالانہ اور ماہانہ اور روزانہ اور متعلق ہر فصل و موسم کے اور ہر شخص منزل کے اور ہر عادت اور طریقہ کے اور ہر سفر وحضر کے اور ہر تجدید وتعطیل کے اور ہر خرید و فروخت کے معین اور منضبط کر رکھے اور اگر اتفاقاً ان معمولات مین کسی چیز مین ضرورۃً تفاوت ہو

تو دوسری مد سے کمی اور زیادتی کرکے تکمیل کرے اور اوسی مقدار سے خرچ کم کر دے اور بعد گذر جانے ایک سال یا ایک زمانہ کے جسکے واسطے یہ آمدنی تھی اگر کچھ مال وزر باقی رہگیا ہے تو اوسکو سرمایۂ تجارت کر کے اوس مال کی ترقی کرے اور فراغت اور وسعت رزق بہم پہونچائے وعلی ہذا القیاس کل جزئیات کو اسی سے پیدا کر سکتا ہے اور اس انضباط پر درست کر سکتا ہے خلاصہ یہ کہ مصرف کا آمد سے زیادہ ہوجانا ہمیشہ موجب بدنظمی و قرضداری و زیرباری کا ہوتا ہے اور اوسکی واپسی مین کمال احتیاط چاہئے اور نہایت انتظام اور خبرداری سے تکمیل نقصان کرنا چاہیے **دوسرے** یہ کہ مال کو ایسی چیزمین صرف نکرے جسکی منفعت پیدا کرنے مین دشواری پڑے یا آثار و قرائن سے اوسکے منافع مشکوک ہون یا اہل خبرت سے اوسکی منافع و مضار کو اچھی طرح سے نہ سمجھ لیا ہے یا تجربہ ولو بالاجمال حاصل نکر لیا ہو جیسے کسی ایسے ملک کے آباد کرنے کی فکر کرنا جسکی آبادی غیر ممکن اور متعذر یا دشوار ہو یا زر کثیر اور محنت شاقہ سے متعلق ہو اور وہ دونو اوسکی قوت سے باہر ہون یا ایسی ایک چیز تجارت کی خریدکری جسکے خریدار کم ہون اور عام طور پر فروخت ہو سکے یا ایسی چیزمین روپیہ لگائی جسکے سرانجام مین خود قاصر ہے اور خدام سے مطمئن نہین یا ایسی چیزمین کہ خلق عام کو فائدہ کم پہونچتا ہو کم

ان سب صورتون مین نقصان عائد ہوتا ہے اور خلاف ہے مصالح
حفظ کے تیسرے حفظ مال کی یہ صورت ہے کہ اوسی چیزین روپیہ
لگائے جسکی منفعت متواتر اور پے درپے ہو اور جسکے خواہان کثرت
سے ہون اگرچہ نفع قلیل ہو مگر اس تھوڑی منفعت کو اوس فائدہ
کثیر سے بہتر سمجھے جو عرصہ کے بعد یا کم اشخاص سے حاصل ہو اور یہی
اصول اعظم تجارت کے ہین اور اکتساب معیشت کے ذیل مین بخیال
تطویل چھوڑ دیے گئے تھے اور فروع اوسکے کسیقدر ابواب مابعد
مین بھی ذکر ہو جائینگے خلاصہ یہ کہ مال مکتسبہ کو محفوظ رکھنا عمدہ تر اُمور
تدابیر خانہ داری سے ہے جیسا کہ تحصیل کرنا اوسکا واجب تھا
اور عاقل کو یہ بھی ضرور ہے کہ کچھ اندوختہ کر رکھے اور کسیقدر ہر قسم کا
سامان جو جہان تک ٹھہر سکے محفوظ رکھے تاکہ اون حادثات اور
واقعات مین کام آئے جو ذکر کیے گئے یا مثلاً اوسکی بیماری مین
کہ جو زمانہ معذوری اکتساب کا ہے یا قحط وغیرہ مین بکار آمد
ہو اور اوسوقت مین کسیکا محتاج نہ ہو جسکا نام محاورہ اُردو ہندی
مین پونجی اور گرستی ہے اسیوجہ سے بعض علماء حکمت اخلاق
فرماتے ہین اولٰے یہ ہے کہ انسان نقد بھی جمع کرے اور اجناس
اور امتعہ اور اقوات بھی جہانتک اونکی محافظت ممکن ہوسکے

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

تغیر و تبدل سے اور کسیقدر حیوانات گائے بھینس گھوڑے
بکری بھیڑ وغیرہ اور کسیقدر عمارت اور آراضی و دیہہ وغیرہ
تا کہ اگر کسی چیز پر نقصان آئے تو دوسری چیز سے نفع اوٹھائے
اور اس نقصان کا تدارک اوس سے ہو تیسرا مطلب مخارج
مال میں کسیقدر مصرف مال کا ذیل مین صورت حفظ کی ذکر
کیا گیا ہو جسے کہ خرچ کے ساتھہ حفظ لازم ہے اب وہ مراتب
گزارش کئے جاتے ہیں جن اصول کا لحاظ خرچ کرنیکی حالت مین
چاہیے پس معلوم رہے کہ خرچ کرنیمین چار چیزونسے ہمیشہ احتراز
کرنا چاہیے اول لوم و تقتیر یعنے خرچ عیال مین تنگ گیری
اور دقت کرنا باوجود قدرت و وسعت کے یا جن لوگون کا
نفقہ واجب ہے اونکو نہ دینا دوم اسراف ہے یعنے فضول
خرچی اور بیہودہ مصارف مثل ناچ رنگ عیاشی کھیل تماشا
کنکوے اشیر مرغ اور عطایائے بے ضرورت بلکہ امور لازمی مین
بہی اگر زائد ضرورت سے صرف کریگا تو بہی داخل اسراف ہو جائیگا
سوم ریا اور مباہات یعنے خوشامدی اور چاپلوسی اور اظہار جاہ
وحشم و ثروت و امارت کے واسطے زائد اپنی لیاقت سے
یا بدون ضرورت کے صرف نہ کرنا چاہیے کہ یہ بہی مذموم ہے

ازروئے عقل کے۔ چہارم سوء تدبیر سے بچنا چاہیے یعنے بیموجب اور بے موقع صرف نکرے مثلاً جو کام ایک روپیہ سے نکل سکتا ہے دو روپیہ دیدے اور جسمین اَمرمین دو روپیہ کی ضرورت ہو اوسمین کوتاہی کرکے ایکہی روپیہ صرف کرے یا مثلاً چار آدمی سے کام گھر کا نکلجاتا ہے اور یہ آٹھہ آدمی ملازم رکہے یا بالعکس یا مثلاً ایک گھوڑا تنہا اسکی سواری کو کافی اور حیثیت اسکی اس سے زیادہ کی مقتضی نہین اور یہ دو گھوڑے بلا ضرورت محض اس نظر سے رکہے تاکہ مشہور ہوں ہزارونمین + ہم بہی ہین پانچوین سوارونمین + یا یہ کہ ایک زمانہ مین ضرورت چند مصارف کی ہوگئی تہی اور اب نہین باقی رہی اور یہ مروت بیجا سے اونکا علیحدہ کرنا گوارا نہین کرتا یا بالعکس یا یہ کہ اسکی حیثیت گھوڑے بگہی ہاتہی رکہنے کی ہے اور یہ پیادہ بلا ضرورت چوک مین خاک اوڑاتا پہرتا ہے یا خدمتگار اور باورچی رکہنے کی مقدرت ہے اور اپنے مونہہ سے چولہا پہونکتا ہے اور جزئی کام کرنے پر آمادہ ہے ازین قبیل بہت سے امور ہین جنمین تدبیر اور غور سے اعتدال اختیار کرنا ضرور ہے اور یہ قسم نظم منزل مین زیادہ تر قابل لحاظ اور ضروری النظر ہے کہ اکثر اسی کی خرابی سے عقلا اور مہذب اشخاص کو نقصانات اور

اسرافات ہوجاتے ہین - اور مصارف مال کے تین قسمون پر منحصر ہین اول وہ قسم ہے جو واسطے رضاجوی حضرت حق سبحانہ ولتعالی کے صرف کیاجائے جیسے خمس زکوۃ صدقات کفارات شرعیہ مصارف حج وزیارات وغیرہ خواہ واجب ہون خواہ مستحب دوم وہ قسم ہے جو بطریق سخاوت وایثار صرف ہو جیسے دوستونکو ہدیہ اور تحفہ دینا اور مہمان نوازی وغرباپروری کرنا اور اپنی اعزا واقارب کو علاوہ نفقات کے بطریق بذل معروف دینا سوم وہ قسم ہے کہ جو بقدر ضرورت اور حسب مقتضاے وقت برعایت امور متقدمۂ نظم اور سلیقہ کے ساتھ صرف کیجائے - مثل کہانے پہنے وغیرہ کے یا ہو واسطے صرف کرے کہ ظالم ظالم سے عرض اور آبرو بچے قسم اول کے صرف مین جو مخصوص واسطے تقرب درگاہ حضرت باری تعالی کے ہے اسمین بھی چار امر ملحوظ رکھنے چاہیے تاکہ نتیجہ اوس صرف کا یعنے ثواب اخروی کامل طور پر حاصل ہو - پہلا یہ امر کہ جو کچھ راہ رضا مین دے اوسکے دینے پر افسوس اور قلق نہ کرے بلکہ نہایت بشاشی اور خوشی خاطر اور طیب نفس سے دے اور یہ خیال کرے کہ خوشا حال اوس مال کا جو آقا کی راہ مین صرف ہو جیسا بہا کار زیانمین مثل ہے - وہی پہول جو بیسر چڑہے ہے اپنا

روپیہ تو سوا رت ہے جب جنت و نار و عذاب و ثواب کا اعتقاد
رکھتا ہے تو معاد کی فکر بھی چاہیے اور حکمت کی رو سے بھی بقاء
نفس ثابت ہے دوسرا امر یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ جو روپیہ
یا چیز راہ معبود مین صرف کیجائے وہ چاہیے کہ خالص ہو ریا اور
سُمعہ وغیرہ سے اور سوا رضاء پروردگار کے امیدوار شکر گذاری
اور عوض مخلوق کا نہ رہے بلکہ نام و نمود اور تعریف و ثنا کو بھی خیال
مین نہ لاوے تیسرا امر یہ بھی چاہیے کہ خیرات اور تبرعات کو
جہان تک ممکن ہو پوشیدہ اور مخفی کر کے دے تا خطور قلبی بھی
ریا وغیرہ کا نہو بلکہ بہتر ہوگا کہ ایسی تصدّق اور خیرات کو قسم دوم
یعنی سخاوت مین شمار کرے اسواسطے کہ ایسے امور کا رحم قلبی
سے سرزد ہونا جو ایک داخلی امر ہے بہتر ہے اس سے کہ خارجی ہے
چوتھا امر یہ ہے کہ پردہ دری مستحقون کی نہ کرے اور اونکا راز افشا
نہ کرے اس لئے کہ بہت سے لوگ ایسے ہین کہ اظہار کو اس امر کے مخالف
حیا و شرم سمجھتے ہین اور دوسری قسم کی مصرف مین پانچ شرطین
ہین پہلے شرط یہ ہے کہ جس وقت کسی مالکو از راہ سخاوت کسیکو دینا
چاہیے تو فورًا بلا تردد دیدے اور کبھی تاخیر اور تعویق کو روا نرکہے
اسلیئے کہ شبہہ ہے شاید پھر اسکو کوئی امر ایسا پیش آجائے کہ مجبو

ہو کر فیض پہونچانے سے محروم رہجائے دوسری شرط اخفا وکتمان
مین کوشش کرے تاکہ زیادہ مفید ہو تیسری شرط اگرچہ کیسا ہی
مال کثیر کیکو ندین مگر ہمیشہ زرکو ذرہ کے برابر اور مال کو
پائمال سمجھتا رہے چوتھی شرط پے درپے اس امر نیک کو عمل مین
لاوے تاکہ طبیعت مین ملکہ پیدا ہوجائے اور ترک سے طبیعت
بخل نکرنے لگے پانچوین شرط جس شخص کو دینا چاہیے اوسکو مستحق
سمجھکر دے اور بے سمجھے اور بحیل دیدینا زمین شور زار مین تخم کا ضایع
کرنا ہے ۔ اور تیسرے قسم مین ایک امر کو ملحوظ رکھے وہ یہ کہ مصارف
ضرورت مین کمی اور بیشی نہ ہونے پائے اور جسقدر ضرورت داعی ہو
بلا تامل صرف کرے اور جو ضرورت سے زیادہ ہو اوسمین ایک حبہ
کا دینا پسند نکرے مگر آبرو کا بچانا اور بدنامی سے محفوظ رکھنا بھی نہایت
ضروری امر ہے اور یہ امر اکثر درجۂ توسط ومیانہ روی اختیار
کرنیمین زائل نہین ہوتا اسوجہ سے کہ اہل دنیا کے اکثر طبایع مین
انصاف اور عدالت نہین ہے اور ہمیشہ طمع اور حسد اور بغض کو
محبوب رکھتے ہین لپس انسانکو حفاظت ملامت وبدنامی کیواسطے
کسیقدر حد توسط سے بنا بر خواہش عوام دست کشادہ رکھنا
اور فیاضی کے ساتھ بسر کرنا مناسب ہے مگر نہ اسقدر کہ حد

سخاوت سے متجاوز ہو کر اسراف کو پہونچ جائے اور آخر کو نتیجہ بد دکھائے اور اسور ہمہ انتظام منزل مین بخہ انداز ہو جیساکہ حضرت حق سبحانہ تعالےٰ قرآن مجید مین اشارہ فرماتا ہے وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا یعنے نہ تو تو ہاتھ کو باندھکر گردن پر رکھلے اور نہ ایسا پہیلادے بہت زیادہ کہ بیٹھہ رہے بدنام اور درمندہ ہو کر * پس انسان کو بہر طور اپنے مداخل پر نظر کرنا اور بخل اور کنجوسی سے پرہیز کرنا ضرور ہے کیونکہ خواص ہمیشہ توسط کو پسند کرتے ہین اور عوام زیادتی داد و دہش کو۔ یہ قوانین کلّی مال کے جمع و حفظ و خرچ کی بیان کیئے گئے اب انکا عمل مین لانا اور جزئیات کا اُنسے منطبق کرنا اور قاعدۂ کلّی سے جزئی پر حکم لگانا اور اپنی حالت کو معین کر کے اوسکے مناسب ہر امر کو تجویز کرنا عاقل کا کام ہے وَاللهُ وَلِيُّ التَّوْفِيقِ وَهُوَ يَهْدِي إِلَىٰ سَوَاءِ الطَّرِيقِ سوال عادل شاہ نے فرمایا کہ جناب حکیم صاحب آپنے کلّیات مداخل و محافظت و مخارج کو ایسی تفصیل سے بیان فرمایا کہ ہر امر کی جزئیات اگر ضبط تحریر مین آئین تو ایک کتاب مستقل ہو جائے اور عاقل اوسکا عالم مین ایسا منتظم اور مدبّر ہو کہ مثل و نظیر اپنا پیدا نہ کرسکتا ہو

خداوند کریم سننے کی توفیق اسکی عمل کی عنایت فرمائے اب مین
ملتمس ہون کہ جہان آپنے سبب احتیاج منزل اور سیاست اموال
وتدبیر داخل ومحافظ ومخارج اقوات کو بیان فرمایا ہے اور جملہ مکاسب
ووجوہ تحصیل معاش وطرق محافظت واسباب ترقی وشرائط
وضوابط مخرج کو معین اور مقرر کردیا ہے اور طریقۂ انتظام خانہ
داری کو بشرح وبسط ارشاد فرمایا ہے اب یہ بھی ارشاد ہو کہ اہل خانہ
کے شرائط کیا ہین اور کسطرح سے اور کن قواعد پر پابند کرنا
چاہیے ہین اسپر جناب حکیم صاحب نے سر تسلیم جھکاکر
دست بستہ عرض کی کہ قبلۂ عالم ضرورت منزل مین فقیر نے
عرض کیا تھا کہ ضرورت عقلی اور احتیاج خلقی تزویج کی دو
فائدونکے واسطے ہے ایک **طلب النسل** دویم **حفظ مال**
پس عاقل کو چاہیے کہ خواہش تزویج ونکاح کی انہین دو غرضون سے
کرے نہ یہ کہ باقتضاے شہوت اور فریفتگی حسن وجمال کی اسواسطے
کہ زوجہ شریک ہے اپنے شوہر کے مال اور ریاست خانہ اور
امور خانہ داری مین اور غیبت مین شوہر کے اوسکی نائب اور قائم
مقام ہے اسیوجہ سے عورتون مین بہتر وہی ہین جو عقل ودیانت
اور ہوشیاری وعفت وشرم وحیا سے موصوف ہون اور

دل اور نخانرم ہو اور کوتاہ زبان اور شوہر کی مطیع ہون اور شوہر
کی رضامندی کو اپنی خواہش پر مقدم رکھین اور اپنے ہمچشمون مین
باوقار اور ملنسار اور محبت شعار ہون اور حریص اور متکبر اور راحت
پسند نہون اور عقیم یعنے بانجہ نہون اور امور خانہ داری سے واقف
ہون اور طریقہ مال اور اجناس حفاظت و نگہرانی کا خوب
جانتی ہون اور خوشخوئی اور شگفتہ مزاجی سے اپنے شوہر کی غمگسار
اور مونس تنہائی ہون پس زنِ آزاد بہتر ہے کنیز سے اسواسطے
کہ زنِ آزاد کو ہم چشمون سے تالیف اور محبت ہوگی اور
ہمسایہ کے لوگ اور اعزا اوس سے انس و الفت کرینگے
اور وہ پاس عزیزداری اور قرابت کا کریگی اور دشمنون سے
مدارا اور استمالت کریگی اور مال کو اپنا مال سمجھکر حفاظت
مین کوشش کریگی اور خساست اور دنائت کو کبھی پسند نکریگی
اور عفت کے ساتھہ اپنی آبرو کا حفظ کریگی اور نسل بہی جو
اوس سے بہم پہونچیگی سبکو عزیز ہوگی اور زن باکرہ بہ نسبت
غیر باکرہ کے بہتر ہے اسواسطے کہ اپنے مان باپ کے گھر
سے جب ابتدائے شوہر کے پاس آئیگی تو اثر تعلیم اور تادیب کا
اوسمین زیادہ ہوگا اور حسن اخلاق پر جسطرح شوہر چاہیگا جلد وہ

عادی ہو سکیگی بہ نسبت اوس عورت کے جو شوہر اوّل سے
جُدا ہو کر آویگی اسواسطے کہ جو بُری عادتیں جم گئی ہین اونکا
زایل ہونا مشکل ہوگا اور باعث بدنظمی و بربادی خانہ اور
کلفت شوہر کا ہوگا پس اگر صفات مذکورہ کے ساتھہ عورت
عالی نسب اور صاحب جمال اور مالدار او صاحب ثروت
بھی ہو تو کیا پوچھنا ہے اور اس سے بہتر کیا ہے اور اگر سب
صفات جمع نہون بلکہ فقط عقل و عفت و حیا پائی جاوے
تو بھی غنیمت ہے اور اگر یہ صفات بھی نہون اور صرف طمع نسب یا
حرص مال یا خوبی جمال باعث مزاوجت ہو تو شوہر اوسکا رنج
و تعب و غیظ و غضب مین ہمیشہ مبتلا رہیگا اور اختلال امور
خانہ داری سے نوبت تباہی کی پہونچ جائیگی اور عاقل کو
لازم ہے کہ فقط طمع جمال سے کبھی رغبت نکاح نکرے
اسوجہ سے کہ جمال اور عفت کمتر جمع ہوتے ہین اسواسطے
کہ خوبصورت عورت کے خواہان اور طالب بہت ہین
اور عورتونکی عقل ضعیف ہوتی ہے جلد تر وہ فریفتہ نفس
مین اگر بدی پر آمادہ ہو جاتی ہین اور فضیحت و رسوائی کا
پاس بالکل نہین رہجاتا پس خواہش ایسی عورتونکے نکاح کی

وہی شخص کریگا جو بیحمیتی اختیار کرلیگا یا فضیحت اور ملامت سے بے پروا ہوگا اور انجام ایسی عورتونکے سابقیکا دو حال سے خالی نہین ہے یا شقاوت دوجہانی حاصل ہو یا تلف مال اور ترک مرؔوت اور رنج وتعب مین گرفتار ہو یا دونو آفتون مین مبتلا ہو پس عاقل کو چاہیے کہ حسن سیرت کا طلبگار ہو اور حُسن صورت کی خواہش کبھی نکرے اور اسیطرح چاہیے کہ عورت کا مال سبب رغبت نہو اسواسطے کہ جب شوہر زوجہ کے مال کا محتاج ہوا تو عورت کو شوہر پر غلبہ حاصل ہوگا اور شوہر سے ہمیشہ خدمت لینے کی طلبگار رہیگی اور اپنا خادم اور غلام تصور کریگی اور ہیبت اور رعب شوہر کا کبھی نمانیگی پس جب ایسی حالت ہوگی تو امور خانہ داری مین فساد پڑیگا اور عورت راحت پسند اور عیش طلب ہوجائیگی اور حمایت شوہر کی نافع نہوگی اور جب عقد مواصلت درمیان شوہر اور زوجہ کے واقع ہو تو شوہر کو چاہیے کہ تین صورتون سے زوجہ کی سیاست کرے اول ہیبت دوم کرامت سوم شغل خاطر ہیبت کا مقصود یہ ہے کہ عورت کی نگاہ مین اپنا رعب اور دباؤ ایسا پیدا کرے کہ وہ اپنے ضرر اور

نفع پر شوہر کو قادر سمجھے اور شوہر کے حکم کی تعمیل مین اہمال
نکرے اور جس امر کی شوہر ممانعت کرے اوسکے واقع کرنے مین
مبادرت نکرسکے اور یہ صورت شدہ ترین طریقۂ انتظام خانہ
داری ہے اگر اس شرط مین نقص واقع ہوگا اور زوجہ کو
خود اختیاری حاصل ہوجائیگی تو عورت کیواسطے شہوت
پرستی اور عیش پسندی کی راہ کشادہ ہوجائیگی اور سیاست
پر قانع نہوگی بلکہ شوہر کو اپنی اطاعت پر مجبور کریگی اور
اوس سے اپنی خدمت لیگی اور اس امر کو وسیلہ اپنے عیش
رانی اور لذت طلبی کا گردانیگی پس حاکم محکوم ہوجائیگا او
تابع متبوع بن جائیگا آخر کار انجام اسکا عیب وننگ او
مذمت اور بدنظمی ہے اور اسقدر فضیحت و رسوائی کے امو
ظہور مین آئینگے کہ تدارک اور انسداد اوسکا ممکن نہوگا
اور کرامت کا مفہوم یہ ہے کہ عورت کو اون چیزوں کے
دینے سے خوش رکھے جس سے زیادتی محبت کی پیدا ہو
اور زوجہ یہ بات یقین کرلے کہ یہ مراعات اور حسن سلوک
نتیجہ اطاعت کا ہے اگر میری طرف سے اطاعت مین
کمی ہوگی تو یہ رعایت اور محبت زایل ہوجائیگی ایسی صورت مین

دل سے اطاعت اور رضاجوئی شوہرمین سعی و کوشش کریگی
اور مقصود انتظام حاصل ہوگا اور اقسام کرامت کے ایسی صورتمین
چھ ہین اول یہ کہ عورت کو مرفہ الحال رکھے اور اپنی ہمچشمون مین
ممتاز کردے دوم یہ کہ پردہ حجاب مین نامحرمون سے ایسا مبالغہ
کرے کہ عورتون کے آثار و افعال و صورت و آواز پر اغیار
کو بالکل اطلاع اور آگاہی حاصل نہو سوم یہ کہ ابتداے
ملاقات مین زوجہ کو اپنا مشیر گردانے اور ہمراز کرے مگر شرط
یہ ہے کہ اوسکو یہ گمان نہونے پائے کہ میری اطاعت کی راہ
سے یہ باتین کرتا ہے چہارم یہ کہ امور خانگی مین عورت کو حسب
مصلحت صاحب اختیار کردے لونڈیان ماما اصیل سب اوسکے
زیر حکم کردے پنجم یہ کہ زوجہ کے اعزا اور اقارب کے ساتھ
صلہ رحم کرے اور اونکی اعانت و امداد مین کوئی دقیقہ نا مرعی
نرکھے ششم یہ کہ اگر اوسکو صلاح و شایستگی سے آراستہ
پاوے تو دوسری زوجہ نہ کرے اگرچہ مال و جمال مین زوجۂ
اولے سے بہتر و اشرف ہو اسواسطے کہ عورتونکے مزاج مین
ایک قسم کی غیرت ہوتی ہے علاوہ نقصان عقل کے جو ایسی
صورت مین باعث فساد ہوجاتی ہے اور انواع قبایح اور

فضایح کی محرک ہوتی ہے اور بادشاہ اور امرا کی غرض تزویج سے
صرف طلب نسل کثیر ہوتی ہے اور دوسری غرض تزویج کی یعنے
حفظ مال مقصود ایسے لوگوں کا نہین ہوتا اور ان ملوک و امرا کی
خدمتین ازواج بمنزلہ لونڈیوں اور غلامونکے ہوتی ہین اگر یہ
لوگ بھی اقتضاے عقل پر عمل کرین تو اونکو بھی اوسی دستور پر چلنا
چاہیئے جیسا کہ ذکر ہوا اور تعدد ازواج کے ہونے مین انتظام امور
خانگی جیسا کہ مقصود ہے نہین ہوتا اسوجہ سے کہ مرد کی مثال
گھر مین جیسے دل بدن مین اور دل منبع حیات ہے اور ایک
دل دو بدنون مین فیض حیات نہین دے سکتا اسیطرح سے
ایک مرد دو بی بیون کو پابند انتظام نہین رکھ سکتا اور
شغل خاطر سے مطلب یہ ہے کہ عورت کے دلکو ہمیشہ
مشغول رکھے کفالت مہمات خانگی مین اور انتظام مصالح
معیشت مین کسواسطے کہ نفس انسان کا معطل رہنے پر
صبر نہین کرتا اور جب امور ضروری سے فارغ ہوتا ہے
تب غیر ضروری کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے پس اگر عورت
ترتیب خانگی سے اور پرورش اولاد سے اور انتظام
مصالح سے فارغ ہو جائیگی تو اون چیزونکی طرف متوجہ ہوگی

جو سبب اختلال امور خانگی ہین اور زینت غیر ضروری کو پسند کریگی اور
غیر مردون پر نظر ڈالیگی پھر شوہر کی ہیبت اوسکی نگاہون مین باقی نہ
رہیگی اور جب غیر مردونکو دیکھے گی تو اپنے شوہر کو حقیر و ذلیل سمجھیگی
اور غیر مردون کو اپنی طرف راغب کریگی اور امور قبیحہ پر دلیر ہوجائیگی
اور انجام یہ ہوگا کہ امور معیشت مین خلل آئیگا اور آبرو ضائع ہوگی
اور فضیحت اور رسوا ہو کر شقاوت دوجہانی مین مبتلا ہوجائیگی اور شوہر
کو سیاست ازواج مین تین باتون سے احتراز کرنا ضرور ہے **اوّل**
افراط محبت سے کہ زیادتی محبت سے غالب آجانا زوجہ کا شوہر
پر اس سے لازم آجاتا ہے اور انجام یہ ہوتا ہے کہ شوہر زوجہ کی
خواہشونکو اپنے مصالح پر مقدم رکھتا ہے پس عاقل کو چاہیے کہ زوجہ
کی محبت کو زیادہ اعتدال سے اپنی اوپر مستولی نہونے دے اور
اگر افراط محبت مین مبتلا ہوجائے تو اس امر کو اپنے دلمین مخفی رکھے
اور اوسکو واقف نکرے اور جب اظہار کا ضبط نکرسکے اوسوقت مین
چاہیے معالجات عشق کو استعمال کرے اور حالت موجودہ کو بے
دوا اور علاج کے رہنے ندے اسواسطے کہ افراط محبت زوجہ سے
اون فسادونکے ظاہر ہونیکا خوف ہے جسکا سابقًا ذکر ہوا **دوم**
یہ کہ اپنے مصالح کلی مین عورت سے مشورہ نکرے اور اپنے اسرار پر

اوسکو اطلاع نہ دے اور اپنی مقدار مالیت اور تعداد بضاعت کو
اوس سے پوشیدہ رکھے کہ حالت رازداری مین اگر بسبب نقصان
عقل کے اوسکی طبیعت مصروف بدی ہوئی تو ایسی آفتین پیش آوینگی
جنکا تدارک غیر ممکن ہوجاویگا سوم یہ ہے کہ عورتون کو لہو و لعب سے
اور غیر و نکی طرف نظر ڈالنے سے اور مردونکی حکایات سُننے سے اور
زنان بدکی صحبت کے بیٹھنے سے باز رکھے اور زیادہ تر اون عورتونکی
صحبت سے خوفناک رہے جو مردونکی محفلون مین آتی جاتی ہون اور
اون قصص اور حکایات عشق و عاشقی کی سماعت سے اونکو باز
رکھے اسیوجہ سے شریعت مین عورتون کو سورۂ یوسف کے یاد کرنیکی
اور اوسکے فہم معانی کی ممانعت ہے اسی سبب سے کہ سننا ایسے قصص کا
موجب انحراف طبیعت ہوتا ہے حدود عفت سے اور نشہ لانیوالی
چیزون سے جیسے کہ افیون سے بھی مطلقاً پرہیز کرانا چاہیے اگرچہ قلیل ہو
اسواسطے کہ نشہ سبب بے شرمی اور بیحیائی اور موجب ہیجان
شہوت کا ہوتا ہے اور دو خصلتین یعنے بیحیائی اور شہوت پرستی
عورتون مین تباہ ترین خصائل سے ہین اور جن باتون سے کہ ازواج
سے شوہر کی رضامندی اور شوہر کی نگاہون مین ازواج کی قدر
و منزلت ہوتی ہے وہ پانچ ہین اوّل پابندی دوم ظاہر ہونا سعید لکا

امور خانگی مین اور کفایت شعاری اوسکی مصارف مین سوم زوجہ
کا ہیبت شوہر سے ہمیشہ خایف رہنا چہارم خدمات شوہر مین
حسن سلوک سے پیش آنا اور اوسکی نافرمانی سے پرہیز کرنا پنجم
اگر شوہر سے کوئی امر خلاف مرضی زوجہ کے ظاہر ہو تب بھی غصہ
و ملال کو ضبط کرکے خوشروئی کے ساتھہ اوسکے کام مین مصروف
رہنا اور نیک اور شایستہ عورتونکی علامتین یہ ہین کہ ہمیشہ حضوری
اپنے شوہر کی اوسکو مرغوب ہو (۲) جدائی سے کارہ ہو (۳) رضا
جوئی شوہر مین رنج وایذا کا تحمل کرے (۴) شوہر جو کچھہ دے اوسپر
قناعت کرے (۵) جو چیز اوسکو نہ دے اوسپر آزردہ نہو (۶) اوسکو
معذور سمجھے (۷) مال کو اپنے شوہر سے دریغ نکرے (۸) عادات
و اخلاق شوہر کی متابعت و موافقت کرے (۹) مثل کنیز کے
اپنے کو ذلیل سمجھے (۱۰) خدمت کو موافق شرایط خدمت کے
بجالاوے (۱۱) تندخوئی شوہر پر صبر کرے (۱۲) جو افعال شوہر
کے لائق وصفت کے ہون اونکی مداحی کرے (۱۳) شوہر مین جو
عیب ہو اوسکو مخفی کرے (۱۴) اوسکی نعمتونکی شکرگذاری کرے
(۱۵) جو فعل شوہر کا خلاف مزاج اوسکے ہو اوسپر خفگی اور سرزنش
نکرے اور زنان بد اور ناشایستہ کی علامتین یہ ہین کہ کسل اور

اور کاہلی اور بیکار بیٹھے رہنے کو پسند کرے اور کلمات فحش کے زبان پر
لاوے اور شوہر پر بیہودی باتونکی تہمت کرے اور غصّہ بہت کرے
اور جو امر باعث خوشنودی شوہر ہو یا سبب نارضامندی
شوہر اوس سے غافل اور بے پروا ہو اور کنیز دلنے اور خادموں سے
ناخوش رہے اور شوہر کو حقیر سمجھے اور اوسکے سامنے اوسکی
خفت کی باتین کرے اور درشت خوئی کی عادت رکھے اور
احسانات شوہر کی منکر ہو اور بے ضرورت کے شوہر سے
حاجت طلب کرے اور اوسکے احسانات کو حقیر سمجھے اور جو
امر کہ مکروہ خاطر شوہر ہو اوسپر اصرار کرے اور جھوٹھی دوستی کا
اظہار کرے اور اپنے نفع کو نفع شوہر پر مقدم رکھے اور بد عورت
جسکے ساتھ ہو اوسکے حق مین مصلحت یہی ہے کہ اوس سے
جدائی اختیار کرے اسواسطے کہ صحبت زنان بد کی صحبت
جانوران آدم خوار اور عقرب و مار سے بدتر ہے اور اگر قدرت
اوسکی مفارقت پر نرکھتا ہو تو ایسے حیلہ و تدبیر عمل مین لاوے
کہ وہ خود کنارہ کشی اختیار کرے اور اگر ایسی تدبیرات بھی
کارگر نہون تو اوسکو تنہا چھوڑکر آپ سفر دور اختیار کرے اور
کوئی شخص ایسا مقرر کرے کہ وہ اوسپر نگہبانی سے اوسکو باز رکھے

آخر وہ ملاقات شوہر سے مایوس ہوکر آمادۂ مفارقت ہو جایگی اور حکمائے عرب نے لکھا ہے کہ پانچ عورتوں سے پرہیز رہنا چاہیے

حنانہ و منانہ و انانہ و کیتبۃ القفا و خضراء الدمن

حنانہ اوس عورت کو کہتے ہین کہ اولادِ شوہر اوّل اوسکے ساتھ آئی ہو اور اس شوہر کے مال سے اونکی پرورش کرے اور منانہ زن صاحب دولت کو کہتے ہین کہ جو اپنے مال سے شوہر پر احسان رکھے اور انانہ اوس عورت کو کہتے ہین کہ جسکا شوہر اوّل اس شوہر سے بہتر اور بزرگ تر ہو اور اس شوہر کی ہمیشہ شکایت مند رہتی ہو اور کیتبۃ القفا اوس عورت بدکار کو کہتے ہین کہ شوہر اوسکا جس محفل اور صحبت سے اوٹھے تو لوگ اوسکی زوجہ کی مزمت کرین گویا اوسکے پسِ گردن داغ دین اور خضراء الدمن اوس زن جمیلہ کو کہتے ہین کہ خاندان رذیل سے ہو ایسی عورت کو گھوڑیکے سبزہ زار سے تشبیہ دیتے ہین اور جو شخص عورتونکی سیاست پر قدرت نرکھتا ہو اوسکو اولے یہ ہے کہ تجرّد اور تنہائی اختیار کرے اور اپنی دامنکو داغ بے حمیتی اور رسوائی سے آلودہ نکرے اور زنانِ بد سے قطع نظر تلف مال و آبرو کی خوف ہلاک جان بھی متصور ہے خواہ وہ خود ہلاک کرین یا طالب اونکے

سوال بادشاہ نے کہا کہ اب مین یہ چاہتا ہون کہ آپ طریقہ تربیت وتعلیم اولاد کا مفصل بیان فرمائیے **جواب** سیاست و تدبیر پرورش وپرداخت اولاد کی اسطرحسے کرنی چاہیئے کہ جب فرزند وجود پذیر ہو تو پہلے اوسکے نام رکہنے کا ارادہ کرے اور کوئی اچہا نام رکہے اسواسطے کہ اگر نام ناموافق ہوگا تو مدت العمر ناخوش اور رنجیدہ رہیگا پہر مرضعہ اور دودہ پلانیوالی ایسی بہم پہونچانی چاہیئے کہ احمق اور مریض نہو اسوجہ سے کہ مرض دایہ کا لڑکے مین اثر کرتا ہے اور اکثر عادات خراب دودہ سے پیدا ہوجاتے ہین کسواسطے کہ دودہ پہلی غذا ہے جو باعث ترتیب قوائے جسمانی ہوتی ہے اور کمی بیشی اخلاط کی اوس سے بہی پیدا ہوتی ہے بلکہ حتی الامکان شریف اور نجیب انّا تلاش کرنی چاہیئے اور اوسکی صفائی اور پاکیزگی لباس و لطافت غذا مین اہتمام کرنا چاہیئے اور عادات رذیلہ سے ہمیشہ باز رکہنا چاہیئے اسوجہ سے کہ کثافت اور میلے پن سے بچے کے حدوث امراض اور گندی ذہن کا خوف ہوتا ہے اور کثیف مزاجی کی خو بوپڑ جاتی ہے ہرچند وہ زمانہ شعور کا نہین ہوتا مگر اکثر بعد دودہ چہڑانیکے انس اصلی اسکی طرف باقی رہتا ہے اور اوسوقت مین بہت خرابی پیدا کرتا ہے

اسیواسطے زیادہ تر مناسب یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو ماںسے
دودھ پلوائے کہ وہ موافق ہے اصل خلقت کے اور مؤید ہے
تہذیب اخلاق و صفت نیک کی جب مدتِ رضاعت ختم ہو
اوسکی تادیب اور تہذیب اخلاق مین مشغول ہو اور پہلے اس سے
کہ اخلاق بد اوسمین پیدا ہون اخلاق نیک پیدا کرنیکی تدبیر
کرے اور لڑکپن مین بسبب نقصان عقل کے طبیعت طرف
اخلاق بد کے جلد مائل ہوجاتی ہے جیسا شاعر کہتا ہے

شعر خوئے بد در طبیعتے کہ نشست + نرود جز بوقت مرگ از دست

پس پیروی اصل فطرت کی کرنی چاہیے یعنے جس قوت کی
پیدایش زیادہ ہو پہلے اوسکی اصلاح اور تکمیل کرنی چاہیے
اکثر سب سے پہلے اطفال مین اثر حیا کا پیدا ہوتا ہے پس
دیکھنا چاہیے کہ اگر حیا اوسپر غالب ہے تو اکثر گردن جھکائے
ہوئے آنکھون کو نیچی کیے ہوئے رہیگا شوخی سے اور
بے شرمی کی باتین نکریگا یہ علامت نجابت نفس کی ہے
ایسے لڑکیکا نفس ہمیشہ امور بد سے کنارہ اور امور نیک پر
مائل ہوگا یہی علامت ہے استعداد قبول تادیب کی اگر
ایسا پایا جائے تو اہتمام اوسکے حسن تربیت مین زیادہ کرے

اور اہمال کو ہرگز دخل ندے اس صورت مین مقدم تادیب
اس امر کی ہے کہ بیہودہ اور بدخو لڑکونکی ہمنشینی سے باز
رکھے کسواسطے کہ نفس اطفال کا سادہ ہوتا ہے اور قوتِ
قبول افعال و اعمال کی زیادہ رکھتا ہے پس پہلے اون باتونکی
ترغیب دے جو عقل و تمیز سے تعلق رکھتی ہون جیسے سچ
بولنا اور غیر کے مال سے پرہیز کرنا اور اپنے ہم سن اور ہم رتبہ
لوگون سے الفت و محبّت کرنا اور کسی چیز کے منع کرنیکو
مان جانا اور ہٹ اور ضد نہ کرنا اور ملائمت سے گفتگو
کرنا اور آپسمین اشیا کو تقسیم کرکے کہانا اور ہرگز وہ باتین
جو مال سے تعلق رکھتی ہون تعلیم نکرنی چاہیے بلکہ پہلے باتین
عقاید دینی کی اونکے ذہن نشین کرنی اور نماز اور وظائف
کی عادت ڈالنی ضرور ہے اور اگر اس سے گریز کرین تو چشم
نمائی اور تہدید لازم ہے اور ہمیشہ اونکے سامنے حلال
اور حرام اشیا کا ذکر اکثر کرنا چاہیے اور نیک لوگونکی مدح
اور بد آدمیونکی مذمّت بیان کرنی چاہیے اگر کوئی کام
نیک اونسے سرزد ہو تو اونکی تحسین و آفرین کرین اور
اگر کوئی امر قبیح خفیف بہی اونسے صادر ہو تو اوسکی مذمّت

کیرین اور خوف دلائین اور لذیذ کھانون کی اور اچھا پہننے کی بُرائی اور توہین کرتے رہین اور یہ بات اونکے دلون مین راسخ کردین کہ وہ کہانے اور پہننے کی رغبت اور پہننے کی چیزون سے اور دیگر لذایذ سے اپنی حرص کو روک کر اپنی رغبت پر عزیزونکی احتیاج اور خواہش کو مقدم رکھین اور اونکے سامنے اکثر ایسے مضامین بیان کرین کہ لباس رنگین اور پوشاک نازک اور لباس تنگ یہین عورتونکو زیبا ہے مردون کی زینت علم و ہنر سے ہے نہ کہ جامۂ پر زر سے اور جب ایسی باتین ہمیشہ اونکے کانون مین پڑتی رہینگی اور ایسے ہی تذکرون مین اونکی پرورش ہوگی تو ناچار عادت پڑجائیگی اور جو شخص اسطرح کی باتون کے خلاف تقریر کرے اوسکو لڑکونکی صحبت سے دور رکھین اور آداب بد سے اونکو چشم نمائی کرتے رہین اسواسطے کہ لڑکے ابتدا مین افعال قبیحہ اکثر کرتے ہین اور اکثر جھوٹ بولتے ہین اور حسد و رشک کرتے ہین اور پرائی چیزین چرا لیتے ہین اور ایک دوسرے کے دشمن ہوجاتے ہین بدزبانی کرتے ہین اور حرکات فضولی پر مائل ہوجاتے ہین اور خود خطا و نقصان کرکے دوسرے

لڑکون پر تہمت کرتے ہین اسطرحکی باتون کی اکثر لڑکونمین
عادت ہوجاتی ہے اور جو انہین زائل ہونا اوسکا دشوار
ہوجاتا ہے بس عاقل کو چاہیے کہ لڑکین مین اونکا ایسا تحفظ
کرے کہ عادات بد اونمین پیدا ہونے پائین اور اگر احیاناً
اون سے ظہور مین آئے تو حسن تدبیر اور تادیب سے مٹادے
اور تعلیم اونکی اسطرح سے آغاز کرے کہ اچھے لوگون کی حکایتین
اور اوسی قسم کے اشعار جو افعال نیک کی ہدایت کرین
اونکو یاد دلائے اور اشعار لوچ غزل مثنوی و اسوخت
جنمین ذکر عشق و عاشقی و شراب خواری کا و
افعال رندانہ کا ہو ہرگز اونکو پڑہنے اور سننے نہ دے
کہ ایسے مضامین سے نوجوانون کی طبیعت مین فساد
پیدا ہوتا ہے اگر کوئے فعل بد اونسے سرزد ہو
تو اونکی تائید و اعانت نکرے بلکہ اسطرح سے اونکی فہمائش
و تہدید کرے کہ گویا وہ فعل اونسے از روے سہو اور
غفلت کے سرزد ہوا تاکہ آیندہ جرئت نکرین اگر
کوئی فعل اونسے سرزد ہوا اور وہ بزرگونکے خوف سے
چھپاوین تو بزرگون کو بھی چاہیے کہ خود بھی ناواقف

بیین اور اظہار اوسکا نکرین اور اگر پھر دوبارہ اوس فعل کو
عمل مین لاوین تو تنہائی مین یا بواسطہ اونکے ہمرازون کے
اونکی سرزنش کرین اور آیندہ اوس فعل کے مکرر عمل مین لانیسے
ڈراوین اور بار بار غصہ اور سرزنش کا عادت گیر نکرین
کہ خوف اونکے دلسے جاتا رہتا ہے اور نڈر ہوکر افعال قبیحہ
کو مکرر عمل مین لاتے ہین بلکہ ایسی صورت مین لطایف الحیل
کو استعمال کرنا چاہیے اور حسن تدبیر اور نصایح دلپذیر
سے زوال عادات قبیحہ کا کرنا چاہیے اور جب قوت شہوانی
ظہور آوے تب چاہیے کہ دستور اور ادب کھانا کھانیکا
سکھائین اور لڑکون کے ذہن نشین کرتے رہین کہ غرض کھانا
کھانے سے صحت بدن ہے اور لذت مقصود نہین ہے اور غذا مادہ
حیات ہے اور سبب صحت ہے اور وہ دوا ہے کہ
جس سے بھوک اور پیاس کا مرض زایل ہوتا ہے جسطرح
دوا کو لذت کے واسطے نہین کھاتے اوسیطرح کھانا بھی
لذت کیواسطے نچاہیے ایسی باتون سے قدر و منزلت
لذیذ کھانیکی لڑکونکی نگاہون مین حقیر کردین اور ہمیشہ
حریص اور شکم پرست اور بہت کھانیوالون کی مذمت کیا کرین

اور اقسام غذا پر رغبت نہ دلاوین بلکہ کسی ایک کہانے پر مائل اور عادی
کرین اور اونکی خواہش کو روکین تاکہ بدمزا کہانیکی عادت ہو اور
کبھی کبھی روکھی روٹی کہانیکی بھی عادت ڈالین اگرچہ اس قسم کی
عادات فقراکیواسطے لازم ہین مگر اغنیا کیواسطے زیادہ تر مناسب
ہین اسواسطے کہ فقرا کے لڑکونکو بسبب کمیابی کے خود بخود عادت
ہوجاتی ہے اور دولتمندونکے لڑکے اگر سکہانے اور تعلیم دینے
سے ایسی عادات اختیار کرین تو اولے ہے کہ دولت اور نعمت
دنیا کی کبھی برابر نہین رہتی اگر انسان اتفاقاً بعد زوال نعمت کے
فقر مین مبتلا ہوا اور غذائے لذیذ کہانیکا عادی ہے تو نہایت
ایذا مین گرفتار ہوگا اگر پابند لذت نہین ہے تو فقر مین بھی اچھی
طرح سے بسر کریگا اور چاہیے کہ لڑکون کو غذائے چاشت ایک مرتبہ
آسودہ نہ دین کہ آسودگی سے سست اور کاہل ہوتا ہے اور دیر تک
سونیکی عادت پیدا ہوتی ہے اور ذہن کند ہوتا ہے بلکہ اوقات
متعدد مین اگر غذا کی عادت ہو سکے تو نافع تر ہے اور گوشت کم
کہانیسے چلنے پہرنے مین ماندگی کم ہوتی ہے اور بیداری مین کسل کم
ہوتا ہے اور مٹھائیان اور میوہ جات کہانیکی عادت نکرین کہ
قطع نظر لذت پسندی کے ایسی چیزین استحالہ ہو کر مرض

بہت پیدا کرتے ہین اور چاہیے کہ لڑکونکی عادت والدین کہ باہین
کہانا کہانیکے پانی نہ پیئن اور نشے والی چیزین ہرگز استعمال نہ کرین
اسلیئے کہ اس سے اخلاق ردیہ بہت پیدا ہوتے ہین بلکہ شراب خوارونکی
صحبت مین جانے ندین اور کلام بیہودہ سننے سے اور کہیلنے سے
اور مسخرگی سے باز رکہین اور جبتک امور معمولی یعنے پڑہنے اور
لکہنے اور ریاضت وغیرہ سے فارغ نہون کہانا ندین اور کوئی فعل پوشیدہ
نکرنے پائین کہ امور قبیحہ پر دلیری حاصل ہوتی ہے اور مناسب سے
زیادہ سونے ندین کہ اس سے ذہن بلید ہوتا ہے اور جودت
گہٹ جاتی ہے اور اعضا سست اور ضعیف ہوجاتے
ہین علی الخصوص دنکا سونا نہایت مضر ہے اور نرم اور
باریک کپڑا پہننے سے اور اسباب تجمل کے زینت کرنے سے
اور موسم گرما مین مکان خنک اور آب سرد کے پابندی سے
اور فصل سرما مین پوستین اور پشمینہ پہننے سے اور آگ تاپنے سے
منع کرین تا بدن اونکے ہر طرحکی سختی اور نرمی اور سردی اور
گرمی کے متحمل ہون اور بالون کے سنوارنے سے اور مثل عورتونکے
لباس اور زیور کی زینت سے باز رکہین اور ہمیشہ صبح کو بااوقات
مناسب مین ہواخوری اور گہوڑے کی سواری اور پیادہ روی

اور حرکت اور مشی کا عادی کرین اور اسکی مخالفت سے منع کرتے
رہین اور طریقے سواری اور راہ چلنے کی ادب اور نشست و برخاست
کی تعلیم کرین جیسا کہ آیندہ مفصلاً بیان مین آئیگی — اور ہمیشہ
لڑکون کو ریاضت پر ترغیب دین اور مشقت کا عادی بنائین اور کبھی
اعزا و اقارب و ہمچشمون کے مقابلہ مین بواسطہ ملک و مال و ثروت
و جمال کے فخر و ناز نکرنے دین اور ہر شخص سے عموماً اور عزیزون
سے خصوصاً تواضع اور فروتنی کرنیکی عادت ڈالین اور جھوٹ
بولنے سے نہایت منع کرین اور قسم کھانے ندین اگرچہ سچی بات
پر بھی ہو اسواسطے کہ قسم کھانا نہایت بُری بات ہے اور لڑکونکو
اسبات کا عادی کرنا چاہیے کہ جب بزرگونکے سامنے بیٹھین تو
اونکی باتین سنا کرین اور جب کوئی اونسے پوچھے تو جواب دین
ورنہ خاموش رہین اور کلام کرنیمین فحش زبان سے نہ نکالین اور
گفتگو ترش نکرین اور سخن لغو اور بیہودہ سے احتراز کرین اور
جب باتین کرین تو ایسی ہون کہ سننے والے خوش ہون اور
اپنے معلم اور بزرگون کی خدمت کرنے پر رغبت کرین اور جب
احتیاج معلم کی ہو تو چاہیے کہ معلم ایسا بہم پہونچائین جو عاقل
و دیندار ہو اور فنون ریاضت و ادب و تہذیب اخلاق سے

واقف ہو اور شیرین سخن صاحب ہیبت و وقار ہو اور با مروت
و ہوشیار اور دستور شاہانہ و آداب امرا و سلاطین کا عارف
اور ہر قسم کے لوگونکے عادات و افعال و طریقۂ ملاقات و رسم
و رواج سے واقف۔ اور رذیلون سفلہ مزاجون کے اخلاق سے
محترز ہو اور ہم مکتب ایسے لڑکے ہونا چاہیے کہ اخلاق حمیدہ
اور عادات پسندیدہ رکھتے ہون تاکہ نیک باتون کو اونسے سیکھین
اور جو لڑکے علم و فضل مین زیادہ ہون اونپر غبطہ اور تمنا اور کوشش
اسبات کی کرین کہ مین انسے ترقی کر جاؤن یا برابر ہو جاؤن
اور جب معلم کسی تقصیر پر لڑکونکو مارے تو فریاد اور سفارش کے
طلب گار نہون اسواسطے کہ فریاد کا کرنا اور داد خواہی غلامون
او ضعیفون کا وتیرہ ہے مگر معلم کو چاہیے کہ حتی المقدور گھرکی اور
چشم نمائی سے کام لے اور اگر مجبور ہو کر مارے بھی تو ہلکی
ضرب سے تاکہ خوف اوسکے دل مین باقی رہی اور بار دیگر اوس
فعل پر جرأت نکرے اور ہمیشہ معلم کو لازم ہے کہ لڑکونکو باز رکھے کہ
اپنے ہم مکتبون کو سرزنش نہ کیا کرین مگر امور قبیحہ اور بے ادبی
اور افعال زشت پر بلکہ اسبات پر تحریص کرے کہ لڑکون سے
نیکی کیا کرین اگر لڑکونکیطرف سے کوئی برائی و بداخلاقی ظہور مین

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

وہی علم و ہنر سکہاوین اسواسطے کہ ہر شخص کی طبیعت مین جملہ علوم
کے فہم کی مناسبت اور ہر قسم کی صناعتونکی استعداد نہین ہوتی
بلکہ خالق عالم نے ہر شخص مین کسی ایک قسم کی صناعت کی استعداد
اور کسی ایک علم کی اہلیت پیدا کی ہے اور بعض طبیعتین ہمہ گیر
ہوتی ہین مگر وہ نادر الوجود ہین اگر ایسا نہوتا تو ہر شخص عمدہ صنعتونکا
اکتساب کرتا او علوم شریف پر مائل اور ہر کس و ناکس فضل وکمال
کا طالب او ہر طبیعت مین شوق سروری اور سرداری غالب ہوتا
اس اختلاف طبائع اور تباین استعداد مین بہت سے اسرار اور مصالح
حکمت پروردگار واسطے انتظام عالم کے مخفی ہین خلاصہ یہ کہ
جس فن کی استعداد طبیعت مین ہے اگر اوسی فنکی تعلیم ہوگی تو
ثمرہ اوسکا بہت جلد ظاہر ہوگا اور جلد تر اوس ہنر سے آراستہ
ہوجائیگا ورنہ مشقت اور محنت پڑہنے والے اور پڑہانیوالے
کی رائگان ہوگی البتہ اسقدر ضرور ہے کہ جس فنکی تعلیم کرین اوس
فنکے جملہ لوازم اور محاسن او متعلقات کو سکہادین مثلاً اگر
فن کتابت کی طرف متوجہ ہے اصول خوشخطی اونکو تعلیم
کرین اور ایسی چیزین اونسے لکہوائین کہ اونکے مطالب بہی
اونکو یاد رہین قطعات رباعیات فقرات بلیغہ کلمات

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

نصیحت آمیز ضرب المثل۔ محاورات اہل زبان۔ مسائل صرف
ونحو عبارات مشاہیر فصحا و بلغا۔ امثلہ مناسب اور تشبیہات
نازک۔ اشعار نفیس۔ حکایات نادر و خوش آیندہ۔ فقرات
نمکین۔ استعارات شیرین۔ حسابات لازمہ و دیگر علوم ادبیہ
وغیرہ اور فنون مذکورہ سے اگر تھوڑا سا حاصل ہوجائے تو اوسپر
قناعت کرکے دست کش نہون کسواسطے کہ قصور ہمت کا
اکتساب ہنر مین بدترین خصائل سے ہے اور اگر طبیعت
لڑکون کی کسی ایک صناعت خاص سے مناسب نہین یا
آلات و ادوات و اسباب تعلیم مددگار اوس فن کے بہم
نہین پہنچتے تو اوس فنکی تعلیم مین اپنی رغبت صرف نکرین بلکہ وہ
فن یا صنعت سکھلادین جس سے طبیعت مناسبت رکھتی ہو
اور تعلیم اوسکی آسان ہو مگر جس فن کو سکھائین اوسمین ثبات
و استقلال اختیار کرین اور جب تک اوسکی تعلیم تمام نہوجائے
دوسری تعلیم پر توجہ نہ دلادین اسواسطے کہ اشتغال طبیعت کا
اشیائے مختلفہ و علوم متشتتہ و فنون متضادہ کیطرف باعث
حیرت اور مانع تکمیل ہوتا ہے الا اوس صورت مین کہ کسی
علت خاص سے چند علوم خاص کے جمع کی ضرورت ہو تو

ایسی صورتمین مرغوب طبیعت کو مقدم کہین دیگر علوم کو بنا بر رفع
ضرورت پڑہانا چاہیے اور ہر فنکے اثنا رتعلیم مین ایسی ریاضت
کی جو حرارت غریزی کو تحریک کرے اور کسل کو گھٹاوے اور حافظ
صحت ہو اور ربلادت ذہن کو دفع کرے اور ذکا مین حدت پیدا
کرے عادت دلاوین جیسے ورزش ماشی یا اور مثل اسکے جیسا بنا
محل اور مفید ہو اور جو فن سکہاوین اوسکے استعمال کی تاکید
رکہین تاکہ مزاولت مین اوسکی باریکیون پر نظر پہونچے اور
اوسکی تحصیل کو انتہا تک پہونچاوے اور جو قواعد اوسکے
طلب معیشت مین مفید ہین اونسے نفع حاصل کرے اکثر اولاد
اغنیا کو دیکہا ہے کہ ثروت پر والدین کے مغرور ہوکے کسب
صناعت اور تحصیل فنون کو ننگ سمجہکر محروم رہجاتے ہین اور
جب انقلاب زمانہ سے ذلت درویشی مین مبتلا ہوتے ہین اوسوقت
مین کسب معیشت سے معذور ہوکر دوستونکی شماتت اور
دشمنون کی طعنہ زنی سے رنج اوٹہاتے ہین اور جب لڑکا
کسی صناعت مین دستگاہ پیدا کرے اور اکتساب معیشت
کرنے لگے اوسوقت مین اولے یہ ہے کہ اوسکی شادی کردین
اور اوسکے سامان خانہ داری کو جدا کردین تاکہ اپنے ہنر سے

اپنی معیشت پیدا کرے اور بسر کرے اور بزرگون کی دولت
پر بہروسا کر کے کاہل نہو جاے۔ شاہان فارس کا دستور تہا کہ اپنی
اولاد کو اپنی زیر نگاہ تربیت نہین کرتے تھے اور کنیز و غلام کی
خدمت کا عادی نہین ہونے دیتے تھے بلکہ مردم لایق کی ساتھہ
کر کے اطراف ملک مین بہیجدیتے تہے تاکہ سختی اور ناگواری سے
کہانے اور پہننے کی چیزونمین قدر ضروری پر قانع ہون اور اقسام
نعمت اور تجمل ظاہری کو بے اعتبار سمجہکر پابند اوسکے نہون
اور حالات اونکے کتب تواریخ مین مشہور ہین اور اسلام مین دستور
سلاطین دیلمیہ کا بہی یہی تہا اور جس شخص نے خلاف طریقۂ مذکورہ
کے تربیت پائی ہوگی قبول کرنا علم و ادب کا اوسپر نہایت دشوار
ہوگا خصوصًا اوسوقت مین جب عمر اوسکی دراز ہو جاے
کسینے بقراط حکیم سے پوچہا کہ آپ کم سن لڑکون کے پاس کیون
زیادہ نشست و برخاست رکہتے ہین جواب دیا کہ تر و تازہ
شاخونکا خمیدہ کرنا اور سیدہا کرنا آسان ہوتا ہی اور جن شاخونکی
تری زایل ہوچکی ہے اور پوست اونکا خشک ہوگیا ہی
اونکو نہ راست کر سکتے ہین نہ خم دے سکتے ہین یہ طریقہ سیاست
اولاد نرینہ کا تہا جو گذارش ہوا اور لڑکیون کو بہی اسی طریقے پر

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

جیساکہ موافق اور لایق اونکے ہو ترتیب اور تعلیم کرنا چاہیے اور
اونکو گہر کے اندر بیٹھے رہنے کی اور پردہ کرنیکی عادت ڈالنا
چاہیے اور وقار اور غضب اور حیا اور دیگر وہ خصایل جنکا
ذکر عورتون کے ذکر مین عرض کیا گیا تعلیم دینا چاہیے مگر
علم اونکو اوسیقدر سکہانا چاہیے جو اونکی تعمیل عبادت و
فہم مطالب کیواسطے ضروری ہو اور زیادہ پڑہانا اور
لکہانا عورتون کو ممنوع ہے بلکہ یہ ہنر واسطے عورتونکے
مناسب ہین مثلاً کہانا پکانا اور لباس کا دوخت کرنا اور
اقسام سوزن کے کام کرنے اور انتظام خانہ داری کے
لوازم جب حد بلوغ کو پہونچین تب شادی اونکی ایسے
شوہر کے ساتھ کرین جو قومیت اور ملت و مذہب و
صنعت وغیرہ مین مثل اور مانند اوسکا ہو تاکہ بسبب مساوات
کے باعث اختلاف مزاج زن و شوہر نہو اور شوہر کو تعلیم
و تادیب کی ضرورت نہ پڑے جیساکہ سابق مین ذکر کیا گیا
یہان تک بیان اجمالی تہا تربیت اولاد کا مگر یہ دستور و آداب
لڑکون کے واسطے مخصوص اس وجہ سے ہین کہ اونمین استعداد
قبول کی زیادہ ہے ورنہ ہر قسم کے لوگونکو اس دستور پر عمل کرنا

نافع ہے اور دیگر امور جو ابتدائے ولادت سے واسطے حفظ
صحت بدن کے ضروری ہین مثلاً مقدار اور اوقات دودھ
پلانے کے اور ہوا کھلانیکے اور ہوائے غیر مناسب سے
بچانے کے اور مثل اسکے علم طب سے متعلق ہین اس مبحث
سے باہر ہین سوال بادشاہ نے کہا کہ آپنے لڑکون کی
تعلیم مین بہت مختصر طور پر طریق گفتگو اور حسن تقریر کو بیان
فرمایا مین چاہتا ہون کہ اس مطلب کو تفصیل سے بیان فرمائیے
تا واضح ہو جائے کہ حکمت اخلاق مین طریقہ گفتگو کا کونسا
مستحسن ہے جواب حکیم صاحب نے عرض کی کہ اے
معدلت پناہ مثل ہے جسکو شاعر عرب نے نظم کیا ہے ع
إِنَّ اللِّسَانَ صَغِيْرٌ جِرْمُهُ وَلَهُ ٭ جُرْمٌ كَبِيْرٌ كَمَا قَدْ
قِيْلَ فِي الْمَثَلِ یعنے زبان کا جرم تو کم ہے مگر جرم
بہت ہے اور اسیطرف حکیم مصلح الدین سعدی بھی اشارہ
شاعرانہ کرتا ہے ع زبان در دہان اے خردمند چیست
کلید در گنج صاحب ہنر ٭ چو در بستہ باشد چہ داند کسے
کہ گوہر فروش است یا پیلہ ور ٭ زبان ایسی چیز خسیس اللسان
مین خلق ہوی ہے کہ نظم عالم اور اظہار مطالب بنی آدم

اوسی کے متعلق ہے اگر زبان نہوتی تو کوئی شخص اپنے مضامین
قلبیہ کا اظہار نکرسکتا بلکہ تمہید قواعد جملہ علوم حکمت و مسایل
شریعت ممکن ہی نتھے اسواسطے کہ خطوط و حروف سب
چونکہ سب ہیں کہ ہر ایک بنا بر قرار داد و اصطلاح خلق
کے ایک معنی و مطالب کے ظاہر کرنیکے واسطے وضع کی
گئیں ہیں اسوجہ سے کہ تقریر کسیکی بعد تکلّم کے باقی نہیں
رہ سکتی تہی اور بلاد بعیدہ میں منتشر اور پراگندہ نہیں ہوسکتی
اور سوا سامع کے دوسرا اوسکے فیض سے فیضیاب نہیں
ہوسکتا اور نقل و تحویل ہی اوسکی غیر ممکن پس مبدا ان سب
الفاظ و حروف کا محض زبان کی حرکات مختلفہ اور صوت
کے تموّجات محدثہ پر ہے تو سب سے مقدّم جاننا اور
مرتب کرنا زبان کا اور پابند کرنا اوسکے حرکات کا ہے تاکہ فہم
مطالب اور ادراک مضامین میں نقص نہو اور یہہ بھی ظاہر
ہے کہ ہر چیز سودمند اور مفید اور بکار آمد اوسیوقت میں ہوتی
ہے کہ جب اپنے محل اور موقع کے ساتھہ واقع ہو اور بیجا
رائگان نہو جیسے مفصل اور زمین شورزار و سنگلاخ
وغیرہ میں تخم زراعت نہیں اوگتا اسیطرح بے موقع اور

نافہم اشخاص میں سخن اثر پذیر نہیں ہوتا لہذا ضرور ہوا کہ تقریر اور
اور بیان موقع اور محل کے ساتھ کیا جائے تاکہ فائدہ پذیر ہو
اور سبب تکلم اور علّت تقریر پیدا ہو ورنہ اصوات مختلفہ
کا پیدا کرنا بدون اسکے کہ کوئی اثر پیدا ہو اور مطلب و مقصود
بیان ظاہر ہو جانور اور چڑیوں کی آواز کے مشابہ ہے کہ
ادائے مطالب کلّیہ سے کلیتہً یا مخصوص بنا بر فہم انسانی
قاصر ہیں جیسا سعدی نے کہا ہے بیت بہ نطق آدمی بہتر است
از دواب + دواب از تو بہ گر نگوئی صواب ٭ الحاصل
انسان کو خواہ وہ لڑکا ہو یا جوان یا بڈھا پابند ہونا شرائط
سخن گوئی اور مراتب گفتگو اور حدود بیان کا نہایت ضروری ہے
اسلیے کہ علّت ایجاد قوت نطق باطل نہو اور ہر لفظ اور
حرف مطلب خیز اور شوق انگیز رہے اور فضول اور بیکار
نہو اور واسطہ تنفر طبیعت اور عدم قبول اور ناگواری
طبایع کا نہو اور کسی قسم کی غلطی اور لغزش بیان میں واقع
نہو ہر چند انہیں شرائط کے ادا کرنیکے واسطے ایک علم مخصوص
وضع کیا گیا ہے اور ہر زبان میں اوسکے قواعد موافق اوسکے
محاورات کے مقرر ہو چکے ہیں اور صدہا کتب تصنیف و تالیف

جبتک دوسرا شخص اپنی تقریر کو تمام نکرلے آغاز تقریر نکرے اگر
بات کو غیر سے پوچھین تو خود جواب اوسکا ندے اور اگر سوال ایسی
جماعت سے کیا جائے جسمین یہ بہی داخل ہو تو جواب دینے
مین اپنی جماعت پر سبقت نکرے اور اگر کوئی شخص جواب مین
مصروف ہو اور خود اوسکا جواب بہتر اوس سے جانتا ہو تو چاہیے
کہ صبر کرے جبتک کہ وہ اپنی تقریر تمام کرے بعد اوسکے اگر
محل باقی ہو جواب دے - اگر کسیقدر بہی جواب اوسکا کافی ہو
تو اوسی پر کفایت کرے اور خود بولنے مین دلیری نکرے اور اگر
ضرورت جواب کی دیکھے تو اس عنوان پر بیان کرے کہ پہلے جواب
دینے والے پر طعن اور تعریض وارد نہو اور جو دو شخص آپسمین باتین
کرتے ہون اونمین خوض و غور نکرے اگر پوشیدہ باتین کرتے ہون
تو کان لگا کر نہ سُنے اور جبتک کوئی اپنے مشورہ مین شریک کیسی
مداخلت ندے اور بزرگونکے سامنے باتون مین کنایہ اور اشارہ
نکرے اور کلام کرنیمین آواز کو نہ بہت بلند کرے نہ آہستہ کہے کہ سماعت
مین دقّت ہو بلکہ اعتدال کو ملحوظ رکہے اور اگر تقریر مین کوئی معنی
دقیق آجائین تو چاہیے کہ واضح مثالون اور بدیہی اور عمدہ تشبیہون سے
صاف کردے مگر یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ فضول گوئی اور بلا ضرورت

اور زائد از مطلب تقریر نہو اور الفاظ و کنایات غیر مستعمل کو استعمال
نکرے اور جب کوئی شخص بات کرنے لگے جبتک اوسکا سوال
تمام نہو جاے جواب ندے اور جو بات کہنی ہو اوسکے پہلے اطراف
وجوانب کو دیکھ لے تب زبان پر لاوے اور ہمیشہ سوچ سمجھکے
ہر بات کہے اسواسطے کہ مثل مشہور ہے۔ سخن از دہان رفتہ و تیر
از کمان جستہ باز نمی آید۔ بلکہ ضرور ہے کہ پہلے جس مطلب کو ادا کرنا
ہو اوسکے اسلوب اور طرز بیان کو تصور کرلے تب ادا کرے تاکہ
ہر طرح کے پہلو اور اطراف و جوانب محفوظ رہیں اور کلام موجب
ملام و بد انجام نہو اور پہر افسوس اور ندامت کرنی نہ پڑے ؏
مزن بے تأمل بگفتار دم + نکو گوی گر دیر گوئی چہ غم + بیاندیش
آنگہ بر آور نفس + وزان پیش بس کن کہ گویند بس + اور کہی ہوئی
بات کو بےضرورت مکرر نکہے اور کلام کرنے میں اظہار قلق و رنج
نکرے اور فحش و دشنام و کریہہ الفاظ کا استعمال نکرے بلکہ
اگر کسی بری بات کے اظہار کی ضرورت عارض ہو تو اوسکو حسن
آیندہ اور مرغوب تقریر کے ساتھ بیان کرے اور مزاح نامناسب
نکرے اور جس انداز کی محفل ہو اوسی طرز کی باتیں کرے مثلاً اگر
کسی مجلس عالی میں یا کسی شخص بزرگ کے روبرو تقریر کا اتفاق ہو

تو ایسے محاورات سے درگذر کرے جو بازاری یا لنسوان یا کم مایہ لوگون کیواسطے
مخصوص ہین کہ ایسے کلمات موجب اُسکی قدر کے ہوجاتے ہین بلکہ اگر
علما کی صحبت ہو تو اونہین کے اصطلاحات اور محاورات اور عنوان
بیان کو استعمال کرے اور اگر شعرا کی محفل ہو تو اوسی قسم کے رعایات
شعریّہ اور مناسبات لفظیّہ و معنویّہ ادا کرے اور اگر مساوی
صحبت ہے تو لطیفہ اور پاکیزہ حکایتین اور عمدہ عمدہ چیدہ شعر
لطیف کہاوتین بیان کرے تاکہ اونکی دلچسپی کا باعث ہو بلکہ ؎
بسان عالم نیرنگ رکھتا ہو مزاج اپنا + جوانون مین جوان بڈہون مین
بڈہا لڑکون مین لڑکا + مگر ہر امر مین حدّ اعتدال کا لحاظ رکھے۔
اور اگر صحبت مین کسی علمی مسئلہ کا تذکرہ ہو اور یہ مسئلہ مبحوث
عنہ کو جانتا ہے تو بوقت مناسب ایسی تقریر کرے جس سے
شبہ اہل محفل کا زائل ہوجائے اور اگر نہین جانتا تو سکوت اختیار
کرے یا ایسے عمدہ اسلوب سے ٹال دے کہ لوگ اوسکو جاہل
نسمجھین اس لیے کہ اظہار منقصت ہرچند واقع ہو کبھی اسکی کا
باعث ہوجاتا ہے اور اگر کسی ایسی صحبت مین بیٹھا ہو کہ مذہب
اون لوگون کا مخالف اسکے مذہب کے ہو تو جہانتک ممکن ہے
تقریر مذہبی سے درگذر کرے اور اگر ناچار ہو تو ایسے الفاظ منہ سے

نہ لاوے جو اوس محفل کے مذہب مین ناجائز یا مخالف اونکے
اعتقاد کے ہو بلکہ اونہین الفاظ و محاورات کا استعمال کرے جو
اونکے اعتقاد مین ہین اور اپنے مذہب کے مخالف نہین اور
اگر کسی تقریر کو کسی کی طرف نسبت دیکر بیان کرنا ضرور ہو تو
اس بات کا خیال رکہے کہ وہ شخص منسوب الیہ مقبول ہو اور
سامعین اوسکو جانتے ہون یا پہلے اختصار کے ساتہ تہوڑی
تعریف کرے اوسکے بعد نقل یا حکایت ذکر کرے اور اگر کسی
ایسے معظم ایمانی کا کلام نقل کر رہا ہے جنکا کلام ایمان کی راہ
سے واجب التسلیم ہے تو اگر ممکن ہو حوالہ کتاب کے ساتہ
بیان کرے - اگر عبارت یاد ہو تو پہلے اصل عبارت ادا کرے
اپنے محاورہ مین ترجمہ کرے اور اوسکے لطائف اور نکات کو سمجھا دے
اور اگر کسیکے حالات کو ذکر کرتا ہے تو اوسکے اونہین افعال
اور اقوال کو نقل کرے جو عقل کی راہ سے بہتر اور ذیل کلام
سے چسپیدہ اور اخلاق مین فہمیدہ و سنجیدہ ہون اور اگر کوئی
مضمون تاریخ کا یا تذکرہ کسی بادشاہ کا کرتا ہے تو اوسی
حال کو بیان کرے جو قرین قیاس اور قریب فہم ہو اور مالہ
اور ماعلیہ اوسکا بہی مختصر طور سے ادا کردے تا اذہان

سامعین کے منتشر اور منتظر نہ رہین اور کبھی ایسی بات کو نہ کہے
جسکو لوگ ظاہرًا تسلیم نہ کرین اور بعید العقل سمجھکر اوسکی تقریر کو
کذب یا مبالغہ پر محمول کرین **حکایت** مشہور ہے کہ کسی شخص نے
کسی بادشاہ کے سامنے ذکر کیا کہ میرے وطن مین دہان اتنا بڑا
ہوتا ہے کہ قد آور ہاتھی معہ عماری کے دہان کے کھیت مین چھپ
جائے اور اوسکا اثر بھی دکھائی ندے بادشاہ اور اہل محفل نے
تعجب کیا اور محمول مبالغہ پر کیا اور اوس شخص کو ندامت ہوئی
آخر اوسنے اپنے وطن کو لکھا اور درخت دہان کا منگایا جب وہ
درخت دہان کا آیا تو اوسنے پیش کیا بادشاہ نے تصدیق کی مگر
یہ کہا کہ کیون ایسی بات کہی جسکی تصدیق کیواسطے مہینون انتظار
کرنا ہوا اور اتنی زحمت گوارا کرنی پڑے - اگر کسی قسم کے کھانے پینے
کی چیز کا تذکرہ ہو تو اوسکو اسطرح سے ادا کرے جس سے رغبت
ذاتی اور خواہش اوسکی طرف ظاہر نہو بلکہ استغنا ٹپکتا ہو مگر نہ اس
حیثیت سے کہ لہسا تنعم کیواسطے شیخی بگھارنے لگے اور اگر نفائس
اور نازک چیزون کا ذکر ہو تو ایسی چیز کو ذکر کرے جو اپنے اقسام
مین اعلا اور ممتاز اور خوب و مرغوب ہو خلاصہ یہ ہے کہ تقریر کو
اوسکے مناسب مقام پر ذکر کرے اور بیمحل ادا نہ کرے جیسا شاعر

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

کہتا ہے ؎ داند انکس کہ فصاحت بکلامے دارد + ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد ÷ تقریر کرنیمین ہاتھہ یا آنکھہ یا سنہ یا ابروسے اشارہ نکرے اگر کوئی مطلب محتاج اشاریکا ہو تو اوسکو ایسے پسندیدہ طور پر عمل مین لاوے کہ خلاف تہذیب نہو اور کسی تقریر مین راست ہو یا دروغ کبھی اہل مجلس کی مخالفت اور اپنی بات پر ہٹھہ دہرمی نکرے خصوصًا بزرگون اور نادانون سے اور جسکے سامنے الحاح مفید نہو الحاح نکرے اگر کسی امر مین مناظرہ پیش آوے اور تقریر شخص مقابل کی قوی ہو تو خوش اسلوبی اور انصاف سے قبول کرے اور جہانتک ممکن ہو عوام اور اجنبی لڑکون اور عورتون اور بدمست آدمیون اور سڑی سودائیون سے مخاطب ہوکر کلام نکرے اور جو شخص سمجھہ نسکتا ہو اوس سے باریک باتین ہی نکہے بلکہ ہر شخص کے فہم کے مطابق تقریر کرے اور جس زبان مین تقریر کرتا ہو اوسکے محاورات کو ملحوظ رکھے اور کسیکے فعل اور قول کی نقل نکرے اور کلام وحشت خیز کو زبان پر نلاوے امرا کے سامنے ایسی بات سے ابتدا کرے جس سے فال نیک گمان کرین اور اوسکی تقریر کو مبارک سمجھین اور اوسکے قدوم کو میمنت

لزوم جانین اور ہمیشہ غیبت۔ چغلی۔ بہتان۔ دروغ سے نہایت پرہیز کرین اور جو لوگ افعال مذکورہ کی عادت رکھتے ہون انکے مجالست اور صحبت اختیار نکرین بلکہ ایسی باتون کے سُننے سے بھی پرہیز چاہیے اور ہمیشہ یہ ضرور لحاظ رکھے کہ تقریر کم ہو اور سماعت زیادہ اسوجہ سے **ع** زبان بریدہ بکنجے نشست صمٌ بکمٌ + بہ از کسے کہ نباشد زبانش اندر حکم + **حکایت** کسی حکیم سے پوچھا کہ کیا سبب ہے جو آپ تکلم کم کرتے ہین اور سماعت بہت جواب دیا کہ حق تعالےٰ نے مجھکو زبان ایک دی ہے اور کان دو دیے ہین پس یہ نسبت گویائی کے شنّاد وچند ہونا چاہیے **سوال** بادشاہ نے کہا کہ اب میری التماس یہ ہے کہ آپ آداب نشست و برخواست کو بیان فرمائین **جواب** حکیم صاحب نے عرض کی کہ ہر حرکت اور سکون مین انسان کو لازم ہے تعجیل اور اضطراب نکرے کہ یہ علامت غصّہ اور خوف کی ہے اور بہت آہستہ بھی نچلے کہ یہ نشان کسل اور ضعف کا ہے اور مثل مغرورون کے متکبرانہ قدم نرکھے اور مثل عورتون اور مخنّثون کے گردنکو ہلا کر اور بازونکو اور ہاتھونکو اور کمر کو جنبش دیکر نچلے جیسے مٹکتا کہتے ہین اور گردن جھکا کر ترچھی نگاہون سے

اپنے بدن اور لباس کو دیکھتا ہوا نچلے جسے اترانا کہتے ہین اسلیے کہ یہ
وضع مغروروں اور کم مایہ لوگون کی ہے اور چلنے مین پھیر پھیر کر دیکھے
کہ یہ طریقہ بیوقوفونکا ہے اور گردن ڈالکر بھی نچلے کہ یہ نشانی
حزن و اندوہ کی ہے اور راستے مین ہاتھ مین ہاتھ دیکر یا گردن مین
ہاتھ ڈالکر یا شانے پر ہاتھ رکھکر رفتار نکرے کہ طریقہ شہدون
اور بدوضعون کا ہے اور سوا اسکی کے داہنے بائین دیکھتا نہ چلے
کہ نشیب و فراز مین ٹھوکر نکھائے۔ اگر اوس راہ مین بازاری
عورتین رہتی ہون اور کمرون پر یا راستون مین بیٹھی ہون حتی الامکان
ایسی راہ کو ترک کردے ورنہ اونکی طرف التفات نکرے
کہ ایسی طرف دیکھنا علاوہ حرمت شرعی کے موجب فساد
طبیعت اور اشتعال قوت شہوانیہ کا ہے اور باعث لوگونکی
بدگمانی کا ہے اگر راہ مین کوئی عمدہ قسم کی چیز دیکھے تو اوسکے
دیکھنے مین عالم محویت بہم نہ پہونچائے بلکہ اوسی میانہ روی کے
ساتھ چلا جائے گویا اوسنے دیکھا ہی نتھا اس لیے کہ اگر وہ
کسی کا مال ہے تو اسکو کیا فائدہ اگر مال تجارت ہے تو اوسکو
خریداری کی ضرورت نہین اور نفس ہمیشہ ایسی چیزون کیطرف
رغبت دیتا ہے اور آخر نتیجہ اسراف کا پیدا ہوتا ہے بقول شاعر

ف بگذرا زان دوکان کہ خریدار نیستی + بیہودہ جنگ برسر قیمت
براے چہ ٭ اور حاشیہ شاہ راہ کے داہنے یا بائین چلے تاکہ اگر کوئی
گھوڑا یا ہاتھی تیز آتا ہو تو اوسکے صدمے سے محفوظ رہے اور عجلت
سے بھاگنا نہ پڑے اور اگر کسی بزرگ کے ہمراہ سبے تو کبھی اوس سے
پیش قدمی ہونے نہ پائے بلکہ داہنے یا بائین اوسکے کسیقدر پیچھے
ہٹا ہوا رہے مگر اوسوقت مین جب کوئی ضرورت درپیش ہو جیسے
راہ مین کسی دشمن کا خوف یا راستہ بتانے کی ضرورت کہ ایسی صورتین
مقتضاے ادب آگے چلنا ہے حکایت مشہور ہے کہ ابوذر
علیہ الرحمہ کے فرزند نے انتقال کیا تہا اور یہ اوسکے غم مین گریہ
وزاری کر رہے تہے بعض اشخاص نے عرض کی کہ ہرچند ماتم فرزند
کا ایسی چیز نہین جسمین کوئی بشر غمناک واندوہناک نہو مگر آپ
ایسے برگزیدہ خدا کے اسقدر غمناک ہونیکا کیا سبب ہے
فرمایا کہ زیادہ تر مجھکو اس فرزند کی سعادت و لیاقت کا
قلق ہے کہ یہ لڑکا نہایت سعید خصایل پسندیدہ و صفات
حمیدہ سے متصف تہا اوس شخص نے عرض کی کہ اوسکے صفات
سے کچھہ ارشاد فرمائیے آپنے فرمایا کہ ایک وصف تعریف اوسکے
ادب کی یہ تہی کہ دنکو ہمیشہ میرے پیچھے چلتا تہا تا اوسکے پاؤن کی

گرد جہیر نہ پڑے اور راہگو میرے آگے چلتا تہا کہ اوس نورِ چشم
کے سہارے سے زمین پست و بلند سے ٹہوکر کہا کر گر نہ پڑن و
اور کوئی دوست یا عزیز اگر راستے میں ملجائے تو زیادہ اوس سے
کلام میں مصروف نہو بلکہ مختصر باتون مین تقریر کو ختم کرے ھ
پرسش زہ آشنا خبر او بس است + دیگر تمام حال معیشت برائی چہ
اگر سوار ہو تو بہی امور مذکورہ کو ملحوظ خاطر رکہے اور جو مقتضا جس
سواری کا ہو اوسکے موافق تہذیب کو صرف کرے مثلاً گہوڑیکو
راستے مین اوڑانا جمانا دوڑانا کدانا پہندانا یا اپنے اعضا کو درست
اور باقاعدہ نہ رکہنا یا اکڑ کر یا کوزہ پشت ہوکر بیٹہنا یا ران باگ کا
مناسب نہونا و علی ہذا القیاس یہ سب امور لازمہ شرائط سواری
ہین اور ان سبکا لحاظ ضرور ہے یہانتک کہ گہوڑے پر بیٹہے
بیٹہے باتین کرنا بہی بغیر ضرورت کے ممنوع ہے اسیطرح
نشست و برخاست مین بہی اعتدال کو ملحوظ رکہے جب بیٹہے
تو پاؤن پہیلا کر یا ایک پانون کا دوسرے پاؤن پر بوجہ دیگر یا دونون
زانون کو پہیلا کر اور پنجون کو سمیٹ کر یا اکڑو ہوکر نہ بیٹہے کہ یہ سب
طریقے مضر حفظ صحت اور باعث حدوث امراض ہین جیسا
کہ کتب طبیہ مین مفصل مذکور ہے بلکہ انسان کو ہمیشہ ایک انو

اوٹھاکر اور ایک کو تہ کرکے یا پالتی مار کے بٹھینا چاہیے اور دو
زانو ہوکر بٹھینا سوا حدمت امرا و سلاطین و بزرگان دین
و جدّ و آبا و بزرگ ترین اقربا کے زیبا نہین ہے اسوجہ سے
کہ موجب کلفت و باعث کمزوری اعصاب وغیرہ کا ہے
اور یہ بہی خیال رکہے کہ سرزانو پر نہوڑا کر یا ٹہڈی کو ہتھیلی پر
رکھکر یا سر ٹیک کر نہ بیٹھے کہ ایسی نشست سے حزن و ملال و
کسل و اضمحلال ظاہر ہوتا ہے اور گردن کج کرکے بہی نہ بیٹھے
کہ شریان کو اذیت ہوتی ہے اور بعض طالب علمون کی
یہ عادت ہوجاتی ہے کہ دونو کہنیان ٹیک کر اور دونو زانو
تہ کرکے پیٹ کو رانون پر رکھکے مطالعہ کرتے ہین ہرچند کتاب
سے انکھون کو قربت ہوتی ہے مگر اولاً تو ہضم پیدا کرتا ہے
ثانیاً باعث ضعف بصر ہوتا ہے بلکہ ہمیشہ کتاب بلند چیز پر
رکھے اور خود سیدہا بیٹھکر مطالعہ کرے اور کتاب کو سینہ پر
رکھکر اور چت لیٹ کر بہی مطالعہ نکرے اور مونچہونکو
بل اور تاؤ نہ دے کہ تفتیل شوارب کی سخت ممانعت ہے
اور یہ بہی خیال رکہے کہ غیر صحبت مین بیٹھکر زور سے
نہ چھینکے اور انگڑائی اور جمائی نہ لے بعض لوگونکی یہ عادت ہے

کہ جمائی یا انگڑائی مین آواز بہی ایک طرح کی نکالتے ہین یہ
نہایت معیوب ہے اور ناک چھنکنے مین آب بینی کو لوگونکے
آگے نہ پہینکے اوگالدان وغیرہ مین احتیاط سے رکھکر ناک
کو رومال سے پاک کرے اسیطرح جیسے تہوکنے مین احتیاط رکہے
اگر ضرورت کسی امر کی مخالف آداب مذکور کے ہو تو نہایت
سلیقے سے عمل مین لاوے کہ اہل صحبت کو ناگوار نہو اور
لعاب دہن کو یا آب بینی کو خالی ہاتھہ سے یا آستین سے یا
دامن سے نہ پونچھے بلکہ اس ضرورت کے واسطے دستمال
ہر وقت ہاتہہ یا بغلمین رہے کہ وقت پر کام آوے اور
پان کہاکر پیک اور اوگال بے قرینے نہ پہینکے کہ بد تمیزی
اور بدنمائی کا باعث ہے ۔ اگر کبھی صحبت بزرگ مین وارد
ہو تو اپنے مرتبے کے لائق جگہ تجویز کرکے بیٹھے نہ تو بالاتر
بیٹھے کہ بموقع بیٹھنے سے کوئی مانع ہو اور نہ پایئن کہ بے وقعتی نہو
اور خیال رہے کہ بیٹھنے مین یا اوٹھنے مین یا زانو بدلنے مین پائجامہ
کا پائنچا کھل نجائے یا دامن آگے سے اُٹھہ نجاے اور بزرگون
کے سامنے لیٹنے کا ارادہ نکرے بلکہ اگر اونگھہ یا نیند معلوم ہو
تو صحبت سے اوٹھہ جائے یا باتون مین نیند کو ٹال دے

اگر اہل محفل سونے کی ارادے مین ہون تو خود بھی لیٹ رہے اگر
چہ نیند معلوم ہو مگر سونے مین اسکا خیال رکھے کہ منہ کے بہل نہ لیٹے
بلکہ چت بھی کم لیٹے خصوصًا وہ شخص جسکے لیٹنے مین گلے سے آواز
نکلتی ہو اور سوتے مین خرّاٹے لیتا ہو کہ چت لیٹنے مین خراٹا زیادہ
بلند ہوتا ہے اور بعض اشخاص کی عادت ہو جاتی ہے کہ پلنگ
پر سیدہے نہین لیٹتے سر کہین پاؤن کہین اس سے احتیاط کرے
اور بعض اشخاص سونے مین دانت کرکراتے ہین یہ بھی نہایت معیوب
ہے اور طریقہ اوسکے زوال کا بعض ادویہ کا استعمال کرنا اور کچھہ
منہ مین رکہکے سو رہنا اور حتی الامکان سونے مین تنہائی اختیار
کرنا چاہیے جیسا شاعر کہتا ہے ~ تا توانی خفت بے جفت + کہ
دو آدمیون کا ملکر سونا باعث اضمحلال قوت نمو اور مانع گذر ہوائے
فضا ہوتا ہے خصوصًا بچّون کو زیادہ تر اکیلے سلانے کی ضرورت
ہے کہ اونکو ہوائے فضا اور تلطیف مسام کی واسطے زیادتی قوت
نمو کے زیادہ احتیاج ہے مگر اکیلے لٹانے مین خوف ہے پلنگ پر سے
زمین پر گر پڑنیکا پس گہوارہ مین سلاخین لگا کر دیوار قایم کرے
کہ ہوائے فضا کی بھی مانع نہو — خلاصہ یہ ہے کہ ہر امر مین فوائد
عقلی اور مصالح طبی کی مراعات کے ساتھہ شائستہ لوگون کے طریقہ کو

ملحوظ خاطر رکھے اور اونہین افعال پر اپنی طبیعت کو عادی کرلے اگر دقت معلوم ہو تو اوسوقت یہ خیال کرے کہ زحمت اس عادت کے ترک کرنیکی کہین سبک ہے اوس فضیحت و ملامت کے سامنے جو جلسۂ احباب مین اونکے خندہ زنی اور ناگواری سے حاصل ہوگی اور کوئی عادت ایسی نہین ہے کہ ارادہ اور تہیا کرنے سے ترک نہو جائے پس ایسے خیالات کو ذہن مین مرتکز کرنے سے ترک و اختیار عادت مین نہایت سہولت و آسانی واقع ہوگی اور تہوڑے ہی عرصہ مین اخلاق حمیدہ کا عادی ہو جائیگا **سوال** بادشاہ نے کہا الحق آپنے کسی امر جزئی کو کمتر فروگذاشت فرمایا اور بہت تفصیل سے آداب نشست و برخواست کو بیان فرمایا خداوند کریم آپکو اجر جزیل عنایت فرمائے اور مجھے توفیق اسکی پابندی کی عطا کرے اب مین چاہتا ہون کہ آپ اسیکے ذیل مین آداب طعام خوری کو بھی بیان فرمائیے **جواب** حکیم صاحب نے عرض کی بہت مناسب فقیر تربیت اطفال کے ذیل مین گزارش کرچکا ہے کہ لڑکون کو اوقات متعدد مین غذا دینا اور سیر ہو کر نہ کہلانا بہتر ہے بہ نسبت اسکے کہ ایک وقتمین یا دو وقتمین شکم سیر ہو کر کہلائین تا کسل و اضمحلال پیدا نہو

پس جوانون کو بہی اسکی عادت کا ہونا بہتر ہے اسواسطے کہ جب
معدہ غذا سے خالی ہوگا رطوبات بدن کو جذب کریگا اور علم
طب مین یہ امر ثابت ہوچکا ہے کہ صفرا رقیق ہے نہایت تیز
اور تند اسوجہ سے پہلے صفرا داخل معدہ ہوتا ہے اور اوسکے بعد
رقیق رطوبتین بلغمی وارد معدہ ہوتی ہین اور بسبب حرارت معدہ
کے جلد جلکر مفاسد پیدا کرتی ہین پس کسیوقت مین معدہ کا بالکل
خالی رہنا مناسب نہین اسیوجہ سے اوقات غذا کا متعدد ہونا
ضرور ہے اور بہترین اوقات غذا تین ہین اولًا صبح کا وقت جسے
ناشتا کہتے ہین اسواسطے کہ نہار شکنی سے قوت اور توانائی
حاصل ہوتی ہے مگر صبح کو سیر ہوکر نہ کہانا چاہیے بلکہ نہایت سبک
غذا کا استعمال لازم ہی تاگرانی غذا کی ثقلی طبیعت کے باعث نہو دوسرا
وقت دوپہر کہ اوسوقت کسیقدر سیر ہوکر کہانا چاہیے مگر نہ
اسقدر کہ کسل پیدا کرکے دن کے سونے کی عادت ڈالدے
ہرچند حکما نے دوپہر کی غذا مین سیر خوری کو پسند کیا ہے اسوجہ سے
کہ حرکت جلد تحلیل کردیتی ہے تیسرا وقت شام کا ہے یعنے بعد
غروب آفتاب سے پہر رات گذرے تک زیادہ تاخیر نکرنی چاہیے
کہ باعث غلبۂ نوم اور تاخیر بیداری کا ہے اسیوجہ سے حکما اکثر

غذا مین قلت کرتے ہین حالانکہ معمول یہ امر اکا بالعکس ہے ۔
مگر پابندی اوقات مین زیادہ تر دخل عادت کو ہے اور خلاف
عادت کرنا باعث مضرت ہے ہان بچون کو اگر ممکن ہو تو
ابتدا سے انہین اوقات کا عادی کرین اور سب سے مقدم یہ
امر ہے کہ بہوک پر کہانا کہائین اور بدون اشتہائے صادق
ہرگز غذا نہ کہانی چاہیے کہ موجب سوء ہضم و مفاسید کثیرہ کا ہی
البتہ حفظ عادت کیواسطے ترک غذا مضر ہے اوسوقت مین تقلیل
لازم ہے ۔ اور عمدہ ترین غذا وہ چیز ہے جسکی مقدار قلیل ہو جوہر
لطیف زیادہ ہو بشرطیکہ اکثار و زیادتی نہونے پائے ۔ اور
ہمیشہ غذائے لذیذ خوشگوار خوش ذایقہ کا استعمال کرنا چاہیے کہ
بسبب رغبت طبیعت کے معدہ قبول کرتا ہے اور ہضم جلد
ہو جاتا ہے زیادہ تفصیل اقسام غذا کے اور فواید ہر قسم کی غذا کی
متعلق علم طب کے ہین اور اخلاق سے اوسکو تعلق نہین ہے
اطبا اور حکمانے مخصوص کتب مبسوطہ اس فن خاص مین تحریر فرمائی
ہین اور جملہ تغیرات بنابر مناسبت فصل و موسم و خلقت و ضعف
و قوت مادہ کے معین کیے ہین جیساکہ قانون مین شیخ نے اور دیگر
اطبا نے اصول طب مین لکھا ہے مین اوسکو بخیال طول تقریر

عرض نہین کر سکتا مگر خلاصہ یہ ہے کہ ہمیشہ غذا مین زیادہ تر فائدہ وقوت وحفظ صحت کو ملحوظ رکھنا چاہیے اور غذا کے پکانے مین صفائی ظروف کی مقدم ہے اور لطافت اشیا کی اور پاکیزگی پکانیوالے کی ضرور چاہیے اور گرد وغبار و مور و مگس سے بچانا چاہیے بلکہ حتی الامکان بند ظروف مین کہانا پکانا چاہیے مگر ڈہکنون اور سرپوشون مین منافذ اور سوراخ ہونا ضرور ہین اسوجہ سے کہ بخارات غذا یعنے بہاپ بند ظرف مین اوپر سے ٹپک کر شریک غذا ہوتی ہے اور سمیت پیدا کرتی ہے اور ظروف غذا پکانیکے لوہے یا پھول کے افضل ہین کہ اطبا بھی اسکی تعریف کرتے ہین اور مقوی جانتے ہین بہ نسبت تانبے یا پیتل کے خصوصًا ایسی غذا کیواسطے جو دیر تک پکائی جاوے اور دہنیت اور رطوبت زیادہ رکہتی ہو یا ترشی شریک ہو کہ کساؤ تانبے کا مورث امراض شدیدہ مثل جذام وغیرہ کے ہے اسیطرح مٹی کے ظرف مین بھی ایک مرتبہ سے زیادہ کہانا پکانا نہ چاہیے بلکہ پتھر کے ظرف مین بھی پانچ مرتبہ سے زیادہ پکانیکی اجازت نہین ہے اسوجہ سے کہ منافذ اسمین زیادہ ہوتے ہین اور اجزا غذا کے بھر رہتے ہین آخر شریک غذا ے تازہ ہو کر نقصان پیدا کرتے ہین اور مورث

امراض ہوجاتے ہین — بہرطور جو ظرف ہو اوسکا قلعی دار ہونا اور
زنگ وغیرہ سے صاف رکھنا نہایت ضروری ہے اور جھوٹھی برتن
کھلے ہوئے یا بند رکھنا موجب کثافت ہوائے خانہ ہے اور جانوران
خانگی کے بجس اور خراب کردینے کا سبب ہے اسیطرح گھڑے
اور صراحیان گلاس آبخورے کھلے نہ رہنے چاہیئن اور اگر مٹی کے
ہین تو جلد جلد بدلنا اور کورے کورے ظرف مین پانی پینا علاوہ
خوبی و مرغوبی و تمیز کے باعث حفظ صحت ہے اور جب غذا
پک کر تیار ہو نہایت نفیس دستر خوان بچھاکر ظروف چینی یا سفالین
مین کہانا کہائے اور لطافت اور عمدگی ظروف مین اہتمام کرنا چاہیے
تاکہ باعث رغبت اور میل طبیعت کا ہو اور دستر خوان پر چند
ظروف خالی بہی رکہنی چاہئی تاکہ غذا کا متفرق کرنا آسان ہو اور
کوئی ظرف ہڈیون کے رکہنے کیواسطے اور فضلات زائد کو جمع
کرنیکے واسطے ضرور ہے تاکہ دستر خوان خراب نہو — اور ہر قسم
کے اغذیہ ہر شخص کے سامنے برابر رکہنے چاہیے تاکہ ضرورت مانگنے
کی یا اوٹھانے کی نہ پڑے اور اہتمام بلیغ اس امر مین کرنا چاہیے
کہ مکھیان جمع ہونے نپائین بلکہ ہر شخص یا دو شخصون کے درمیان
مین ایک دو آدمیون کو رومال ہلانا چاہیے — اور ازین قبیل ہر طرح کا

جب کہانا کہانیکا ارادہ کرے تو پہلے ہاتھ منہ ناک پانی سے
پاک کرلے تب دسترخوان پر حاضر ہو اگر کسی صحبت غیر مین
مہمانی کا اتفاق ہو تو ابتدا خود نکرے بلکہ میزبان و حاضرین کی حالات
پر نظر کرے جیسا وہ سب کرین خود بہی کرے اگر خود میزبان ہو
پہلی آپ کہانیکا لگا لگائے اور کہانا کہانیمین لباس کو آلودہ نکرے
بلکہ لقمہ بہی کو تین اونگلیون سے اوٹہاوے مگر وہ اونگلیان جو
خالی ہون اونکو لقمہ والی اونگلیون سے ملا ہوا رکہے اور لقمہ بہت
بڑا نہ اوٹہائے اور منہ کو بہت نہ پہیلاوے اور دیر تک لقمہ
منہ مین نہ چباوے اور بار بار اونگلیونکو نہ چاٹے اگر دسترخوان پر
بہت سے اقسام کہانے ہون تو مہمان کو چاہیے کہ بجز اوس
چیز کے جو اپنے سامنے رکہی ہو دوسری طرف نگاہ نہ ڈالے اور
میزبان کو ہر مہمان کے کہانیکا دیکہنا ضرور ہے تاکہ جو چیز جسکے سامنے
صرف ہوگئی ہو یا کم ہو بڑہادے اور کسی قسم کے کہانیکو اپنے واسطے
دسترخوان پر خاص نرکہے بلکہ کوئی قسم عمدہ کہانیکی تہوڑی ہو اور
کہانیوالے زیادہ ہون تو اوس چیز کو خود نکہائے مہمانونکے آگے
بڑہاوے اگر خود مہمان ہو تو تنہا نہ کہائے بلکہ میزبان کو شریک
اپنا کرے اور روٹی کو شوربے مین اسطرح ڈبوئے کہ سب اونگلیان

آلودہ ہوں اور جو دوسرا شخص ساتھہ کہاتا ہو اوسکے کہانے پر نگاہ
نکرے جسقدر کہائے اپنے سامنے سے کہائے اور ہڈی وغیرہ
جو چیز منہ سے نکالے اوسکو روٹی یا دسترخوان پر نرکہے بلکہ طرف
جدا لگا نہین رکہنے اگر ایسا ظرف مہیا نہو تو روٹی سے یا اور کسی چیز
سے چہپا کر رکہے اگر ہڈی یا اور کوئی چیز منہ سے نکالے تو اسطرح
سے کہ دوسرا ندیکہے اور بقیہ کہانیکا ایسا چہوڑے کہ دوسرا شخص
کہانے سے نفرت نکرے اور میزبان کو لازم ہے کہ سب سے پیشتر
ہاتھہ کہانے سے نکہینچے بلکہ جبتک سب فارغ نہولین خود اندک
اندک مشغول رہے اگرچہ آسودہ ہوچکا ہو اور جسوقت سب ہاتہ
کہینچ لین خود بہی ہاتھہ اوٹہائے اگرچہ بہوک باقی ہو مگر اپنے گہر مین
اور تنہائی مین اختیار ہے اور جن افعال سے اپنی طبیعت نفرت
کرتی ہو وہ فعل خود بہی نکرے اگر درمیان کہانا کہانیکے پانی
پینے کی حاجت ہو تو پانی اسطرح سے پئے کہ منہ سے اور حلق
سے آواز نہ پیدا ہو اور کہانا کہانیمین بہی اسبات کا لحاظ رکہے
کہ آواز نہ نکلے جب خلال کرے اور کوئی چیز خلال سے جدا ہو اوسکو
ایسے موقع سے پہینکے کہ لوگ نفرت نہ کرین اگر درمیان مین کسی
جماعت کے بیٹہا ہو تو خلال کرنیمین توقف کرے اور جب ہاتھہ

سوال عادل شاہ نے پھر فرمایش کی کہ جناب حکیم صاحب آپنے
لڑکون کی تربیت مین ریاضت کی تاکید فرمائی اب مین چاہتا ہون
کہ آپ ریاضت کے اصول قواعد بھی بیان فرمائین کہ اس امر سے زیادہ تر
لوگ اجنبی ہین جواب حکیم صاحب نے عرض کی حضور اصول ریاضت
کو حکمانے حکمت اخلاق مین کمتر ذکر کیا ہے اسوجہ سے کہ بالذات
تہذیب اخلاق مین زیادہ دخل نہین رکھتی مگر حسب الارشاد آپکے
ریاضت کی ضرورت اور بعض اقسام ذکر کرتا ہون اسوجہ سے
کہ ریاضت معین اخلاق و رافع کسل و اضمحلال و باعث اعتدال
قوت و اکتساب معیشت و تحمل مشقت و حفظ صحت ہی
اسواسطے کہ علم طب مین اچھی طرحسے ثابت کیا گیا ہے کہ جو غذا
انسان کے معدہ مین جاتی ہے وہ تمام جزو بدن نہین ہوتی بلکہ
ہر ہضم مین کسیقدر باقی رہجاتی ہے اگر یہ بقیہ زائل نکیا جاوے
اور تحلیل نہو تو تھوڑے ہی زمانہ مین جمع ہوکر مفاسد عظیمہ برپا
کرے پس احتیاج ایسی چیز کی ہوئی جو اس بقیہ کو تحلیل کرے اور
اوسکا طریقہ سوا ریاضت کے کوئی مفید اور بہتر نہین ہی اسیوجہ سے
شیخ نے لکھا ہے کہ اگر اپنے قواعد کے ساتھ ریاضت کیجائے تو
ہر قسم کی دوا کے استعمال سے مستغنی کردیتی ہے اور بعض اطبا تحریر

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

فرماتے ہین کہ اکثر ضعف و نحافت بلکہ مرض دق ریاضت نکرنیسے
حادث ہوتا ہے تو ریاضت سے بڑھکر باعث حفظ صحت و اعتدال
مزاج کوئی دوسری چیز نہین پس ریاضت کی دو قسمین ہین ایک
ریاضت عامہ جس سے تمام بدن کو قوت ہوتی ہے جیسے کشتی کرنا دوڑنا
گھوڑا دوڑانا آہستہ آہستہ رفتار کرنا اسے ریاضت کلی بھی کہتے ہین
دوسرے ریاضت خاصہ جس سے ایک یا دو عضو کو اثر پہونچتا ہی جیسے
آواز بلند سے پڑھنا کہ اس سے دماغ کی ریاضت ہوتی ہی اور پتھر کا
اوٹھانا مگدر کا ہلانا سخت کمان کا کھینچنا گینڈ کا کھیلنا جو رنگ کا لگانا
دونو ہاتھون کو گردنکو سینے کو شانون کو پشت کو فائدہ پہونچاتا ہے
اور تیز رفتار کرنا پاؤنکو کمر کو زیر ناف سے تا ناخن پا مفید ہے
خلاصہ یہ کہ جس عضو کو ریاضت مین زیادہ مشقت اور محنت
ہوگی اوسکی قوت زیادہ ہوگی جیسے تقریر کرنیسے قوت بیانیہ
اور تفکر سے قوت متفکرہ زیادہ ہوتی ہے مگر ہمیشہ ریاضت مین
تین امور کا لحاظ پر ضرور ہے اول حالت و کیفیت مرتاض کا
یعنے جو شخص ریاضت کرتا ہے اوسکو لحاظ اس امر کا ضرور ہی
کہ اپنے مزاج کی ماہیت کو دیکھلے اگر مرطوب حار مزاج یا بارد
ہے تو ریاضت اوسکو نفع کریگی اگر مزاج اوسکا حار یابس ہے

تو ریاضت مضر ہوگی خصوصًا سخت ریاضتین یا دیر تک اشتغال کرنا
پس ایسے شخص کو سہل و آسان و کم مشقت ریاضتین کرنی چاہیین
اور رفتہ رفتہ طبیعت کو عادی کرنا چاہیے دوم وقت اور زمانہ
ریاضت کا ہر فصل مین مختلف ہے مثلاً ربیع مین ظہر کے وقت گرمیون مین
اوّل روز جاڑون مین آخر روز یا بعد طلوع آفتاب بلکہ ہمیشہ ریاضت
ایسے وقت مین کرنی چاہیے کہ غذا قریب ہضم ہو اور اجزائے
فضول یعنے پیشاب پاخانہ دفع کر چکا ہو سوم مقدار ریاضت
کا بہی خیال رہے یعنی اوس مقدار تک ریاضت کرنی چاہیے جبتک
تازگی اور بشاشی چہرے کی باقی رہے پس اگر کثرت مشقت
سے چہرے پر افسردگی محسوس ہو فوراً ترک کرے اگر کسی عضو
خاص کی ریاضت کرتا ہے یا ریاضت عام تمام اعضا کی تو اسکا
خیال رہے کہ تہک کر سست نہو جائے بلکہ چستی و چالاکی کے
ساتہہ کرتا رہے جسوقت کسیقدر کسل پیدا ہو چہوڑ دے
اسیطرح جسوقت تک اعضا مائل فربہی و قوّت ہین ریاضت کرے
جسوقت ضعف پیدا ہو جاے ریاضت کو ترک کردے یا کم
کردے کہ ایسی حالت مین ریاضت بہی نقصان عظیم پیدا
کرتی ہے خلاصہ یہ کہ ریاضت اوسی حالت مین مناسب ہے

جب تک ضرورت ہو اور اسیطرح کرنی چاہیئے جو عقلاً نافع ہو خصوصاً بچون کے واسطے زیادہ تر اس امر کی ضرورت ہے کہ خود وہ اپنے حالات کی تمیز نہین کر سکتے اور سبب اسکے کہ اکثر ضیافتون مین لعب و بازی شریک ہے ہمہ تن رغبت کرتے ہین مگر بسبب مخالفت مزاجی کے مضر ہوتی ہے —— زیادہ تفصیل اسکی کتب طبیہ اصول حکمت بدنی ہین دیکھنا چاہیئے اخلاق کے متعلق اسیقدر ہے کہ اخلاق بد کی عادت نہونے پائے جیسے حالت ریاضت مین اکثر لڑکے شرط کرتے ہین اور ایک دوسرے پر فخر و مباہات کرتا ہی یا افراط مین اوقات عزیز کو رائیگان کرتا ہے تحصیل کمالات و تکمیل ملکات سے قاصر رہتا ہے بلکہ حتے الامکان ایسی ہی ریاضت کرنی چاہیئے جس سے دوہرے فائدے حاصل ہون فائدۂ ریاضت بہی اور تحصیل کسی علم وفن کی جیسے گھوڑ چڑہنا تیر اندازی برچھی بکیتی وغیرہ اور ہمیشہ ایسی ریاضتون سے پرہیز کرین جنسے حسن اخلاق کو نقصان پہونچے اور عادات بد قایم ہوجائین کہ بعد خوگر ہوجانیکے چھوڑنا بہت سخت و دشوار ہے ؎ آہنے را کہ مورچانہ بخورد + نتوان برد ازو بصیقل زنگ + اِنَّمَا الْعَادَۃُ کَالطَّبِیْعَۃِ الثَّانِیَۃِ لِلْاِنْسَانِ

کہ جناب حکیم صاحب اب مین یہ چاہتا ہون کہ آداب لباس بھی بیان
فرمائیے **جواب** حکیم صاحب نے فرمایا کہ اے جہان پناہ زیادہ
تفصیل کا عرض کرنا حکمتِ اخلاق کے متعلق نہین ہے بلکہ مختصرًا
چند اصول لباس کے گزارش کرتا ہون ظاہر ہے کہ صورتِ لباس کی
ہر قوم اور ہر ملک اور ہر مذہب اور ہر قسم اور ہر درجہ کے لوگون کی
مختلف ہے پس لباس کے اخلاق ایسے ہونے چاہیے جسکی عمدگی
اپنے جنس کے لوگون کے نزدیک قابل مدح ہو اسواسطے کہ ہر شخص
کی معرفت ظاہر مین وضع و لباس سے متعلق ہے جیسے بڑے بڑے
شہرون مین مختلف ملکون اور مختلف لوگون کے مذہب و ملت
و سکونت و مملکت کی شناخت لباس سے ہوتی ہے اور دنیا کے
میل جول خلط و ارتباط بدون اتحاد و موافقت اخلاق کے کب
محکم رہتے ہین پس طالبِ حسنِ اخلاق کو لازم ہے کہ ہمیشہ اوسی وضع
و لباس کو اختیار کرے جو اوسکے طریقے کے مہذب لوگون کو
پسند و مرغوب ہو اور فوائد حکمیہ کے بھی مخالف نہو سو وجہ یہی
ایک جنس کو جنس مخالف کی مشابہت اختیار کرنا اور اپنی
جنس کی وضع کو ترک کرنا مذموم ہے یہی منشا حدیث تشبہ
کا ہے ہر چند حقیقت مین وضع و لباس کو کسی مذہب کے اصول

اعتقادی مین دخل نہین ہے مگر چونکہ ظاہر کا مدار اسپر ہے اور باطن
کا حال معلوم ہونا مشکل ہے لہذا ظاہر کو بھی دلیل اپنے باطن کے
کرنا عقل و حکمت سے ضرور ہوا الحاصل کسی طرح کا شخص ہو حکمت
اخلاق کی رو سے اوسکو لباس کا پابند ہونا اور اپنی وضع کا قایم رکھنا
ضرور ہے **اما آداب لباس** پس جہان تک امکان ہو صاف
و شفاف رکھنا چاہیئے میلے کچیلے کپڑے نہ پہننا چاہیے کہ علاوہ
حدوث امراض کے ناگواری او نفرت خلق کا باعث ہے
بلکہ موافق اپنی حیثیت کے ہر روز یا دوسرے روز لباس کا
بدلنا اور دہلوانا ضرور ہے خواہ امیر ہو خواہ فقیر منتہا یہ کہ اگر عمدہ
کپڑے متعدد نہین بنا سکتا تو کم قیمت اور ادنے درجہ کے کپڑونکو
اوسیقدر مین متعدد کرے یا ایکہی لباس کو کئی مرتبہ دہو کر صاف
کرے اور اوٹھتے بیٹھتے مین ہمیشہ لباس کو چرک و گرد و غبار سے پاک
رکھے اور حتے الامکان بے احتیاطی سے خراب نہونے دے دہبا
اور نجاست لباس مین نہ آنے پائے اور ایسے افعال و اعمال و حرکات سے
بلاضرورت درگذر کرے جس سے کپڑے پہٹتے ہون یا خراب ہوتے
اگر پیشیہ سے مجبور ہے تو اپنے طریقہ کسب کے مناسب لباس
علیحدہ کر دے اور ملاقات احباب اور آمد و شد کا لباس دوسرا

رکھے تا کسب معیشت مین مضر نہو اور احباب کی نفرت کا بھی باعث نہو بلکہ
صاحبان ثروت و اقتدار کو ہر قسم کی ضرورت کا لباس علیحدہ رکھنا
چاہیے اور اوسکے وضع و طریقہ مین اوسی کام کی مصلحت کو مقدم
کرنا چاہیے مثلاً زراعت کے لباس کو ڈھیلا باریک آسایش دینیوالا
گھوڑے کی سواری و ریاضت و مشی و رفتار مین چست و خشن دربار
حکام و امرا و سلاطین مین اونکے احکام کے موافق ملاقات
احباب و اصدقا مین اونکی پسند و خوشی خاطر کے مناسب صحبت
علما و اہل کمال مین اونکی جلالت و مرتبت کے مقتضی غیر مقام پر
کسیقدر مکلف مسافرت مین رنگین و گلفت تقریبات سرور
مین ہزیتن و فرحت خیز محافل تعزیت مین مشعر حزن و ملال اپنی
صحبت مین سادہ و بلا تکلف و علیٰ ہذا القیاس ہر مقام اور ہر موقع
کے مناسب لباس کا ہونا چاہیے بشرطیکہ اپنی تہذیب اور مذہب
و ملت و پابندی وضع کے خلاف نہو اسیطرح ہر موسم کے
موافق لباس کا ہونا ہر چند کسی وجہ سے اسکو زیادہ احتیاج
اوسکی نہو مثلاً جاڑون کی فصل مین سرمائی لباس پہنے اگرچہ
اسکو سردی بسبب حرارت مزاجی کے کم معلوم ہوتی ہو اور
گرمیون مین ٹھنڈا اور ہلکا اور ازین قبیل مراعات زمانہ کی بھی

چاہیئے عام لباس ہمیشہ موٹا اور گندہ پہننا چاہیے کہ ایسا باریک لباس
جس سے بدنکی رنگت نمود ہوتی ہو نازیبا ہے علاوہ بدخلقی کے
مضر جسم بھی ہے خصوصاً موسم گرما مین حالانکہ گرمی مین زیادہ باریک
کپڑے پہنتے ہین یہی زمانہ باد سموم کے چلنے کا ہو پس اگر لباس کلفت اور
موٹا بدن پر ہوگا تو کسیقدر صدمہ ہوا سے بچائیگا رنگ لباس کا بھی
ایسا ہو کہ اہل تہذیب اوسکا استعمال کرتے ہون جیسے نہایت
شوخ سرخ رنگ کو مہذب اشخاص مکروہ و معیوب جانتے ہین اور
لباس کا معطر اور خوشبودار ہونا بھی موجب مقبولیت طبائع
خلق ہے اور باعث فرحت و مسرت کپڑے ہمیشہ
چست و درست ہونے چاہیے کہ انسانکو کسیوقت مین معذور
و مجبور نکرین تکلیف کے باعث نہون نشست و برخاست
مین تکلف پیدا نکرین اور ایسے کپڑیکا لباس ہونا چاہیے جو مفید ہو اور
مضر نہو اور ایسے کپڑے جو عورتون کے پہننے کے لیے مخصوص ہین
مردون کو پہننا نچاہیے اور جو مردون کو زیبا ہین وہ عورتون کو
نہ پہننا چاہیے کہ دونو امر اچھے نہین ہین اور خلاف ہین وضع اصلی
کے اور ہر حال مین ہر شخص کو اپنی حیثیت و قدرت و معیشت
کے مناسب لباس پہننا چاہیے حیثیت سے کم ہونے مین خست

ہے اور زاید مین اسراف ہے خلاصہ یہ کہ ہمیشہ لباس مین اون
اصول کا خیال رکھنا چاہیے جنسے انس و عزت زیادہ ہوا ور نگو دی
و تنفر کا باعث ہو کہ النّاس باللباس ضرب المثل ہے بلکہ اکثر حالات
انسانی و افعال نفسانی بذریعۂ لباس درست بھی ہوتی ہین اور اسی وسیلہ سے
پہچانے بھی جاتی ہین سوال ادائے حقوق والدین کا طریقہ بیان کیجئے
جواب واضح ہو کہ حق سبحانہ تعالے نے رضاجوئی اور اطاعت
والدین قرآن مجید مین مکرّر ذکر فرمایا ہے اور حقیر نے بیان فضیلت
عدالت مین حقوق والدین کو مجملاً گذارش کیا ہے کہ بعد اون
نعمتون کے جو پروردگار کی طرف سے بندون پر نازل ہوئی ہین
کوئی چیز زیادہ والدین کے احسان سے نہین پہلا سبب قریب
وجود اولاد کا باپ ہے باپ وہ شخص ہے جسکی ذات سے
وہ فوائد جسمانی حاصل ہوتی ہین جو وسیلے ہین حصول کمالات
کے اور ذریعے ہین بقا وحیات کے اور تدبیر کمال نفسانی بھی باپ
ہی سے متعلق ہے جیسے سکھلانا صناعات کا تعلیم کرنا علوم
دینی و دنیاوی کا بتلانا طریقہ حسن معیشت و حفاظت کا باپ
ہی وہ شخص ہے جو صدہا رنج و تعب و مشقت کو اولاد کیواسطے
گوارا کر کے سامان راحت مہیّا کر دیتا ہے ملک و مال کو ذخیرہ

کرتا ہے اور اپنی بعد کیواسطے اپنا قائمقام کرجاتا ہے دوسرا سبب وجود اولاد کا ماں ہے جو فیض ابتدا و باپ کی طرف سے پہنچتا ہوتا ہے اوسکو ماں قبول کرتی ہے نو مہینہ تک مشقت حمل کو گوارا کرتی ہے وقت وضع حمل درد و مشقت و خوف تلف جان کی متحمل ہوتی ہے دودھ پلانا جو سبب بقا اور مادہ حیات اولاد ہے وہ ماں کے متعلق ہے ماں ہی ایسی ہے جو افراط محبت مین اپنی راحت سے اولاد کی راحت کو مقدم سمجھتی ہے بلکہ اپنی حیات کو اولاد کی حیات سے عزیز نہین رکھتی ہے اور فضیلت عدالت مقتضی اسبات کی ہے کہ بعد حقوق خالق کے کوئی نیکی دنیا کی حفظ حقوق والدین سے زیادہ نہین ہے اور شکر نعمت اونکا اور رضا جوئی اونکی سب باتون پر مقدم ہے ہرچند اطاعت والدین کی ایک جزو اطاعت پروردگار کا ہے مگر ہمیشہ اس اطاعت کو ذریعہ خوشنودی پروردگار عالم سمجھنا چاہیے اسوجہ سے کہ ذات پروردگار معاوضہ نعمت سے مستغنی ہے اور والدین معاوضہ احسان مین اولاد کی محتاج ہین اور امیدوار اسکے ہین کہ اپنے زمان ضعیفی و معذوری مین ویسی ہی راحت پائین جیسی اپنی اولاد کو پہونچائی

تہی اسی وجہ سے احسان کرنا والدین کے ساتھہ اور بجالانا اونکی
خدمتکا عبادت قرار پایا ہے اور پہچاننا اونکے حقوق کا جزو
معرفت پروردگار متصور ہوا ہے ارباب شریعت نے بہی
تاکید اطاعت والدین کی بہت کی ہے پس رعایت حقوق
والدین کے تین طرحسے چاہیے اول محبت خالص رکہنا اونسے
بدل اور رضاجوئی اونکے قول سے یا فعل سے اور تعظیم و اطاعت
و خدمت اونکی بجالانا اونکے مواجہے مین کلام نرم سے گفتگو کرنا
اونکے مقابلہ مین تہ دلسے انکسار و فروتنی کرنا اونکی مخالفت سے
احتراز رکہنا الا اوس صورتمین کہ رضاجوئی والدین کی سبب
مخالفت حکم خدا ہو مگر ایسی صورتمین بہی چاہیے کہ والدین سے
نزاع اور خصومت نکرے اور بلطف و مدارا مخالفت پروردگار
سے محفوظ رہے اور والدین کیطرف سے معتوب و مغضوب
نہو دوم نیکی کرنا اونکے ساتھہ اور اونکے مایحتاج کو بے طلب اور
بے اسکے کہ اونپر بار احسان رکہے بقدر امکان مہیا کر دینا سوم
خیرخواہی اونکی ظاہر مین بہی باطن مین بہی امور دنیا مین بہی امور
آخرت مین بہی اونکی وصیت کی حفاظت و تعمیل اونکے ہدایتکی
حال حیات مین ہو خواہ بعد ممات کے محبت پدر و مادر کی

نسبت فرزند کے طبعی ہے اور محبت فرزند کی نسبت والدین کے
ارادی ہے یہی وجہ ہے کہ والدین کے ساتھ زیادہ احسان
وسلوک کرنیکی شریعت مین تاکید کی گئی ہے بہ نسبت حقوق
فرزند کے مگر ماں باپ کے حقوق مین بہی فرق ہے باپ کے
حقوق بہ نسبت اولاد کے روحانی ہین یعنے فیض باپ کی تربیت
و تعلیم کا اون امور مین نافع ہے جو واسطے تکمیل فضائل
روحانیکے ہین مگر آگاہی حقوق پدر کی بعد کامل ہونے عقل
کے حاصل ہوتی ہے اور حقوق ماں کے جسمانی ہین یعنے
فیض ماں کا اون باتون سے زیادہ متعلق ہے جو راحت رسانی
بدن سے متعلق ہین اسوجہ سے کہ اولاً رحم مین خون مادر کی
غذا پائی ہے پہر دودہ بہی اوسیکا پیتا رہا پہر غذا کی ترتیب
و درستی بہی اوسیکے متعلق رہی اسیوجہ سے بہ نسبت باپکے
ماں کی طرف میلان لڑکونکا زیادہ ہوتا ہے اور ماں کی حقوق
کو جلد پہچان لیتے ہین پس اسی وجہ سے باپ کے ادائی حقوق
مین افعال روحانی سے معاوضہ کرنا چاہیے مثل اطاعت و
فرمان برداری و ذکر خیر و دعا و ثنا کے اور ماں کے ادائے
حقوق مین اون باتونکو صرف کرنا چاہیے جو مال و اسباب عیش و

سامان راحت جسمانی سے متعلق ہون جیسے کہانا پینا لباس وغیرہ
اور عقوق والدین بہی رذیلت ہے مقابلہ مین اس فضیلت کی
یہ بہی تین طرح ہے اوّل ایذا رسانی والدین کے ساتہہ کمی محبت
کی قول سے ہو خواہ فعل سے جیسے نافرمانی اونکے حکم کی اور
ترک تعظیم و تحقیر اونکی غیبت مین یا مواجہہ مین سوء اخلاق کے
ساتہہ موصوف کرنا اونکے افعال و حرکات پر استہزا کرنا اور مثل
اسکے دویم بخل کرنا اونکے مایحتاج بہم پہونچانے مین بیباکی کے ساتہہ
اونکے حال کا تجسس کرنا یا اسباب معیشت کے صرف کرنے مین
قلت کرنا یا عیوض کا طالب ہونا یا اونپر بار احسان رکہنا
یا اونکے ساتہہ خدمت و احسان کرنیکو گران و ناگوار سمجہنا
سوم والدین کے ساتہہ بیپروائی کرنا اونکے امور مین کوتاہی
و غفلت کرنا کیا حال حیات مین کیا بعد ممات اونکی نصیحتون
اور وصیتونکو بیوقعت و بے توقیر سمجہنا جسطرح جسے نیکی کرنا
والدین کے ساتہہ صحت عقیدہ کے ساتہہ لازم ہے اسیطرح
عاق ہونا فساد عقیدہ کو لازم ہے اور جو لوگ رتبہ مین مثل
پدر و مادر کے ہین مانند دادا دادی چچا پہوپہی ماموں خالہ
برادران و خواہران بزرگ ماں باپ کے دوستان حقیقی

کہ یہ سب حکم والدین مین داخل ہین اور رعایت وحرمت اعانت
وامداد اونکے بہی وقت حاجت ہین اوسیطرح واجب ہے اور
جو امر کہ باعث رنج وایذا وسبب ملال وکراہت ایسے
لوگونکا ہو اون سے احتراز اور اجتناب بہ ضرور ہے **سوال**
بادشاہ نے کہا کہ اب طریقۂ سیاست خدام وملازمین وتعابعین کو
بیان فرمائیے **جواب** حکیم صاحب نے عرض کی غلام لونڈیان
نوکر چاکر گہر مین بمنزلہ ہاتھ پاؤن اور دیگر اعضاے بدن کے ہین اسلیے
کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کا کام کردے جبکہ وہ محتاج اعانت
کا ہو تو وہ شخص گویا قایم مقام اوسکے ہاتھ کی ہی ور جو شخص چلکر کام کرلاے وہ
بمنزلہ اوسکے قدم کے ہے اور جو شخص ایسا کام کرے جو اوسکی نگاہ
کے مصروف رہنے سے انجام ہوتا ہو تو وہ شخص بمنزلہ اوسکے
آنکھونکے ہے پس ظاہر ہوا کہ اگر خدام اور تابعین نہون تو صاحب
خانہ کو راحت میسر نہو اگر خود ہی چلنے پہرنیکا کام کرے خود ہی
کہڑے رہنے اور بیٹھنے کا خود ہی مال ومتاع کی نگہبانی وحفاظت
تو رنج ومشقت بہی پے درپے اوسکو عارض ہو ہیبت ووقار
بہی کہٹ جائے کام کا ہرج بہی ہو پس لونڈیون غلامون نوکرون
چاکرون کی ہونیکو حق تعالے کیطرف سے نعمت سمجھکر شکر گذاری

بجالاوے اور اونکو امانت پروردگار سمجھے طرح طرح کی رعایت
وسلوک اونکے ساتھ عمل مین لاوے اسواسطے کہ اس قسم کے
لوگونکو بھی کسل وکاہلی واعضامین ماندگی لازم ہوتی ہے
اور حوائج ضروریہ کے بھی پابند ہوتے ہین اونکے ساتھ شرائط
عدالت و انصاف کی رعایت کرنا چاہیے اور بیجا بدمزاجی اور
جبر وظلم سے اونکے حقمین احتراز کرنا چاہیے بلکہ ہمیشہ عدل و
انصاف سے خدمت کا تعلق کرنا چاہیے تاکہ زیادتی کار سے
اونپر ظلم نہو اور کمی سے اسکا نقصان مال اور ہرج کار نہو اور
علت نوکری یا ملازمت اور اجرت محنت ومشقت
معاوضہ حق الخدمت ضایع نہو اور ہر شخص اپنے کام کو اچھی طرح سے
پورا پورا انجام دے سکے اور کثرت کار سے اہمال اور سستی
کامون مین واقع نہو مگر ایسی سخت گیری بھی نچاہیے جو امکان سے
باہر ہو بلکہ پایۂ عفو ودرگذر کو لیے رہے کہ یہ پیروی ہے
سیاست پروردگار کی نسبت بندونکے اور تابعین
کے ساتھ رعایت مناسب کرنا گویا شکر نعمت پروردگار
بجالانا ہے اور طریقہ اہل خدمت کے بہم پہونچانیکا یہ ہے
کہ پہلے اونکے عیب وصواب کی معرفت تجربہ اور واقفیت

سے حاصل کرے اگر یہ باتین ممکن نہون اور دفعتًا پاس رکھنے کی
ضرورت ہو تو فراست و قیافہ سے آثار و علامات اونکے دریافت
کرین اور اونکی صورت اور مناسبت اعضا سے اونکے حُسن
و قبح پر گمان پیدا کرین جسکی صورت کریہہ اور بعض اعضا اوسکے
نسبت بعض کے خلاف و نامناسب ہون اوس آدمیکو
پاس رکھنا نچاہیے کہ از روئے اکثریت کے خُلق تابعِ خلق
ہے تفصیل اسکی علم قیافہ مین مذکور ہے اور حدیث مین وارد
ہے کہ اُطْلُبُوا الْخَیْرَ عِنْدَ حِسَانِ الْوُجُوْہ یعنے طلب
کرو نیک باتونکو خوشرو آدمیون مین اور صاحبان علت مین
کانی لنگڑے سے امراض مین سفید داغ والے سے اور امراضِ
متعدیہ سے پرہیز کرین بہت تیز طبیعت آدمی سے بہی
احتیاط ضرور ہے اسوجہ سے کہ اکثر ایسے لوگ مکار اور
حیلہ ساز اور خائن ہوتے ہین مع احسب حیا کو پسند کرنا
چاہیے کہ حیا بہترین خصائل ہے اسباب مین اور غلامونکے
واسطے یہ بات خاص ہے کہ جس صناعت کی صلاحیت
اونمین ہو اوسی مین اونکو مشغول کرے اور اونکے امور کا
تکفل کرے اور ایک کام سے دوسرے کام کیطرف اوس

ایک صناعت سے دوسری صناعت کیطرف متوجہ نکرے
بلکہ طبیعت اوسکی جس ہنر کیطرف مائل ہو اور آلات اوسکے
مہیا ہون اوسی پر قناعت کرے کسواسطے کہ ہر طبیعت
مین ایک صناعت خاص کی استعداد ہوتی ہے اور خلاف
اس قاعدے کے کرنا گویا گھوڑیکو ہل مین جوتنا ہے اور بیل کو
سواری مین رکھنا ہے اور جب غلامونکو یا نوکرونکو کسی کام کا
حکم دین اور وہ انکار کرین تو اوسکو مان لینا اور اونکو اوسکام
سے معذور رکھنا بھی نچاہیے کہ دوسرونکو سبب دلیری
کا ہوگا بلکہ اگر عذر اونکا لایق پذیرائی ہو تو اوسکام سے
اونکو معذور رکھین اور دوسرا کام اونکے ذمے ڈالین
جو اوس سے بہتر اور اشرف ہو اور خادمونکے دلمین
اس بات کا سماجانا بہتر ہے کہ ہم ہمیشہ جدا ہوکر کہین امن
و آسایش نپاوینگے ایسی صورت مین خادم وفا اختیار کرینگے
اور محبت و خیرخواہی و نصیحت و احتیاط بجالاوینگے
مگر یہ افعال خیرخواہی و محبت کے اونسے تب صادر
ہونگے جب وہ لوگ بھی اپنے آقا اور مخدوم کے مال و
نعمت مین شریک و سہیم ہوجاوینگے اور اوسکی عزت کو

اپنی راحت اور اونکے رنج و تنگی و مصیبت کو اپنی نسبت موثر سمجھینگے
اور عزل و برطرفی سے ایمن ہونگے جب اونکو یہ تصور رہیگا
کہ مالک ہمارا ضعیف العقل و سست ہمت ہے ہم سے
گناہ و خطا ہونے پر نہ اسے سخت کریگا یا نکالدیگا او سوقت
خدمتکو بطور عاریت کے بجالاوینگے مثال ایسے لوگونکی ڈاکوون
راہزنون سے ہے کسی کام مین نہ مالک کے نقصان کا اندیشہ
رکھتے ہین نہ دل لگا کر کام کرتے ہین بلکہ ہمت اونکی ہمیشہ
اسباب پر مصروف رہتی ہے کہ جسطرح سے ہوسکے روپیہ
جمع کرین تاکہ بروقت آقا سے جدا ہونیکے کام آوے اور
عمدہ بات اہل خدمت کی نسبت یہ ہے کہ باعث اونکی
حسن خدمتکا نہ ضرورت ہو نہ امید ہو نہ خوف بلکہ محبت
باعث ہو اور جو خدمت توجہ خاطر سے ہو وہ خدمت
دوستونکی کہلاتی ہے اور جو خدمت بضرورت یا بامید
ہوتی ہے وہ خدمت تاجرونکی ہے اور جو خدمت بخوف
ہے وہ خدمت غلامونکی ہے اور امور معاش مین خادمونکی
یعنے کھانے پینے کی چیزون مین اونکی کسیطرح خلل نڈالی
بلکہ اپنے حوائج پر مقدم رکھے اور رفع ایذا اونکے جملہ مایحتاج

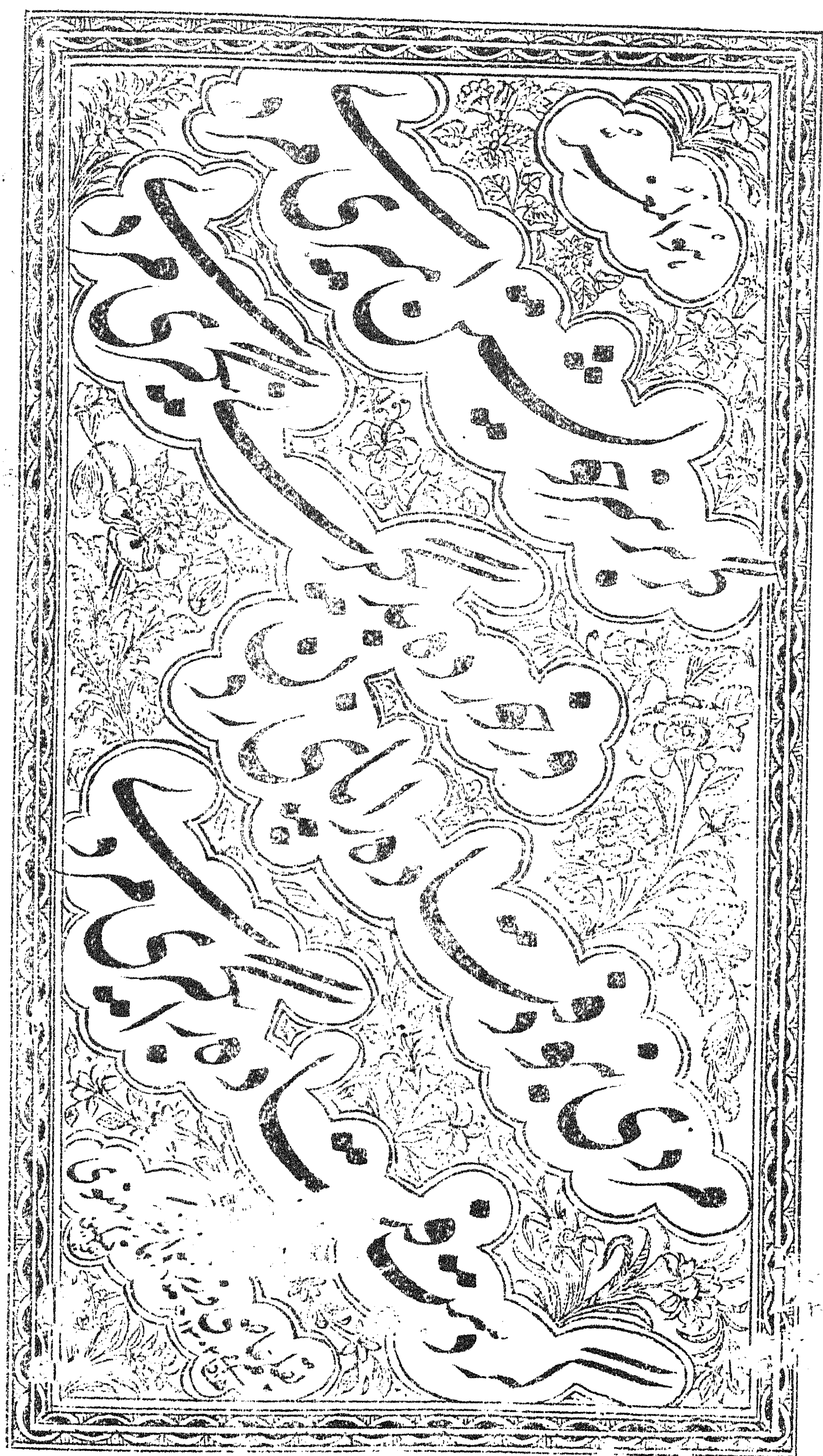
مین ضروری سمجھے اور خدمت لینے مین ہمیشہ خیال رہے
کہ ہر قسم کے کام تقسیم کردین اور ہر شخص کو اوسکے کار معین
کا ذمہ دار بنادین اور دوسریکو اوسکا دخیل نہونے دین تا
اوسے معذرت کی جگہ نہ ہو اگر اشخاص متعدد ایک کام مین
لازم ہون تو اونکو ایکدوسرے سے وابستہ رکھین اس حیثیت
سے کہ ہر شخص اپنے عہدے کا سرانجام کرتا رہے جیسا کہ
کلیۂ تدبیر منزل و تشبیہ طبیب مین گزارش کیا گیا ہے پس جب
ہر شخص نوکر اور ملازم اپنی حالتِ معتدل پر آمادہ اور اپنی
اپنی کام پر مستعد رہیگا اور خوف حساب و کتاب اوسکے
متعلق ہوگا تو ضرور وہ کام عمدہ طور سے انجام پذیر ہوگا
اور جب کل گھر کے اشخاص ملازمین کی یہ حالت ہو جائیگی تو
جملہ اشخاص متعلقین و ملازمین کار متعلقہ کو دل لگا کر انجام
دینگے کاہلی سستی تغافلی حیلہ جوئی ٹال مٹول حوالہ بہر دوسا
نکرینگے مگر صاحب خانہ کو ہر شخص کے کام کی نگرانی اور
محافظت ہر شخص کے لازمی حدود و اختیار کی اور زجر
و توبیخ کاہل و غافل کی اور تحسین و آفرین مستعد و کار
گذار کی ضروری ہی اور ہمیشہ خادمونکی سیاست و اصلاح

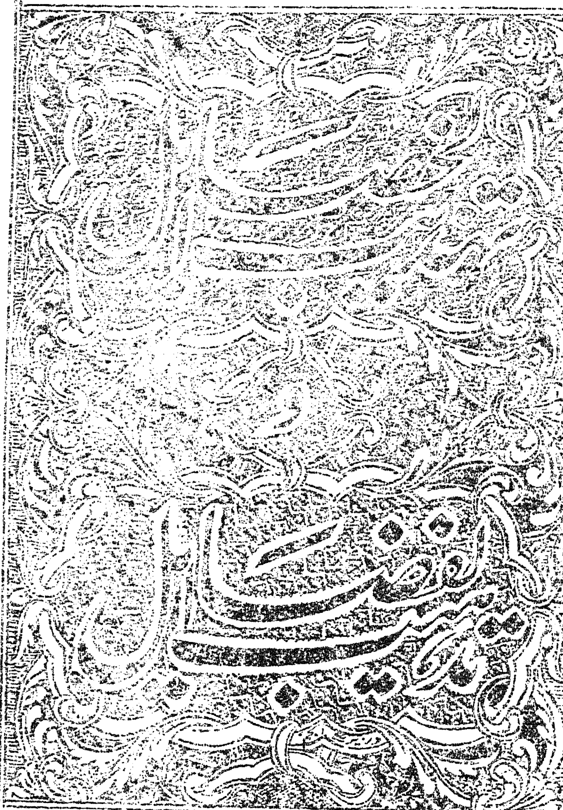
کے مراتب کو نگاہ مین رکہنا چاہیے و اونکی تادیب اور سزادہی کو حسب موقع و محل کے استعمال کرنا چاہیے اور اپنے محل پر عفو کو کام مین لانا چاہیے اسطرح کہ پہلا خادم ہونیکو خطا کرنے پر الزام دین جب وہ اعتراف بقصور کرین تو عفو کرکے آیندہ کیواسطے توبہ کرائین جب بعد توبہ کے پہر ارتکاب گناہ کرین تو اونپر ایسی عقوبت کرین جسمین ایذا زیادہ ہو اور مقدار مین تہوڑی ہو جبتک بیحیائی نہ اختیار کرین تبتک مایوس نہو جب کوئی خیانت یا کوئی گناہ زشت ایسا کرین کہ مذموم ہو اور امید اصلاح باقی نرہے اوسوقتمین مناسب یہ ہے کہ اوسکو جلد دفع کرین تاکہ صحبت اوسکی دوسرونکے خرابی کا باعث نہو اور اونکے خدمت کے واسطے غلام طبیعت آزاد یعنی نوکر کے اسوجہ سے بہتر ہے کہ غلام کو مفارقت آقا سے مایوسی ہوتی ہے اور اسی سبب سے وہ قبول اطاعت زیادہ کرتا ہے اور تعلیم اخلاق سے زیادہ اثر پذیر ہوتا ہے اور جو خدمتین نفسانی ہین جیسے لکہنا پڑہنا اور دیگر فنون شریفہ انکے انجام دہی کیواسطے ایسا آدمی مقرر کرنا چاہیے جو عاقل ہو اور قوت کلام رکہتا ہو اور صاحب حیا و عفت ہو اور تجارت ایسے شخص کے سپرد کرنا چاہیے

جو امانت دار و ہوشیار و کفایت شعار ہو اور کسب مال سے مناسبت رکھتا ہو اہتمام آبادی زمین کیواسطے شخص قوی و جلد کارگذار چاہیے اور چار پاؤنکی حفاظت کے واسطے آدمی قوی دل بلند آواز و کم خواب ہو خادمون مین تین قسم کے آدمی ہوتی ہین ایک حر بالطبع یعنے آزاد مزاج دوسرے عبید الطبع یعنے غلام مزاج تیسرے عبد الشہوت یعنے تن پرور پس قسم اول کو یعنے اون خادمون کو جو آزاد مزاج ہون اور خصائل شریف اور عادات لطیف اونمین پائے جائین اونکو مثل اولاد کے پرورش کرنا چاہیے اور آداب صالح کی تعلیم و تحریص نی چاہیے قسم دوم غلام مزاج یعنے جنکے عادات اسطرح کے ہون کہ بے تہدید کے کام نکرین اونکو مثل مویشی کے رکھنا چاہیے کہ کھانا اونکو پیٹ بھر کے کھلادین اور خاطر خواہ کام لین اگر کام مین کمی کرین تو تادیب سخت عمل مین لائین قسم سوم یعنی تن پرور ذنکو بقدر حاجت و زوال اشتہا دے کر اہانت و ذلت کے ساتھہ کام لین اور یہہ بھی جاننا چاہیے کہ جسطرح ہر مقام اور ہر ملک و ہر شہر اور ہر خطہ کی اب و ہوا مختلف ہے اوسیطرح امزجہ انسانی بھی ایک دوسرے کے خلاف واقع ہوتی ہین

شہروں کے باشندوں کی طبیعتیں گرم بعض شہروں کی طبیعتیں سرد
بعض مقاموں کے طبایع خشک بعض کی تر اور آدمی مناسبت
سے امراض بھی مختلف اور معالجات بھی مختلف ہیں اسی قیاس پر
ہر خطۂ زمین کے باشندے ایک یا چند اخلاق کے ساتھ
موصوف و مخصوص ہوتے ہیں ۔ اہل عرب فصیح دلیر مسافر
پرور صادق مشہور ہیں مگر مغلوب الشہوت جفا پیشہ قسی القلب
بھی ہوتے ہیں ۔ اہل عجم عقل و فراست حسن معیشت و تدبیر
نظم و لطافت اور خوش بیانی کے ساتھ ممتاز ہیں مگر خود نما
سخن ساز یاوہ گو حریص زبان دراز بھی ہوتے ہیں اہل روم
وفادار محبت شعار کفایت پیشہ ہوتے ہیں مگر بخل و
ملامت پسندی بھی اونکی مشہور ہے ترک شجاعت شعاری
و خدمت شایستہ و خوب صورتی سے موصوف ہیں مگر غدار
قسی القلب مشہور ہیں ۔ چینی محنت کش مطیع خدمت گزار
صناع زیرک ہوتے ہیں مگر مغرور بزدل حیلہ ساز بدنیت پست
ہمت بھی ہیں ۔ تبت کے لوگ مضبوط ثابت القول
نیک طینت ہیں مگر سادہ لوح کم فہم بھی ہیں ۔ اہل ہند قوی الحس
کثیر الفہم سریع الوہم اخاذ نقال دراک ہوتے ہیں مگر کوتاہ ہمت

صاحب نفاق بد اندیش بھی ہوتے ہین بنگالی سلیم الطبع مطیع
ہین مگر بدمغز گستاخ کاہل طماع ہوتے ہین — برہما سیام کے
لوگ چست چالاک ہوشیار مگر زود رنج بددیانت بھی ہین
سکھہ پنجابی بڑے جوانمرد ہین مگر مغرور حیلہ ساز — افغان بہادر
جنگی ہوتے ہین مگر بدتمیز بدخلق بیرحم بھی ہین — پس ملازمت
کیوقت اس امر کا لحاظ رکہے کہ وہی کام اوسکے تعلق کرے جسکو وہ
ازروئے خاصیت بلدی اچھی طرح سے انجام دے سکتا ہو وہ کام
متعلق نکرے جسمین وہ بسبب خلقت طبیعت کے مجبور ہے نہ یہ
کہ کسیکے عیب کو دیکھکر ہنر کو بھول جاے یا صفات پر تکیہ کرکے
عیوب کو پیش نظر نرکھے اسواسطے کہ بے عیب خدائی ذات ہے
پس یہ تاثیر بلاد گویا ایک قسم کا تجربہ ہے جیسا تفرس و قیافہ کی نسبت
سابقًا گزارش کیا گیا یہانتک بیان کرکے حکیم صاحب نے عرض
کی کہ جہان پناہ رات زیادہ آچکی ہے حضور کے آرام کا وقت ہے
اب کل انشاءاللہ حاضر ہوکر قانون تمدن عرض کرونگا بادشاہ نے
فرمایا کہ مین آپکی حقیقت کس زبان سے کرون عجب مطالب
آپنے بیان فرمائے خیر اب آپکو بھی زحمت ہے حکیم صاحب تسلیم کرکے
منبر سے اوٹھے عادل شاہ واسطے آرام خاص کے محل مین تشریف لیگئے





فہرست مضامین کتاب

تہذیب الخصائل و تہذیب الفضائل

جلد دوم

مضمون	نمبر صفحہ

جلد پنجم
قانون تمدن

مضمون	نمبر صفحہ

فہرست جلد دوم ہ

صفحہ	مضمون
۱۲	ایک شخص سے اپنے کل ضروریات کا انجام نہ ہونا اور حضرت آدم کی حکایت
۱۳	وجہ اختلاف صنایع کی اور اختلاف طبایع کی اور نقصانات مساوات کی
۱۴	تمدن کے معنے اور مدینہ کی اصطلاح اخلاقی ....
۱۵	ہر شخص کا طالب حشمت ہونا اور ضرورت منتظم کی ....
۱۶	قول حکیم ارسطاطالیس کا اور سیاست کی چار قسمیں ....
۱۸	قول حکیم افلاطون اور ضرورت صاحب ناموس کی ....
۱۹	مدبر عالم کی ضرورت اور احتیاج اسکے قانون کے واسطے نظم عالم کی
۲۰	ضرورت حکمت تمدن کی اور فائدے اسکے ....
۲۱	موضوع حکمت مدنی اور جماعت کے اقسام وغیرہ ....
۲۲	رئیس عالم کا رئیس ہونا اور رئیسوں کے کارہائے لازمی ....
۲۳	گوشہ نشینی وانزوا کا خلاف تمدن ہونا ....
۲۵	اشخاص مفت خور و مردہ سیرت ....
۲۶	طریقہ ربط واتحاد کا اور ضروری ہونا اتفاق کا .....
۲۷	افضلیت محبت کی عدالت پر ہر طرح سے ......
۲۸	اقوال حکمائے قدیم وجدید معنی محبت میں اور حسن محبت میں
۳۰	محبت عناصر ومرکبات وحیوانات ....

فہرست جلد دوم

فہرست جلد دوم ے

بیان اجتماعات مردم و شرح احوال تمدن

فہرست جلد دوم ۶

فہرست جلد دوم ۲

فہرست جلد دوم

نمبر صفحہ	مضمون
۱۶۰	امراض مہلکۂ مملکت
۱۶۲	اقسام سلطنت ازروئے بقا و فنا
۱۶۴	ترجمہ نامۂ ارسطاطالیس بنام اسکندر
۱۶۶	اقسام انسانی ازروئے افعال و اعمال مناسبات سلطنت
۱۶۷	اقسام مردم ازروئے تمدّن
۱۶۹	طریقۂ سزائے اشرار
۱۷۰	شرائط عطایائے شاہی
۱۷۱	شرائط احسان و حکایت امیر تیمور گورگان
	متعلقات عدالت
۱۷۳	سلطنت کا عدالت سے قایم ہونا
۱۷۶	صفائی و حفاظت راستوں کی و جکا مسرور رکھنا رعایا کی بہبودی وغیرہ
	قتال و جدال
۱۷۸	اسباب جنگ و جدل و شرائط معرکہ آرائی
۱۷۹	صفات افسران فوجی و قول اردشیر بابکان
۱۸۰	طریقہ لڑائی کا اور ممانعت قلعہ بندی وغیرہ
۱۸۱	خبرگیری مقتولین و تاج بخشی وغیرہ

فہرست جلد دوم

فہرست جلد دوم ۱۱

فہرست جلد دوم ۱۸

فہرست جلد دوم

عرض مطبع

حضرت خالی الاعظم و مطاعی الافخم * البحر الماہر * والبحر
الذاخر * والمزن الماطر * والسحاب الہامر * المتہجد فی اللیالی
والمتحلی بالمعالی * زبدۃ المحققین * واسوۃ المتقدمین * ذو
الریاستین * وجامع المنزلتین * حضرت استادی جناب مولوی
حکیم سید ظفر مہدی صاحب متخلص بہ اثیم تعلقدار علی نگر
ضلع بہرائچ آنریری اسسٹنٹ کمشنر بہادر رئیس جرول ادام اللہ
انوار افاداتہ ساطعہ * واقمار افاضاتہ طالعہ * نے اس کتاب
سعادت انتساب * ہادی ہر شیخ و شاب * مرغوب اولی الالباب
گوہر شب چراغ * جوہر اہل دماغ * رہبر خرد پرور * اختر سعادت
منظر * مہذب انسانی * مودب روحانی * آئینہ حکمت
گنجینہ افاضت * وزیر خوش تدبیر * مشیر بے نظیر * موضح دلایل
وکاشف مسائل * تہذیب الخصایل و تہذیب الفضایل
ملقب بہ اکسیر اعظم کو تصنیف فرما کے * داماں اہل نظر کو
پر زر * و ریاحین حکمت اندکو سبد گل تر بنا دیا * حق یہ ہے

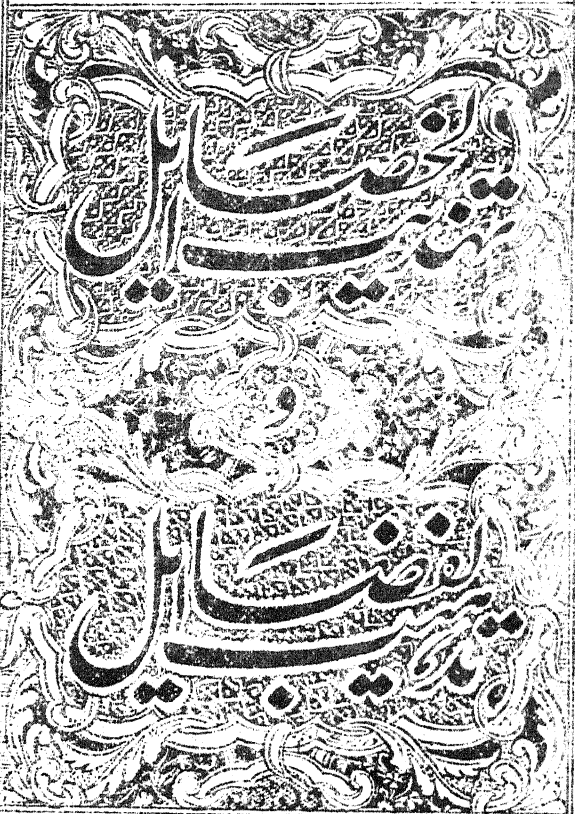
خاتمۃ الطبع

کہ اس فن نیک مآل * وعلم کہن سال کو حیات تازہ دیکر جلوہ
نمود کہایا صرف کثیر وبذل خطیر سے مطبع عین الفیوض
مین طبع فرمائی * اہتمام تنقیح وتصحیح انصرام تزئین وتوشیح
مین اہلکاران مطبع نے بہی سعی وافر وجہد خاطر دکہائی
بہ مقتضائے کمال ہمت رئیسانہ * وعزمیت امیرانہ
خلعتہائے شالی وموہبات مالی سے سرافراز ہوئی
خوشنویس مصور رشک ارژنگ * ومصلح سنگ پرسمین
اپنے اپنے گروہ مین ممتاز ہوئے پس بمقاد قول شاعر
گرہمین ندیم لعبارت عیب مکن * معشوقہ توان داد بدست دگران
دیگر تاجران کتب وصاحبان مطابع طبع عالی کو اسکے
طبع کیطرف متوجہ نفرمائین * اور اس محبوبہ عالم آرا و
معشوقہ انجمن افروز کی نقاب نہ اوٹہائین * کہ حسب
قانون مجریہ درج بہی رجسٹری ہوچکی ہے زیادہ زیادہ فقط

المشتہر
سید ہادی حسن منیجر مطبع عین الفیوض جرول
ماہ رجب سنہ ۱۳۰۲ھ مطابق مئی سنہ ۱۸۸۵ع




بیمنِ وفاقِ خلائق و توفیقِ خلاق موفقِ کمالِ انبیا



تهذیب الخصائل

و

[illegible] الفضائل

از مطبعِ عین الفنون [illegible] الحسن [illegible] فیض [illegible] مطبوع [illegible] یافت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد پروردگار و نعت رسول مختار و منقبت آل اطہار صلی اللہ علیہم ما اتصل اللیل والنہار بندۂ سقیم ظفر مہدی متخلص بہ اثیم سقاہ اللہ من رحیق التسنیم واطعمہ من جنات النعیم حضور اصحاب عقل و فراست و ارباب فہم و کیاست عرض پرداز ہے کہ یہ جلد دوم

کتاب تہذیب الخصائل و تہذیب الفضائل ہے

جسے فقیر فاقد البضاعۃ قلیل الصناعۃ نے حکمت اخلاق میں مرتب کیا ہے چار جلدیں اوسکے متعلق اخلاق و تدبیر منزل جلد اول میں عرض کر چکا اب قانون تمدن و آئین سلاطین کو اس جلد میں عرض کرتا ہے تا زیادتی ضخامت موجب کسالت و خوف اطالت مانع مطالعت نہو۔ چونکہ فی الحقیقت اصل ماخذ اس کتاب کا کلمات حق سمات

حضرت فیلسوف بحق حکیم مطلق مظہر الحقائق مبدع الدقائق استاد البشر معلم الاکبر متمم علوم الاوائل والاواخر کاشف معضلات المسائل بالمآثر سید الحکما افضل العلما سلطان المحققین برہان المدققین ینبوع الحکمہ خواجہ نصیر الملۃ والدین محمد بن محمد الطوسی قدس اللہ نفسہ وزاد فی حظائر القدس انسہ ہیں اونہیں انوار ساطعہ کی تشنی فقیر نے پائی ہے اور انہیں اقمار لامعہ کی تجلی دکھائی ہے ورنہ میرا یہ پایا کہاں تہا کہ ایسے مطالب عالیۃ الشان قویم البنیان واضح البیان لائح التبیان متین البرہان قریب الاذہان کا اختراع کرسکے اور میرا یہ ماسکہ کہاں تہا کہ ایسے مضامین فائض البرکات خائض الملکات رافع المعضلات دافع المشکلات قالع الشبہات قامع التوہمات کا ابداع کرسکے یہ اوسی حکیم کی رائے قویم ہے جو صورت حکمت کو بجائے ہیولی ہوگئی اور یہ اوسی علیم کی نظر صائب ہے جو حسن خلقت کی علت اولے ہوگئی ہے آنکہ دشواری نیفتد در طریق جسم وجان ٭ گر بیان او ازان دشوار آسان آمدہ ٭ در مصابیح بیانش در شبستان علوم ٭ صد ہزاران شمع کافوری فروزان آمدہ ٭ تا طلسم سحر ہائے شبہہ را باطل کند ٭ از عصائے کلک دانا رثعبان آمدہ - بلکہ حق تو یہ ہے کہ میری اتنی زبان بھی نہیں کہ ایسے شخص

جلسۂ پنجم قانون تمدن

کامل کی تعریف وثنا کر سکون اور اونکی مدح وستایش کے وادی مشکل
گزار مین قدم دہر سکون جسکا مثل و مانند آجتنک عالم وجود مین نا آیا ہو
کوئی اوسکی کیا تعریف کرے اور جسکے سوا ابتدا سے اس زمانے تک
کسینے محقق کا خطاب نہ پایا ہو کوئی کیا توصیف کرے بلکہ سہ

مگر از سر انصاف نظر فرمایند ۔ جائے آنست کہ خلائق علومش خوانند

پس یہ کتاب گویا ترجمہ ہے جناب محقق کی کتاب اخلاق کا جسے
آپنے کتاب الطہارت ابو علی احمد بن یعقوب بن مسکویہ
خازن رازی سے بدرخواست ناصر الدین عبد الرحیم بن ابی منصور
بادشاہ الموت وقہستان تحریر فرمایا تھا جیسا دیباچہ جلد اول
مین گزارش کیا گیا اوس زمانہ مین جب حسب خواہش بخت و تقدیر حسن سعی
و تدبیر بادشاہ موصوف وطن مالوف سے مہاجرت فرما کر اوس ملک کو
تشریف لیگئے تھے اسیوجہ سے نام مین بھی لفظ ناصر کو شریک کیا
اور اسی کتاب کی صیت کمال کو سنکر ایلخان ہلاکو نے درخواست
تشریف بری کی تھی اور جناب ممدوح نے بنا بر الحاح واصرار خورشاہ
بن علاء الدین شاہ صحبت ہلاکو قبول فرمائی تھی اوسنے بھی آپکی حرمت
و قدر منزلت مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین کیا بلکہ جسقدر کمالات
جناب ممدوح کا ظہور ہوتا تھا مراسم تعظیم و تکریم مین مبالغہ کرتا تھا تا آنکہ

نظم ونسق جملہ امور سلطنت حضرت محقق کے دست مبارک مین تھے بحکم حسب خواہش بادشاہ رصدخانہ مراغا تبریز بھی آپ نے مکمل کیا کتبخانہ ہیئت کو جسمین چار لاکھ کتابین فقط علم ہیئت و فلسفہ و ہندسہ و ریاضی کی تھین جمع فرمایا کتاب تحریر اقلیدس و تحریر مجسطی و تحریر متوسطات و کتاب زیج ایلخانی و کتاب تذکرۃ الہیئۃ و رسالہ معینیۃ الہیاۃ و سی فصل نجوم و بیست باب اسطرلاب و جامع الحساب و دیگر کتب علوم عقلیہ و نقلیہ اکثر وہین ضبط تحریر مین آئین مین جنکا مثل و نظیر آج تک ممکن نہوا اور ہر زبان مین آپ ہی کی تصنیفات کا ترجمہ کیا گیا۔ فقیر نے بھی اسی کتاب اخلاق ناصری کا ترجمہ کیا ہے البتہ جا بجا اکثر مطالب کی تفصیل کی اور کہین کہین حسب مناسب بعض مضامین کا اضافہ کیا ہے وَهُوَ مُفِيضُ الجُودِ وَالاِنعَامِ وَعَلَيهِ نَتَوَكَّلُ فِي المَبدَاءِ وَالخِتَام

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

جب آفتاب عالمتاب گوشۂ مغرب مین منزوی ہو کے انور پردہ ظلمات چہرۂ کائنات پر محتوی ہوا عادل شاہ نے اپنے امور معمولی سے فراغ حاصل کیا چوبدار کو حکم دیا کہ حکیم صاحب کی خدمت مین عرض کر کہ اگر آپ کو بھی فراغ حاصل ہو چکا ہو تو وقت

معین قریب ہے جلد تشریف لائیے مین بھی آپکا منتظر ہون
جسوقت چوبدار شاہی حکیم صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا
اور عرض پیام کرچکا حکیم صاحب تو وقت معین کے منتظر تھے
فوراً اٹھے اور لکڑی عصا ہاتھہ مین لیلیا دربار شاہی مین حاضر ہوے
بادشاہ نے تعظیم کی قریب بلاکر بٹھایا بعد ادراک خیروعافیت
مطلب شروع فرمایا سوال بادشاہ نے کہا کہ اب یہ
ارشاد فرمائیے کہ خلق کو تمدن کیطرف احتیاج کیون ہے اور
ماہیت اوسکی کیا ہے جواب حکیم صاحب نے عرض کی
کہ حضور نے دقیق مسئلہ حکمت کا سوال کیا جسکا سمجھنا عام
کے آدمیون کو کسیقدر دشوار ہی مگر حسب الارشاد جہانتک فقیر سے
ممکن ہے بتسہیل و توضیح کے ساتہہ عرض کریگا ازبسکہ حکمت کا
پیچیدہ مسئلہ ہے اگر کچہہ بھی دشواری ہوجائے تو معاف فرمایا جائے
حضور کو یاد ہوگا سابق مین فقیر نے عرض کیا تہا کہ جتنی چیزین
عالم مین جلوہ پذیر ہوے ہین اون سبکے واسطے ایک طرح کا کمال
ضرور ہے مگر کسیکا کمال خلقت اور پیدایش کے ساتھی ہوتا ہی
جیسے اجرام سماوی کہ روز خلقت سے اسیطرح چمکتے ہین اور ابتدا
پیدایش سے نورانی خلق ہوئے ہین اور کسیکا کمال بعد پیدا

ہونے کے رفتہ رفتہ ہوتا ہے جیسے مرکبات ارضی پس جن چیزونکا
کمال بعد کو حادث ہوا ہے اونمین یہ ضرور ہے کہ اپنی حالت
سے بڑہتے بڑہتے کمال کو پہونچین مگر یہ ترقی بے اعانت و سبب کے
نہین ہوسکتی لیکن سبب دو حال سے خالی نہین یا مکمّل ہے یعنے
بالذات اوسکے کمال کو پورا کرتا ہے جیسے نطفہ کو حضرت حق
سبحانہ وتعالے مضغہ بناتا ہے پہر اوسمین حیات کو ساری کرتا ہے
پہر ہڈیان رگین پٹھے ہاتھہ پاؤن کان ناک آنکھہ منہ پیدا کرکے
آدمی کی صورت بنا دیتا ہے پہر نو مہینے کے بعد ایک تنگنائے تاریک سے
نکالکر فضائے عالم مین جلوہ دکہاتا ہے تا اینکہ رفتہ رفتہ پورے
حد کمال تک پہونچا دیتا ہے ۔ یا مُعِدّات ہین یعنے ایسے چیزین
کہ اصل کمال کو تو ترقی نہین دیتین مگر اوس قوت کو زیادہ کرتی
ہین جو کمال تک پہونچاتی ہین جیسے غذا کہ خود معین مادہ تکمیل
ہوکر بالیدگی بہم پہونچا دیتی ہے اور قوت نمو کی معین رہتی ہے
پس اب معونت کی تین قسمین ہوئین ایک یہ کہ وہ چیز جو معین ہے
یا خود جزو ہوجائے اوس چیز کا جو محتاج اعانت کی ہے جیسے
گہاس جانورون کی زندگی اور حیات کی معین ہے اوسکا نام
اعانت مادہ ہے دوسرے یہ کہ خود تو اوسکا جزو نہین ہوگی

مگر واسطہ ہے ایک چیز کی اعانت پہونچنے کی اوس چیز تک
جسکو ضرورت اعانت کی ہے جیسے پانی خود تو بدن انسانمین
غذا نہین ہوجاتا ہے مگر غذا کے ہضم کا باعث ہوتا ہے اور
اسی کے واسطے سے غذا ہضم ہو کر اعضامین سرایت کرتی
ہی اور کمال حاصل ہوتا ہی اسکا نام معونت آلہ ہی تیسرے یہ کہ تو خود چیز وہی
نہ واسطہ ہے بلکہ اسکا فعل اوسکی اعانت کا سبب ہوجاتا
ہے اوسکو معونت خدمت کہتے ہین اور اوسکی بہی دو قسمین
ہین اسوجہ سے کہ یا تو وہ فعل خود اسی واسطے پیدا کیا گیا ہے
کہ اعانت کرے جیسے غلامونکی خدمت آقا کے لیئے اور اسکا
نام معونت خدمت بالذات یا وہ فعل اوسکا اسواسطے وضع
نہین کیا گیا تہا بلکہ دوسری غرض اوسکی تہی مگر کام اوسکا یہ
بہی نکل آیا کہ کمال کے پہونچنے کا سبب ہوگیا جیسے چرواہیکا
بہیڑیان چرانا کہ غرض اوسکی تحصیل منفعت تہی مگر اوس سے
اون جانورون کی تکمیل بہی ہوگئی اسیوجہ سے حکیم ثانی معلم
اول ابونصر فارابی جسکے اکثر اقوال اس کتاب مین عرض کیے
جاتے ہین لکہتا ہے کہ سانپ بچہو کا ڈسنا کسی جانور کو خود
ارادے سے نہین ہے بلکہ وہ خادم ہین عناصر کے لیئے اونکے

منہ میں یا ڈنک میں زہر ہے اور جب کسی کے بدن سے چھو جاتے ہیں اپنا اثر دکھا دیتے ہیں جیسا شاعر کہتا ہے ع نیش عقرب نہ از پئے کین ست * مقتضائے طبیعتش اینست اور بھیڑیا جو انسانکو کھالیتا ہے وہ اوسکا ارادی فعل ہے واسطے شکم پروری کے مگر انسان کے ہلاک کا باعث یہ تبعیت ہوجاتا ہے بس اذیت انسانی بالعرض ہے نہ بالذات خلاصہ یہ کہ انسان کے کمال کو بھی اعانت کی ضرورت ہے خواہ اعانت مادی کی ہو خواہ اعانت آلہ کی ہو خواہ اعانت خدمت کی ہو خواہ بالذات خواہ بالعرض مگر بدون اعانت کے تکمیل غیر ممکن ہے جب یہ تمہید خاطر نشین اقدس ہو چکی تو اب عرض کرتا ہون کہ عناصر ونباتات وحیوانات یہ تینون انسان کی معونت کرتے ہین کوئی بطریق مادہ کے اور کوئی بطریق آلہ کے اور کوئی بطریق خدمت کے اور انسان ان تینون مین کسی کی معونت نہین کرتا مگر بطریق آلہ کے یا بالعرض اسواسطے کہ انسان شریف ہے اور نباتات وحیوانات وغیرہ کم مرتبہ اور ذلیل پس ذلیل کو بالاصل خدمت شریف کی زیبا ہے نہ یہ کہ شریف ذلیل کی خدمت کرے ہان شریف کو اپنے مرتبہ کی خدمت کرنے مین کوئی حرج

نہین اسیوجہ سے انسان معونت کرتا ہے اپنی نوع کی بطریق خدمت
نہ بطریق مادّہ سکے اسواسطے کہ بطریق مادّہ کے کسیکی معونت کرہی
نہین سکتا اور انسان جسطرح سے عناصر اور مرکبات کا محتاج ہے
کہ تینون طریقون سے اوسکی اعانت کرین اوسیطرح اپنی نوع کا بہی محتاج
ہے تاکہ بطریق خدمت کے ایک دوسرے کی معاونت کرے اور حیوانات
عناصر کی و نباتات کے محتاج ہین اور اپنی نوع کیطرف احتیاج اونکی مختلف
ہے بعض حیوانات آبی ہین کہ وہ توالد و تناسل مین احتیاج نر اور مادہ
کے اکٹہا ہونیکی نہین رکہتے بعض حیوانات حفظ نوع کیواسطے توالد
مین نر و مادہ کے اکٹہا ہونیکے محتاج ہین اور حفظ شخصی کیواسطے معاونت
جمعیت کی ضرورت رکہتے ہین مگر بعد گذرنے وقت حاجت
کے ہر ایک علیحدہ اپنے کام مین مصروف ہوجاتا ہے اور بعض حیوانات
شہد کی مکہیون اور چیونٹیون اور بہڑون اور بعض اقسام طیور کے طرح معاونت
جمعیت کی حفظ نوع اور حفظ شخص کیواسطے کرتے ہین اور نباتات
ہمیشہ عناصر اور معدنیات کے محتاج ہین تینون طرح سے مادّے
کی احتیاج خود ظاہر ہے اور آلہ کی احتیاج اسطرح سے ہے کہ تخم
جملہ نباتات کا کبہی اوگ نہین سکتا جبتک پوشیدہ نہو اور کوئی
چیز اوسکو سردی اور گرمی سے نہ بچاوے اور خدمت کی احتیاج

اودن پہاڑونکی طرف ہے جنسے دریا اور چشمے جاری ہین اور بعض نباتات
کو آپسمین اگر احتیاج ہے تو حفظ نوع کیواسطے جسطرحسے درخت
خرما کہ مادّہ اوسکا بے نرکے بارور نہین ہوتا اور مرکبات عناصر
کے محتاج ہین تینون طرحسے اور کبھی ان چار چیزونمین یعنے عناصر
اور نباتات اور معدنیات اور حیوانات مین ایسا بھی ہوتا ہے
کہ شریف ذلیل کی خدمت کرے مگر شریف جب ذلیل کیخدمت
کریگا خود بھی اوسیقدر ذلیل ہو جائیگا جیسا کہ متابعت عناصر
کی بچھو اور سانپ کی مثال مین گزارش کی گئی بالآخر غرض
اس تفصیل سے یہ ہے کہ نوع انسان اشرف موجودات عالم
ہے عناصر سے بھی اور معادن سے بھی اور نباتات سے بھی
اور حیوانات سے بھی مگر ہرایک کی اعانت کی احتیاج رکھتا ہے
اور اپنی نوع کا بھی محتاج ہے بقاے شخصی کے کیواسطے بھی اور
بقائے نوعی کیواسطے بھی بیان اس امر کا کہ انسان کو احتیاج
انواع دیگر کے سے خود ظاہر ہے اور اس مقام مین زیادہ تفصیل
واسطے کی گنجایش نہین ہے لیکن بیان اس امر کا کہ اپنی نوع کا محتاج
ہے گذارش کرتا ہون کہ اگر ہرشخص آپ ہی اپنے کہانے پینے
لباس گھر اور آلات کی درستی مین مصروف ہوتا تو چاہیے

تہا کہ پہلے آلات درودگری اور آہن گری کے بہم پہونچاتا اور اونکا
ہنر حاصل کرتا پہر اون آلات سے زراعت کرتا اور کہیت کاٹنا
مالش کرکے غلّہ کو صاف کرتا کوٹتا پیسیتا پکاتا تب کہاتا اور روئی
پیدا کرتا سوت تیار کرتا بُنتا تب لباس ممکن ہوتا تو اتنی
مُدّت تک بے غذا کی بقا اوسکی ممکن نہوتی بلکہ کبہی ایک شخص
اسپر بہی قادر نہوتا بلکہ باینہمہ کسی ایک کام کو پورا ہی نہ کرسکتا
پس ناچار ضرور ہوا کہ ہر شخص اپنی احتیاج سے زیادہ کام
کرے اور گروہ کے گروہ آپسمین ملکر ایک دوسریکا بوجہ
بٹہائے اور بدل و معاوضہ سے اپنی محنت کو برابر کرے تا ہر ایک
کے اسباب معیشت بآسانی بہم پہونچین اور بقاء نوعی میسر ہو
گہہ بار منتظم رہے چنانچہ ایک حدیث مین اسکا اشارا بہی وارد
ہوا ہے کہ جب حضرت آدمؑ دنیا مین آئی اور غذا طلب کی
تو ہزار کام اونکو کرنے پڑے تب کہانا تیار ہوکر اونکے سامنے
آیا اور ہزار کامون سے زاید یہ کام تہا کہ کہانیکو ٹہنڈا کرین اور
کہائین اور حکما کا قول ہے کہ ہزار آدمی جب کام کرین تب ایک
آدمی کو لقمۂ نان میسر ہو ہواسطے ضرور ہوا کہ ایک ایک آدمی ایک
ایک کام اپنے ذمے لیلے اور اپنے کام سے دوسرے کی

اعانت کرے تاکہ حسب قانون عدالت اسباب معیشت ہر شخص کے
مہیا ہون اور بقائے شخص و بقائے نوع میسر ہو اور مختلف
صنعتون کا ہونا دنیا مین سبب انتظام ہے اسواسطیکہ اگر سب آدمی
ایکہی صناعت کو اختیار کرتے تو وہی قباحت لازم آتی جو
گذارش کی گئی اسیواسطے حکمت آلہی مقتضی اسکی ہوئی کہ
ہمتین اور عقلین مختلف پیدا ہون تاکہ ہر ایک موافق اپنی ہمت
و عقل کے کسی ایک شغل مین رغبت کرے بعضے کام اونمین سے
شریف ہون اور بعضے خسیس مگر اوس کام کے بجالانمین ہر ایک
خوش دل رہے اسیطرح حق تعالے نے کسیکو تونگر اور کسیکو
درویش اور کسیکو عقلمند اور کسیکو کم عقل پیدا کیا کہ اگر سب
لوگ تونگر ہوتے تو ہر ایک بے نیاز ہوتا اور ایک دوسریکی
خدمت نکرتا اگر سب محتاج ہوتے تو ایک دوسریکے ادائے
حقوق پر قادر نہوتا اگر صناعتین ایک دوسریکی نسبت
شریف و خسیس نہوتین اور ہر ایک شخص عقل و تمیز مین مساوی
ہوتا تو کوئی شخص خسیس پیشے کو اختیار نکرتا اور بسبب معطل
رہجانے اون خسیس صنعتون کے انتظام عالم جیسا مطلوب تہا
نہوتا اسیوجہ سے حکمانے کہا ہے کہ اگر آدمی سب برابر ہوتے

تو سب ہلاک ہو جاتے ہیں واسطے تقدیر الٰہی نے اقتضا کی کہ
کوئی صاحب تدبیر صائب ہو کوئے شوکت و جلالت
مین زیادہ ہو بعض کفایت شعار ہون اور بعض مخیّر
و جواد ہو کوئی عقل و تمیز سے خالی ہو و کوئی قوی ہو اور کوئی
ضعیف تاکہ ہر ایک اپنی عقل و فہم و قوت و
ضعف کے موافق اپنے کام کو انجام دے اور انتظام
معیشت بنی آدم بآسانی انجام پذیر ہو جب یہ امر ثابت
ہو چکا کہ نوع انسان ہمدیگر محتاج معاونت ہین اور معاونت
بے اجتماع کے محال ہے تو انسان بالطبع محتاج ہوا اجتماع
کا اور اسی اجتماع کو تمدّن کہتے ہین پس لفظ تمدن مشتق ہے
مدینہ سے اور مدینہ اوس جگہ کو کہتے ہین جہان ایسے اشخاص
جمع ہون جو طرح طرح کے حرفتین اور صناعتین عمل مین لا کر
معیشت مین ایک دوسرے کی معین ہون پس مراد مدنیہ سے
شہر و مسکن اہل مدینہ کا نہین ہے بلکہ اس علم مین مقصود
اوس سے جمعیّت اہل مدینہ ہے اور یہی معنی ہین قول
حکما کے اَلْاِنْسَانُ مَدَنِیٌّ بِالطَّبْعِ یعنے ہر انسان مین
بالطبع تمدّن کا مادّہ موجود ہے اور مذکور ہو چکا کہ افعال لوگونکی

مختلف ہین اور غرضین انکی حرکات کی جُدا جُدا ہین کوئی
تحصیل لذات پر مصروف ہے کوئی بزرگی کا طالب
ہے اگر سب آدمیونکو اونکی طبیعت پر چھوڑ دین کہ جو چاہین
وہ کرین تو معاونت ایک دوسرے کی ممکن نہو اسوجہ سے کہ
جسے قوت غلبہ حاصل ہے وہ چاہیگا کہ سب لوگ میری
لونڈی غلام ہو جائین حریص خواہش کریگا کہ سب مال
و متاع و حشم و خدم میرے ہی واسطے ہو یہ باتین سبب
نزاع و خصومت کے ہونگی آخر ایک دوسرے کی
فنا و زوال پر مشغول ہوگا اسواسطے ضرور ہوا کہ کوئی
تدبیر صائب ایسی کیجائے کہ ہر شخص اپنے مرتبہ پر قناعت
کرے اور ہر مستحق اپنے حق پر فائز ہو اور کوئی شخص اپنی
حد سے تجاوز کر کے دوسرے کے حقمین دست اندازی نکرے
بلکہ اپنے اپنے شغلمین مصروف رہکر معاونت ہمدیگر کرتے
رہین اسی تدبیر کا نام سیاست ہے اور ذکر عدالت مین
گذارش کیا گیا کہ سیاست ناموس و حاکم و درہم و دینار
کی محتاج ہے اگر وہ تدبیر جسکا نام سیاست ہے موافق
قاعدۂ حکمت کے ہے اور نتیجہ اوسکا وہ کمال ہے جو واسطے

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

انتظام عالم کے مقصود ہے تو اوسکو سیاست الٰہی کہینگے اور ایسا نہین ہے تو اوسکی سبب کے ساتھ اضافت کر کے نام رکھینگے حکیم ارسطاطالیس نے اقسام سیاست کی چار قسمین کی ہین سیاست کرامت سیاست جماعت سیاست غلبہ سیاست مملکت — سیاست کرامت سے یہ مراد ہے کہ تدبیر اوس جماعت کی کرے جو فضائل و بزرگی حاصل کرنیکی طرف متوجہ ہون یعنے رئیس کو سیاست کرامت کی لازم ہے کہ ہمیشہ اپنی جماعت کیواسطے ایسی چیزین بہم پہونچائے اور ایسے وسیلے حاصل کرے جنسے اونکو فضیلت و بزرگی و کمال حاصل ہو جیسے موعظ کر و نصیحت کرنا اخلاق نیک کی طرفیہ اکتساب فضائل کا تعلیم کرنا تصنیفات اخلاقی کا شایع کرنا اور اسی سے مراد ہے امر بالمعروف ونہی عن المنکر سیاست غلبہ وہ سیاست ہے جس سے ادنے اور کم مرتبہ لوگون کی جماعت کو درستی حاصل ہو آخر مجبورانہ قہر و جبر سے پابند حکمت ہو جائین اسیوجہ سے اسکو سیاست خساست بھی کہتے ہین — سیاست جماعت سے مراد یہ ہے کہ

کہ مختلف فرقون کو ہر قسم کے لوگون کو ہر طبقہ کے آدمیونکو
ایک قانون عقلی و آئین حکمی پر پابند کردے۔ سیاست
ملک سے مراد یہ ہے کہ ہر قسم کی سیاستون کی نگرانی کرے
ہر ایک شخص کو اوسکے کام پر آمادہ و مستعد رکھے۔ اونکے
افعال و اعمال کا خبرگیر رہے تاکہ کمال اوسکا قوت سے
فعل مین آئے۔ ہر شخص اپنی خدمت کا سرانجام کرسکے
پس یہ سیاست سب سیاستون سے افضل و اعلیٰ ہے سب
اسکے تابع ہین اور تعلق سیاست جماعت کا سیاست
ملکی سے بہت سے اقسام پر ہے جسکی تفصیل بحث ہے
ایک قسم وضع سے تعلق رکھتی ہے جیسے عقود و معاملات
اور ایک قسم احکام عقلی سے تعلق رکھتی ہے جیسے تدبیر
ملک و تدبیر وغیرہ مگر کسی شخص کو زیبا نہین ہے کہ
بے تمیز و افراد بے معرفت کامل کسی ایک قسم کا
اہتمام اپنے ذمہ رکھے اسواسطے کہ بے کسی خصوصیت
کے سبب پر برتری اوسکی باعث نزاع و اختلاف
ہوگی پس وضع کرنیوالا قانون سیاست کا ایسا شخص
ضرور ہے جو بواسطۂ الہام الٰہی نسبت مین دوسرے فرقونکے

امتیاز رکھتا ہو تاکہ اوسکی اطاعت مین کسیکو عذر نہو ایسے شخص کو
محاورہ حکماے قدیم مین صاحب ناموس کہتے ہین اور اوسکی
بتلائے ہوئے قانون کو ناموس آلہی کہتے ہین محدّثین
وفقہا ایسے شخص کو شارع اور اوسکے قانون کو شریعت
کہتے ہین — افلاطون حکیم نے مقالۂ پنجم کتاب السیاسۃ
مین اس عبارت سے اشارہ کیا ہے هُمْ اَصْحَابُ
الْقُوَي الْعَظِيمَةِ الْفَائِقَةِ یعنے ایسے لوگ صاحب
قوی معتدلہ مین اور کمالات انکے عظیم ہین اور اپنی
قسم مین سب پر فائق ہین اور ارسطاطالیس نے یہ
عبارت لکھی ہے کہ هُمُ الَّذِيْنَ عِنَايَةُ اللهِ بِهِمْ اَكْثَرُ
کہ ایسے ہی لوگو نپر خدا کی عنایت زیادہ ہے اور واسطے
تعمیل اون احکام سیاست کے ایسے شخص کی ضرورت
ہوگی جو تائید غیبی سے سرافراز ہو تاکہ اپنے تابعین
کی تکمیل تہذیب کر سکے ایسے شخص کو حکماے قدیم
بادشاہ مطلق اور اوسکے احکام کو صناعت ملک
داری کہتے ہین اور محدثین اوسکو امام اور اوسکی شغل
کو امامت کہتے ہین اور حکیم افلاطون نے ایسے شخص کا

نام مدبر عالم رکہا ہے اور اسطاطالیس نے ایسے شخص کو انسان
مدنی کہا ہے یعنے ایسا انسان کہ قایم ہونا تمدّن کا اوسکی ذات سے
ظہور پذیر ہو پس مراد ملک سے اسمقام مین یہ نہین ہے کہ اوسکے
زیر حکم کوئی سلطنت ہو اور لشکر و حشمت ظاہری بہی اوسکے
پاس ہو بلکہ مراد اوس سے وہ شخص ہے کہ حقیقت مین استحقاق
ملک داری رکہتا ہو اگرچہ ظاہر مین کوئی شخص اوسکی طرف التفات
نکرے — اگر ایسے شخص کے ہوتے ہوئے دوسرا شخص تدبیر
عالم کو اپنی ذمہ لیگا تو ظلم اور بدنظمی عالم مین شایع ہوگی مگر
ہر زمانہ مین اور ہر قرن مین صاحب ناموس کی ضرورت نہین
ہے بلکہ ایک قانون شریعت اوسکا مدتون کے واسطے کفایت
کرتا ہے ہان ہر زمانہ مین عالم کو ایک مدبّر کی ضرورت ہی اسواسطے
کہ اگر تدبیر منقطع ہو جائیگی تو نظام عالم بہی جاتا رہیگا اور بقاء
نوع انسان کی جیسی مطلوب ہے نرہے گی مدبّر کا منصب
یہ ہے کہ حفظ ناموس کرے یعنی شریعت پر خود بہی قایم رہے اور
لوگون کو واسطے قایم رکہنے مراسم شریعت کی تکلیف دے
اور ہر وقت اور ہر زمانہ مین بحسب مصلحت اور اوسکے جزئیات مین
از روے ولایت کے تصرف کرے مگر اشخاص نوع انسان

بقائے شخصی مین بہی اور بقائے نوعی مین بہی ایک دوسرے کے
محتاج ہین اور کمال کو پہنچنا بے بقا کے ممکن نہین پس کمال تک
پہونچنا محتاج ایک دوسرے کا ہی جب ایسا تصور کیا گیا تو معلوم ہوا
کہ کامل ہونا ہر شخص کا دوسرے آدمیون کی اعانت پہ منحصر ہے
پس واجب ہوا کہ ان وجوہ و اسباب کا بہی علم حاصل کرے
جنکا نتیجہ انجام ہے یا جو باعث فساد نظم ہے تا نظم عالم اچھی طرح سے
کر سکے۔ ایسا علم بہی حاصل کرے جسکا موضوع تعریفات
جواہر نوعی مین وہ علم حکمت مدنی ہے پس ہر شخص کو سیکھنا اوسکا ضرور
ہے تاکہ اکتساب فضیلت پر قادر ہو سکے ورنہ معاملات اوسکے
جور و ظلم سے خالی نہونگے آخر سبب فساد عالم ہونگے پس ضرورت
اس علم کی در فائدہ حکمت تمدن کا بہی اسیمقام سے ظاہر ہے کہ بدون جہات
حکمت مدنی کے تکمیل احکام تمدن نہین ہو سکتی جسطرح سے صاحب علم طب
جب تک اپنی صناعت سے خوب ماہر نہوگا تب تک حفظ صحت بدن
انسان اور ازالۂ مرض پر قادر نہوگا اسیطرح سے اگر حکیم مدنی اپنی
صناعت سے ماہر ہوگا تو حفظ صحت مزاج عالم و معالجات انحراف
پر قادر ہوگا ایسا شخص درحقیقت طبیب عالم ہے پس ثمرہ
اس علم کا شایع کرنا امور خیر کا اور زایل کرنا شرور کا عالم سے ہی

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

۲۱

بقدر استطاعت کے اور واضح ہو چکا کہ موضوع اس علم کا ماہیت اجتماع اشخاص انسانی کی ہے اور اجتماع اشخاص انسانی کا اپنی حالت عام اور خاص میں مختلف ہے پس معنی اجتماع اشخاص کے جس جس طرح پر اعتبار کئے گئے ہوں معلوم ہونا چاہیے اور وہ چند امر ہیں اوّل وہ جماعت ہے جو ایک گھر میں بہم پہونچے اوسیکو جماعت منزل کہتے ہیں دوسرے جماعت اہل محلہ ہے سوم جماعت اہل شہر ہے چہارم جماعت ملک و اقلیم ہے پنجم جماعت اہل عالم ہے اسطرح ہر ایک شخص منزل جماعت کا جزو ہے اوسیطرح منزل محلہ کا جزو ہے اور محلہ مدینہ کا جزو ہے اور مدینہ ملک کا جزو ہے اور ملک عالم کا جزو ہے اور ہر جماعت کیواسطے ایک رئیس چاہیے مگر رئیس اوسکے تابع ہوگا رئیس اعلے کا جسکا وہ جزو ہے مثلاً رئیس منزل تابع ہے رئیس محلہ کا اور رئیس محلہ تابع ہے رئیس مدینہ کا اور رئیس مدینہ تابع ہے رئیس ملک کا اور رئیس ملک تابع ہے رئیس عالم کا اور رئیس عالم رئیس رؤسا ہے اور اوسیکو بادشاہ مطلق بھی ہونا چاہیے اور نظر اوسکی حال عالم اور حال اجزاء عالم میں ایسی ہونی چاہیے جیسے نظر طبیب کی مریض و اجزاء مریض میں یا نظر صاحب خانہ کی حال منزل اور اجزاء منزل میں ہوتی ہے اور

جلسۂ پنجم قانون تمدن

بڑے رئیس کو بہ نسبت اپنے رئیس ماتحت کے زیادہ کامل و
عاقل ہونا چاہیے اور چھوٹے رئیس کو اپنے رئیس اعلیٰ کی اطاعت
کرنی چاہیے اور انتہا سبکی اوس شخص پر ہوگی جسکی اطاعت
تمام عالم پر ضرور ہوگی وہی مقتدا ہوگا نوع انسان کا
از روے استحقاق کے اور جسطرح رئیس عالم نگران ہوگا
اجزاء عالم کا بسبب اسکے کہ اوسکو ایک تعلق ہے کل اجزاء
عالم سے اوسیطرح ہر جماعت کے رئیس کو نگاہ اپنی جماعت
پر از روے عموم کے اور نیز خصوصیت کے ساتھ ہر جزو پر اس انداز سے
کرنی کہ مقتضیٰ حال اوس جماعت کے ہو اور مقتضا صلاح و فلاح
اہل عالم کا ہو نسبت تمام جماعت کے یا خصوصاً بہ نسبت ہر
جزو جماعت کے لازم ہے تعلق جماعتونکا آپسمین تین طرح سے ہوتا ہے
اوّل یہ کہ ایک جماعت جزو ہو دوسری جماعت کی جیسے
جماعت منزل جزو ہے جماعت مدینہ کی دوم یہ کہ ایک
جماعت شامل ہو دوسری جماعت کی جیسے جماعت گروہ
شامل ہے جماعت مدینہ کی سوم یہ کہ ایک جماعت خادم
اور معاون ہو دوسری جماعت کی جیسے جماعت قریات کہ واسطے
مدینہ کی اسوجہ سے کہ جماعتین اہل قریات کی ناقص ہوتی ہین

اپنے حال مین اور ہر ایک اونمین سے ایک طور پر خدمت کرتی ہین
جماعت مدینہ کی بوجہ اونکے کامل اور تمام ہونیکی اسیوجہ سے
اعانت ایک جماعت کی دوسری جماعت کی نسبت واقع ہوتی
ہے ازروے مادے کے بھی اور ازروے آلہ کے بھی اور ازروے
خدمت کے بھی مثل اعانت ایک نوع کے دوسری نوع کی نسبت
جیساکہ سابقاً گذارش کیا گیا۔ چونکہ انتظام اہل عالم کا تالیف
باہمی پر مقرر ہوا ہے پس جو لوگ قاعدۂ تالیف سے باہر
ہوجاتے ہین تنہائی و گوشہ نشینی پر رغبت کرتے ہین وہ
اس فضیلت سے بے بہرہ ہین اسواسطے کہ اختیار کرنا صحرا
نشینی و تنہائی کا اور کنارہ کشی کرنا اعانت سے اپنے ابنائے
جنس کے باوصف احتیاج کے محض جور و ظلم ہے اس فرقے
کے لوگ ایسی باتونکو فضیلت سمجھتے ہین مانند اون لوگون کے جنہون
نے پہاڑونمین ویرانونمین جنگلون مین عبادت خانون مین تنہا رہنا
اختیار کیا ہے اور اوسکا نام زہد رکھا ہے یا مثل اون لوگونکے
جنہون نے خلق کی اعانت کی بھروسے پر تکیہ کرلیا ہے
اور اپنی طرف سے راہین اعانت خلق کی بند کردی ہین اور
اوسکا توکل نام رکھا ہے یا مانند اوس گروہ کے کہ بسبیل سیاحت

شہر شہر دیار دیار پہرتے ہین کسی جگہہ مقام نہین کرتے کسی سے ایسا اختلاط نہین کرتے جو مقتضی موانست کا ہو سکتے ہین ہم حالات عالم سے عبرت حاصل کرتے ہین اسے فضیلت شمار کرتے ہین حالانکہ ایسے لوگ اپنا رزق بہم پہونچانے مین خلق سے اعانت چاہتے ہین مگر اوسکے عوض مین کچہہ نہین دیتے لوگون کے گہر سے غذا کہاتے ہین لباس اونکا لیکر پہنتے ہین مگر قیمت اوسکی ادا نہین کرتے ایسے لوگ حقیقت مین ایسے افعال کی پابندی کرتے ہین جو انتظام عالم کے خلاف ہین بہت سے خصایل رذایل کی قوت اونکی طبیعتون مین موجود و آمادہ ہوتی ہے مگر بسبب اختیار وحشت و تنہائی کے وہ افعال اونسے ظہور مین نہین آتے ہین اکثر اشخاص کم عقل اونکو اہل فضایل سے شمار کرتے ہین حالانکہ یہ خطاے فاش ہے عفت اسکو نہین کہتے ہین کہ عورتون سے بالکل کنارہ کشی اختیار کرے بلکہ عفت وہ ہے جو ہر چیز کی حدون کو ہر ایک کے حقوق کو قایم کرے افراط و تفریط سے باز رکہے اور عدالت اسکو نہین کہتے ہین کہ لوگون پر ظلم نکرے بلکہ عدالت یہ ہے کہ معاملات مین انصاف کرے اور جبتک

کوئی شخص خلق کے ساتھ آمد و شد و صحبت و ملاقات نکریگا تب
تک سخاوت اوس سے کیونکر ظاہر ہوگی اور جبتک کسی معرض
ہلاک مین مبتلا نہوگا تب تک شجاعت اپنا اثر کیا دکھا دیگی اور
جبتک اچھی صورتین نگاہ کے نیچے نہ آوینگے اور سامان شہوت
مہیا نہوگا تب تک عفت کا اعتبار کیونکر ہو سکتا ہے اگر غور سے
دیکھا جاوے تو معلوم ہو جائیگا کہ اشخاص مذکورۂ بالا یا جمادات
مین شمار ہونگے یا مردون کے مشابہ تصور کئے جائینگے نہ کہ اہل فضل
وکمال سے اسواسطے کہ اہل فضل و تمیز مقدرات الٰہی سے جو
واسطے انتظام عالم کے مقرر ہوئے ہین انحراف نہین کرتے
اپنے خصائل و عادات مین بقدر طاقت حکمت حکیم مطلق
کے اقتدا کرتے ہین اور حق تعالےٰ سے طالب توفیق رہتے ہین
سوال عادل شاہ نے ماہیت تمدن اور سبب احتیاج حکمت
مدنی کو سنکر فرمایا کہ جناب حکیم صاحب عجب مطالب عالی
آپنے بیان فرمائے کہ جسکے سُننے سے مجھے وثوق و یقین ہوگیا
کہ دنیا مین کوئی شخص خواہ بادشاہ ہفت اقلیم ہو خواہ اپنے
گھر کا مالک عمدہ طور سے انتظام نہین کر سکتا جبتک قواعد
تمدن کو کماینبغی نہ جانتا ہو بلکہ اصل تو یہ ہے کہ آپکی تقریر سے

میری آنکھون سے غفلت کا پردہ اوٹھا دیا اور عالم انتظام عالم کا نقشہ دکھا دیا اگر مطالب جلیلہ جنکا آپ وعدہ فرماتے ہین باقی نہوتی تو مین عرض کرتا کہ ہر امر کی دوبارہ تفصیل ارشاد فرمایئے مگر آپ کے اخلاق بے پایان اور طبع فیاض سے اس امر کا امیدوار ہون کہ آپ طریقہ جماعت کے قایم کرنیکا او تفصیل ہر ایک کے تعلقات کے بیان فرمایئے جواب حکیم صاحب نے سر انکسار جھکا کر شکریہ قدردانی اور جوہر شناسی ادا کیا عرض کی کہ اے معدلت پناہ عمدہ سے عمدہ اور بہتر سے بہتر طریقہ دنیا مین ایک دوسرے ربط واتحاد کا اور ایک گروہ و ایک جماعت کے باہم متحد ہو جانیکا محبت و الفت سے بڑھکر نہین ہے اسواسطے کہ پیشتر اس سے فقیر نے مفصلاً عرض کیا ہے کہ انسان کو بدون دوسرے کی اعانت وامداد کے کوئی چارہ نہین کبھی کوئی کام پورا نہین ہو سکتا جبتک چند شخص باہم شریک ہو کر نکرین اور ایک دوسرے کا معین و مددگار نہو اسواسطے کہ کمال بے معونت کے ہو ہی نہین سکتا اور شہرتن تنہا کچھ کر ہی نہین سکتا تو اب ضرور ہوا کہ انسان اپنے کاروائی کیواسطے کوئی ایسی چیز بہم پہونچاے جو اوسکی اعانت کرنیوالون کو فراہم کردے اور مختلف خلقت کے لوگونکو ایکدل و ایک

رائے کر دے جیسے انسان کے ہاتھہ پاؤن آنکھہ کان عقل فہم سب
شریک ہوکر کام کرتے ہین — ایسی چیز دنیامین محبت سے
بڑھکر کوئی نہین اسواسطے کہ عدالت اور حکومت مجبوری کے ساتھہ
انسان کو پابند کرتے ہین اسیوجہ سے اکثر مخالف طبیعت کی
واقع ہوتی ہین پس یہ عدالت کا انتظام مارے باندہے
چلتا ہے اور ایسی اطاعت ہمیشہ بناوٹ کی ہوتی ہے
آخر دو بہر ہو جاتی ہے اگر محبت آپسمین ہوجائے تو پھر
ہر شخص خوشی خاطر سے دوسرے کا کام کر دے اور کچھہ بار نہو
چونکہ خداوند کریم نے انسان کو طالب کمال کا پیدا کیا ہے
اور کمال بے اعانت کے نہین ممکن اور اعانت بے آپس کے
میل جول کے نہین ہوتی تو اسیوجہ سے ہمیشہ انسان کو بالطبع خواہش
تالیف کی ہوتی ہے اگر اوس تالیف کا ظہور خوشی خاطر سے ہوا
تو محبّت ہے اگر جبر و اکراہ سے ہوا تو عدالت ہے پس ثابت
ہوگیا کہ اصلی تالیف محبت سے ہوتی ہے اور بناوٹ کا
اتحاد عدالت سے پس عدالت کا رتبہ محبّت سے کہین گھٹ
گیا اور یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ عدالت کی قوّت نظم عالم
مین اوسیوقت لازم ہوتی ہے جب محبّت نپائی جائے

اسواسطے کہ انصاف کا نام عدالت ہے اور انصاف کے
معنے نصف نصف کر دینے کے ہین یعنے جو چیز متنازع ہو
ان مین دونون کی زیادتی اور کمی کو گھٹا بڑھا کر نصف کر دے
اور یہ بھی ظاہر ہے کہ نصف کرنے سے کثرت پیدا ہوتی یعنے ایک
کے دو اور محبت سے اتحاد یعنے دو ایک ہو جاتے ہین پس دو کا
ایک ہونا بہتر ہے یا ایک کا دو ہونا بقول شاعر ؎ دو دل
یک شود بشکند کوہ را ؞ پراگندگی آرد انبوہ را ؞ تو اب صاف
ظاہر ہو گیا کہ فضیلت عدالت سے محبت کا مرتبہ بڑا ہوا ہے
انہین وجوہ سے قدیم حکیمون نے محبت کی فضیلت بیان
کرنے مین بڑا اہتمام کیا ہے نہایت شد و مد سے محبت کی
عظمت و بزرگی ظاہر کی ہے یہان تک کہتے ہین کہ کل موجودات
عالم محبت ہی سے قایم ہین اور کوئی چیز دنیا کی محبت سے
خالی نہین جیسا کہ وجود اونکا بدیہی ہے ویسے ہی اتحاد بھی لازمی
ہے ۔ ہان مراتب مین اختلاف ہے اور اسی کمی بیشی سے
کمال مین بھی ہر شخص کے اختلاف ہے اور اسی اختلاف مراتب
سے زیادہ کم ہو کر اور کم زیادہ ہو کر باعث صحت نظم ہو جاتا ہے
اور یہ بھی انہین حکیمون کا قول ہے کہ جسطرح محبت سے

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

نظم قایم ہے اوسیطرح غلبہ و حکومت سے فساد و نقصان
پیدا ہوتا ہے اسیوجہ سے ان لوگونکا نام اصحاب محبّت رکھا ہے
ہر چند یہ قول اکثر محققین کے ناپسند ہے۔ اونکا مذہب
اس امر خاص مین اُن قدما سے مخالف ہے مگر محبت کی تعریف
و توصیف مین کسیکو کلام نہین اور اسمین بھی شک نہین کہ
جملہ کائنات کی چیزین آپسمین ربط و اتحاد رکھتی ہین اور جذب
و سلب اشیا بواسطۂ محبت و نفرت ہے چاہے اس مطلب کو
لفظ عشق سے تعبیر کرین خواہ محبت کہین بہر طور محبت
پر دار و مدار نظم عالم ہے۔ جب یہ امر ذہن نشین ہوگیا تو اب
جاننا چاہیے کہ حقیقت محبت کی طلب کرنا ایسے اتحاد کا ہے
جو طالب کے کمال مین مفید ہے اسوجہ سے کہ کمال شرف
ہر موجود کا اوسی وحدت سے متعلق ہے جو حضرت حق
سبحانہ و تعالی کی طرف سے عطا کی گئی ہے پس جسمین محبت
زیادہ ہوگی اوسیکو شوق شرف و فضیلت و کمال کا زیادہ ہوگا
اور اوسیکو حاصل کرنا کمال کا آسان ہوگا۔ مگر متاخرین حکما
نے اس کے استعمال کی یہ اصطلاح قرار دی ہے کہ لفظ محبت
اور عداوت کو مخصوص انہین چیزون سے کردیا ہے جنمین

جنمین قوت ناطقہ پائی جاتی ہو اور جسمین ایسا نہو اوسکے واسطے ان دونون
لفظونکا استعمال مناسب نہین سمجھتے بلکہ اور الفاظ سے اوس
مطلب کو ادا کرتے ہین جیسے عناصر کا اپنے ہی مرکز کیطرف میلان
کرنا اور اپنے مخالف عنصر سے بھاگنا یا میل مرکبات کا انہی
قسم کیطرف بسبب مشاکلت ترکیبی کے یا بسبب اتحاد نسبت
کے خواہ وہ از روئے عدد و شمار کے ہو خواہ مساحت پیمائش
کی خواہ ایسی ترکیب خاص سے جس سے افعال عجیب و اعمال غریب
ظاہر ہوتے ہین جیسے لوہے کا مقناطیس کیطرف مائل ہونا
ایسی قوتونکا نام خواص ہمراز طبائع رکھتے ہین اور انکے مخالف
کو جو بسبب تنفر مزاجی کے حادث ہوتے ہین جیسے بعض اقسام
کی پتھرون کو سرکہ سے نفرت ہوتی ہے ایسی قوتونکا نام
میل یا ہرب رکھتے ہین اور حیوانات کی دوستی و دشمنی کا نام
الفت و نفرت رکھتے ہین بہر طور ہمارا مطلب ثابت ہے چاہیے
جو اصطلاح قرار دین مگر چونکہ ہمکو جملہ محبتون کے بیان کرنیکی
حاجت نہین اسلیئے کہ حکمت اخلاق کو عناصر و نباتات و جمادات
و حیوانات مطلقہ کی الفتون سے کوئی بحث نہین بلکہ محض انسان
کی محبت سے غرض ہے تو اوسکی تفصیل ہی عرض کیجاتی ہے

پس معلوم کرنا چاہیے کہ انسان میں محبت دو طرح کی ہوتی ہے
ایک طبیعی ۔ دوسری ارادی محبت طبیعی وہ ہے جو مادر کو فرزند
کے ساتھہ ہوتی ہے اگر اس قسم کی محبت ما کی طبیعت مین خلق
نہوئی ہوتی تو پرورش اولاد کی اور تحمل مشقتون کا جو انکی
تربیت مین ہوتی ہین ممکن نہوتا بلکہ بقاء نوع انسان کی نہو
سکتی محبت ارادی کی چار قسمین ہین ایک سریع العقد سریع
الانحلال یعنے جلد حاصل ہو جلد زایل ہو جاے دوسرے بطی
العقد بطی الانحلال یعنے دیر کو حاصل ہو دیر کو زایل ہو سوم
بطی العقد سریع الانحلال یعنی دیر کو حاصل ہو جلد زایل ہو جاے
چہارم سریع العقد بطی الانحلال یعنی جلد حاصل ہو دیر کو
زایل ہو پس یہ چار قسمین ہین محبت ارادی کی کیونکہ مطالب
و مقاصد ہر قسم کے لوگون کے مختلف ہوا کرتے ہین کوئی
کسی غرض کا طالب ہے کوئی کسی مطلب کا جیسا مجملاً
و مفصلاً عرض کیا گیا تو محبت مین بھی ویسا ہی اختلاف
ہونا چاہیے جیسا اصل مقاصد بنی آدم مین ہے پس اسباب
محبت کے بغیر اسکے کہ مخلوط و مرکب ہون تین پائے
جاتے ہین ایک لذت ہے دوسری امید نفع ہے تیسری

خیر ہے مگران تینون کے باہم خلا ملا و ترکیب سے البتہ چوتھی قسم بھی پیدا ہو جاتی ہے بلکہ اکثر دنیا مین ظہور محبت کا ترکیب ہی کے ساتھ ہوتا ہے اسوجہ سے کہ محبت کے اسباب علل اونہین لوگون کے کمال کو پورا کرتے ہین جو کمال شخصی و نوعی کے خواہان ہین اور سابق مین مفصل بیان کیا گیا ہے کہ انسان ہر طرح کی تکمیل چاہتا ہے اور اکثر مقاصد ان تینون قسمون سے مرکب ہین تو محبت مین بھی ترکیب کا ظہور زیادہ ہے خلاصہ یہ کہ محبت کی ان تین علتون کو جب اقسام اربعہ سابق کے ساتھ ملا کر دیکھین گے تو تخصیص ہر قسم کے محبت کی شکل آئیگی یعنے جب محبت کا سبب لذت ہوگی جلد حاصل ہوگی جلد زایل ہوگی اس لیئے کہ لذّت زوال پذیر اور جلد مٹ جانیوالی چیز ہے جو چیز اوس سے پیدا ہوگی وہ بھی ویسا ہی اثر دکھاویگی کسواسطے کہ سبب اصلی ہمیشہ مسبّب مین موثر رہتا ہے جب نفع سبب محبت ہوگا تو دیر کو حاصل ہوگی جلد زایل ہوجائیگی اسوجہ سے کہ نفع کا حاصل ہونا عزیز الوجود و کمیاب ہے مگر بعد حصول کے جلد زایل ہوجاتا ہے جب خیر واسطۂ محبّت ہوگا تو جلد حاصل ہوگی دیر کو زایل

ہوگی اسلیے کہ خیر کا مادّہ دونون مین موجود ہے اور ہر ایک مادّہ
کی دو آدمی ایکجا ہوگئے اور پھر کشش مادّہ نے محبت کا سلسلہ
جما دیا مگر زوال دیر کو ہو جہ سے ہوتا ہے کہ جو سبب محبت کا ہے
وہ دونو سے منقطع نہین ہوتا تو اوسکا اثر بھی جا منقطع نہ ہوگا اب
چوتھی قسم کی محبت جو دیر کو حاصل ہوتی ہے دیر کو زایل ہوتی ہی
وہ مرکب ہوتی ہے نفع و خیر سے پس یہ دونو اپنا اپنا اثر دکھلاتے ہین
نفع محبت کے حاصل ہونےمین دیر لگاتا ہے خیر قطع محبت مین دیر
کرتا ہے جب اقسام محبت کے ازروے اسباب معلوم ہوچکے
تو اب اطلاقات الفاظ محبت کو بھی سمجھ لینا چاہیے اور ہر ایک
کی نسبت عموم و خصوص کو دریافت کر لینا چاہیے کہ مقامات
مابعد مین اسی اصطلاح پر الفاظ کا استعمال کیا جایگا پس ان
معنون مین چار لفظین مستعمل مین (۱) محبت (۲) صداقت (۳) مودت (۴) عشق
فرق ہر ایک کے معنی اصطلاحی مین یہ ہے کہ محبت ایک جماعت
کے درمیان مین بھی ہوتی ہے اور دو شخصون مین بھی پس یہ عام
ہوئی بہ نسبت دیگر الفاظ کے صداقت دو ہی شخصون کی
محبت کو کہینگے پس رتبہ مین محبت سے کم ہوگی مودت ہم معنی
صداقت ہے مگر خصوصیت خلوص کی زیادہ رکھتی ہے عشق

بھی مودت کے قریب قریب ہے مگر اسمین اوس سے زیادہ خصوصیت
ہے یعنے جب اسمین مع قوی افراط کی حالت بہم پہونچ جائیگی تب عشق کا
استعمال کیا جائیگا کبھی بطور مجاز کے صداقت و مودت کو دو شخصون سے
زیادہ کیواسطے بھی بولتے ہین مگر عشق کو سوا دو آدمیون کے درمیان
کے تیسرے چوتھے کیواسطے استعمال نہین کرتے ۔ اب اس مقام
پر از روئے اطلاق لفظی کے عشق کی بھی دو قسمین ہوگئین یعنے
ممدوح و مذموم اسوجہ سے کہ اگر افراط طلب لذت باعث عشق
ہے تو مذموم ہے اگر افراط طلب خیر باعث عشق ہے تو محمود
ہے مگر ان دو قسمون کے سوا تیسری قسم نہین نکل سکتی اسوجہ سے
کہ عشق کا سبب نفع نہین ہوتا یہی باعث ہے کہ کہین عشق کی
مدح کیجاتی ہے اور کہین مذمت مگر عشق ممدوح کمتر ہوتا ہے اسلیئے
کہ خیر مین اتنی افراط کب ہوتی ہے جو عشق کے مرتبہ کو پہنچ جائے
زیادہ مذموم ہی ہوتا ہے کہ قوت شہوانی جوش مین آکر لذت
کی خواہان ہوتی ہے اور باز نہ رکھنے سے حالت افراط بہم پہونچا کر
عشق پیدا کر دیتی ہے اب ان محبتون کا ذکر مقتضائے سن
بھی گذارش کرتا ہون نوجوانون کی صداقت اکثر بواسطہ طلب
لذت کے ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اونکی دوستی پائدار نہین ہوتی

بہت جلد دوست بن جاتے ہین اور بہت جلد بگاڑ ہوجاتا ہے
اور رشتۂ صداقت ٹوٹ جاتا ہے اگر شاید کسیکی دوستی زیادہ عرصہ
تک قایم بہی رہے توسبب اوسکا یہ ہے کہ وہ لذات کو پایدار جانتے
ہین یا پہر حاصل ہونیکی امید رکہتے ہین مگر جب وہ امید قطع ہوجاتی
ہے تو وہ دوستی بہی تشریف لیجاتی ہے بڈہون کی دوستی یا جو اونکا
ہم مزاج ہین اکثر منفعت کی امید پر ہوتی ہے اس سبب سے کہ
تحصیل منفعت کو مشترک جانتے ہین اور جب امید منفعت
مبدل بہ یاس ہوجاتی ہے تو اونکی صداقت بہی معدوم ہوجاتی
ہے مگر چونکہ منفعت کو بہ نسبت لذت کے کسیقدر پایداری ہے
اسوجہ سے اونکی صداقت بہی بہ نسبت جوانون کے مستحکم ہے
نیک آدمیون کی محبت جو محض بمقتضائے اعمال خیر ہوتی ہے
وہ ان سب سے زیادہ مضبوط ہے اور اسباب زوال و تغیر سے
زیادہ محفوظ ہے اسوجہ سے کہ خیر باقی رہنے والی چیز ہے تغیر کو
کم قبول کرتی ہے اور ازبسکہ طبیعتین انسان کی متضاد و مختلف
اشیا سے خلق ہوئی ہین رغبتین اور خواہشین بہی ہر ایک کے مختلف
واقع ہوتی ہین اسیوجہ سے لذتین بہی مختلف ہین کسیکو کوئی چیز
پسند ہے مگر دوسریکو وہی چیز ناپسند ہے یہ اپنی مرغوب چیز کو

جلسۂ پنجم قانون تمدن

راغب ہے جو جو سختیاں اوسکے تحصیل مین ہوتی ہین گوارا کرتا ہے
اور زحمت کو راحت جانتا ہے دوسرا بھی مرغوب شے کی تمنا رکھتا ہے
کو بخوشی قبول کرتا ہے شخص اول کی سختیون کو مکروہ سمجھتا ہے
اسیوجہ سے اوسکو اسکی محبوب چیز کا ترک آسان ہے اور اسکو
اوسکی مطلوب شے کا اگر ایسا ہوتا تو سب ایکہی چیز کو پسند کرتے
ہوتے جیسا عرف عام مین کہتے ہین کہ عشق مین حسن وجمال کی کیا ضرورت
ایک ادا مار لینے کو کافی ہے یہی معنی ہین اس شعر کے سے ایک گھڑی
بھی ادا الاکہ نیاوث سے ہے بہتر * مثلاً اہل خیر کو عبادت و تفکر
قدرت پروردگار مین لذت ہے جمع مال و شوق جمال سے نفرت
ہے ایسے لوگونکو اپنی لذت یعنے عبادت کے ترک مین اذیت
ہوتی ہے اہل شر کو جمع مال و شوق جمال و غذاء مرغوب و لباس
خوب مین لذت ہے لذت اہل خیر سے نفرت جب انکی خواہش
کی چیزین انکو نہین ملتی ہین ایذا اوٹھاتے ہین اور اہل خیر کو اہل
خیر کے ساتھ محبت ہونیکا سبب اتحاد جوہر بسیط خیر کا ہے اس
قسم کے فضائل سے یہ بات ہے کہ اسکو نقصان نہین پہونچتا اور اہل
کو اسکے نہین ہوتا ملال کو گنجایش نہین ملتی کسیکو موقع بدگوئی و فتنہ پردازی کا
حاصل نہین ہوسکتا ۔ جو محبت محض منفعت کیواسطے ہوتی ہے

وہ اخیار کو اشرار کے ساتھہ اور اشرار کو اخیار کے ساتھہ ہوتی ہے مگر سریع الزّوال اسوجہ سے کہ اس محبّت مین نافع اور لذیذ شئے مطلوب بالعرض ہے نہ بالذات - اکثر محبّتین ایسی بھی ہین جو ایکجا جمع ہونے سے پیدا ہوجاتی ہین جیسے مسافرت وعالم غربت مین دو شخصون مین یکجائی ہوجاتی ہے ایک دوسریکا مونس تنہائی رہتا ہے یا ایک کشتی پر سوار ہونیسے یا ریل پر ایک کمرہ مین بیٹھنے سے باہم محبت پیدا کر لیتے ہین انکا سبب وہ انس اصلی انسان کا ہے جو اوسکے مادہ مین خلق کیا گیا ہے اکثر حکمار اخلاق فرماتے ہین کہ انسان کا نام انسان بسبب اُنس طبیعی کے رکّھا گیا یعنے انسان مشتق ہے اُنس سے نہ یہ کہ نسیان سے مشتق ہے جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے وَسُمِّیْتَ اِنْسَانًا لِاَنَّکَ نَاسٍ یعنے تیرا نام انسان اسوجہ سے رکھا گیا کہ تو نسیان کرنیوالا ہے پس اب یون کہنا چاہیے وَسُمِّیْتَ اِنْسَانًا لِاَنَّکَ مُونِسٌ بہر عنوان انسان کا کمال یہی ہے کہ اپنی خاصیت کو کامل طرح سے ظاہر کرے یعنے انسان تبھی انسان کہلائیگا جب انسانیت وانس مین کامل ہو اسیوجہ سے انسان کو مدنی بالطبع بھی کہتے ہین شارعین شرائع وملل نے اکثر احکام شرعیّہ مین اس اصل کو مرعی رکھا ہے اسی بنیاد کو محکم کیا ہے کن کن طریقو نسے

جلسۂ پنجم قانون تمدن

تالیف و محبت کو درست کیا کیا قواعد و اصول مقرر فرمائی
جنکا سمجھنا ہر شخص کا کام نہین ہر قوم و ہر ملت مین صدہا مثالین
اسکی موجود ہین زیادہ تفصیل کا عرض کرنا ہر ملت کی امثلہ
تالیف کا بیان کرنا موجب تطویل و خارج از صناعت حکمت
اخلاق ہے **سوال** بادشاہ نے کہا کہ ہر چند تفاصیل شرعیہ
کا بیان کرنا حکمت اخلاق سے باہر ہے مگر مین چاہتا ہون کہ
دو ایک مثالین تالیف کی شریعت سے بھی فرمائیے تاکہ ملین اور
ماہیتین اکثر احکام شرعیہ کے وضع ہو جائین بعد دریافت ہونے
فائدہ و منفعت کے اور معلوم کرنے علت و باعث کے رغبت
قلبی اون احکام کی تعمیل پر ہوگی **جواب** حکیم صاحب نے
عرض کی کہ شریعت اسلامیہ کے جملہ عبادات و احکامات پیرایۂ
عقل و حکمت سے مملو ہین بہمہ تن یہ شریعت ترویج اخلاق
نیک کیواسطے وضع کی گئی ہے خود شارع اول حضرت رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین کہ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ
الْاَخْلَاقِ یعنی مین اسواسطے رسالت پر مامور کیا گیا ہون کہ عمدہ
عمدہ خصلتین اور اچھے اچھے اخلاق خلائق کو تعلیم کرون اور
محاسن حکمت اخلاق کو تمام کرون پس حضرت ہی کے قول سے

شریعت کا ہمہ تن پابند اخلاق بلکہ معلم اخلاق ہونا معلوم
ہوگیا یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید مین صدہا مقامون پر ہدایت
اعمال نیک کی گئی ہے کسی حکیم قدیم کا ذکر نہین کیا گیا سوا
لقمان کے اسواسطے کہ وہ اسی حکمت اخلاق کے حکیم ہے
ہزار نصیحتین جو اونھون نے اپنے فرزند ارجمند کو کی ہین کتب
مبسوطہ مین موجود ہین اگر زمانہ نے فرصت دی اور کسیقدر
بھی فقیر کو مہلت ہوئی تو انشاءاللہ اون سب کا ترجمہ مفصل
طور سے عرض کرون گا جس حکم شرعی کو دیکھیے فوائد اخلاقیہ
سے بھرا ہوا نظر آئیگا ایک نقطہ مسئلہ تالیف و اجتماع کی
مثال شرعی عرض کرتا ہون مگر یہ ملحوظ خاطر رہے کہ جو
علّت عرض کیجائیگی وہ تامہ نہین ہے جسکی بنا پر مدار حکم
شرعی ہوسکے اور مفقود ہونے پر وہ واجب ممنوع ہوجاوے
بلکہ اس قسم کی علل توضیحی ترجیحی ہوا کرتی ہین اور از بسکہ خود شارع
نے احکام کو تعبّدی فرمایا ہے بسبب نقصان عقول
انسانی نفرت طبیعت اطاعت تکلیف سے علل تامہ کو
ارشاد نہین کیا ہے کچھہ نہ سہی تو ایک علّت تعبّد کیا کم ہے
جیسے بہت سے قوانین و قواعد کا انضباط اس غرض سے

ہوتا ہے کہ اطاعت و فرمان برداری کی مادّے کو دریافت کرلین
اور اشخاص فرمان بردار و نافرمان کی تمیز کرلیجائے یا اس غرض
سے کہ استمرار التعمیل اوامر سے رسوخ و ملکہ طبیعت مین بہم پہنچ
جائے یا یہ کہ تشخیص مراتب کا وسیلہ ہو یا مادّی خیر سے باہم
محبّت خیر ہو یا یہ کہ اونکے حُسن رفتار کو دیکھکر تعلیمات اطفال
صحیح ہون یا یہ کہ تعب و مصائب کے متحمل ہون یا یہ کہ قوت
شہوانی اعتدال پر آتی رہے یا یہ کہ عقل و فہم مین ترقی ہو
وغیر ذلک ایسی صدہا علتین ہین جنکا ذکر موجب تطویل ہے
فقیر بہی جزماً و حتماً ایک علّت کہی حکم کے کیونکر عرض سکتا ہی
مگر التعمیل ارشاد کیوا اسطے اون امور کو عرض کرونگا جنمین بالیقین
کی علّت پائی جاتی ہے چاہے اور بہی علتین موجود ہون —
دیکھئے ضیافت و دعوت کی کسقدر تاکید وارد اور کتنی ابواب
ضیافت کے احادیث مین نقل کیے گئے ہین حضرت ابراہیم
علیہ السّلام مین بہت سے صفات تہے مگر ضیافت کا مرتبہ
ایسا عظیم تہا کہ حضرت پروردگار نے ضیف ابراہیم کی قصّہ
کو ذکر فرمایا اسیوجہ سے کہ باہم انس و محبت ضیافت مین
بہم پہونچتی ہے ہر چند اور بہی اسباب اخلاقی اسمین موجود ہین

بھی جیسے تحصیل فضیلت سخاوایثار مگر غالب سب مین محبت ہے
کہ آپکی تینون قسمون سے پائی جاتی ہے یعنے طلب لذت
بھی طلب منفعت بھی طلب خیر بھی پہر اجتماع کی حالت سے
جو الفت پیدا ہوتی ہے وہ بھی دوسری مثال اجتماع
کی حکم کرنا نماز جماعت کا کہ ایک گروہ کا گروہ مسلمانونکا
ہر روز پانچ مرتبہ باہم اکٹھا ہوا کرین قبل نماز وبعد نماز باہم
خلط وارتباط کرین ایک دوسریکی حال پر مطلع ہو عادات
کریمہ واخلاق حسنہ کی تعلیمین سیکھین طرز معاشرت وآداب
سخن ومحاسن نشست وبرخاست معلوم ہون ایک دوسرے
کی تنگی وافلاس کو دیکھکر سلوک کرے وغیر ذلک ایسے
متعدد اوقات کے اکٹھا ہونیمین شاید انس اصلی اونکا زائد
ہوکر محبت ومودت کے درجہ پر پہونچ جائے مگر اس وجہ
سے کہ کسیکو کسیکے مکان پر جانیکی مہلت وفرصت نہو
یا بخیال اُسکے انضباط اوقات کے موجب حرج سمجھتا ہو
تو ایک مکان خاص کی تعمیر کا حکم دیا جسمین یہ کوئی شبہہ
باقی نرہے اور بلا تکلف جمع ہوسکے اوس مکان کا نام مسجد
ہے اور شاید اسی سبب سے کہ اشغال ہر شخص کے کثیر ہین اس اصل

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

اصیل سے غافل ہوگئے ہون اسوجہ سے کہ توجہ انسانی ہمیشہ اوکہی
چیز کیطرف مبذول ہوتی ہے ایک شخص کو یاد دلانیکے واسطے
معین کیا کہ وہ اون اوقات معینہ کی یاد دہی کرے جسکا نام اذان
ہے ۔ اکثر کثافت مقام کی باعث نفرت ہوتی ہے مسجد سے
ایک ایک قدم کے اوٹھانیکا ثواب کس کس اہتمام سے ذکر کیا ہے
یہ امر ظاہر تہا کہ ایکجا ہونا تمام اہل شہر کا ہر روز پانچ مرتبہ مشکل ہے
اسوجہ سے ہر روز کا حکم اہل محلہ کیواسطے خاص فرمایا اور جو پہونچ
سکے اب تمام اہل شہر کے لیے بہی اجتماع کی ضرورت تہی ہر روز
کی تکلیف اوٹھ نہین سکتی اسوجہ سے ہفتہ مین ایک دن
اون سبکے اجتماع کا قرار دیا گیا اوسکا نام جُمُعہ رکہا گیا جسکا مادہ
بہی اجتماع ہے کہ تمام شہر بہر کے لوگ ایک مسجد جامع مین
جمع ہوکر نماز ادا کرین باہم متحد ہوکر اس کام کا انجام دیتے رہین
اس فضیلت تالیف سے وہ بہی محروم نرہین جب موذن وقت
اجتماع کو یاد دلائے سودا بیچنا چھوڑ دین سعی واہتمام سے وقت
معین پر حاضر ہون یہان تک کہ اوسوقت کی معاملات کی
صحت مین بہی کلام فرمایا مگر جب اس فضیلت سے ایک شہر کے لوگ
مستفیض ہوے دیہات وقریات گانون گنوین کے مسلمانون کو

فائدہ نہ پہونچا اسواسطے سال مین دو مرتبہ اونکو بہی حاضری کا حکم
دیا کہ دور دور سے اگر نماز عیدین مین شریک ہون ایسی جماعت عام
کیواسطے مقام بہی صحرا و بیرون شہر قرار دیا گیا تا ان سب لوگونکو
شامل ہو سکے تنگی و ضیق جگہ کی نہو اسواسطے کہ اتنی بڑی عمارت
جسمین ہزار ہا آدمی جمع ہوسکین خرچ کثیر کے قابل تہی شاید کوئی
اوسکے بنانے مین کوتاہی کرتا جب ایک صحرا مین ہزار ہا آدمی اسطرح کے حاضر
ہونگے ایک دوسرے سے تہذیب اخلاق نیک کا اکتساب کرینگا آپسمین انس
و محبت بہم پہونچیگی ربط و اتحاد میل جول ہو جائیگا مگر تمام عالم کا
اکٹہا ہونا اور مختلف بلاد کے لوگونکا فراہم ہونا مشکل تہا اسوجہ سے
تمام عمر مین ہر شخص کو اقصاء بلاد مین کہین ہو حکم دیا گیا کہ عمر بہر مین ایک
مرتبہ ضرور حج مین حاضر ہو اور اسفار بعید الاقطار کے پست و بلند
و نشیب و فراز کو دیکہکر ایکہی مقام پر جمع ہون ہر قسم کے لوگون کو
دیکہین عادات و اخلاق پر مطلع ہون تجربہ حاصل کرین وہی فائدے
جو اہل شہر و اہل اطراف و اکناف کو حاصل ہوئے ہین انکو بہی حاصل
ہون بلکہ اوس سے کہین کامل تر و عظیم تر بلکہ تمام عالم کے اشخاص سے موانست
حاصل ہو ہر شخص کے انداز و طریقۂ اخلاق سے بصیرت بڑہے —
ایسا مقام جو ایسے مجمع عام کے لئے قرار دیا جائے اور تمام مخلوقات

عالم کا مرجع ہو کوئی نہین ہو سکتا مگر وہ مقام جو معدن ہدایت و مخزن
شریعت ہو جسین مقام پر صاحب شریعت خود موجود ہوا اور اوسکے
آثار و علامات پائے جاتے ہون جنکے دیکھنے سے عظمت و جلالت
شریعت کی اور صولت و سطوت صاحب ہدایت کی دلوںین
مستولی ہو جائے تا قبول احکام و تعمیل اوامر مین بکمال شوق
و اطاعت رغبت کرین اسکے بعد پہر جزئی احکام کا مصالح الحکمیہ
پر مبنی ہونا اور دو دو چار چار فائدونکا نکلنا دُہری منفعت ہے
و قفیت جزئیات مسائل حج و مسائل صوم و صلوٰۃ و طہارت
سے بتامل ظاہر ہو سکتا ہے زیادہ تفصیل اسکی کتب علل الشرائع
و معانی الاحکام وغیرہ سے واضح ہوگی ہرچند اس تفصیل کا موقع
بہی نہ تہا اوس پابندی کے سبب سے جو تمام کتاب کی تحریر
مطالب مین ملحوظ رکہے گئے مگر مقصود اصلی راسخ کرنا اخلاق کی
ماہیت کا ہے قلوب مردم مین پس یہ بہی عمدہ وسیلہ تنبیہ کا ہوگا کہ
تہوڑا اسا رنگ استدلال دیکہنے سے اور نمونہ تفتیش علل پر نظر
کر لینے سے قوت اسباب و وجوہ کی پیدا کرنیکے آجائیگے جابجا کی
راہ تدبیر و تعمق کی کشادہ ہو جائیگی الحاصل آمدم بر سر مطلب
جتنی قسمین محبت کی از روئے اسباب و از روئے اطلاق

دار روے ثبات و بقا و تحصیل و تکمیل غرض کی گئین اون کل
قسمون سے محبت الٰہی باہر ہے اسواسطے کہ آدمیون کی
جملہ اقسام کی مختلف دلفتون مین دونو طرف سے اسباب محبت
کا ہونا لازم ہوتا ہے مگر محبت الٰہی کیواسطے اسکی ضرورت نہین ہے
ممکن ہے کہ ایک آن مین قایم ہو جاے اور ایک آن مین جاتی
رہے اسوجہ سے کہ جب بندیکو محبت حضرت حق سبحانہ و تعالے
سے پیدا ہوگی اودہر سے بھی افاضہ ہوگا جب اسکی کیفیت رجوع
بخدا کم ہو جائیگی افاضۂ انوار قدسیہ بھی جاتا رہیگا بلکہ یہ بھی ممکن ہے
کہ ایکطرف سے ہو دوسری طرف سے نہو یعنے بندہ تو دعوی محبت
الٰہی بقدر اپنے فہم کے کرے مگر حضرت رب العزت اوسکو قابل
لطف نہ سمجھے ــ میان بی بی مین بھی کبھی لذت محبت
کا سبب ہوتی ہے مثلاً دونونکو لذت حاصل ہونے سے
محبت پیدا ہو یا ایک کی طرف سے محبت بواسطۂ لذت ہو
دوسرے کی طرف سے بواسطۂ منفعت یہی وجہ ہے کہ اکثر
مرد عورت سے بے اتفاقی کرنے لگتا ہے عقد جدید کا
طالب ہوتا ہے یہی سبب ہے بی بی سے بھی لذت پسندی کی
مانعت کی گئی ہے بلکہ ہمیشہ میان بی بی مین محبت بذریعہ منفعت

ہونا چاہیے یہ اوس سے انتظام خانہ داری و بہم آوری اسباب حشمتکا
طالب رہے وہ اسکی وسعت معیشت واکتساب اغذیہ و اطعمہ کا
درپے رہے اوسی امید ایکے زر و سیم کی ہوا سے احتیاج اوسکی
خدمت کے جیسا تدبیر منزل مین سیاست اہل و تدبیر زوجہ
کے مقام پر مشروحًا گزارش کیا گیا ۔ اب اون محبتون کا
ذکر کرتا ہون جنکے اسباب مختلف واقع ہوا کرتے ہین ایک
طرف سے سبب محبت کچھہ اور ہے دوسرے کی طرف سے
کچھہ اور مثلًا ایک کو نفع کے امید سے محبت ہوئی دوسرے کو
اکتساب لذّت سے جیسے ناچنے گانے والے اور سننے والے ہین
گانیوالا طمع زر رکھتا ہے سننے والا اوسکی آواز خوش آیند و
صدائے مطرب و حرکات ناز و ادا سے حظ حاصل کرتا ہے پس
انس بہم پہونچ جاتا ہے یہی بات اکثر عاشق و معشوق کی محبت
مین بہی ہے عاشق کو معشوق سے لذّت مقصود ہوتی ہے
معشوق کو اوس سے منفعت کی امید ہے اس محبت کا خاصّہ
یہ ہے کہ ہر ایک دوسرے کی شکایت مین دفتر کے دفتر سیاہ کرے
جیسا شاعر کہتا ہے ؎ کہلینگے شکوونکے جبکہ دفتر ادہر
ہمارے اودہر تمہارے * تو آہ گذریگی کیسی دلپر ادہر ہمارا اودہر

تمہارے چند ایسے شکوے شکایتیں کسی قسم کی محبت مین نہین
ہوتین وجہ اسکی یہ ہے کہ طالب لذت اپنے مطلوب کے حاصل
کرنے مین عجلت چاہتا ہے وصال کے اشتیاق مین گھڑیان گنتا ہے
ایک ایک ساعت اسکو ایک سال کے برابر ہے اودہر وہ
اپنی منفعت کا خواہان ہے زر و مال کثیر کا طالب ہے یہ
اوسکے امکان سے باہر ہے ناچار بیٹھے ہوے دکھڑا رو رہا ہے
شکایتین کر رہا ہے ٹھنڈی ٹھنڈی آہین بھر رہا ہے
کبھی برجستہ زبان پر یہ شعر آتا ہے ؎ جو نہ ہونا تھا ہوا ہمیں
تمہاری عشق مین ٭ تمنے اتنا بھی نہ پوچھا کیا ہوا کیونکر ہوا ٭ ظالم
بیدرد بیوفا بیرحم کج ادا نا آشنا قتّال سفّاک محبوب کی خطاب
ہین حالانکہ اگر انصاف سے دیکھے تو عاشق خود ہی ظالم ہے یا
اونسے وصل کے طالب تو ہین مگر جو واسطہ اونکی محبت کا ہے
یعنے طلب منفعت اوسے پورا نہین کرتے یہ کیونکر ہوسکتا ہے
کہ بدل و معاوضہ ہو کام نکل آئے - ایک قسم اس محبت
کی کبھی بواسطہ لذت محض ہی ہوتی ہے مثلاً یہی گل گلستان
خوبی وہ بھی شمع شبستان محبوبی اودہر انکا عالم شباب اودہر
اونکا چہرہ آفتاب اودہر انہین جوانی کی امنگ اودہر اونین

شباب کی ترنگ ادہر انکا دریائے لذت طلبی جوش پر اودہر اونکی آتش اشتیاق شعلہ ور یہ اونکے زلف گرہ گیر پر فریفتہ وہ انکے جمال کے شیفتہ کمال انکا تیر محبت اونکے قلب سے دو سار اونکا خدنگ الفت انکے کلیجے کے پار یہ اونکی خوبی خال و خط پر مائل وہ انکے ابروے خمدار کے گہائل یہ اونپر مرنے والے وہ انکے قتل کرنیوالے ۔ ایسی صورت مین ہر ایک عاشق ہوتا ہے ہر ایک معشوق بنتا ہے یہ اونپر ظلم کرتے ہین وہ انپر دونو ظالم ہین دونو مظلوم یہ قسم سب سے زیادہ بے ثبات ہے عقل و حکمت مین نہایت ہی مذموم ہے جیسا سابق مین گذارش کیا گیا اسیوجہ سے حکماے اس محبت کا نام لوامہ رکہا ہے یعنے ملامت کے قابل اور بہی اس قسم کے اقسام ہین مگر سب اسی حکم مین داخل ہین سب عقلا معیوب ہین نتیجہ بد دکہاتے ہین بنی بنائی گہر کو مٹاتے ہین مدتون کے کمائی خاک مین ملاتے ہین ہمچشمون مین نتیجہ ذلت و رسوائی دکہاتے ہین اسیطرح جو محبت بادشاہ و رعیت و رئیس و مرؤس و امیر و غریب و غنی و فقیر کے درمیان مین ہے اکثر شکوہ و شکایت سے خالی نہین ہوتی اسوجہ سے کہ ہر شخص

طرف مقابل سے امیدوار ایسی چیز کا رہتا ہے جو اکثر اوقات میں بہم
نہیں پہونچتی جیسے بادشاہ رعیت سے طالب خراج ہوتا ہے تاخیر
ادا میں عتاب کرتا ہے رعیت سختیاں اوٹھاتی ہی ہمیشہ بادشاہ
اعانت و امداد عفو و کرم کی طلبگار رہتی ہے تاخیر حاجت روائی
و مطلب برآری میں شکایت کرتی ہی ظلم و ستم کی نسبت دینے
لگتی ہے دیگر اشخاص کو بھی اسی قیاس پر سمجھنا چاہیے اس قسم
کے ملال کا سبب فساد نیت ہے نیت کا فساد تاخیر سے
پیدا ہوتا ہے تاخیر موجب شکایت ہو جاتی ہے اسکے زوال کی
تدبیر فقط ملحوظ رکھنا شرائط عدالت کا طرفین کو اگر عدالت کرین تو کوئی
فعل کسیکا بیمحل واقع نہو پھر کسی قسم کی آپسمین شکایت بھی نہو اگر
ہو بھی تو قابل لحاظ نہے اکثر اسی سبب سے آقا و غلام میں
نوکر کے درمیان مین شکایت پیدا ہو جاتی ہے آقا استحقاق سے
زیادہ خدمتکا طلبگار رہتا ہے خادم حق خدمت سے زیادہ توقع
کرتا ہے یہ اونکے وہ انکے شاکی ہو جاتے ہین اگر پابندی شرائط
عدالت سے دونوا اپنے حدود کو قایم رکھین تو لازم عدالت طرفین
سے مرعی رہین تو اس شکایت و ملال کی نوبت نہ آے الفت
قایم ہو جاے تدبیر منازل مین تفصیل سکی گذارش کی جاچکی ہے

جلسۂ پنجم قانونِ تمدّن

نیک لوگونکی الفت نہ منفعت کی امید مین ہوتی ہے نہ لذت
کی بلکہ محض اتحاد جوہر خیر و مشارکت مادہ صلاحیت سبب اسکی محبت
کا ہوتا ہے اسی سبب سے مخالفت و منازعت و شکوہ و شکایت
سے بالکل پاک و پاکیزہ و مبرّا ہے بلا تکلف ایک دوسرے کو نصیحت
کرتا ہے اخلاق کریمہ و عادات حسنہ کی تعلیم کرتا ہے ایسے اشخاص کا
زجر و عتاب بھی ناگوار خاطر نہین ہوتا اونکے کلمات تلخ نصیحت آمیز
قند کیطرح حلاوت دیتے ہین یہ شیرینی اوسی ذائقۂ خیر کی ہے
جو باہم مشترک ہے ایسے لوگون مین صفت عدالت خود بخود
پیدا ہو جاتی ہے — انہین معنونکی طرف حکما اشارہ کرتے ہین کہ
دوست وہی ہے جو محبت و صداقت مین بذات خود طاہر مگر
دوسرا شخص ہو جیسے ایک جان دو قالب کہتے ہین مگر ایسے محبتین
عام خلق مین عزیز الوجود بلکہ کمیاب ہین اس لئے کہ وہ لوگ اسکے
فوائد سے بے بہرہ ہوتے ہین غرض صحیح محبت سے غافل نتیجہ
محبت خیر سے جاہل فقط طمع لذت سے الفت و محبت کرتی
ہین یہی وجہ ہے کہ بچّون اور کم سنون کی محبت کا اعتبار نہین
ہوتا — اسیوجہ سے سلاطین کی دوستی بھی مستحکم نہین ہے
کہ وہ اپنے کو صاحب حکومت و اقتدار خلق کو مجبور و ناچار

سمجھتے ہین اونکی محبت بہی خلاف عدالت واقع ہوتی ہے دوستی
کی حد سے متجاوز ہوجاتی ہے محبت مین بوے امارت آجاتی ہے
اسیوجہ سے ضرور ہے کہ دوست ہمپلہ ہو سیطرح مساوات دوست سے
رکھتا ہو تا کسی قسم کی رفعت وپستی درمیان مین نرہے پس اس بنا بر
باپ بیٹے کی محبت بہی دوستی کے ذیل مین نہین آسکتے اس لیے
کہ وہ بہی تو بیٹے کو اپنا خورد ودستگیر جانتا ہے اطاعت کا طالب
ہے اپنے حقوق کو ترجیح دیتا ہے ہان دوسری حیثیت سے باپ
کی محبت بیٹے کے ساتھ بڑہی ہوئی اسوجہ سے کہ بیٹا باپ سے متحد
ہے اوسیکے مادۂ روحانی سے خلق ہوا ہے جیسے ایک کتاب کے
دو نسخے یہی وجہ ہے کہ باپ بیٹے کو اپنی روح روان بلکہ عزیز
از جان جانتا ہے بلکہ اپنی جان سے بہی زیادہ عزیز رکھتا ہے یہی
وجہ ہے کہ ہر وقت اوسکا ارادہ اس بات پر متوجہ رہتا ہے کہ
جسقدر کمالات مجھے حاصل ہین وہ سب بیٹے کو حاصل ہوجائین
مثلاً اگر کسی شخص سے کہیے کہ تجھسے فلان شخص فضل واکمل ہے
ہرچند کیسا ہی عقیل وفہیم ہو مقتضائے بشریت ضرور برا
مانیگا اگر یون کہیے کہ بنسبت سابق کے اب کمال تیرا ترقی کر گیا
ہرگز ناگوار نکریگا اوسیطرح اگر کہیے تیرا فرزند تجھسے زیادہ کامل ہے

جلسۂ پنجم قانون تمدن

علم و لیاقت میں تجھسے بہتر ہے تو خوش ہو کر منظور کریگا ہرگز ترشرو
نہوگا اسلیے کہ فرزند کو اپنے ہی نفس کا جزو سمجھتا ہے اپنا پیدا کیا ہوا
جانتا ہے ـــ پیدایش سے آج تک دیدار فرزند سے فرحناک رہا
جتنا جتنا بیٹا نشو و نما کرتا گیا محبت باپکی زیادہ ہوتی گئی روز بروز
مہر پدری کو ترقی ہوئی اسکا علم ہوتا گیا کیونکر نہو کہ اپنے ساری امیدونکا
پورا ہونیکا وسیلہ جانتا ہے اپنی آنکھونکا تارا اپنی زندگی کا سہارا آخیر
بڑہاپے کا عصا اپنی ضعیفی کا تکیا سمجھتا ہے بعد مرنیکے جب کوئی محنت
و مشقت نتیجہ نہیں پیدا کرسکتی حس و حرکت سے مجبوری ہوجاتی ہے تو
بیٹے ہی کے اعمال خیر سے نفع اوٹھاتا ہے عالم باقی میں راحت پاتا ہے
اگر بیٹے نے مواخذہ پدر کو ادا کردیا ہے تو کسیکے حساب کی زحمت باقی
نہیں رہتی ـ ہمیشہ کیواسطے مواخذہ سے بچ گئے جیسے بھی ملتی
ہیں اسباب سے باپ بیٹے کو جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتا ہے اوسکی بقا
پر اپنی بقا کو ترجیح نہیں دیتا اگر کوئی کہے کہ مرجانے پر آمادہ ہو مگر قبول
نکرے بیٹے پر کوئی مصیبت آپڑے تو خوشی سے خود جان دیدیگا
اوسکو ضایع نہونے دیگا ـ ہرچند یہ مطالب عوام کے دلونمیں
ایسے مرتکز نہیں ہوتی جیسے وہ تفصیل کے ساتھ ادا کرسکیں مگر منشا
اونکے دلی تمنا کا یہی ہوتا ہے جیسے پردہ میں کوئی چیز ہو اور اوسکی

صورت اجمالی باہر سے معلوم ہوتی ہے۔ مگر بیٹے کی محبت اوس مرتبہ
مین نہین ہوتی جیسی باپ کو بیٹے کے ساتھہ ہوتی ہے اسوجہ سے
کہ بیٹا اپنے سبب وجود وحقوق پدر کو مدّت دراز کے بعد
جب عقل وتمیز حاصل کرتا ہے اوسکی شفقت ومحبّت کا مزا او ٹہاتا
ہے تب اس بات کو جانتا ہے کہ میرا مادّہ وجود باپ کی روح
سے ہے پھر باپ کی خدمت مین بدل متوجہ ہوجاتا ہے اونکو
فراہمی سامان راحت مین کوشش وسعی کرتا ہے اونکے اوامر
کی تعمیل مین آمادگی کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت حق سبحانہ تعالی
قرآن مجید مین اولاد کو والدین کی خدمتمین احسان کرنے کا
حکم دیتا ہے مگر والدین کو لڑکون کی تربیت وتعلیم کی وصیّت
نہین کرتا اسوجہ سے کہ خود مادّہ طبیعی اونکا اونکی تکمیل کیطرف
متوجہ ہے تحصیل حاصل کی کیا ضرورت تھی۔ بھائی کی محبّت
بھائی سے بواسطۂ شرکت سبب ہے یعنے باپکا فیضان
روح بھائیون بہنون مین باہم مشترک ہوتا ہے حصول منفعت
مین بھائی بھائی کا از روے وراثت شریک ہے پس اونکی
محبت ارادی بھی ہوجاتی ہے اور طبیعی بھی مگر بسبب
شرکت منفعت کے جب شرائط عدالت سے تجاوز کرجاتی ہے

ملال وشکایت پیدا ہوجاتی ہے جیسا آقا وغلام کی شال مین
گزارش کیا گیا اس منازعت کے زوال کی تدبیر بھی وہی ہے
جو اسباب منازعت مین مفصل عرض کی گئی خلاصہ یہ کہ سبب
منازعت کا زوال کرنا چاہیے عدالت والصاف کی پابندی
ہر ایک کو لازم رکھنی چاہیے ۔ اگر تامّل وتعمق سے دیکھین تو
فی الحقیقت صفت محبّت وصداقت کی باطلاق صادق
بھائی بھائی مین منحصر ہے یہی اصل مین ایک جان دو قالب ہین
یعنے مادہ ایجاد دونونکا ایک ہے انکو سب سے زیادہ محبّت
مین کامل ہونا چاہیے بسبب مشارکت اصل جوہر کے برادر
بجان برابر و قوت بازو کی یہی معنے ہین منزل کا سارا دار و مدار
انہین کے اتحاد پر ہے اگر خدانخواستہ کسیکے گھر مین بھائیون مین
منازعت ہوتی ہے تو وہ گھر تباہ وبرباد ہوجاتا ہے ظاہر
مین تو ہر ایک اپنی اپنی منفعت کا اعتدال چاہتا ہے
حالانکہ وہ کیفیت اور حالت گھر کی نصفت نہین ہوتی بلکہ
بالکل جاتی رہتی ہے اسوجہ سے کہ جو بات گھر کی
بنی ہوئی ہوتی ہے اور جتنے آبرو حالت اجتماع مین ہوتی
ہے ہرگز افراد وجدائی مین نہین ہوتی جیسے دائرے کے

دو قوسون کو علیحدہ علیحدہ کر دیجیے تو دائرہ نکھینگے یا مربع و مثلث
کی ہر ایک ساق کو جُدا جُدا کر دیجیے سب خطوط مستقیم
ہو جائینگے مگر مثلّث و مربّع کی حیثیت بگڑ جائیگی جو نتائج
اشکال مربعہ سے پیدا ہوتے ہین ان خطوط مستقیمہ غیر مولّف
سے ہرگز نہ پیدا ہونگے پس عاقل کو لازم ہے کہ شرائط
عدالت و نصفت و مساوات کو ملحوظ رکھے اور اس شکل
تالیف کو بگڑنے نہ دے کہ یہی منزل کے عمدہ ارکان ہین
ایسی ہی محبّت رعایا کو آپسمین چاہیے کہ اگر حقیقی بھائی ایک
گہر مین اور مادۂ روحانی مین شریک ہین تو رعایا باہم
اکتساب معیشت و سکونت مملکت و حالت اطاعت
مین شریک ہین جسطرح بھائیون کی اتحاد سے گہر بنا رہتا ہے
رعیّت کے اتفاق سے مملکت آباد رہتی ہے ظلم و فساد
نہین ہوتا اسیطرح رعیّت کو بادشاہ کی نسبت حیثیت بنوّت
حاصل ہے اور بادشاہ کو رعیّت کی نسبت حیثیت ابوّت
اسوجہ سے کہ اگر باپ بیٹے کے مادۂ ایجاد مین شریک ہے
تو بادشاہ رعیّت کے مادۂ بقا مین جسطرح باپ کو بیٹے سے
امید ہوتی ہے کہ اوسکے وقت مجبوری مین کام آئیگا

اوسیطرح بادشاہ کو رعیت سے امید ہے کہ اوسکے وقت پر
اپنی جان کو نثار کرین سوال بادشاہ نے کہا کہ کن کن
باتون مین بادشاہ کو رعیت سے مشابہت پدری حاصل ہی
جواب حکیم صاحب نے عرض کی بادشاہ کو رعایا کے ساتھ
کئی امر وکمین مشابہت پدری ہے اوّل شفقت یعنی ہر وقت مین
اپنی رعیت پر ایسی مہربانی دلی کرے جیسے باپ کو بیٹے پر
ہوتی ہے دوم تحمل یعنے رحم کرنا اسطرح سے کہ اگر وہ
خطا بھی کرین تو حتی المقدور درگذر کرے جبتک درگذر
باعث مخالفت نظم مملکت نہو اگر مجبورانہ ثبوت جرم
پر سزا دینی لازم ہو تو بھی ویسا غیظ وغضب نکرے وہی
رحم دلی باقی رہے سوم تعہد یعنے بادشاہ اپنے نفس کو رعیت
کی راحت رسانی و دفع ایذا کا ذمہ دار سمجھے اور جملہ مواعید
وضوابط وعہود پر بلا کم وکاست خود بھی پابند ہو کر اونہین بھی
پابند کرے چہارم تلطف یعنے جو امور اونکے فلاح وبہتری
کے ہون اونکا انصرام توجہ سے کرے جیسے اعانت اونکے
تحصیل معیشت کی ترویج اونکی تجارت کی تکمیل اونکی صنعت
کی حفاظت اونکے اموال کی پنجم تربیت یعنے رعایا کی

پرورش و پرداخت کرنا درستی اونکے اخلاق کی ترقی اونکے علم و کمال کی قایم کرنا مدارس کا درست رکھنا اونکے عادات کا دور کرنا اونکی برائیون کا تکفل اونکے امور محتاج الیہ کا ششم تعطّف یعنی مہربانی رعایا کے ساتھ کرنا اگر وہ مفلوک و محتاج ہوجائین تو اونکے ساتھ احسان کرنا ایسے اسباب بہم پہونچانا جس سے اونکی رزق کی تنگی دفع ہو زمانِ قحط وغیرہ مین بہم پہونچانا سامان غذا کا آسان کرنا طریقہ تحصیل معاش کا اپنی راحت پر اونکی راحت کو مقدم رکھنا ہفتم طلب مصالح یعنے جو امور اونکے مفید حال معلوم ہون اور نتیجہ نیک پیدا کرتے ہون اونکو رعایا کیواسطے تجویز کرنا ہشتم دفع مکارہ ـ یعنے جو مصیبتین رعایا پر آئین ـ کوئی اونکو تکلیف دے یا ظلم و تعدّی کرے یا اونکے اخلاق و عادات مین فرق ڈالے یا اونکے اموال کو ضایع کرے اون سبکو بادشاہ دفع کرے توجہ کے ساتھ نہم جذب خیر ـ یعنے جتنی اچھی باتین فائدہ دینے والین ہون اون سبکو رعایا کیواسطے مہیّا و آمادہ کرے عام اس سے کہ افعال و اخلاق کو نیک کرتے ہون یا صناعات و پیشہ کو عمدہ بناتے ہون دہم منع شر ـ یعنے بری باتون سے اونکو باز رکھنا یا غیر کی برائی کا اونکی طرف عائد ہونے دینا یا

بدافعالی یا بداعمالی سے روکنا ان سب حالتون مین بادشاہ کو رعیت
کے ساتھ وہی سلوک کرنا چاہیے جو پدر شفیق اپنے بیٹے کے ساتھ
کرتا ہے ہرچند اکثر یہ لفظین باہم مترادف ہین مگر غور سے دیکھنے
پر ہر ایک کی صفت علیحدہ ہے - اپنا اپنا فائدہ دیتی ہین
سوال رعیت کو نسبت بادشاہ کے کن باتون مین اولاد
صالح سے مشابہت ہوتی ہے جواب اول اطاعت یعنی
بادشاہ کے احکام کی تعمیل قواعد سلطنت کی پابندی امراء
حکام جو بادشاہ کیطرف سے معین ہون اونکی اطاعت -
دوم - نصیحت و خیرخواہی یعنے بادشاہ کے ملکی حالات مین
بقدر امکان مدد دینا اپنی آرائے صائبہ و افکار لائقہ سے اعانت
کرنا حالات ملک کو دربار شاہی تک پہونچانا مفید باتین اور
خیرخواہی کے امور قوانین سلطنت کے تغیر و تبدل پر رائے
دینا حدود ملکی مین اگر کسی قسم کا فساد پیدا ہو تو اوسکا انسداد
کرنا بادشاہ کے نفع و نقصان کو ملحوظ رکھنا سوم ہر حال مین
خواہ بادشاہ بر سر شفقت و محبت ہو خواہ تنگ گیری و سختی کرتا ہو
رعایا کو اوسکی تعظیم و توقیر اور اوسکے امراء و حکام کی عزت و
عظمت و مرتبت کا خیال رکھنا چہارم - احسانات شاہی و

رعایات حسن دانی کی شکر گذاری کرنا۔ تھوڑی رعایت کو
بھی زیادہ سمجھنا اونکی شفقت و محبّت کے بدل قدر دانی کرنا
پنجم۔ اپنی خدمت کی مقابلہ مین بادشاہ کے احسان کو زیادہ
شمار کرنا اپنی خیر خواہیون کو بمقدار سمجھنا۔ ششم رضاجوئی
بادشاہ مین ایذا و تکلیف کو بخوشی خاطر گوارا کرنا۔ خلاصہ یہ کہ
بادشاہ کو بھی رعیت کے ساتھ بکمال محبّت پیش آنا چاہیے
اور رعایا کو بھی بادشاہ کے ساتھ الفت و محبت خالص کرنی
چاہیے جیسے آباء کرام و اولاد عقیل مین ہوتی ہے سوال رعایا
کو باہم کن کن باتون مین بھائیون کی مشابہت لازم ہے جواب
وہ بھی چند امر ہین اوّل محبّت و صداقت آپس مین۔ دوم
نگرانی و حراست و حفاظت و خبر گیری و دستگیری سوم
آسانی و تسہیل ہر ایک کے کامونکی ترقی ایک رعایا کو دوسرے کی
صنعت و پیشہ کی چہارم جود و سخا صاحب مال کو غریبون
پر اور باہم اموال کو منقسم رکھنا پنجم ظلم ظالم کو دفع کرنا
ششم نیک باتون کی حاصل کرنیکی باہم فکر کرنا ہفتم
اپنے ابنائے جنس و ہمقوم کو عہدہ جلیل و صاحب قدرت
و توانائی دیکھکر مسرور ہونا ہشتم بعنوانہائے شائستہ نصیحت

وہدایت کرنا اخلاق نیک کی نہم محفوظ رکھنا اورمہذب کرنا اونکے
لڑکون کا دہم امانت ودیانت کرنا اونکے اموال وعرض و
آبرو کی یازدہم شریک ومعین رہنا وقت نازک مین دوازدہم
اطاعت سلطان مین باہم سرگرمی کرنا ایک کو دوسریکا آمادہ ومستعد
رکہنا سیزدہم قائم رکہنا شرائط عدالت کا اورمستحکم کرنا اوسکے حدود کا
چہاردہم سمجھنا حقوق کا اور قایم رکہنا ہر ایک کے مرتبے کا فرق
کرنا ہر شخص کی قدر ومنزلت مین پانزدہم باہم شرائط صداقت
کا استوار رکہنا جیسا بحث صداقت مین انشاء اللہ مفصل ذکر کیا
جائے گا اگر بادشاہ رعیت کے ساتھہ ورعیت بادشاہ کے ساتھہ
اور رعیت رعیت کے ساتھہ ان امور کو ملحوظ نرکہے اور عدالت
وصداقت کے لوازم سے کنارہ کرے تو ملک مین فساد سلطنت مین
رخنہ آسایش وراحت مین فرق آپسمین دشمنی ہر شخص مین خودغرضی مطلب
آشنائی ضرررسانی ظلم پسندی تلف حقوق ضیاع اموال ہتک عزت
خونریزی آبروریزی پیدا ہوگی ۔ اتفاق معدوم نفاق معلوم ہوگا
بغض حسد کبر نخوت عجب تکبر مکر حیلہ فریب دغا ۔ یہ سب ترقی
کرین گے نتیجہ یہ کہ غدر ہوجائے زیست دشوار ہو ملک غیر منتظم
کہلائے تمام عالم مین بدنامی ہو غیر ملکون مین ناقدری وذلت و

وخواری ہو تمام اہل مملکت اچھے برے سبھی اس عیب مین گرفتار ہون

سوال - بادشاہ نے کہا کہ آپنے ذکر محبت مین بندونکی محبت

خدا کے ساتھہ بہت اجمال سے بیان کی ہے کسیقدر تفصیل فرمایئے

اسوجہ سے کہ اکثر لوگون کو اس امر مین اشتباہ ہو جاتا ہے کچھہ کا کچھہ

سمجھتے ہین **جواب** حکیم صاحب نے عرض کی فی الواقع محبت

مین یہ مسئلہ دقیق ہے بہت سے اشخاص غلط فہمی کرتے ہین حقیقت

مطلب سے کنارہ کر کے بے راہ راستہ چلتے ہین زبان سے

محبتِ خداوند عزوجل کا دعوہ کرتے ہین حالانکہ اوسکے معنے و

مفہوم کو بالکل نہین سمجھتے - ظاہر ہے کہ محبت کسی شخص کے

کسی شخص کیواسطے نہین ہو سکتی جب تک وہ اسکے حالات

وکیفیات سے معرفت کامل حاصل نکرے اور حبیب محبوب کے

صفات پر مطلع نہو بہت بدیہی مطلب ہے کہ محبت بے

سمجھے بوجھے کیونکر ہو سکتی ہے دیکھیئے جانورون کی باہم اختلاط

مین بھی شناخت و معرفت کی ضرورت ہے اگر کوئی

نیا جانور کسی غول مین پہونچ جائے باوجودیکہ اوسکی ہیئت و شکل

کا سو جیسی اوس تمام غول کی ہے مگر وہ غول کبھی اوس نئے

جانور کو اپنے غول مین رہنے ندین گے فقط اسی وجہ سے کہ

معرفت اوسکے اونکو حاصل نہین جب جانور ونمین بھی یہ امر ضرور ہے
تو انسان جو مدرک کلیات وجزئیات ہے بقوت عقل وتمیز
رکھتا ہے کیونکر بے معرفت کے الفت ومحبت کرسکتا ہے پس
خداوند عزوجل کی محبت بھی بدون معرفت ذات وصفات
کیونکر ممکن ہے اور یہ بات سوا عالم ربانی کے کسیکو حاصل
نہین پس خدا کی محبت بھی سوا اوسکے کسیکو حاصل نہین حالانکہ دنیا میں
ایک بڑا حصہ خلقت کا مدعی محبت خدا کا ہے عام اس سے
کہ کسی مذہب کا پابند ہو مسلمان ہو یا ہندو دعوائے محبت حضرت
حق سبحانہ کرتا ہے حالانکہ اگر معرفت کی نظر سے دیکھیے تو
کچھہ بھی نہین نام پر مرتے ہین بے سمجھے بوجھے دعوائے زبانی
کرتے ہین ـــ خدا شناسی کا دم بھرتے ہین بقول مصلح الدین
سعدی شیرازی ؎ کہ بے علم نتوان خدا را شناخت
ہرگز آثار عرفان ومعرفت کا انمین اثر بھی نہین ان لوگون
کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص تصویر مٹی کی بنا کر کسیکے سامنے
رکھدے اور کہدے کہ یہ تمہارا بادشاہ ہے اسکی اطاعت
کرو اس سے محبت بہم پہونچاؤ اور وہ بے سمجھے اندہون
کیطرح بادشاہ کا خطاب دیدے اور اوسیطرح اطاعت

کرے تو ایسے شخص کو دیکھنے والے ارباب بصیرت بالکل
عقل کا خام مٹی کا ڈھیر خاک کا پتلا کہیں گے آدمی کیونکر
سمجھ سکینگے یہی کیفیت ہے دعوائے محبت باری تعالی
کی کہ جو تصویر اونھوں نے اپنے خیال میں بنائی ہے اوسی کو
وجد کرتے ہیں اوسیکو خدا سمجھتے ہیں اوسکی تعمیل اوامر کرتے
ہیں حالانکہ اگر دیکھیے تو صاف ظاہر ہوجاتا ہے کہ یہ
اوہی مادۂ صفراوی کا جوش ہے جو بسبب کثرت ریاضت
و تنگی غذا کے جل بھن کر سودا ہو گیا ہے تخیلات فاسدہ
و اوہام کاسدہ پیدا کرتا ہے ایسا شخص انسانیت و آدمیت
سے درگذرتا ہے بیکار محض ہوجاتا ہے نظم عالم کا مخل ہے
جو فی الحقیقت عارف بحق و دانندۂ اوصاف باری
تعالی ہیں بہت ہی کم ہیں بلکہ نایاب بلکہ معدوم ایسے
لوگوں سے طاعت و تعظیم مفارقت نہیں کرتی —
اور اس مرتبہ تک کوئی مرتبہ محبت کا نہیں پہونچ سکتا
ہاں اوسکے قریب قریب اگر ہے تو محبت والدین کی
کہ بعد خدا کے پھر والدین سے بڑہکر کوئی نہیں ہے اگر کچھہ
مرتبہ والدین کے برابر ہے تو معلم کی محبت کا اسودہ سے

که اگر والدین باعث ایجاد ہیں تو معلّم باعث ادراکِ
عقل و تمیز بلکہ یوں کہا جا سکتا ہے کہ محبت خدا کے
حاصل ہونیکا وسیلہ معلّم ہوتا ہے اسوجہ سے کہ محبت خدا بغیر
عرفان کے ممکن نہیں عرفان بے علم کے نہیں علم بے معلّم کے نہیں
ہوسکتا پس محبت خدا منحصر ہوئی معلّم کی تعلیم پر جسطرح والدین
سبب اوّل خلقت جسم ہیں اور جسم محل محبت ہے پس جسطرح
باپ ماں سبب وجود ہیں معلّم سبب تمیز و عقل ہے سکندر سے
کسینے پوچھا کہ آپ معلّم کی تعظیم باپ سے زیادہ کیوں کرتے
ہیں سکندر نے جواب میں کہا کہ باپ سبب ہے حیات
فانی کا اور معلّم باعث ہے حیات باقی کا۔ بعض کتب میں یہ
حکایت ان الفاظ سے ہے کہ سکندر نے یہ کہا کہ باپ نے
مجھے آسمان سے اوتار کر زمین پر پہونچایا اور معلّم نے زمین سے
آسمان پر مطلب ایک ہے یہ استعارہ ہے وہ حقیقت ہے
اسیوجہ سے حکماء اخلاق فرماتے ہیں کہ معلّم کا رتبہ باپ سے
اوتنا ہی افضل ہے جتنا جسم و نفس کے مرتبے میں فرق ہے
اسی باعث سے حقوق معلّم روحانی ہیں اور حقوق پدر جسمانی
خیال فرمائیے کہ اگر معلّم نے اسے حکمت و عقل نہ تعلیم کی ہوتی

تو یہ مراتب محبت کی تمیز کیونکر کرتا ہے سمجھے ایک کے حقوق کو
دوسرے کی طرف بنسبت دنیا خلاف عدل ہے مثلاً جو محبت سبب
کی ہے وہ مسبب کیواسطے قایم کرنا شرک ہے یعنے جو محبت خدا
کیواسطے لازم ہے وہ والدین کے حق مین مرعی رکھنا شرک محض
ہے جو محبت والدین کیواسطے لازم ہے اوسی رئیس بادشاہ وعزیز
واقربا کے حق مین استعمال کرنا بالکل جہل ہے بلکہ ہر ایک کے مرتبہ کو علیحدہ
رکھنا چاہیے اور ایک کو دوسرے سے تمیز دینا چاہیے کہ خلط وخبط کی
ملامتین اور شکایتین اور بدنظمیان پیدا ہو جاتی ہین نظم عالم مین خلل پڑتا ہے
سبب اسکا محض خرابی تربیت وجہل ہے اگر ان امور سے عالم
تو ہر ایک کے حدود کو قایم رکھ سکتا ہے دوستون عزیزون کے
حقوق کی رعایت کر سکتا ہے تقدیم وتاخیر مین ظالم نہوگا تلف
حقوق کا الزام نہ اوٹھائیگا۔ عوام خلق اکثر ایسا جانتے ہین کہ ظالم
وہی ہے جو کسیکا مال چھین لے یا مارے پیٹے حالانکہ زروسیم کے
حق سے یہ کہین بڑا ہوا ہے ایسا شخص جو حقوق مین ظلم کرتا ہے
اوس شخص سے جو مال مین ظلم کرتا ہے بدرجہا بدتر وندموم ہے
بلکہ فی الحقیقت خائن اور بددیانت اوسیکو کہنا چاہیے جو حقوق مین
خیانت کرے۔ حکیم اوّل کا قول ہے کہ محبت معشوق یعنی کھوٹی

دوستی کہین بدتر ہے کہوٹے روپے سے کہوٹی محبت جلد خراب ہوجاتی
ہے بہ نسبت سکۂ مغشوش کے پس عاقل کو ہر بات مین نیت خیر
رکہنا حدود و مراتب ہر قسم کے دہیان رکہنا۔ تفاوت و تخالف سے
پرہیز کرنا لازم ہے۔ پس دوستون کا مرتبہ اپنے نفس کے برابر سمجہنا
چاہیے یعنے جن امور کو اپنے نفس کے لیے محبوب رکہتا ہے دوستون
کیواسطے بہی محبوب رکہے اور جن باتونکو اپنے واسطے مکروہ سمجہتا
اونکیواسطے بہی پسند نکرے اپنی اچہی باتون مین اونکو شریک کرے
اپنی برائیون کو اون تک پہونچنے ندے۔ آشناساؤن اور اہل
ملاقاتیون کو اوسنے کم سمجہے مگر دیگر مراتب مین دوستون کے مرتبے
کے برابر جانے اس بات مین ہمیشہ توجہ کرے کہ ملاقاتیون کی دیل
سے نکلکر اور حالت عرفی سے تجاوز کرکے حقیقی دوست بنجائین
اور رتبۂ صداقت پیدا کرین تاکہ اسکی نیکی کامل طریقے سے اون سب
تک پہونچ سکے اور اونکا فائدہ اس تک پہونچے۔ **حکایت**
کسینے سکندر سے پوچہا کہ اکثر بلاد ربع مسکون پر آپنے سلطنت
وحکومت کیونکر حاصل کی اور اتنے بڑے تختۂ زمین کو کیونکر مسخر
کرلیا سکندر نے کہا کہ فقط اس اصول کی پابندی نے مجہے اس
درجہ تک پہونچایا کہ مینے دوستون کو اپنی شفقت و محبت سے

کامل کرلیا اور کسیوقت مین اپنا دشمن ہونے نہین دیا اور دشمنون کو
بذل وکرم و عفو وعطا سے اپنا دوست بنالیا پھر کسی سے مخالفت
باقی نرہی کیا خوب کسی شاعر نے کہا ہے ؎ آسایش دوگیتی تفسیر این
دو حرف است * با دوستان تلطف با دشمنان مدارا * اور زیادہ تفصیل
اس مطلب کی اور شرائط دوستی کے اور طریقہ آپس کے میل جول کا
انشاءاللہ بالعدمین ذکر کیا جائیگا اسکا حاصل محبت کا بڑہانا اور دوستونکا
زیادہ ہونا علامت نکوئی وصلاحیت وحسن اخلاق ہے جسکی
دوست دنیا مین زیادہ ہین وہی زیادہ سعید اور ہر طرح کا
کمال بہی اوسیکو حاصل ہوسکتا ہے جسقدر جسکے دوست کم ہین
اوتنا ہی وہ حکم شرارت مین داخل ہے اسلیے کہ شریر بالطبع محبّت
سے کارہ اور نفرت کرنیوالا ہے شرائط محبّت مین کوتاہی
پہلوتہی سستی بے پروائی کرتا ہے دوست نالان وشاکی ہوتے
ہین آخر کو دوستی سے کنارہ کرتے ہین سبب اسکا یہی ہے کہ
وہ خیر و شر مین تمیز نہین کرسکتا نفع نقصان سے غافل فوائد
علم وحکمت سے جاہل وہ اصلی ردائت وخرابی جو بسبب اخلاق
بد وسوء تربیت وغیرہ کے اوسکے قلب مین راسخ ہوگئی ہے
باعث ہوتی ہے اس امر کا کہ اچھے کامون سے طبیعت اوسکی

بہاگے گی - اپنے نفس کیواسطے یہی سوا اون باتون کے جنکا عادی
ہوگیا ہے کسی صورت سے اکتساب کسی فضیلت وکمال کا پسند
نہین کرتا بلکہ اگر ایسا موقع اور محل بہم پہونچتا ہے تو ضد کرتا ہے
پہلو تہی کر جاتا ہے ایسے لوگون سے جو اصحاب فضائل ومحبت
ہوتے ہین نفرت کرتا ہے دور دور بہاگتا ہے جیسے کوئی کاٹے
کہاتا ہے ہمیشہ اسی فکر مین رہتا ہے کہ اپنی ہی تن پروری
خواہش پسندی واطاعت نفس امارہ ورضا جوئی طبیعت
ومتابعت مادۂ شہوانی ولذائذ نفسانی کا درپے رہے کچھ اوسکو
اس سے غرض نہین کہ انجام اسکا کیا ہے کیا کرتا ہون کس راہ چلتا
ہون مثل حیات مردہ دوزخ مین جائے چاہے بہشت مین اوسکو
اپنے حلوے مانڈے سے غرض ہے اپنی لذّت طلبی مین ایسا ڈوبا
ہوا ہے کہ دریائے غفلت وبیہوشی سے اوبہرتا ہی نہین ایسا
بیہوشی کی نیند کا ماتا ہے کہ آنکہہ ہی نہین کہولتا رات دن شراب
خود پسندی مین المست پڑا رہتا ہے - اونہین چیزون کو پسند
کرتا ہے ویسی ہی لہو لعب کو بہتر سمجھتا ہے جو اوسکو چوکنے ندین
بلکہ نشاء غفلت تہ بہ تہ کرکے دوآتشہ کردین اسوجہ سے کہ اگر ہشیار
ہوجائے عقل اپنا کام کرنے لگے تو سب سے پہلے عقل اسی بات کا

حاکم رہیگی کہ وہ اپنے نفس کی اصلاح پر آمادہ ہو یہ امر اوسکے منتہا کی اذیت کا ہو لیس کا ہیکو وہ ہوش مین آئے جو اپنی اذیت کا متحمّل ہو عقل کو بالاے طاق رکھکے غافل خراٹے لیتا ہے ایسا شخص وہ نہین لوگون کو دوست رکھیگا جو اوسکو اوسی حالت مین پڑا رہنے دین اوسکی اوسی کیفیت کو پسند کرین لذت بھی اوسکی اوسی چیز مین ہوگی جو اوسے بیخود رکھے اپنی عمر کو اسی حالت زشت مین رائیگان کریگا اوسی کو سعادت سمجھیگا ایسے شخص کو بہت سے امراض نفسانی پیدا ہو جاتے ہین جنکو وہ نہیں جانتا جیسے حزن و غضب و خوف اسوجہ سے کہ ایسا شخص قوتہائی متضادہ غیر مرتاض کا جاذب ہو جاتا ہے یعنے ایک حالت مین ایسی چیزونکا جمع ہونا چاہتا ہے جنکا جمع ہونا از روے حکمت کے غیر ممکن ہے جیسے قوت شہوت و طلب کرامت کہ بے دفع شہوت کے کرامت حاصل نہین ہوتی پس اوسکے حاصل نہونے سے رنج اوٹھاتا ہے غصّہ کرتا ہے عادت کے تغیر مین خوف اضطراب طبیعت کا ہے اضطراب طبیعت کا موذی ہے خلاصہ یہ کہ ایسے شخص کو اپنی حالات کی تمیز نہین باقی رہتی اسوجہ سے کہ بسبب اشتغال لہو و لعب کے خود توجّہ نہین کرتا اہل صحبت بھی مثل اوسکے ہوتے ہین وہ

کاہیکو مطالع کرنے لگے بلکہ وہ اپنی خودغرضی سے زیادہ تر اسکی لیش
ہوا وہوس کو بہڑکاتے رہینگے تا اینکہ جل بہنکر خاک سیاہ ہو جائے
خسر الدنیا والاخرۃ کا مصداق بن جائے ایسا شخص گو
ظاہر مین نفس پرور ہے مگر حقیقت مین وہ اپنا آپ دشمن ہے
اپنی ذات کو ہرگز دوست نہین رکہتا اگر محبت ذات ہوتا تو
اوسکی بہتری کا خواہان ہوتا پس جب وہ اپنا ہی دوست نہین تو
کسی دوسریکا کیا ہوگا بقول شاعر ع آن خویشتن گم است کرا
رہبری کند * جب یہ کسیکا دوست نہ ٹھہرا تو اور کوئی کاہیکو
اسکا دوست ہوگا عالم مین کوئی اوسکا خیرخواہ اصلی نہ ہوگا
تا اینکہ اوسکا نفس بہی اوسکا خیرخواہ حقیقی نہین ہے انجام
ایسے شخص کا سوا ذلت و حسرت و افسوس کے کچھہ نہین
المختصر محبت کا کثرت سے ہونا اور تعداد دوستون کی زیادہ
ہونا ایسی چیز ہے جسکی فضیلت مین کتابین جملو ہین یا انہمہ
کافی ووافی نہین نیک لوگون کی دوستی سبطرح سے مستحکم ہے
خود وہ بہی اپنی ذات کو نفع پہونچاتے ہین اور غیرونکا فائدہ
بہی اونسے نکلتا ہے غیر لوگ بہی اوسکو بدل وجان دوست
رکہتے ہین اور اوسکے فائدون کے حاصل کرنے کے سا سے

رہتے ہیں باہم شرائط محبت و صداقت کو عمدہ طور سے ادا کرتے ہیں نظم عالم کو درست و صحیح کرتے رہتے ہیں۔ ایسے اشخاص ہمیشہ احسان پسند اور خیر و نافع ہیں بالقصد بھی اور بغیر قصد بھی اس وجہ سے کہ بسبب ملکۂ خوئے احسان کے افعال اوسکے مرغوب طباع عقلا ہوتے ہیں بالذات محبوب ہوجاتا ہے جو شخص اوسکی اچھائی کا حال سنتا ہے شیفتہ و فریفتہ ہوکر نے دیکھے بے پہچانے مداحی کرتا ہے ایک عالم اوسکے اوصاف حمیدہ کے اثر سے خیرخواہ اوسکا ہوا ہے ہر شخص کے دل میں وقعت و عزت اوسکی سمائی ہے جہاں تک صیت محاسن اوسکے پہونچتے جاتی ہے وہاں تک لوگ مسخّر ہوتے جاتے ہیں احسان اوسکا پھیلتا جاتا ہے جمع کثیر و جم غفیر کو مطیع و منقاد کرلیتا ہے۔ یہی وہ احسان ہے جو زوال و فنا سے محفوظ ہے جبتک ہستی ہے تب تک نام اوسکا باقی ہے اگرچہ خود فنا ہوگیا مگر آثار اوسکے زندہ ہیں۔ بخلاف اون احسانات کے جو کسی غرض منفعت یا لذّت کو شامل ہوتے ہیں جبتک وہ غرض رہتی ہے احسان بھی رہتا ہے ادہر غرض نکل گئی احسان بھی محو ہوگیا۔ ایسے ہی احسان کے بابت یہ ارشاد ہی دَبَّ الصَّنِيعَةِ

جلسۂ پنجم قانون تمدن

اَصْعَبُ مِنْ اِبْتِدَائِہَا یعنے صاحب احسان بالغرض کو تمام کرنا
اور باقی رکہنا احسان کا زیادہ دشوار ہے بہ نسبت ابتدا کے
بقول شاعر ؎ کہ عشق آسان نمود اوّل ولے افتاد مشکلہا ۔ سچ
ہے کہ غرض جو باعث احسان کی ہے باقی نہیں رہ سکتی بلکہ بہت
جلد فنا ہو جاتی ہے تو فانی چیز کا باقی رکہنا بیشک سخت دشوار
ہوگا اسی باعث سے ایسی محبت جو احسان بالغرض رکھتا
ہوتی ہے لوّامہ کہلاتی ہے اور محبت احسان کرنیوالی
کی احسان اوٹھانیوالے سے زیادہ ہوا کرتی ہے
قرض دینے والا ہمیشہ قرض لینے والیکا بہی خواہ اور خیر طلب رہیگا
اس لیئے کہ اگر وہ سلامت رہیگا اور مرفہ الحال ہوگا تو اوسکے
قرضہ کو ادا کریگا اگر مفلوک ہو جائیگا یا گذر جائیگا تو پہر قرض
اوسکا ایسا ہو دریا برد ہو جائے تو بیچارہ قرض دینے والا احسان
بہی کرتا ہے دعا بہی اوسکے بقاء و ثروت کی مانگتا ہے تا اپنے مطلب
کو حاصل کرے مگر قرض لینے والیکو اتنی توجہ نہیں ہوتی حالانکہ
مرہون منت ہے اوسکو زیادہ تر لازم تہا حکیم اوّل کا قول
ہے کہ ہدایت کرنیوالا ہدایت کے قبول کرنیوالے کو زیادہ دوست
رکہتا ہے اگرچہ کوئی توقع دنیاوی اوس سے نہ رکہتا ہو سو جسے

کہ جب کوئی شخص کوئی اچھا کام کرتا ہے تو اپنی بنائی ہوئی چیز کو
دوست رکھتا ہے جب اوس چیز کو بسبب خوبی کے دوست
رکھیگا تو خوبی بہی زیادہ ہوگی جب خوبی بڑہ جائیگی تو وہ محبت
جو خوبی کے ساتھہ تہی بڑہیگی اسیطرح جس شخص کو نصیحت کرتا ہی
اور وہ قبول کرتا ہے نصیحت کرنیوالیکو اوس سے الفت زیادہ
ہوتی ہے بسبب اسکے وہ امر نیک اوسمین اسکے سبب سے
پیدا ہوا ہے پس گویا اسکی بنائی ہوئی چیز ہے جب اوس امر کو
باعث الفت سمجہیگا تو زیادہ توجہ کریگا تا آنکہ روز بروز محبت
ترقی کرتی جائیگی جیسے معلم کو طالب العلم سے الفت ہوجاتی ہے جتنا
طالب علم کمال حاصل کرتا جاتا ہے الفت زیادہ ہوتی جاتی ہی
اسوجہ سی کہ محنت مشقت معلم کی طالب علم مین موثر ہوئی دستور ہے
کہ جس چیز پر زیادہ انسان مشقت کرتا ہے وہ زیادہ محبوب
ہوتی ہے اور اوسکی قدر بہی نگاہ مین زیادہ سماجاتی ہے —

جیسے انسان کو اوس مال سے زیادہ الفت ہوتی ہی جسکو بزور قوت
بازو پیدا کیا ہو سر کا پسینا پاؤن تک بہاکر سفر دور دراز اختیار
کرکے مسافرت کی تکلیفیں اوٹھاکے پرائی اطاعت و فرمان برداری
جمیل کے حاصل کیا ہو ہر گز اوسکے خرچ کرنےمین بیدردی نہ کیگا رہی

نسبت سے یہ ہوگا کہ نہایت کی ضرورت کیوقت صرف کریگا بہ نسبت
اوس مال کے جو باپ دادا کی کمائی سے حاصل ہوا اگر گرا ہوا خزانہ
ملجائے یا بادشاہ اور وزیر وامیر انعام کے طریقے پر دیدے اوسکی قدر
اتنی نہوگی مثل مشہور ہے باپ کے مال پر آنکھین لال۔ اسیوجہ سے
ماں کو بیٹے سے زیادہ الفت ہوتی ہے کسلئے کہ باپ سے زیادہ
ماں مصیبتین اوٹھاتی ہے بڑی بڑی سختیاں جھیلتی ہے مگر اوسکو
تکلیف نہین ہوتی بالکو وہ ریاضتین کرنی نہین پڑتین اسیوجہ سے
اوتنی محبت بھی نہین ہوتی ہے یہی باعث ہے کہ جس شعر مین شاعر کو
زیادہ غور کرنا پڑتا ہے وہ شعر اوسے بہت عزیز ہوتا ہے جیسے کہ
اولاد اپنی اپنے کلام کو کہتا ہے فردوسی کے زیادہ ملال کی بھی
وجہ یہی ہے اسی سبب سے شاعر اپنے کلام کو پسند کرتا ہے غیر کے
کلام کو اسقدر پسند نہین کرتا اسیطرح جس چیز مین زیادہ محنت ہوتی ہے
زیادہ عزیز ہوتی ہے پس محسن کی محبت کی زیادتی بھی اسی وجہ
سے ہے اور محسن کے محبتون کے اسباب بھی اکثر مختلف واقع
ہوا کرتے ہین کبھی احسان ازروے حریت یعنی ازروے
ملکہ آزادی طبیعت بلا کسی خیال کے فقط اپنی عالی ہمتی سے کرتا
ہے کبھی احسان بخواہش ذکر جمیل کرتا ہے تا اوسکا ثواب حاصل کرے

اور کبھی احسان بطمع ریا لوگون سے دکھانے کلمات مدح و ثنا سُننے سنجی جتنے کے واسطے کرتا ہے مگر ان تینون قسمون مین قسم اوّل یعنے حرّیت زیادہ افضل ہوتی ہے اسوجہ سے کہ جب ملکہ جود وسخا بدل وعطا طبیعت مین پیدا ہوجاتا ہے تو ذکر جمیل خود ہی ہوجائیگا آپسے آپ نام بھی بلند ہوگا۔ اگرچہ مقصود اوسکا نہو۔ اب دیکھنا چاہیے کہ انسان اپنے نفس کے ساتھہ احسان کیونکر کرتا ہی اور مقصود اوسکا کیا ہوتا ہی یہ سابق مین مشرح بیان ہوچکا ہے کہ دنیا مین کوئی شخص کسی چیز کو اپنے نفس سے زیادہ دوست نہین رکھتا تو احسان بھی اپنے نفس کے ساتھہ زیادہ کریگا۔ اور یہہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسباب دوستی کے تین ہین یا خیر منشا دوستی کا ہے یا نفع یا لذّت۔ پس جو شخص ان اسباب کی تفصیل سے واقف نہین اور انکی کیفیت و ماہیت سے خبردار نہین ایک کو دوسرے سے تمیز نہین دے سکتا بھلے کو برے سے علیحدہ نہین کرسکتا وہ یہہ بھی نہین جانتا کہ مین خود اپنے نفس کے ساتھہ کیسی محبت و شفقت اور کسطرحکا احسان کرون اسیوجہ سے اکثر لوگ ناسمجھی کی حالت مین اپنے نفس کو لذت کا عادی کرلیتے ہین بعضے نفع کے امیدوار بناتے ہین بعضی بزرگی کے طالب ہوتے ہین کسوجہ سے کہ وہ خیر کی ماہیت ہی نہین جانتے اوسکے

نتیجے پر مطلع نہین جو لوگ کچھہ بھی خیر کے فائدون سے خبردار ہو چکے ہین
اوسکے اچھے اچھے اور عمدہ عمدہ پہلوان کا ذائقہ چکھہ چکے ہین اونکی عقل و فہم کو
ثمرات خیر کی چاٹ پڑ گئی ہے تو خیر کی لذت سے بڑہکر کوئی لذت
بہتر نہین جانتے دنیا کی ساری نعمتون مین سے اسیکو سب پر فائق سمجھتے
ہین جو جو مزے اسمین حاصل کرتے ہین اوسکا ایک ادنے شمہ بھی
دوسرے مین نہین دیکھتے اونکے نزدیک خیر سے بڑہکر کوئی بلند تر
اور دنیا کا کوئی حظ نہین ہے اسی لذت کا نام محاورۂ حکما مین لذت
الٰہی ہے صاحب اس سیرت کا مقتدی ہے افعال پروردگار کا متمتع
ہے لذات حقیقی سے۔ ایسے ہی شخص سے عام فیض جاری ہوتا ہی
دوست دشمن سبھی مستفید ہوتے ہین دریا کیطرح ہر پست و بلند کو
سیراب کرتا ہے تمام خلق اوسکی مطیع و فرمان بردار ہوتی ہے اسلیے
جو کام وہ کر سکتا ہے اوسکو ابنا جنس نہین کر سکتے بسبب اوسکی
ذاتی بزرگی و شہامت کے۔ اسقدر جو فقیر نے بیان کیا اجمال
و تفصیل بقول معلم اول بونصر فارابی کی جب حضرات ناظرین اصل
کتاب کے مطالب غامضہ کو مطالعہ کرینگے اس دردسری
فقیر کی داد دینگے۔ بالآخر جب اکثر اصناف محبت کو فقیر بیان
کر چکا تو اب موقع اس بات کا ملا کہ محبت حکمت کو بھی عرض کرون

اس لیے کہ وہ بہی لوازم محبت سے ہے پس مخفی نرہے کہ بدن انسان
مین ایک جزو لطیف ایسا خلق کیا گیا ہے جو پاک پاکیزہ ہے کثافت
سے اور منزّہ ہے شوائب جسمانی سے توجہ اوسکی ہمیشہ امور عقلی و مفاہیم
نفس الامری کی طرف رہتی ہے اصطلاح حکمائے اخلاق مین اوسکا
نام جزو الٰہی ہے بسبب اُسکے پاک پاکیزہ اور مائل الی الخیر ہونیکی
پس جب یہ جوہر اپنی اصل کی طرف توجہ کرتا ہے یا اپنے ہمجنس کی
صحبت سے مستفیض ہوتا ہے اوسوقت اسمین ایک کیفیت انس
پیدا ہوتی ہے اوسیکو محبت حکمت استعمال کرتے ہین یہ قسم محبت
کی قریب قریب ہے اوس محبت کے جو محض خیر کے مادہ سے
پیدا ہوتی ہے جیسا سابق مین مفصلاً گزارش کیا گیا ہے یہ محبت
کل محبتون سے زیادہ مضبوط اور مستحکم ہے نہ تو اوسمین درانداز ی کو
دخل ہے نہ فتنہ پردازی کی گنجایش ہے نہ کوئی تحصیل منفعت و
لذت بالذات شریک ہے جسکی فنا پر اسکو فنا ہوجاے جبتک
یہ مادۂ حکمت باقی ہے اسکا میلان بہی اصل کی طرف ہوگا وہی
محبت حکمت ہی پس اسکو زوال کسیطرح نہین ہوسکتا الّا اوسوقت
مین کہ استعمال امر کا بسبب کثافت رذائل چہوڑ دیا جائے ۔ ہر چند اس
محبت کیواسطے کچہہ تحصیل اخلاق انسانی کی بالذات ضرورت

جلسۂ پنجم قانونِ تمدّن

نہین ہگمذ دکاء و پاکیزگی نفس نہین حاصل ہوسکتی بغیر اسکے کہ خلاق
درست ہون اور بغیر صفائی نفس کے محبت بھی کمال کو نہین
پہنچتی پس بالواسطہ اسکو اخلاق کی ضرورت ہوتی ہے جس
شخص کو ایسی محبت حاصل ہوجاتی ہے وہ ہمیشہ اپنے نفس کیطرف
متوجہ رہتا ہے طبیعت سے معرکہ آرائی و جنگ آزمائی کرتا رہتا ہے
ریاضت سے قوی کی تکمیل کرتا ہے آخر مین اوسکو یہ کمال بہم پہونچتا ہے
کہ نفس اوسکا مثل فرشتگان مقرب کے منزّہ ہوجاتا ہے اور اوسکو
قفس کالبد سے نجات حاصل ہوئی اور پھر بکمال احتفاظ نعمات سرمدی
وراحات ابدی سے فائز ہوگیا۔ حکیم ارسطاطالیس لکھتے ہین کہ پوری
پوری اپنے کامل حد کی سعادت کسیکو حاصل ہو ہی نہین سکتی سوا
ملائکہ مقربین بارگاہ صمدی کے بلکہ آدمیون کی تشبیہ ملائکہ سے
نہایت نامناسب ہے اسلیئے کہ ملائکہ کو خلط و ارتباط کی حاجت
نہین آپس مین لین دین کے معاملات نہین کرتے ایک دوسرے
کے پاس امانت نہین رکھتا ایک دوسرے کا قرضدار نہین کوئی
کسی سے منفعت کا طالب نہین لذت کا خواہان نہین تجارت
کی ضرورت نہین رکھتے جب آپس مین سے ایک بات بھی اونکے واسطے
لازمی نہین ہے تو وہ عدالت کو کاہے مین صرف کرینگے اور کیون

کسی پر ظلم کرنے لگے - جب اونہین کسیکا خوف وخطر نہین ہے تو کوئی
اونکا مزاحم نہین کسی سے ڈرتے نہین تو اونہین شجاعت وبہادری
کی کیا احتیاج - جب ایک دوسرے کا محتاج نہین تو یہ اوسکو
کچھہ نہ دیگا وہ اسکو نہ دیگا زر وسیم کا اونکے یہان خرچہ ہی نہین
تو سخاوت کی کیا ضرورت ہوگی - جب اونہین بالاصل کسی
قسم کی شہوت خلق ہی نہین ہوئی دنیا کی کوئی خواہش رکھتے ہی
نہین تو عفّت بہی لازم نہوگی پس وہ فضائل انسانی کی احتیاج
بہی نہ رکہین گے - اور جناب اقدس الٰہی کی بارگاہ مین اینسے
کسی فضیلت کی نسبت بطور حقیقت جائز ہی نہین بلکہ اس قسم کے
جملہ الفاظ ومعانی سے ذات پاک اوسکی برتر ہے بلکہ حق تو یہ ہے
کہ درگاہ حق سبحانہ وتعالےٰ مین کسی بسیط چیز یعنے خالص غیر مرکب
کو دخل ہو ہی نہین سکتا اس فقرے سے اشارہ ہے اسطرف کہ
کوئی صفت یا اضافت ایسی جو مخصوص ذات حضرت رب
العزت ہو اور جملہ امور عقلی وصفات خیر سے تشبّہ نہو ہمارے
افہام سے دور ہے بلکہ ایسا خاص الخاص امر اہم پیدا ہی نہین
کرسکتے اسوجہ سے کہ ہماری قوت مدرکہ اوس حد تک نہین
پہونچ سکتی جو مجسّمات ومحسوسات کے لگاؤ سے مبرا ہو بلکہ ہمارے

فہم فقط اونہین چیزون تک پہونچتے ہین جوان محسوسات سے بطور
قیاس پیدا ہوتے ہین جیسے ایک حدیث مین ہے کہ چیونٹی کو یہ گمان ہے
کہ خدا کی معاذ اللہ دو سونڈہے بھی ضرور ہین اسلیے کہ اس وصف کا جو
اوسکے واسطے کمال ہے کسی چیز مین نہونا عیب جانتی ہے تو خداوند
کریم کیواسطے بھی اوسکا نہونا باعث نقص سمجھکر اثبات اس بات کا
کرتی ہے یہی منشاہے جناب امیر المومنین علیہ السلام کے اس مقولہ کا
وَكَمَالُ تَوْحِيدِهِ نَفْيُ الصِّفَاتِ عَنْهُ یعنی توحید کا کمال یہ ہے
کہ کلیتہً صفات کی نفی کیجائے خلاصہ یہ ہے کہ ہماری عقل وفہم سے
معرفت کمال حق سبحانہ وتعالے بعید ہے ہر شخص اپنی اپنی سمجھ
کے موافق ایک ایک صفت ثابت کرتا ہے یہی مفہوم معلوم
ہوتا ہے قول ارسطاطالیس کا پھر کہتے ہین کہ جب معرفت بمقتضاے
کمال انسانی کسیکو حاصل ہوجاتی ہے اور اون مراتب تک پہونچ
جاتا ہے جو حد درجہ کے ہین انسان کیواسطے او سعادت حقیقی
وخیر اصلی کو پہچان لیتا ہے تب اوسے محبت حکمت کا رتبہ حاصل
ہوتا ہے اور یہی کمال ہے انسان کا اسیوجہ سے کوئی دوسرا
شخص اس محبت کو بہم نہین پہونچا سکتا مگر حر بالطبع یعنے جسکے
مادہ مین رذیلت وخساست نہو اور جو اشخاص اس فضیلت سے

بہرہ یاب ہوتے ہین اور اس نعمت عظمےٰ سے مستفید ہین وہ ہمیشہ بقدر
اپنی قدرت و قوت کے طالب رضا رہتے ہین طاعات و عبادات مین
نہایت سعی بلیغ کرتے ہین اپنے جملہ افعال ارادی مین پیروی و اقتدا
کرتے ہین افعال حضرت رب العزت کے تا بروقت انتقال راحت ابدی
و آسایش سرمدی و استحقاق مصداق لفظ محبت حاصل کرین —
اسکے بعد چند فقرے ایسے لکھے ہین جنکے ادا کرنیکی مجال ہمین نہین ہے
اور ہم اپنی زبان قلم سے ویسے الفاظ ادا نہین کرسکتے مگر بمقتضاے
نقل قول نقیصہ دوسرے عنوان سے عرض کرتا ہے۔ حکیم ارسطاطالیس
کا یہ منشا ہے کہ جب یہ حالت پیدا ہوجاتی ہے تو انسان کو خداوند
کریم سے وہ مرتبہ حاصل ہوجاتا ہے جیسے برابر کے دوستونکو اسلیے وجہ سے
پیہم اپنے بندہ محبوب کے ساتھہ احسانات کرتا ہے۔ یہی وجہ
ہے کہ جب کسی حکیم کو محبت حکمت پیدا ہوجاتی ہے تو عجیب عجیب
طرح کی لذتین اوسکو حاصل ہوتی ہین اور بڑے بڑے امور مسرت خیز
کا لطف اوٹھاتا ہے اور جب کسیکو اس محبت کا کمال حاصل ہوجاتا ہے
اور حقیقت حکمت کو دریافت کرلیتا ہے تو اوسکے روبرو کوئی لذت
و نعمت اسکا مقابلہ نہین کرسکتی اوسکے ایک ایک لمحے کے لطف کے
مقابل مین روے زمین کی سلطنت برابر نہین ہوتی اور کوئی چیز عالم کی

اوسکو پہلے نہین معلوم ہوتی سو حکمت کے آسوجہ سے کہ وہ لذت روحانی اوسکی باقی اور پایدار ہے - پہر آسکے بعد تحریر کرتے ہین کہ جب یہ مقدّمات معلوم ہوچکے تو اب یہ بہی جاننا چاہیے کہ وہ حکیم جسکی حکمت سب سے زیادہ کامل و تمام ہے وہ حضرت حکیم مطلق ہے - دوست ہی نرکہیگا اوسے کوئی شخص مگر جسکا مادّہ طبیعت سعید ہوگا وہ ہر وقت فرحناک و بشّاش رہیگا اپنے حظِ روحانی کے سامنے کسی الم کی حقیقت نہ سمجھے گا اسیوجہ سے یہ سعادت انسانکی کل سعادتون سے بہتر ہے بلکہ حق تو یہ ہے کہ یہ سعادت انسان کی امکان سے باہر ہے اسوجہ سے کہ حیات طبیعی و قوائے نفسانی سے یہ حکمت نسبت مبرا و منزہ ہے بلکہ بالکل علیحدگی رکہتی ہے بلکہ مخالف اوسکے یہ بات محنت و مشقت سے حاصل نہین ہوسکتی ہوتی

ع این فضیلت بزور بازو نیست * تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

یہ عنایت حضرت پروردگار عالم ہے اوسی شخص کو عطا کرتا ہے جسکو اسکے قابل جانتا ہے کسیکو اپنے بندون مین سے چن لیتا ہے اور اس فضیلت سے مخصوص کرلیتا ہے - ان علاوہ اون برگزیدگان مقرّب بارگاہ کے اوس شخص کو بہی یہ فضیلت حاصل ہوسکتی ہے جو تعب و مشقّت پر مداومت کرے اور صبر و رضا کو اپنا شعار کرے

جو جو تکلیفین پیش آوین اونکو جھیلکر اپنے مقصود کو حاصل کرتا رہے
اس لیے کہ اگر وہ ان مصیبتون اور مشقّتون پر صبر نکریگا تو گویا راحت
طلب ہوگا اور راحت نہ کسی سعادت کا مادّہ ہے نہ کسیطرح
کے کمال کا سبب ہے۔ راحت طلب اور آسایش پسند وہی
شخص ہوگا جو کاہل ہو ایسا آدمی طبیعی الشکل بہیمی الاصل ہے یعنے
صورت تو اوسکی آدمیون کی ہے مگر سیرت جانورون کی ہے
ایسے ہی آدمیون کا حکم غلامون اور لڑکون کا ہے بلکہ اونسے بھی
بدتر بلکہ وہ آدمی ہی نہین یہ لوگ کبھی سعادت حاصل نہین کرسکتے
نہ اونکو سعید کہنا چاہیے۔ عقلا و فضلا کی ہمّتین کبھی اسطرف
متوجہ نہین ہوسکتین اونکی ہمّتین بلند ہین ارادے عالی ہین طبیعتین
جودت پر ہین وہ ایسی پست حوصلگی کا ہیکو کرنے لگے نگاہ اونکی
ایسے نشیب تک کیون پہونچے گی۔ یہان تک خلاصہ کلام تھا
ارسطاطالیس کا جسکو فقیر نے حتے الامکان صاف کر کے عرض
کیا ہی بےتکلف ترجمہ محنت فقیر کی مقابلہ پر معلوم ہوگی حکیم اوّل
کہتے ہین کہ ہر چند انسان آدمی بنایا گیا ہے مگر ہمت اوسکی آدمیونکی
نہونی چاہیے بلکہ ہمّت ایسی ہونی چاہیے جو مادۂ حیوانی سے
باہر ہوکر اوس مادّہ کیطرف توجہ کرے جو مخصوص اوسیکے واسطے ہے

جلسۂ پنجم قانون تمدن

جسکے ذریعے سے اوسنے جانورون سے تمیز حاصل کی ہے حیوان ناطق
کہلایا ہے یعنے ہمت کا لگاؤ بشریت کے جامے سے نوجنبو کثیف و
چرک آلود ہے بلکہ ہمت کا دار و مدار نور صاف و شفاف پر ہونا چاہیئے
جو اسے عطا کیا گیا ہے نہ یہ کہ حیوانیت کے مرتبہ سے بھی گھٹ کر
مردہ جانورون کیطرح حس و حرکت سے معذور ہو رہے دست و پا
بستہ کرکے ایک مضغۂ گوشت بن جائے ہر چند بعد انتقال روح کے اسکا
بھی یہی حال ہونیوالا ہے مگر جیتے جی مردہ بنا کیا معنے رکھتا ہے۔
زندگی مین تو زندہ رہنا ہاتھ پاؤن ہلانا چاہیے جتنی قوتین اوسکو عطا
کی گئی ہین اون سبکو حرکت مین لاتا رہے بیکار محض نہ کردے خدا
کی عنایت کو رائگان نکرے اس لیئے کہ ہر چند آدمی خرد ہے مگر
عقل و خرد کی راہ سے سب سے بڑا ہے ہر چند مادہ کی راہ سے ذلیل
ہے مگر عقل کی راہ سے شریف ہے تمام عالم مین کوئی مخلوق اسکا
ہمپلہ نہین ہو سکتا یہی ایسا جوہر لطیف ہے جو سب مخلوقات کو اپنا
مطیع و فرمان بردار بنائے ہوئے ہے اپنے کمال عقل سے رئیس بنا
ہوا ہے حکومت کرتا ہے ہر چند آدمی جسکو آدمیت سے موصوف
کر سکین شاذ و نادر ہین اسوجہ سے کہ آدمی آدمی نہین بن سکتا
فقط محنت و مشقت کرنے سے جبتک خارجی استمداد اسکو نہ ملے مگر

اُس بہروسے پر بیٹھہ رہنا کہ ہمارے مکان سے باہر ہے کاہیکو اسکی کوشش
کریں نسبت ہمتی کا منشا ہے ۔ پس ضرور ہے کہ تنہا دنیا کی شردست و
حکومت پر تکیہ نکرے کمال بہم پہونچائے اسوجہ سے کہ روپیہ کا جمع
کر لینا اور مال و زر کا حاصل ہوجانا ہر چند باعث رونق و عزت ہے
مگر کچھہ کمال کو زیادہ نہیں کرتا جیسا کہ شاعر کہتا ہے ؎ مرا تجربہ
معلوم گشت آخر حال + کہ قدر شخص بعلم است و قدر علم بمال + پس
دو نو لازم ملزوم ہوگئے نہ تو بالکل ہمت کو تحصیل زر کی طرف متوجہ
کرے ایسا کہ کمال سے غافل ہوجائے نہ بالکل تحصیل کمال میں غرق
ہوجائے اور ضرورت مال کو مفقود کردے بلکہ کمال کے ساتھہ
زر کا حاصل ہونا کمیاب ہے اکثر بیچارے معذور و مجبور تردوش
ہین مگر افعال و تکے کریمانہ ہین اور اکثر مفلس و مفلوک نان شبینہ کو محتاج
ہین مگر جود و سخا انکی امیرانہ ہین اسوجہ سے حکیمون نے کہا ہے کہ
سعید آدمیون مین وہی لوگ ہین جنکا ذاتی کمال ہے ۔ بیرونی
امداد کم ملتی ہے سوا افعال محمود کے برے افعال اونسے ظاہر نہین
ہوسکتے اس لئے کہ اکثر افعال بد اقتدار سی معذور ہوتے ہین یہانتک قول
حکیم اوّل کا ترجمہ تہا جو مسلسل عرض کیا گیا دوسرے مقام پر کہتے ہین
کہ تنہا فضیلت کا جان لینا کافی نہین ہے بلکہ جس فضیلت کی معرفت

حاصل کرے اوسکا عمل بھی کرے اسیکو صحبت صادق کو حکمت عملی کہتے
ہین آدمیون مین بھی بہت سے اقسام کے لوگ ہین بعضے امور خیر
و برکت پر راغب ہین سوا وعظ و نصائح اونمین اثر کرتے ہین تعلّم
سے کمالات پاتے ہین مگر ایسے لوگ کم ہین بعضے ایسے ہین کہ اتنا
مادہ تو اونکا نہین ہے کہ تنہا موعظہ و نصیحت سے متاثر ہون بلکہ
جبتک خوف نہو وعد و وعید سے ڈرائے نجائین دلون پر اونکے
ہیبت و رعب طاری نہو ہرگز افعال بد ترک نکرین خصائل حمیدہ
کبھی حاصل کرین بعضے اقسام آدمیون کے ایسے بھی ہوتے ہین جو
تنہا وعد و وعید پر بھی نہین مانتے جبتک کامل تہدید و تنبیہ نہو
اور تیغ آبدار داراب کی گردن کو قطع نکرے بعضے اخیار بالطبع
یعنی نیک بخت و نیک طینت ہین بعضے کم بخت و بد طینت بعضے
شریعت کی نکوئی پر مائل ہین بعضے رسم و رواج کی خوبی کے خواہان
ہین جو لوگ شرع ظاہری کی راہ سے افعال نیک کرتے ہین اونکی
مثال حکما کے نزدیک اوس لقمۂ غذا کی ہے جو گلے مین پھنس جائے
پانی پینے سے اور زور پڑنے سے اوتر جائے پس اونکی پابندی ظاہری
بھی بعد استعداد کے اصلی و حقیقی ہو جاتی ہے — اور اون لوگون
کی مثال جو شرع کے پابند نہین ہین بلکہ رسم و رواج جاہلانہ کو مقدم

سمجھتے ہیں اوس پانی کے گھونٹ سی ہے جو گلو گیر ہو جائے کہ وہ کسیطرح حلق کے نیچے نہیں اوترتا ہے ہلاک کیے ہوئے ہیں اونکو ہرگز ملکہ حاصل نہوگا بلکہ فقط رسم ہی کے پابند رہجائینگے اور کوئی تدبیر اونکے علاج کی نہین ہے جو شخص نیک طینت ہے وہی خدا کے نزدیک محبوب ہے اور خداوند کریم اوسکا کفیل و رہبر ہے ہر طرحکا فائدہ بھی اوسی کو پہونچ سکتا ہے نیک بخت لوگون کی تین قسمین ہین اوّل وہ لوگ ہین جنکی خوبیان روز ولادت سے سعادت ذاتی تھی تربیت بھی عمدہ پائی حیاو کرم کا اصلی مادہ موجود تھا عمدہ صحبت اونکو حاصل ہوئی اصحاب اخلاق نیک سے افعال و اعمال سے متاثر ہوے شریر صحبتون سے بھاگتے رہے دوم وہ لوگ ہین کہ ابتدائے حالت سے تو اونکی یہ کیفیت نتھی بلکہ بچپن مین خراب تربیت پائی تھی صحبتین بھی اچھی نتھین مگر عقل و تمیز رکھتے تھے اچھے برے کو پہچانتے تھے لوگون کے افعال حمیدہ کو دیکھکر پسند کرتے تھے برے افعال کے نتیجون پر تنبیہ حاصل کرتے تھے رفتہ رفتہ اب انکے رذائل زائل ہوگئے کمالات بڑھتے گئے ایسے لوگون کو چاہیے کہ زیادہ کوشش اس امر مین کرین کہ عادات نیک راسخ ہوجائین رتبۂ حکما پر پہونچ جائین اعمال

وافعال اونکے صحیح و درست ہون علم اونکا کامل راے صائب ہوجائے سوم وہ لوگ ہین جو از خود کمالات کے تحصیل مین کوشش نہین کرتے بلکہ مارے باندھے تادیب شرعی او تعلیم کی سے مجبور ہوکر افعال نیک کرتے ہین دنیا کی ملامت سے ڈرتے ہین ایسے لوگ کمال تک بہت کم پہونچتے ہین پس حکمت اخلاق زیادہ تر قسم دویم کے لوگون کو مفید ہے اور اونہین کو زیادہ تر اس علم سے فائدہ حاصل کرنا چاہیے۔ اہل شقاوت کے اقسام بہت کثرت سے ہین مگر چونکہ علم اخلاق کو اونسے کوئی بحث نہین ہے نہ وہ اس سے فائدہ اوٹھا سکتے ہین اونکی درست کرنیوالی اور پابند حکمت رکھنے والی حکومت یا سلطنت ہی

واللہ اعلم یہان تک بیان کرکے حکیم صاحب نے اختصار کرنا چاہا اس ارادے مین تھے کہ حرف رخصت زبان پر لائین مگر بادشاہ نے پھر مخاطب فرماکے اجتماعات کا سوال کیا

بیان اجتماعات مردم وشرح احوال تمدّن

سوال بادشاہ نے حکیم صاحب کی تعریف کی اور فرمایا مین چاہتا ہون کہ بیان اقسام اجتماعات کی بھی توضیح وتشریح فرماۓ جواب حکیم صاحب نے عرض کی کہ بندگان حضور کی تکلیف کے خیال سے مینے ترک کرنا چاہا تھا مگر حضور کا اشتیاق ایسا کہان ہے کہ ترکِ مطالب حکمت واختصار لہذا عذر روحانی کو گوارا کرے اسوجہ سے کہ لذت حکمت سے حضور کا قلب محظوظ ہوچکا ہے فقیر بھی تعمیل ارشاد مین دریغ نکریگا الغرض مین مطالب عرض کرتا ہون قبل اسکے کہ اقسام اجتماعات وشرح احوال تمدن گزارش کرون بعض مطالب تمہیدی کا عرض کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے تاطبیعت عالی جو دوسری جانب متوجہ تھی اسطرف متوجہ ہو حلِ مطالب بھی حظِ وافر حاصل ہو ضرورت تمدن اور معنی تمدن کو فقیر گزارش کرچکا ہے اور حضور کو معلوم ہوگیا ہے کہ دنیا کے انتظام مین تمدن ایک لازمی شے ہے جسپر دارومدار نظم عالم ہے اور اوسی مرکب حالات انسانی کو تمدن کہتے ہین اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر مرکب کی خاصیت جدا ہوتی ہے اور حکم بھی اوسکا علیحدہ ہوتا ہے ہیئت بھی اوسکی دوسرے عنوان کی ہوتی ہے اسیوجہ سے

جلسۂ پنجم قانون تمدن

۵

اجزا منفرد مین وہ حالت پیدا نہین ہوسکتی جو مرکب مین ہوتی ہے
اسیطرح اجتماع اشخاص انسانی مین بہی از روئے تالیف و ترکیب کے
حیثیت جدا ہو جاتی ہے جو حیثیت ایک ایک شخص کو علیحدہ علیحدہ
حاصل ہوتی ہے وہ مجموعی حالت پر نہین رہتے بلکہ اجتماع کی صفات
و ماہیت و ہیاٴت اور ہے اور تنہا تنہا کی اور مگر ازبسکہ یہ جماعت
بہی مرکب اشخاص مختلف الامزجہ سے ہے اور ہر شخص مین بہ نسبت
دوسرے کے کسی نہ کسی بات مین فرق ہے تو اقسام اجتماعات مین بہی
فرق ہونا چاہیے۔ پس انسان مین عام طور پر دو ہی قسم معلوم
ہوتی ہین یعنے یا نیک ہین یا بد تو اجماعات مین بہی دو قسمین ہو گئین
یا جماعت کا سبب امر نیک ہے یعنے اچھی باتون پر باہم اتفاق
کیا ہے یا بُری باتون پر قسم اوّل کو اصطلاح حکما مین مدینہ فاضلہ
کہتے ہین اور دوسری قسم کو مدینہ غیر فاضلہ۔ مدینہ فاضلہ کی ایکہی
قسم ہے اسوجہ سے کہ وہ تو مرکب نیک آدمیون سے ہے نیکی ایکہی
قسم کی ہوتی ہے ہان مدینہ غیر فاضلہ کی تین قسمین ہین اوّل یہ کہ اجزاء
مدینہ یعنے جماعت کا کوئی شخص علم و استعداد و کمال قوّت ناطقہ سے
بہرہ مند نہو بلکہ سب کے سب جاہل کے لٹھ ہون کچھ بھلے بُرے نتیجونکو
نہ سمجھتے ہون مارے باندہے جمع ہو گئے ہون ظاہری باتین کچھنی سنائی

پر عمل کرتے ہون جیسے ہندوستان کے بعض ادنے قومون مین پنچایت کا
کا دستور ہو گیا ہے کہ دُھنیے جولاہے کنجڑے درزی وغیرہ جمع ہو کر
ایک جماعت بہم پہونچاتے ہین اپنی قوم کے بھلے بُرے کا فیصلہ خلاف
عدالت و حکمت و انصاف جیسا جیمین آتا ہے کر لیتے ہین کچھ اونکو
غرض شرائط عدالت و نصفت سے نہین ہے بلکہ وہ اس مطلب کو جانتے
بھی نہین اوسی طریقے کو عدالت و انصاف سمجھتے ہین حکماء اخلاق اسکو
مدینہ جاہلہ کہتے ہین دوسم وہ گروہ ہے جو مادّہ عقل و تمیز و قوّت
ناطقہ رکھتا ہے نیک و بد کی شناخت کر سکتا ہے مگر نہ ویسی تحقیق
کے پائے پر بلکہ رسمی و عرفی طریقے سے باہم شرائط عدل و انصاف
بجا لاتا ہے اوسیقدر پابندی اونکی نمونۂ تمدّن دکھاتی ہے جیسے بعض
قصبات و اطراف مین برادری کا دستور قرار پایا ہے بغیر اتفاق
کل جماعت کے کوئی امر تازہ نہین کرتا مگر نہ اوس طور پر جیسا مقتضا
تمدّن کے حصول کا ہے ایسے گروہ کو حکماء اخلاق مدینہ فاسقہ کہتے
ہین سوم وہ گروہ ہے جو بسبب نقصان قوّت فکر کے غلط اور
فاسد خلاف حکمت کے قانون و قاعدہ بنائے ہوئے اپنی قوم
کو اوسکا پابند کئے ہوئے ہے اوسیکو فضیلت جانتا ہے کیسا ہی
کوئی حکیم عاقل مدبّر کیون نہو مگر اوسکے اوس طریقۂ خاص مین داخل نہو تو

اونکے نزدیک وہ نکما اور بیکار ہی ہرگز اوسکے قول و فعل کو معتبر نہ جانینگے مثال اوس گروہ کی اس زمانہ مین بہت کثرت سے موجود ہے حکما ایسے اشخاص کا نام مدینۂ ضالہ یعنے گمراہ کرنیوالا گروہ رکھتے ہین - بہرحال ہر ایک تینون قسمون سے بہت سی قسمین رکھتا ہے اور ہر ایک کا انداز جداگانہ ہے اونکے اقسام کا شمار بہی دشوار ہے اس وجہ سے کہ شر کی قسمین بے حد و بے انتہا ہوا کرتے ہین ہر نئی ترکیب سے ایک نیا فرقہ پیدا ہو جاتا ہے سلف سے آج تک کی تاریخ عالم دیکھنے سے اس امر کی توضیح ہو جائیگی تعدد و تکثر ایسے فرقون کا ہر زمانی مین خوب روشن ہو جائیگا خصوصًا اوس شخص مین جب تاریخ حکما و اہل کمال کی سیر کریگا الحاصل کبھی ایسا بہی ہوتا ہے کہ مدینۂ فاضلہ مین بہی اقسام مدینۂ غیر فاضلہ کی مل جائین بسبب ان وجوہ و اسباب کے جو مابعد مین مفصل عرض کئے جائینگے ایسی قسمون کو جو فاضلہ مین غیر فاضلہ ہو جائین نوابت یعنے اوگنے والے کہتے ہین - ہر چند ہمین ازروئے علم محاسن اخلاق کل مدنیائے غیر فاضلہ کے اقسام کا بیان کرنا اور اوسکے وجوہ و اسباب کا ذکر کرنا ضروری تہا مگر جب تک اون گروہ بد کی معرفت کامل نہوگی کیونکر انسان ایسے گروہ کے نقائص زائل کرکے مدینۂ غیر فاضلہ کو فاضلہ کر سکیگا - پس جاننا چاہیے کہ

مدینۂ فاضلہ اصطلاح حکما اخلاق مین اوس اجتماع قومی کا نام ہے جو امور نیک
افعال خیر کے حاصل کرنیکے واسطے آمادہ و مستعد ہو اور حتی الامکان شرور
اور برائیون کو لوگون سے زائل کرے اور جتنے اشخاص اس گروہ مین شریک
ہونگے وہ سب باہم دو چیزون مین ضرور متحد ہونگے اول رائے مین
اسواسطے کہ سب کی رائے جب تک نیکی و خیر کی طرف مائل ہوگی
اور سب کے سب ترویج و اشاعت امور نیک پر آمادہ ہونگے
تب تک اونہین مدینۂ فاضلہ سے کیونکر موسوم کرینگے تو ضرور ہوا
کہ اوس تمام گروہ کی رائے ہمہ تن ایک ہی بات یعنے اجراء امور خیر پر
متوجہ ہو دوم فعل مین اونکو باہم متحد ہونا چاہیئے اسوجہ سے جتنے
لوگ اوس گروہ مین فرض کیے جائینگے وہ سب اعمال صالحہ سے
متصف ہونگے اور فعل بھی اونکا یہی ہوگا کہ افعال و اعمال نیک کو
سکھائین اور اوسکی ترویج کی تدبیرین اور راہین حسب مناسبت
زمانہ پیدا کرین اور جو جو چیزین ضروری ہون بطور علّت مادی کے ہون
جیسے تخت کیواسطے لکڑی یا فاعلی کے ہون جیسے بڑہی یا صوری
کے ہون جیسے چارپائی اور تختے اون سبکو آمادہ و مہیا کرین اور
اوس سے علّت غائی اپنی جیسے تخت پر بیٹھنا حاصل کرین مگر
ایسے اتفاق کو یہ امر لازم ہے کہ رائے و فعل اونکا نزدیک ذاتیات

کی بہی متحد واقع ہوے یعنے خود ہر ایک شخص کی راے اصلی امور مبدا
و معاد و اعتقاد اصول مین ایک ہو اسطرح سے کہ جملہ اشخاص فرداً فرداً
ایکہی قسم کا اعتقاد رکہتے ہون ۔ مذہب حق کے جسکو وہ حق جانتے
ہون یکسان پابند ہون ۔ افعال مین بہی باہم متفق ہون سب
طالب کمال ہون پابند حکمت و تہذیب ہون سب عقل کا
پیرایہ رکہتے ہون تہذیب الاخلاق عدالت و سیاست کے پوری پوری
ادا کرتے ہون تاکہ افکار بہی اونکے یکسان واقع ہون ۔ اختلافات
واقعات و تغیرات زمانہ مین مستقل رہین لغزش قدم و قصور
فہم سے اونکی راے لغزش نکرے مگر ایسا مشکل ہے کہ سبکی عقل
و فہم برابر ہون اسلیے کہ قوت تمیز اور مادہ ادراک ہر شخص کا
مختلف ہوتا ہے کسیکو عقل و تمیز بہ نسبت دوسرے شخص کے
زیادہ ہے اور کسیکو کم ہے سابق مین مفصل بیان کیا گیا ہے
کہ خداوند کریم نے طبائع انسان کے مختلف پیدا کیے ہین
ہر ایکیکو دوسرے کی نسبت ایک قسم کا کمال زیادہ ہے
اسکی وجہ بہی گذارش کی جاچکی ہے کہ اگر سب یکسان خلق
کیے جاتے تو انتظام ممکن نہوتا پس جماعت کی حالت مین
بہی ہر طرح سے برابر اور مساوی ہونا مشکل ہے بلکہ مذہب مین بہی

ایسا ہی ہے بلکہ ایسے لوگ جنکی نظرین سلیم عادتین مستقیم ہون تائید
ربّانی شامل حال ہے وہ بہت کم ہین بلکہ عزیز الوجود مگر اسقدر ضرور
ہے کہ کُلّی اعتقادات اصول مذہب مین - جو اونکے اشتمال و اجرا
مین بسبب اشتراک پائے جاتے ہون متحد ہون تاکہ اختلاف عقیدہ اصل
اتفاق مین خلل واقع نہو محبّت والفت جو جزو اعظم اتفاق کا ہی جاتی نرہے
اور یہ بھی ظاہر ہے کہ نفس انسان مین بہت سی قوتین سمجھنے بوجھنے کی
ہین جنکے ذریعے سے امور جسمانی و روحانی کا ادراک کرتا ہے جیسے
وہم فکر خیال حس مشترک وغیرہ یہ قوتین کسیوقت گھٹ جاتی ہین
کبھی بڑھ جاتی ہین کبھی صاف و شفاف ہوتی ہین کبھی بسبب کثافت
اخلاقی وخباثت نفسانی کے تیرہ و تار ہو جاتی ہین جیساکہ اپنے
مقام پر مفصل مذکور ہے مگر یہ کہ چاہے جس حالت مین ہون سوتے
جاگتے اوٹھتے بیٹھتے کسیوقت معطّل و بیکار نہین ہوتین اپنا اپنا
کام کرتے رہتے ہین ہان اون امور مین انکو مداخلت بالذّات نہین ہے
جو محض تصرّفات نفس کے متعلق ہین جیسے معرفت اصلی مبدا و
معاد وغیرہ کی کہ اسکا تعلّق بالذّات نفس سے ہے ہرچند نفس بھی
بذریعہ انہین قوتون کے ادراک کرتا ہے مگر فرق یہ ہے کہ ایسی صورتون مین
نفس بطور حکومت و ریاست ان قوتون سے کام لیتا ہے جیسے

اوسکی ضرورت وخواہش ہوتی ہے ویسی ہی مناسب صورتین اور نقشے کھینچکر اوسکے سامنے حاضر کرتی ہین تب نفس انکے ملاحظہ مین مصروف ہوتا ہے جو تصویرین - بواسطہ جسمیات ومحسوسات بطور عکس پرداز کے عالم تصور مین حاصل ہوکر روبرو متشکل ہوتی ہین اونہین کو دیکھکر وہ حکم مناسب دیتا ہے اسوجہ سے کہ نفس حقیقی کے معارف کا مرتبہ بہت بڑا ہوا ہے وہ خود کب متوجہ ہوسکتا ہے ایسی چیزونکی طرف پس اس بناپر وہ تصویرین جو جسمیات سے قیاس اور لگاوسے اوترتی ہین جسقدر نفس کے معارف کے قریب ہونگے لطیف وپاکیزہ ہونگی جتنی اوس سے بعید ہونگی کم مرتبہ ہونگی پس جسقدر جسکے قواے مدرکہ جسمانی صاف وشفاف ہین اوتنی ہی اوسکے معارف مبدء ومعاد بہی بڑہے ہوئے ہین اور اسیقدر اوسکے افکار بہی صائب ہین خلاصہ یہ ہے جتنا جسکا تصرف نفسانی بڑا ہوا ہے اوتنا ہی اوسکا ادراک لطیف وپاکیزہ ہے اور اوتنی ہی اوسکی راے صائب ومفید تمدن ہے - ایسے لوگون کی جماعت کو جنکے قواے ادراک صاف ولطیف ہون جماعت حکما وفضلا کہتے ہین اور جو لوگ اسنے اس کمال مین پست وکم مرتبہ ہین تصرف عقلی اور قوت مدرکہ اونکی گھٹی ہوئی ہے وہم وخیال پر اونکا دار ومدار ہے

وہ اون امور کا ادراک نہین کرسکتے جو لطیف و پاکیزہ و نازک ہین
ہر چند حکما کے گروہ مین بہی ایسے اقسام موجود ہوتے ہین اور
قوت وہم وخیال اونکی یہان بہی اسیطرح ادراک کرتی ہے مگر
فرق یہ ہے کہ وہ لطیف و پاکیزہ وقرین عقل خیالات کو تسلیم کرلیتی
ہین اور خیالات فاسدہ سوداویّہ و وہمیہ خالصہ کو لغو وبیکار
سمجہتے ہین اعتنا بہی اوسکی طرف نہین کرتے جب اس گروہ ثانی کی
قوتِ ادراک اوس درجہ کی نہین ہے تو معرفت حقیقی بہی اونکی اوس
درجہ کی نہوگی اور اجرائے احکام بہی اونکا ویسا نہوگا ہر چند معرفت
مبدا و معاد مین یہ درجہ بہی بشرطیکہ متوسّط حال مین ہو کافی
سمجہا جاتا ہے اسوجہ سے کہ اوسطرح کا کمال ہر شخص کو بسبب
کمی وزیادتی مادّہ عقلی کے جسکی تفصیل کئی مقام پر گزارش
کیجاچکی ممکن نہین ہے اکثر گروہ مردم اسی قسم مین داخل ہین
مگر اوس درجہ تک نہین پہونچتی اور نہ اونکا ایمان ناقص سمجہا جاسکتا ہے
ہان اسی قسم مین یہ بہی صاحب معرفت کہلائینگے انکا نام بہی اصطلاح
حکمت مین اہل معرفت ہے اب ایک تیسرا گروہ جو بالکل
وہمیات پر دارمدار کئے ہوئے ہے محض خیالی معرفت پر مطمئن
بیٹھا ہے مبدا و معاد کو بہی جسمیات کیطرح قیاس کرتا ہے

محسوسات ہی پر نظر ہے اُس سے زیادہ معرفت حاصل نہین کر سکتا
اُنکا نام محاورہ حکما مین اصحاب التسلیم ہے جو تھا فرقہ ان سے بھی پست ہے
اونکی قوّت مدرکہ بالکل تاریک ہے تصرّف نفسانی گویا کہ ہوتا ہی نہین
دور دور کے خیالات اور مثالہاے بعید پر معرفت کا مدار رکھتے ہین
بعض احکام جسمانیّات کو مانتے ہین مگر حقیقت تک نہین پہونچتے
ان لوگون کو مستضعف و سُست عقیدہ کہتے ہین ان چارون
فرقونکی مثال اسطرح سمجھنی چاہیے کہ ایک چیز کے دیکھنے والے چار
آدمی ہین ایک شخص تو اوسکی حقیقی ماہیت سے واقف تہے اور
اصل شے کو دیکھ رہا ہے اوسکے نکات اور دقائق کو سمجھتا ہے
دوسرا فقط اوسکی صورت دیکھ رہا ہے سوا ہاتھ پاؤن ظاہری
باتون کے کچھہ نہین جانتا تیسرا اوسی صورت کے عکس کو آئینہ
مین پاتا یا نہین دیکھتا ہے چوتھا اوسکی تصویر نقاش کی کھینچی
ہوئی دیکھ رہا ہے وعلی ہذا القیاس مگر انسان کے حالات از روے
معرفت کے یکسان نہین رہتے جسقدر تکمیل ہوتی جاتی ہے
معرفت بڑھتی جاتی ہے تو کسی ایک قسم مین ہمیشہ نہین رہسکتی تو
انکو اس بنا پر مقصر و مستضعف بھی نہین کہنا چاہیے جیسا کہ اوّل
باب تمدّن مین عرض کیا گیا ہان یہ قسمین اوس صورت موجودہ

کیواسطے ہین جو وقت تشخیص موجود ہون بلکہ حضرت محقق یہ فرماتے ہین کہ جب کمالات نفسانی اور عقول انسانی مختلف ہوتی ہین ہر ایک کا مادۂ ادراک برابر نہین ہے تو معرفتین بھی مختلف ہونگی ہر شخص اپنے فہم کے موافق کمال چاہتا ہے اور بقدر اپنی قوت کے کامل ہوتا ہی تو اوسکو مقصر کیون کہین گے بلکہ رجوع سب کی ناموس کی طرف یکسان ہے بلکہ ناموس جو بعین تکمیل ہے بمقتضائے کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ جسمین جتنا مادہ پاتا ہے اوتنا ہی اوسکو کامل کرتا ہے پس ہر شخص کی قوت مدرکہ بھی جتنی اوسکو اصل مین دی گئی ہے یا اوسنے از روئے اکتساب حاصل کی ہے اوتنی ہی رہے گی اور ناموس بھی اوتنی ہی تعلیم کریگا جتنا اوسکا مادۂ فہم دیکھیگا یہی وجہ ہے کہ کبھی کلمات محکم ارشاد کرتے ہین کبھی متشابہ جیسا آدمی سوال کرنیوالا دیکھتے ہین ویسا ہی جواب دینے مین مسئلہ توحید مین بھی کبھی تنزیہ صرف بیان کرتے ہین کبھی تمثیل و تشبیہ کے ساتھ جیساکہ امیر المومنین علیہ السلام کے خطبون کے دیکھنے سے بخوبی ظاہر ہے فقیر نے بھی دو مثالین ذیل ترجمۂ قول ارسطاطالیس مین گزارش کی ہین اسیطرح معاد مین بھی ارشادات ہین یہی طریقہ حکما متقدمین کے بیان کا بھی تھا

کبھی دلیل و برہان کے ساتھہ مطلب کو ذکر کرتے ہین کبھی بے دلیل
ایک قول مسلّم پر قناعت کرتے ہین اوسکا اقناعی نام رکھتے ہین کبھی
مضامین شاعرانہ مین مطلب کو ادا کرتے ہین اونہین قضایائے شعریہ
سے موسوم کرتے ہین جیسا تاریخ حکما کے دیکھنے سے واضح ہوتا ہے
کہ ایجاد نظم کی حکماء متقدمین نے اسیواسطے کی تہی اور صاحب وصّاف نے
بہی بعض تاثیرات شعری کو اسی بناپر ذکر کیا ہے الحاصل مطلب
جسطرح سے نکلتے دیکھتے ہین ویسی ہی تقریر کرتے ہین اوسی عنوان
سے سمجھا دیتے ہین جو سائل کی حیثیت عقل و فہم کے موافق ہو
فقیر نے بہی ادب سخن مین کسیقدر عرض کیا ہے جب یہ امر
صاف طور سے ظاہر ہوگیا کہ ہر شخص کا فہم جداگانہ ہے تو اسی
سے یہ وجہ بہی معلوم ہوجائے گی کہ لوگ مختلف العقیدہ کیون
ہین اور دنیا مین کیون اسقدر مذہب پہیل گئے مگر عاقل و مُدبّر
مدینہ کو ہرگز اعتنا اور خیال جزئیات اوضاع کا نکرنا چاہیے بلکہ
اقتدا ناموس کی کرنی چاہیے دیکہیے پروردگار عالم جسے ناموس
اکبر کہتے ہین ہرگز ان باتونکا لحاظ نہین فرماتا برابر یکسان معاملت
بندون سے کرتا ہے ہان خصوصیّات مین کچھہ فرق ہی تو وہ
داخل معاملتِ عام مین نہین ہے اسیوجہ سے حکما و فضلا

کو کبھی تعصب و دشمنی نہین ہوتی کسی مذہب کا آدمی ہو اونکو بحث نہین
ہرچند وہ خود اوسکا پابند نہو بلکہ اوسکے مخالف طریقے مین ہو مگر اوس سے
مخالفت و منازعت نکریگا اور مذہبی چھیڑ چھاڑ اس صورت مین نکریگا
بلکہ حکما کے نزدیک اختلاف ملتون اور مذہبون کا ایسا ہے جیسے
کھانیکے اقسام بہت ہوتے ہین کوئی نمکین ہے کوئی میٹھا ہے کوئی کھٹا
ہے کوئی کڑوا وغیرہ وغیرہ ۔ یا کپڑے کے اقسام کوئی موٹا کوئی مہین کوئی
ملایم کوئی سخت ۔ حالانکہ اونکے نزدیک جملہ اقسام لباس کا نتیجہ بدن کا
چھپانا ہے اور ہر قسم کے ذائقۂ طعام کا نتیجہ کھا لینا ۔ پس جو رئیس ایسے
گروہ مختلف العقیدہ کا ہو اوسکو یہ لازم ہے کہ ہرگز کسی کے مذہب
و ملت سے متعرض نہو بلکہ ہر شخص کے پورے پورے ارکان کو ادا
ہونے دے اور مساوی طور سے سبکے ساتھہ سلوک کرتا رہے ۔
اپنی حکومت سب پر قایم رکھے ہرچند خود اونکا از روئے مذہب ذاتی
مخالف ہو اسیطرح رئیس کو اسکو لازم ہے کہ تمام قومونکو بایکدیگر رئیس و
مرئوس کرے اور ہر ایک کو دوسرے کی نسبت چند خصوصیات کے
ساتھہ مخصوص کرے تا آنکہ یہ مراتب ایسے لوگون تک پہونچے جو قابلیت
ریاست مطلقانہ رکھتے ہون بلکہ محض غلام سیرت ہون اسوجہ سے کہ
سب گروہ مراتب مین مختلف ہوتی ہین ہر درجہ کے لوگون کی جماعت

جلسۂ پنجم قانون تمدن

علیحدہ ہوتی ہے پس عالم مین جتنے اقسام کے لوگ ہین وہ سب اپنی
اپنی قسم مین ایک ایک گروہ ہین اور مدینہ کا اطلاق ہر قسم کی جماعت
کیا جاتا ہے یہ تفاوتِ مراتب جماعت بھی ازروے خلقت ہی
اور اقتدا بے نسبت الٰہی کے جسے حکمت خُلق کہتے ہین جب یہ گروہ
اپنی حدود مدینہ سے قدم باہر نکالینگے اور اوس گروہ کے افسر و
رئیس کی پیروی و تعمیل احکام سے انحراف کرینگے تو باعث اونکی ابتری
و بربادی و زوالِ عزت و اقبال کا ہوگا سو جب کہ ایسی حالت مین لازم ہے
کہ قوت ناطقہ و عقل و فہم مین کمی واقع ہو اور قوت غضبی بڑھ جائے
آپسمین ایک دوسریکا دشمن ہو جائے دوسرے کے زوال نعمت کا طالب
ذرا ذرا سی بات پر لڑنے بھڑنے لگے اوسنے امور نیر مخاصمت
پیدا کرے اپنی قوم کا آپ درپے ذلت ہو ــــ ہر چند خود اپنی ترقی کا
سبب دوسرے کی زوالِ نعمت کو جانتا ہو مگر فی الحقیقت وہ اپنی
ہی واسطے مضرتین پیدا کرتا ہے ایسی حالتمین زیادہ تر سبب برہمی نظم
مدینہ چند چیزین ہوتی ہین اوّل تعصب یعنے اپنی بات پر ہٹ دہرمی
کرنا اپنی ہی راے خراب کی پیروی کرنا اپنی ہی افعال کو اچھا سمجھنا
اپنی برائیون پر مطلع نہ ہونا اپنی جہل و نافہمی پر قائل نہونا اپنی حاجت
و مطلب کے سامنے دوسریکا فائدہ زائل کرنا اپنے ادنے منفعت

کیواسطے دوسرے کا نقصان کثیر کرنا وغیرہ وغیرہ دوم عناد یعنے
بغض و عداوت کرنا کسیکے درپے آزار و ایذا رسانی ہونا غیر کا عمداً
نقصان کرنا دوسرے کی آبرو ریزی چاہنا اوسکی ذلت و رسوائی
کا خواہان ہونا اوسکی فلاح و بہبود پر تالم و تاسف کرنا وغیرہ سوم مخالفت
مذہب یعنے مذہبی باتون اور مذہبی طریقون کو وسیلہ کرکے اپنے
غضب کو ظاہر کرنا غیر مذہب کی عبادات و اعمال مین ایک وسیلۂ
مذہبی بہم پہونچا کر تعرض کرنا - اونکی عبادتون کے مقامات مخصوصہ
کی اہانت کرنا اونکے طریقۂ عبادت پر مضحکہ کرنا اونکے رسوم و عادات
کا مزاحم ہونا - اپنے طرق عبادت کو عمداً بلا ضرورت ایسے انداز سے
ادا کرنا جو دوسرون کی اذیت و تکلیف و ہیجان طبیعت کا باعث ہو
وغیر ذلک اور بہت سے ایسے اسباب قوت غضبی سے پیدا ہوجاتے
ہین جنسے نفاق پیدا ہوجاتا ہے اتفاق ٹوٹ جاتا ہے آپس مین پہوٹ
پڑجاتی ہے تمام قوم پر آفت آجاتی ہے پہر اوس اجتماع کا قایم کرنا نہایت
دشوار ہوجاتا ہی جیسے تدبیر حفظ صحت آسان ہے اور علاج سوء مزاج
اعضائے رئیس مشکل ہے - ایسی ہی لوگ اس بات کے منتظر
رہتے ہین کہ خدانخواستہ رئیس پر کسیطرح کی آفت آئے تو از سر خود
رئیس ہوجائین بادشاہ و حاکم کی کسیطرح کی شکست ہوجائے

طوائف الملوکی پیدا کرین آپ بادشاہ بن بیٹھین فوری اور ظاہری
منافع کو جلوہ دیکر ایک گروہ ناعاقبت اندیش کو اپنا مرید وہم طریقہ
کرین ۔ مثال اسکی یہ ہے کہ جیسے کوئی شخص بادشاہ حقیقی و خداوند
علی الاطلاق کو چھوڑ کر ایک بت بنائے اور لوگون کے اوہام فاسد
مین اوسکا خدا ہونا راسخ کر کے پجوانا شروع کر دے تاکہ اپنی ذاتی
رونق و منفعت پیدا کرے ۔ خلاصہ یہ کہ ایسے ہی اسباب جمع ہونے سے
گروہ ٹوٹ جاتا ہے تخالف پیدا ہو جاتا ہے اتفاق معدوم
نفاق معلوم ۔ بلکہ زیادہ غور و فکر سے دیکھیئے تو دنیا کے جتنے
مذہب ہین خواہ وہ حق ہون یا باطل ضرور کسیقدر اصول یا فروع
مین باہم مشابہ ہین اسکا سبب یہی ہے کہ جملہ اقسام کے ہزارہا
مذاہب ایک مذہب حق سے نکلے ہین کسی نہ کسی اصل مین
تفاوت کر کے نیا مذہب بنالیا گیا ہے زیادہ توضیح اس فقرہ
مجمل کی ہر قوم کے اصول مذہب دیکھنے سے اور تاریخ عالم کے
ملاحظہ سے واضح ہوگی پیرایۂ اخلاق سے یہ مدّعا باہر ہے اکثر کتابین
مخصوص اسی بیان کیواسطے مختصر و مطوّل لکھے گئے ہین ۔ ایک ظاہر
دلیل اس مطلب کی یہ ہے کہ اگر کچھ بھی مذہب حق مذاہب باطلہ
مین شریک نہ ہوتا تو ہرگز کوئی مذہب مرغوب نہ ہوتا اسوجہ سے

کہ باطل کی تو حقیقت و بنیاد ہی کچھ نہین ہے بغیر شرکت حق جلوہ
نہین دکہا سکتا۔ بالآخر مدینہ فاضلہ جسکی تفصیل سابق مین گذارش
کی گئی ہے اگرچہ قصباے بلاد مین منتشر و پراگندہ ہو مگر سب باہم
متحد ہین اور ہمیشہ ایک دوسرے کی صلاح و فلاح کا جویا رہتا ہے اسوجہ
سے اگرچہ ظاہر مین بعد المشرقین ہے مگر نور حکمت و پرتو محبت
قلبی برابر پہونچتا رہتا ہے اور جب خورشید جہان آراے علم و حکمت
نے طلوع کیا اوسنے تمام قلوب مصفا کو روشنی پہونچ گئی۔ اسیوجہ سے
جو بادشاہ علم و حکمت کا ہے جسے ناموس و اساس کہتے ہین
تمام روے زمین کے معتقدین پر برابر ریاست و حکومت کرتا ہے
اور اشخاص دور و دراز برابر اطاعت فرمان برداری مین کمر ہمت
کو محکم باندہے ہوے ہین ہان اسقدر ضرور ہے کہ پہلے تو وہ اصول
مسائل ناموس ایسے قائم کرین جو ہر مقام پر مستعمل ہو سکین پہر اوسکے
فروع و انواع مین ہر مقام کی مصلحت کو مقدم کرکے از روے
تصرف کے ایسے احکام جاری کرین جو اوس مقام کے مناسب حال
ہون تاکہ تغیرات حالات و مناسبات سے اصل حکم مین مخالفت
واقع نہو اور فروع احکام کی تعمیل مضر نہو۔ یہی علت ہے کہ حکماے
متقدمین فرماتے ہین دین و ملک توام ہین یعنے دین بہی عقل و حکمت کا

پابند ہے اور اوسکی تائید و تسدید کرنیوالا ہے اور بادشاہی بھی اوسی کا
سپرد اور ترویج دینے والی ہے جیسا بادشاہ پنجم حکیم فرس اردشیر
بابکان ایران اپنی وصیت مین لکھتا ہے کہ ملک و دین دو نو جڑوان
بھینین ہین کہ ایک بے دوسری کے تمام نہین ہوتی جیسے چھت کسی
مکان کی بے بنیاد نہین ٹھہر سکتی اور بے ستون کے قائم نہین ہوسکتی
اسیطرح ملک بے دین کے اور دین بے ملک کے تباہ و برباد ہین اسیطرح
جسطرح دوری و بعد مسافت مدینہ فاضلہ کے لوگون مین معتبر نہین
اسیطرح زمانہ کا اختلاف بھی معتبر نہین چاہے سیکڑون برس کا درمیان
مین فاصلہ واقع ہو مگر سب ایکہی حکم مین داخل رہینگے اسوجہ سے کہ
ہر چند اون لوگون کا زمانہ متحد نہ تھا مگر راے اونکی اور نظر اونکی
تو ایک فائدے کیطرف تھی اور ہمکو کام اتحاد غرض سے ہے نہ اختلاف
زمانہ سے اسواسطے کہ تغیر جزئی جو مخل اصل مدعا و مقصود مین نہو کچھہ
مضر نہین ہے۔ اسیوجہ سے جو تصرفات حاکم موجود حاکم سابق کے
احکام مین بحسب مصلحت کرتا ہے اونکا اعتبار نہین کیا جاتا اور اس تغیر
و تبدل سے مخالف قرار نہین دیے جاتے بلکہ فی الحقیقت وہ مکمل
اور پورا کرنیوالے اوسیکے قانون کے ہین جیسے ایک بادشاہ بنابر
مصلحت وقت ایک حکم دیتا ہے پھر مصلحت بدلنے پر دوسرا حکم

دیتا ہے تو یہ حکم ثانی فی الحقیقت مخالف اوسکے نہین بلکہ اس حیثیت
سے کہ مدار دونون کا مصلحت پر تہا متحد و مشترک ہے اسواسطے
کہ اگر یہ مصلحت اوس وقت مین موجود ہوتی یا وہ حاکم اس وقت مین موجود
ہوتا تو یہی حکم دیتا مثال اسکی شرعی یہ ہے کہ جیسا حضرت عیسیٰ نے
فرمایا تہا کہ مین مکمل توریت کا ہون نہ مُبطل اور پیغمبر اخر الزمان
علیہ السلام کے احکام بہی ایسی ہی ہین کہ تبغیر وقت و مصلحت گویا
تکمیل اوسی مقصود کی کرتے ہین جو توریت و انجیل کا تہا دنیاوی مثال
بہی موجود ہے کہ ہر وقت مین ہر بادشاہ کے احکامات بدلا کرتے
ہین تو وہ بہی آپسمین معارض نہین ہین بلکہ منشا اون سبکا ایکہی ہے ہان
اون لوگون کی افعال مین البتہ تخالف و تعارض ہوتا ہے جو صورت ظاہری
کو دیکہتے ہین اصل مطلب کو نہین سمجہتے ایسے ہی لوگ مخالف بہی جانتے ہین
بالاخر ارکان مدینۂ فاضلہ کے پانچ ہین رکن اوّل وہ جماعت ہے
جو مدبّران ملک ہون قوت تعقّل مین کامل ہون آراے صائبہ اونکی
حد کمال کو پہنچ گئی ہون حالات واقعات ملکی پر نظر اونکی برابر پڑتی ہو
تغیرات و تبدلات کے وجوہ و اسباب پر غور و فکر کرتے ہون ہر
امر کی حقیقت پر مطلع ہون رموز و اسرار سلطنت کے جاننیوالے
ہون نظام شاہی کے مکمل و محافظ انکو اصطلاح حکما مین فاضل کہتے ہین

اونکے واسطے تحصیل قوّت نظری و حکمت عملی و دیگر ملکات نفسانی
ضرور ہے خواہ بذریعہ تحصیل علوم ہیئت و فلسفہ طبعی و ہندسہ و حکمت
اخلاق وغیرہ حاصل کیا ہو یا بذریعہ موہبت و عطیّت خواہ وہ رازداران
ناموس ہون خواہ واقف اسرار سلطنت رکن دوم وہ جماعت
جو مرتبہ مین بعد اوس جماعت کے ہے انکا کام یہ ہے کہ جو احکام
مجلس صدر افاضل سے جاری ہون اونکو اپنے ماتحت و عام رعایا
تک پہونچائین اور اطاعت و فرمان برداری اہل شہر و اہل مملکت مین
کوشش کرتے ہین اونکی فہمایش و ترغیب مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھین
زجر و عتاب بھی کرین خلعت و انعام بھی دین اپنی خوش کلامی و نرم
زبانی سے پراگندہ ہونے دین اگر ممالکت و سلطنت کی راہ سے دیکھیے
تو یہ حکام اعلے اطراف ضلاع و بلاد کی شان ہے اگر ناموس کی راہ
سے دیکھیے تو یہ علما و فقہا و مجتہدین وغیرہ کی شان ہے اس رکن کو
حکماء تمدّن ذو الالسنہ کہتے ہین یعنے صاحب زبان اسوجہ سے کہ
گویا یہ زبان ہین مجلس صدر کے یا اسوجہ سے کہ تالیف و ترتیب رعایا
اونکی زبان سے متعلق ہے انہین علوم فصاحت و بلاغت و
خطابت و کتابت و انشا و کلام و علم احکام و مسائل و قوانین
و ضوابط کا جاننا ضرور ہے رکن سوم وہ گروہ جو قوانین عدالت و

و احکام مجلس العالیہ و صحاب رکن دوم کے اجرا و ترویج مین کوشش کرین
اور جسقدر لینے دینے مین ضوابط رعایا کیواسطے معیّن کیے گئے ہون
اونکو پورا کرین بقدر ضرورت حقوق رعایا و حقوق سلطانی کی
رعایت امور حادثہ و اتفاقات واقعہ کی حفاظت کرین جھگڑے
بکھیڑے جو رعایا مین بسبب ترک شرائط انصاف واقع ہون اونکا
فیصلہ کرین اگر اونکے امکان سے باہر ہو تو صدر اعلا تک پہونچائین
مملکت کی راہ سے تو یہ لوگ حکام متوسّط منصوبۂ قضایا و محصلان
خراج و عمّال و اہل دفتر اور جو جو اونکے متعلق ہین اور ناموس کی
راہ سے مفتی و قاضی و معلم و امام جماعت وغیرہ ہین ایسے لوگونکے
واسطے علوم حساب و ہندسہ و مساحت و طب و نجوم و احکام و
قانون و جزئیات اوسکے لازمی ہین — ایسے لوگون کو صطلاح علم
تمدن مین مُقدّران مملکت کہتے ہین یعنے معیّن کرنیوالے
احکام و حدود کے رکن چہارم ایسی جماعت جو ان تینون
قسمون سے علاوہ ہے اور انسے مرتبے مین کم ہے انکا کام
حفاظت و حراست دین و دولت کی او ر ممانعت اشخاص مدینہ غیر فاضلہ
کی ظلم و تعدّی سے تحصیل ادا مرکن اول و رکن دوم و رکن
سوم کی ـــ محفوظ رکھنا اموال و ارزاق رعایا کا جاری کرنا

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

حدود و قصاص کا وصول کرنا خراج شاہی کا حسب الحکم چھوٹے
چھوٹے مفسدوں کا رفع کرنا وغیرہ ذالک مملکت کی راہ سے یہ
لوگ فوج نظامی سپاہی ملازمان نظم شہری وغیرہ ہیں اور ناموس
کی راہ سے محصّلان زکوۃ معین اوسکے ہیں اسیطرح اشخاص کو خواہ
شجاعت سپہگری یکہ بہری شہسواری پہلوانی بنکیتی [illegible]
گولا اندازی تیراندازی وغیرہ وغیرہ لازم ہیں رکن پنجم وہ گروہ
عام رعایا کا ہے جو رزق مخلوقات کے بہم پہونچانے میں کوشش کرتے
ہیں اور اونکی تدابیر شایستہ بجالاتے ہیں خواہ بذریعہ تجارت مختلف
مقامات پر پہونچاتے ہیں خواہ غلّہ کے بونے جوتنے پیدا کرنیمیں
کوشش کرتے ہیں خواہ اوسکا اہتمام و انصرام کرتے ہیں خواہ
اوسکے اسباب مہیا کرتے ہیں یا وہ لوگ ہیں جو ضروریات عام کو
بہم پہونچاتے ہیں جیسے لباس غذا آلات اوزار صفائی [illegible] راحت
رسانی خدمتگذاری وغیرہ خواہ از روے معاملات کے خواہ
از روے صناعت و پیشہ کے جیسا کہ آداب طریق تحصیل معاش تیسری
منزل جلد اول کے ذیل میں مفصلاً گذارش کیا گیا ایسے لوگوں کو
وہ علوم لازم ہیں جو اونکی صنعت و تجارت و ملازمت کو بعنوان
مختلف لازم ہوں جیسے جر اثقال نتائج اقلیدس اصول تجارت

جلسۂ پنجم قانون تمدن

۱۱۱

مثل فروع علم فلاحت بعض تاثیرات نجوم بعض اجزاء علم طب بعض
ادویات حساب و دیگر فنون متعلقہ اوسکے اس گروہ کو اصحاب حکمت مالی
جماعت کہتے ہین علاوہ ان پانچ رکنون کے ایک قسم وہ بھی ہے
جو انسے مرکب ہو خواہ دو سے خواہ تین سے - زیادہ تفصیل
اسکی جلسۂ ششم سے واضح ہو گی جب فقیر ارکان اجتماعات مردم کو
عرض کر چکا تو اوسکے ساتھہ بیان کرنا اس امر کا بھی مناسب جانتا ہے
کہ سلطنت اس گروہ کی اور حکومت اسکی کسطرح ہو سکتی ہے اور اوسکے
اقسام کتنے ہین اور ہر ایک کے شرائط کیا ہین پس پوشیدہ نرہے
کہ ایسے گروہ کی سلطنت جنکے یہ اقسام و ارکان عرض کیے گئے چار
حال سے ممکن ہے اوّل یہ کہ از سر خود صاحب حکومت و اختیار
بادشاہ مقتدر موجود ہو اور وہ ان سبکو اپنے زیر حکم رکہے -
ہر ایک رکن کو اوسکے کمال کے ساتھہ نسبت دیتا رہے - ہر ایک کے
مراتب و حدود و شرائط عدالت قایم کرے ایسا شخص نہین ہو سکتا
مگر وہ شخص جو ان چار حالتون مین سے کسی ایک کو حاصل کرتا ہے
پہلی صفت اعلے درجہ کی تو یہ ہے کہ حکمت سے متصف
ہو یعنی ہر چیز کے حقائق پر از روے حقیقت و اصلیت کے
مطلع و آگاہ ہو تا کہ حوادث و اتفاقات مین وقت و رحمت

وجہالت لازم نہو دوسری تعقل تام رکھتا ہو یعنے اگر حکمت کا درجۂ
کامل حقیقی حاصل نہو تو قوت عقل وفہم اوسکی اس درجہ کی ہو کہ ہر وقت
توجہ و التفات کے نہایت آسانی کے ساتھہ ادراک حقائق کر سکے
اور فہم مطالب و تصور نتائج مین اوسکو کسی قسم کی دقت کرنی نہو ۔
جیسا فضیلت تعقّل اقسام ماتحت حکمت مین مفصلاً گزارش
کیا گیا ہے تیسری جودت اقناع یعنے نہ تو وہ حکیم بالفعل
ہو نہ قوت تعقّل مین ایسا مدرک سریع رکھتا ہو کہ بر فور حادث ہونے کسی امر
تازہ کے بلا تردد و تامل اوسکے نتیجے پر مطلع ہو جائے از روئے صحت
و وثوق کے بلکہ اسیقدر اوسکی قوت خیالی کافی ہو کہ نتائج اشیا کو بطور
تخییل و اقناع کے سمجھہ سکے ہر چند پورا یقین حاصل نہ کر سکتا ہو ۔
فرق ان تینون مین یہ ہے کہ حکمت تو اصطلاح حکما مین ہر چیز کی غایت کے
حاصل ہونیکو یا حاصل کرنیکو کہتے ہین پس وہ خود غایت و نتیجہ ہے اور تعقل
اوس قوت کا نام ہے جس سے غایت اور نتیجہ بالذات تو حاصل نہو مگر
اوسکے واسطے اور وسیلے سے حاصل ہو جائے تو اب تعقل تام
مودّی الی الغایت ہوگا ۔ اور جودت اوسی شے کو کہتے ہین
جو واسطہ تکمیل شرائط غایت کا ہو اگر زیادہ تفصیل اس سے
مطلوب ہو تو مباحث ابتدائی تمدّن کو جو بطور تمہید و اصول موضوعہ

کے کئے گئے ہین دیکھنا چاہیے جو شخص یہ دفع پر قدرت رکھتا ہو
یعنے بعد ادراک مطالب کے اون امر حادث کے زوال کی تدبیر
کر سکتا ہو خواہ بذریعہ قوای جسمانی خواہ بقوت روحانی و تدابیر نفسانی
ایسی ریاست کو ریاست حکمت کہتے ہین دوم یہ کہ سلطنت ایسے
گروہ کی کسی ایک بادشاہ قادر و توانا جامع اوصاف مذکورہ کے متعلق
نہو مگر کوئی ایسا گروہ جو مجموعًا ان اوصاف کا جامع ہو حکومت و ریاست
کرے یعنے ایک شخص اونمین حکیم ہو ایک عقیل ایک جواد ایک دافع
مگر یہ چارون ملکر ایک ذات ہو کر حکومت کرین یہ تدبیر مدن مین
سعی و کوشش بجالائین ہر ایک اونمین سے اسطرح اپنے کام کو ادا
کرے جیسے ایک جسم کے چار عنصر یا بدن کے چار عضو رئیس یا ایک
آدمی کے دو ہاتھ دو پاؤن ایسے گروہ متحد و یکذات کی حکومت کو
حکمائے اخلاق ریاست افاضل کہینگے سوم یہ کہ یہ دونو ریاستین
مفقود ہون انمین سے کوئی اول یا دوم پائی نجائے بلکہ ایک
تیسرا رئیس پایا جاوے جو درجۂ اول کے رتبے کو نہ پہونچتا ہو اور
درجۂ ثانی کے اوصاف و شرائط سے بھی متصف نہو مگر ایسا ہو کہ
گذشتہ یا ہمعصر سلاطین جو صفات مذکور سے متصف ہون اونکے
طریقے کو برتتے ۔ اونمین کی سیرت پر عمل کرے اونہین کے

جلسۂ پنجم قانون تمدن

اصول احکام یہ قوانین جاری کرے اونہیں کے ضوابط کا پابند ہو
اپنی جودت طبیعت سے وہی پیرایہ اوڑھا ہے جیسا اون متقدمین کا
طرز تہا اور جو جو نئے نئے امر پیش آوین اونکو بہی اونہین کی حالات
و واقعات سے بطور مثال و عکس کے اخذ کرے اوسکے علاوہ دیگر
صفات جودت خطاب و قدرت دفع وغیرہ کا مجمع ہو ایسی ریاست کو
سنت یعنے اقتدا اور پیروی کرنیوالی کہینگے چہارم یہ کہ اون صفات
اقتدا اور پیروی کے ایک شخص مین جمع نہون بلکہ اشخاص متعدد مین
پائے جائین جیسا قسم دوم مین اول صفات بحیثیت مجموعی پائے
گئے تہے اونہین اونہین صفات کا پیرو پایا جاوے اوس حالت کو
جو قسم اول و قسم ثانی مین تہے یہ گروہ ملکر اور ایکدل ہوکر بطور نقش ثانی
و تصویر عکسی کے ادا کرین ایسے لوگونکو اہل سنت کہتے ہین زیادہ
اس زمانہ مین یہی دو قسمین جلوہ پذیر ہین — مگر ممکن ہے کہ تتبع کر
کرنے سے اور قسمین بہی دو قسمین ہوجائین — یہ اقسام جو ریاستون کی
تفصیل سے بیان کئے درجہ کمال انکا رؤسا و حکام و سلاطین قدما
مین پایا جاتا ہے اور جو اوس سے کم ہین اونمین بہی اثر انکا ضرور ہی
ہے اگر جنکی ریاستین بہت چہوٹی ہین اور تسلط و اقتدار بہی اونکا
گہٹا ہوا ہے اونمین بہی یہ صفات و شرائط لازم ہین اور اونکو بہی

اقتدار یا ستہاے حکمت و افاضل کی کرنی چاہیے بنظاہر اسی
قسم کی ریاستین ہندوستان کی عموماً اور اودہ کے خصوصاً راجاؤن
اور تعلقدارون اور زمیدارون کی ہین اسوجہ سے کہ یہ لوگ ہر چند
رئیس خود مختار و بادشاہ ذی اقتدار نہین ہین بلکہ ایک حاکم انکے واسطے
دوسرا ہے مگر اپنی رعایا پر انکے اختیارات و تعلق رعایا کا انسے بہی
ویسا ہی ہے بہم رسانی و خبرگیری و حفاظت و رفاہ و خیر خواہی و
ترحم و شفقت و محبت و لحاظ اونکو بہی اوسیطرح لازم ہے جیسا
شاہون کو چاہیئے الا انکو بمقابلہ سلاطین ذوالاقتدار مین فرق نسبتی
ایسا ہے جیسا عام خاص مطلق اور عام خاص من وجہ مین یعنے
ایک حیثیت سے تو وہ رعایا مین بادشاہ کی اور دوسری حیثیت
سے بعض صفات بادشاہی رکہتے ہین یا یون کہا جاے کہ شکل اول
کے حد اوسط ہین کہ نتیجہ بے اونکی توسط کے برہان و دلیل نہین
ہوسکتا و غیر ذلک اسیطرح سے انتہا کل احکام ادنے کی رئیس اعلی
کیطرف بالترتیب ہوتی ہے تا اینکہ انتہا رئیس اعظم کیطرف ہوگی
جو ان سب رئیسون کا سردار ہوگا - اسوجہ سے کہ رئیسون کا
استحقاق حکومت و امارت تین طرح سے ہوتا ہے (۱) یہ کہ
فعل کسی شخص کا غایت ہو دوسرے شخص کی جیسے سوار کو

سائیس کی ضرورت ہوتی ہے یعنے حیثیت ریاست اوسوقت مین
حاصل ہوتی ہے کہ جب کوئی کسیکی خدمت اور تعمیل کا مامور و محتاج
ہو تو وہ خدمت کرنیوالا اوسکا محکوم و مطیع رہیگا اور مخدوم اوسکی
اطاعت اور اپنی حکومت کے اسباب جمع کرلیگا۔ جیسی مثال مذکور
مین سوار رئیس ہے سائیس کا اور رسالدار رئیس ہے سوار کا حتیٰ کہ
بادشاہ تک (۳) یہ صورت ریاست کی ہے کہ دونو رئیس و مرؤس
ایک ہی چیز کے طالب ہون مگر ایک شخص کو اونمین سے قوت اپنے
مطلب کی حاصل کرنیکی اور اپنے مقصود کے سوچنے سمجھنے کی اور
اوسکے حصول کے اسباب مہیا کرنیکی زیادہ ہو دوسرے کو اوتنی قوت
و قدرت حاصل نہو مگر جب قاعدہ اور راہ رویہ اوسکا دیکھے اور سیکھے
اور اوسیکے طریقہ حصول مطالب کے موافق خود بھی کاربند اور
اوسیکی ہدایت و ارشادات و قول و فعل کا پابند ہوجائے اور اوسی کے
بنائے پر عمل کرے تو وہ بھی ویسا ہی نتیجہ پیدا کرلیگا جیسے مہندس کے
قواعد و علوم کے بتانے اور سکھانے کے معمار محتاج ہوتے ہین ایسی
صورت مین شخص اول رئیس ہوتا ہے دوسرا مرؤس وہ حکومت
کرتا ہے یہ حکومت اوسکی اوٹھاتا ہے بسبب اپنے نقص کے اوسکی
اعانت و امداد و تعلیم کا محتاج ہے جبتک وہ نہ سکھائے یہ اپنی کسب معیشت سے

محروم ہیں ناچار فرمان برداری اوسکی کرتا ہے مگر اس قسم کی ریاست میں مراتب
بہت مختلف ہوتے ہیں اوّل موجد وصناع سے لیکر مشاق وماہر
تھوڑی تھوڑی واقفیت پر مرتبہ کا تفاوت ہوجاتا ہے مگر سب سے
کم مرتبہ وہ شخص ہے جسکو قوتِ اخذ کم ہو اور خود اپنی طرف سے
کوئی بات پیدا ہی نکر سکے بلکہ فقط سکھائی پڑھائی باتوں پر
عمل کرے جیسے ہندوستان کے معمار عمارت کے صحیح گوشے
نکالنے کیواسطے گیارہویں شکل اُقلیدس کے مقالۂ اوّل کی
بناتے ہیں اور اوسکو اپنے محاورہ میں پتلی اور پگون کہتے ہیں اگر پوچھیے
کہ یہ کیا چیز ہے کیونکہ یہ ثابت ہوتی ہے او رکسطرح سے اس سے
نتیجہ نکلتا ہے تو ہرگز نہیں بتا سکتے۔ ایسا شخص جو بالکل مقلّد
محض ہے قوّت ماسکہ رکھتا ہے نہیں خادم مطلق ہے کیونکہ قوت
اسے قابلیت ریاست و امارت حاصل ہو ہی نہیں (۳) یہ
صورت ریاست کی ہے کہ وہ شخص ایک ایسی چیز کی تحصیل میں
متوجہ ہو جسکا نتیجہ ایک تیسرے شخص کو پہونچتا ہو جو ان دونوں
سے شریف و بلند مرتبہ ہو جیسے سوچی اور چمار کہ یہ دونو گھوڑے کے
ساز بناتے ہیں اور فائدہ اوسکا سوار کو پہونچتا ہے تو وہ دونو
سوار کے خادم ہیں اور سوار مخدوم یہ قسم اکثر صناعت کے کرنی

جلسۂ پنجم قانونِ تمدن

والوں میں پائی جاتی ہے ہمیں بھی بقدر حیثیت و احتیاج مدارج
میں اختلاف ہے۔ انہیں وجوہ سے تدبیر منزل میں عرض کیا گیا ہو
کہ ہر ایک کو ایک صنعت کرنی چاہیے کسلئے کہ اگر ایک صنعت
نہ کرینگے تو تین امر میں ایک میں ضرور نقص واقع ہوگا اوّل
یہ کہ از روئے خلقت طبیعت ہر شخص کی ایک قسم کی صنعت سے
مالوف خلق ہوئی ہے اوسکے مخالف میں صنعت حاصل ہوگی
محنت رائگاں ہوگی دوم یہ کہ اگر دو صنعتوں میں اشتغال
کرینگے تو کسی میں مہارت حاصل نہوگی اور ایک میں بھی کمال پیدا
نکریگا اسوجہ سے کہ ہمت انسان کی کامل طرحسے دو طرف
متوجہ نہیں ہوسکتی سوم ہر صنعت کا ایک وقت معین ہے
اور ہر وقت ضرورت پر اوس خاص کام کی احتیاج ہوا کرتی ہے
تو جب ایک شخص دو کام کریگا اور دونوں کا وقت آجائیگا تو ضرور
ایک میں حرج واقع ہوگا اور نتیجہ یہہ ایک ہی کام کیطرف منجر ہو
جائیگا۔ ہاں اوسوقت میں ایک شخص کو دو تین کام کرنے چاہیے
جب طالبوں کی مقدار کم ہو یا کام کرنیوالوں کی کمی ہو جیسا
اکثر قصبات و اطراف بلد میں ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ ان اسباب
سے ریاست حاصل ہوتی ہے۔ ریاست اونہیں کمالات

کے ساتھ لازم ہے جو ذکر کی گئی اور مدینۂ فاضلہ ایسے ہی رئیسون کا مطیع
ہوگا آب مین اون اقسام کو ذکر کرتا ہون جو ہر قسم کے مدینونکی ذیل مین
پائے جاتے ہین پس جاننا چاہیے کہ مدینۂ فاضلہ مین اکثر ایسے اشخاص بھی
ہوتے ہین جو فضیلت کسی قسم کی نہین رکھتے بلکہ ادوات و آلات کی جگہ پر
ہوئے ہین یعنے از سر خود اور بالذات وہ اس قابل نہین ہین کہ فاضل
کہلائے جائین مگر بسبب اسکے کہ زیر اختیار افاضل و تربیت حکما مین
اونکی جماعت مکمل ہوئی اور اونہین کے زیر اہتمام و انتظام رہی۔ امید ہے
کہ کمال اصلی تک پہونچ جائین اگر باینہمہ اونکو کچھ بھی کمال حاصل نہوئے
تو اوسوقت مین اونکی مثال اوس جانور کی ہوگی جسکی تربیت کسی
عقیل و فہیم و مہذب کے ظل عاطفت مین ہوئی ہو کہ یہ نسبت اوس
جانور کے جو تربیت ناشایستہ پائیگا بہتر ہوگا اما اقسام مدینہ
غیر فاضلہ جسکی ماہیت مرکب اشخاص غیر فاضل سے ہو خواہ
وہ جاہلہ ہو یا فاسقہ یا ضالّہ جیساکہ مع امثلہ کے عرض کیا اونمین بھی
ہر ایک کے بہت سے اقسام ہین پس مدینۂ جاہلہ کی چھ قسمین ہین ۱
اجتماع ضروری ۲ اجتماع نذالت و دنارت ۳ اجتماع خست
۴ اجتماع کرامت ۵ اجتماع تغلّبی ۶ اجتماع حرّیت اجتماع
ضروری اوس قسم کے اتفاق کو کہتے ہین جو بغرض اعانت و مددگاری

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

بعد

اکتساب معیشت و تحصیل قُوت باہم ملک قائم کیا جاے جسکے قیام کے
بغیر چارہ نہو جیسے کاشتکاروں کا غول باہم ملک کسی ضلع مین جوتے بوتے
ہین یا جُلاہے باہم ملکر کپڑا بنتے ہین آپس کے ہم پیشہ سے مراسم رکھتے
ہین اونہین سے میل جول ربط و اتحاد کرتے ہین اس قسم کے صدہا گروہ
ہین خصوصًا ہندوستان مین اسیوجہ سے یہ دستور قرار پا گیا ہے کہ ہر ایک
کی ایک قوم ہو گئی ہے انمین بعض محمود و ضروری جیسے فلاحت کی مثال
عرض کی گئی بعضے مذموم جیسے چورون ڈاکٗون کا اتفاق بعضے بطریق
مکر و فریب کے جیسے ٹھگون جعل سازون کے گروہ بعضے بطریق ہٹ
دھرمی و بے ایمانی کے جیسے مفسدہ پرداز مقدمہ لڑانے والے
وغیرہ خواہ ایک ہی قسم کے لوگون کا گروہ ہو یا مختلف مکاسب ملکر
ایک گروہ ہو جاے ۔ ان لوگون مین بہتر وہ ہے جو اپنے غرض کتساب
کو اچھی طرح سے حاصل کرے اور اپنی معیشت کے بہم پہونچانیمین زیادہ
مستعد و آمادہ ہو اور تدابیر شایستہ صرف کرتا ہو **اجتماع نذالت**
اوس گروہ کو کہتے ہین جو از روے ثروت و تموّل و جاہ و حشمت
کے باہم اتفاق کرے اور غرض اوسکی اس اکتساب سے محض زیادتی
زر و سیم وغیرہ ہو اور صرف کرنا اوسکا مقامات ضرورت مین ملحوظ
نہو خواہ بطریقۂ مناسب ہو خواہ بطریقۂ غیر مناسب جیسے سا ہوکار

مہاجن ہنڈی وال وغیرہ کہ غرض اونکی جمع اموال سے فقط زیادتی ثروت ہے نہ رفع ضرورت - اونمین رئیس وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ ماہر اور صاحب ثروت ہو جیسے مہاجنون مین جگت سیٹھ وغیرہ ایسے لوگون کے مکاسب یا اختیاری ہوتی ہین جیسے تجارت واجارت یا غیر اختیاری جیسے کہیتی وغیرہ - **اجتماع خسّت** اوس گروہ کا نام ہے جو طلب معیشت مین فقط اونہین چیزون پر اکتفا کرین جنسے بدنکو راحت ولذّت ملتی ہو اور سوا حظ طبیعت حاصل کرنیکے دوسرا فائدہ مقصود نہ رکہتے ہون جیسے کہانا پینا زوجہ بہم پہونچانا مسخرہ پن کرنا کہیل کود مین مشغول رہنا بیہودگی وحرکات فضولی مین اوقات عزیز کو رائگان کرنا رات دن تماش بینی مین بسر کرنا دنیا ؤ دین دونو سے غافل رہنا ایسے لوگون کا نام محاورہ حکماء اخلاق مین مغبوط ہے یعنی خوش حال وفرحناک - پس اس گروہ کا رئیس بہی وہی شخص ہوسکتا ہے جو ایسی باتون مین اون سب پر فائق ہو تماش بینی وہزل مین یکتا ہو اسباب لذت کو زیادہ جمع رکہتا ہو اپنے گروہ خاص کی ایسے امور مین زیادہ اعانت واستمداد کرسکتا ہو **اجتماع کرامت** اوس گروہ کو کہتے ہین جو کرامت وبزرگی حاصل کرنے مین باہم متفق ہو - خواہ قول کی راہ سے ہو خواہ فعل کی راہ سے

خواہ اون بزرگیون کو دوسری قسم کے گروہ سے حاصل کرین خواہ
اپنے ہی گروہ مین ایک دوسرے سے اخذ کرے خواہ برابری کے
درجہ مین یا کمی وبیشی کے ساتھہ ۔ برابری اسطرح سے کہ مثلاً ایک شخص
کسیوقت کوئی چیز دوسریکو دیدے اس غرض سے کہ دوسرے وقت
مین ویسی ہی ایک چیز وہ اسکو دے اور کمی وبیشی اسطرح سے کہ مثلاً
ایک شخص کسیکو کوئی چیز اچھی اس غرض سے دے کہ وہ اوسکے معاوضہ
مین اوس سے عمدہ اور بہتر اور نفیس چیز اسکو عطا کرے اس بنا پر
کہ اون لوگون مین دستور اسکا قرار پاچکا ہے کہ ایسی چیز کا معاوضہ
زیادتی کے ساتھہ کرتے ہین مثلاً باغبان کسی رئیس کے سامنے
پھولونکو مرتب و مزین کرکے ایک گلدستہ بناکر یا ایک ہار گوندہ کر پیش کرے
یا ڈالی لگائے اس امید پر کہ انعام حاصل کرے ہر چند مقدار قیمت
اوس گلدستے اور ہار اور ڈالی کی بہت ہی کم ہو مگر وہ رئیس بمقتضائے
رسم ضرور وہ چند دیگا ۔ اس قسم کی ریاست اکثر پانچ سببون
مین سے ایک سبب سے حاصل ہوتی ہے اوّل جمع ہونا اور موجود
ہونا اسباب کرامت و بزرگی کا دوم قوت وقدرت قریبہ کہنا
اوسکے بہم پہونچانیکی بغیر زیادہ محنت ومشقت کے ۔ جیسے
کوئی شخص کسی قوم کا مخدوم ہو اور اون سے زیادہ وہ اونکا

امور تمدنیہ مین تکفل کر سکے اور اونکے انکار سے اوسکے انکار زیادہ بیکار آید
اور ستنتج ہون **سوم** خود رئیس بالذات اپنی قوم کے امور کا تکفل
تو نہین کرتا مگر اوسکی وقعت و عزت و نام آوری وغیرہ باعث اوس
قوم کے برآمد کار کے ہے اسوجہ سے اوسکو رئیس بنالئے ہوے ہین **چہارم**
یہ کہ رئیس قوم کو ایک قسم کا غلبہ حاصل ہو- اور وہ اوسکی اطاعت و
فرمان برداری سے مجبور و معذور ہوگئی ہون خواہ بذات خود خواہ
بذریعہ فوج و لشکر و کثرت معین و مددگار کی بشرطیکہ اوسکی قوم کو وہ کیفیت
حاصل نہو تو ضرور ایسے رئیس کی ہیبت اون لوگونکی نگاہ مین بہت ہوگی
یہان تک کہ اونکا عقیدہ اوسکی نسبت یہ ہوجائیگا کہ یہ شخص ہماری
ہر طرح کے نفع و نقصان پر قادر ہے اور ہم اسکی ایذا رسانی پر قدرت نہین
رکھتے بلکہ کلیتہً اونکا ایسا ہی خیال ہوگا کہ کوئی اسکو ضرر پہونچا ہی نہین
سکتا اور یہ سبکو ایذا دے سکتا ہے اسوجہ سے کہ یہ جماعت وحشی
جاہلہ ہے علم تو رکھتی ہی نہین جسکے سبب اوسکی قوت و قدرت کا
دریافت کرلے اور اسکی حدود اختیارات کو سمجھ لے **پنجم** جب نہ
خود رئیس کو تو ایسی قوت غلبہ کی حاصل ہو مگر اوسکے آبا و اجداد
مین کوئی صاحب صولت و سطوت و اختیار ہوا ہو اور اوسنے
اپنا ڈنکا بجا رکھا ہو اپنی دہاک باندہ رکھی ہو یا نفع خلق کو پہونچایا ہو

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

جسکے بارِ امتنان سے وہ قوم اوسکو رئیس بنائے ہوئے ہو وغیر ذلک
ان پانچ اسباب مین سے کسی ایک کے بھی جمع ہونے سے ریاست حاصل
ہوجاتی ہے اگر دو تین جمع ہوجائین تو اور بھی زیادہ ریاست اوسکی
محکم ہوجائے - اور برابری کی حیثیت جو اوّل مین بیان کی گئی ہے
اوسکی مثال ایسی ہے جیسے بازار کے لین دین کے معاملات یعنی جتنا
کوئی اسکے ساتھہ کرے اتنا ہی یہ اوسکے ساتھہ - پس رئیس
زمین وہ ہوگا جو کامل طور سے معاملت مساوات پر قادر ہو اور
پورا پورا اس اصول کو برتے خلاصہ یہ ہے کہ ان سب صور تونمین
ریاست اوسی شخص کو حاصل ہوگی جو کرامت کی اہلیت و قابلیت
زیادہ رکھتا ہو خواہ از روے حسب کے زیادہ ہو اگر اعتبار حسب
کیا جاتا ہو ہان اگر ریاست اوس شخص کی مسلّم کہین جسکی ریاست
سے اونکو نفع زیادہ حاصل ہوتا ہو تو اوس شخص کو رئیس ہونا
چاہیے جو جود و احسان و بذل و عطا مین خلق کو فائدہ زیادہ
پہونچائے یا اپنے حسن تدبیر سے اونکی مدد کرتا رہے بشرطیکہ غرض
اوسکی اس فعل سے حصول کرامت ہو نہ کسی تحصیل لذت کے
سبب سے ایسا کرتا ہو - پس فرق کرامت و لذت مین یہ ہے کہ
کرامت اوسیکو کہینگے جو اپنے افعال نیک کرے اس غرض سے

کہ وقار و عزّت و تعظیم و توقیر اوسکی زیادہ ہو اور شہرہ اوسکی نیکنامی کا
دور تک پہیل جاوے اور سکے ہمعصر اوسکو اچہائی سے یاد کرین
ہمیشہ نام نیک باقی رہے ۔ ایسے شخص کیواسطے یہ بہی ضرور ہوگا
کہ وہ اپنے احسان کیواسطے زر و مال کی احتیاج بہی زیادہ رکہتا ہو
اور اکثر ایسے شخص کو اس بات کا خیال ہوتا ہے کہ جو کچہہ مین صرف
کرتا ہون محض از روئے ملکہ جود و سخا کے ہے نہ از روے تحصیل
کرامت ۔ مگر بہر طور اتنے بڑے اخراجات کیواسطے ضرور ہے کہ مداخل
کی بہی کثرت ہو پس مداخل مال اوسکے از روے خراج و محصول ارضی
کے ہون گے جنکو اپنے ماتحتون سے وصول کریگا یا اپنی قوم سے
بحیلہ و تدبیر حاصل کریگا ایسے افکار کرتا رہیگا کہ کسیطرح رعایا و ماتحت
کے اموال کو حاصل کرون اور داخل خزانہ عامرہ کرکے اپنے اون
مصارف مین صرف کرون جنکے وسیلے سے عظمت و بزرگی
حاصل ہو لوگ مطیع و فرمان بردار رہین اسکی اطاعت مین سرگرمی
کرین اور بعد اسکے اسکی اولاد معزز و مکرّم ہو اور وہی حکومت
و سلطنت جو اسکو حاصل ہوئی تہی اونکو حاصل ہو یا چند قسمین اخذ
مال کی اپنے مصارف کیواسطے خاص کرلیگا تا اوس مال کے ذریعے
سے اپنی ارادون کو پورا کرے اور کرامت و بزرگی حاصل ہو یا اپنے

ہمعصر بادشاہون کے ساتھہ کرامت کرے بخیال بدل و معاوضہ اونسے مراسم بڑہائے اونکی رضاجوئی کا طالب رہے تا وہ بھی اسکے امور کے متکفّل ہون - ایسا رئیس ضرور ہے کہ تجمّل و زینت مین بھی اہتمام کرے لباسہائے مزیّن - خلعتہائے فاخرہ - تاجہائے مرصّع - تختہائے طاوسی - فرش ہائے اطلسی - خُدّام زرین کمر - سپاہ جرّار - عمارتہائے عالی - قلعہائے متوالی - دولت سراہائے رفیع - قصرہائے منیع - بہم پہونچائے تاکہ وقعت اوسکی لوگونکی نگاہون مین زیادہ ہو - ابہّت و جلالت و عظمت و فخامت حد درجہ کی حاصل ہو اکثر لوگ باریاب در دولت نہ ہونے پائین سوا دربارہائے مخصوص و جشن عام کے اجازت عام حضوری کی نہ دے تاکہ باعث زیادتی ہیبت کا ہو جسسے ریاست اوسکی مسلّم اور محکم ہو جائے اور طریقے اسکے طرز معاشرت کے خلق مین شایع ہو جائین تو جملہ سلاطین و ہم مرتبہ اوسکی اقتدا کرین اوسی کے افعال کے متبع ہون مگر یہ بھی ضرور ہے کہ ایسا بادشاہ ایسے لوگون کے بہم پہونچانے مین سعی و کوشش کرے جو اہل کمال و صاحب لفضل کی ہون اور اونکی قدر و منزلت مین ابقدر اونکے کمال کے ترقی کرے خلعتہائے خسروانی مثل تمام لباس و اسپ و شمشیر و زرہ

جاگیر کے اوسکو عطا کرے تاکہ اپنے ہمچشمون مین عزت اوسکی زیادہ ہو اور قدردانی و کمال پروری بادشاہ کا شہرہ ہو ہر شخص کے دلمین تحصیل کرامت کا شوق ہو اہل کمال کی کثرت ہو اسیوجہ سے ہمیشہ ایسے صاحب کرامت کو اوسی شخص کی قدر و منزلت بہی زیادہ ہوگی اور اوسی کو قرب بارگاہ شاہی حاصل ہوگا جو اسباب کرامت کی ترقی کے افکار عرض کرتا رہے — یہ قسم جو فقیر نے گزارش کی اس مدینہ کی عمدہ اقسام سے ہے بلکہ نہایت مشابہ ہے مدینۂ فاضلہ سے تا اینکہ اکثر لوگ مدینۂ فاضلہ اسیکو کہتے ہین۔ خصوصًا وہ حکما جنکی نگاہ مین نفع خلائق و منزلت ریاست بڑہی ہوی ہے اور فی الحقیقت یہ قسم اگر فضائل حکمت کی پابند ہے تو بیشک مدینہ فاضلہ مین شمار ہے ہان اگر کرامت مین زیادہ انہماک و اہتمام ہے اور حدّ اعتدال سے متجاوز ہوگیا ہے حالت افراط بہم پہونچائی ہے تو جبّار کی حد مین آجاتی ہے اور مدینہ تغلب مین داخل ہوجاتی ہے — **اجتماع تغلّبی** اوس گروہ کو کہین گے جسکے اتفاق کی غرض یہ ہو کہ باہم ملکر کسی دوسرے پر غلبہ حاصل کرین تو اوس گروہ مین وہی لوگ شامل ہونگے جو اس نیّت و ارادے مین شریک ہون خواہ کم خواہ زیادہ۔ اس گروہ کے بہت سے اقسام ہین بعضون کی غرض محض حکومت و استیلا کی ہوتی ہے کہ لوگون کو

اپنا مطیع و فرمان بردار کرین ذرا بہی کوئی سر اوٹہائے تو اوسے پسپا
کر کے گہر بار اوسکا تخت و تاراج کردین ۔ سبب اجتماع انکا اشتراک
محبت تغلب ہے لذت انکی اسمین ہے کہ کسیکو ذلیل کر کے خود نشان
انانیت بلند کرین اپنی قدرت و قوت کو مخلوقات خدا کی نگاہون مین
ظاہر کرین ۔ اسیوجہ سے اکثر ایسا ہی واقع ہوتا ہے کہ اگر کسی مطلوب شے
پر بغیر جبر و قہر کے دست رس ہو بہی جاتا ہے تو اوسپر توجہ نہین کرتے
اور اوس سے منفعت حاصل نہین کرتے جیساکہ تاریخ سلاطین کے
دیکہنے سے واضح ہوتا ہے خصوصًا اون بادشاہون کی سیر جنہون
نے عزم دور دراز کئے ہین اور بڑے بڑے ملکون پر چڑہائیان کین
ہین ہندوستان کی تاریخ سے بہی یہ امر کماینبغی واضح ہے اگر خوف
تطویل نہ ہوتا تو دو ایک بادشاہون کی مثالین فقیر عرض کرتا ۔
بلقیس کے قصہ مین بہی اسیطرف اشارہ ہے اسکا حاصل بعضے اقسام
اس گروہ کے ایسے بہی ہین جو کید و فریب کو دوست رکہتے ہین
اور اپنے ان افکار کے ذریعہ سے حصول تغلب کا چاہتے ہین
بعضے ایسے ہین کہ ایسے تدابیر کو پسند نہین کرتے بظاہر اور بالاعلان
غلبہ حاصل کرنیکو مرغوب رکہتے ہین بعضے دونو طریقون کو عمل مین
لاتے ہین بعضے ایسے بہی ہین کہ اگر کسیکے مال یا سلطنت پر نظر

ڈالتے ہین اور اوس پر تسلّط حاصل کرتے ہین تو بے اسکے کہ اوس سے
جنگ و جدل کرین قبض و تصرف پسند نہین کرتے بلکہ ٹوک کے لڑتے
ہین سوتے کو جگاکر ہشیار کردیتے ہین تب معرکہ آزمائی کرتے ہین
اسوجہ سے کہ اونکے نزدیک حالتِ غفلت مین تسلط و قلع قمع کرنا
بزدلی و نامردی ہے بلکہ لطف اسمین جانتے ہین کہ وہ بھی اپنے دل کا
حوصلہ نکال لے اسکی لذت اونکے دلمین زیادہ تر ہوتی ہے ۔ اسکا
سبب یہی ہے کہ طبیعتین اونکی قہر پسند ہین اور کسیطرح کی مجبوری
اور معذوری کو گوارا نہین کرتے ۔ ایک یہ بھی دستور ان لوگون کا
ہے کہ اپنے گروہ کی مغلوبی پسند نہین کرتے بلکہ جہانتک ممکن ہوتا ہے
آپسمین ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہتے ہین وقت پر مدد دیتے ہین
ایسی جماعت کا رئیس وہی شخص ہوسکتا ہے جو جبر و قہر و غلبہ
مین اونسے زیادہ قوت و قدرت رکھتا ہو فوج و سپاہ و سامانِ جنگ
زیادہ ہتیار رکھتا ہو مقابلہ و مقاتلہ مین غلبہ حاصل کرنے کے اسباب
اوسکے پاس بہت ہون ۔ اصلی سیرت ایسے شخص کی یہ ہے کہ تمام
مخلوقات خدا کا وہ دشمن ہے ۔ انکے قاعدے اور قانون بھی ایسے ہی
ہین جو اونکے غلبے و تسلط کو زیادہ کرین اور اوسکے موانع کو مسدود
کرین آپسمین تفاخر و مباہات کرین فسِ اتری بھی اوسی شخص کو ہوگی جسکے

جلسۂ پنجم قانون تمدن

غلبہ و تصرف کے مقدار از روئے سختی و دشواری و شمار کے زیادہ تر
معین انکے غلبے کی تین چیزین ہین اوّلًا تدبیر شایستہ جنکا نتیجہ غلبہ ہو
دوم قوت و قدرت جسمانی یعنے خواہ وہ خود قوی ہیکل پہلوان بہادر
خواہ فوج و سپاہ اوسکی جوانمرد - جنگ آزما - معرکہ آرا - جری - سور
ساونت - تیغ زن - صف شکن - قلعہ گیر - صاحب شمشیر -
قواعد دان - رستم دستان - سام و نریمان - افراسیاب زمان
اسفندیار دوران ہو سوم سلاح حربی - توپ - بندوق - تیر
تفنگ - شمشیر - زرہ - جوشن - بکتر - چار آئینے - دستانے -
جہلم - خود - نیزہ - گرز - وغیرہ نہایت آبدار و شرر بار رکھتا ہو یا دونو
چیزین اوسے حاصل ہون - اس قسم کے لوگون کے اخلاق - ظلم پیشہ
جفا شعار - سخت دل - بے رحم - قسی القلب - زود رنج -
غضبناک - مغرور - متکبر - حریص - طمّاع وغیرہ ہین کہانا بہت کہاتے
ہین - اسباب فربہی و زور آوری و فنون سپہگری کو بہت دوست رکھتے ہین
ایسی ہی چیزون کو پسند کرتے ہین - اکثر عیاش تماشبین بہی ہوتے ہین
اور اوسکے حاصل کرنیمین بہی غلبہ و جبر و قہر کو پسند کرتے ہین اور اونہین کے
وسیلے بہم پہونچاتے ہین - اس گروہ کے تمام اقسام خواہ بظاہر حالت
غلبہ مین ہون خواہ مغلوب ہون یکسان ہین خواہ مراتب مین مساوی

ہون خواہ مختلف مساوات اور اختلاف اونکا یہ ہے کہ غلبہ مین از روے
کثرت اور قلت کے مساوی ہون یا قرب ومنزلت سلطانی مین
برابر ہون یا راے وتدبیر مین ہمپلہ ہون یا یہ کہ اوس گروہ مین ایک
شخص جبار وقہار ہو اور باقی سب اوسکے معین ومددگار ہون —
خواہ وہ بالذات جبر کرنیکے خوگر ہون یا بسبب اپنے طریقہ کسب
معیشت کے اوسکی اطاعت ومعاونت کرین جیسے انسان کے
ہاتھ پاون احکام وارادت قلبی کی اطاعت کرتے ہین یا جیسے
کمان کا تیر بندوق کی گولی نشانہ کے موافق صید پر لگتی ہے —
انکے علاوہ جو لوگ اوسکے زیر حکومت واختیار ہوگئے ہین اوسکی اطاعت
سے سر اوٹھا نہین سکتے اوسکی حکومت وسلطنت سے باہر نکل
نہین سکتے ناچار گردن صبر ورضا کو جھکاے اوسکے مطیع ومنقاد ہین
جو کچھ اوسکا حکم ہوتا ہے تعمیل کرتے ہین دم نہین مارتے یہ لوگ بجاے
بندون اور خادمون کے ہین اپنے افعال واعمال کے پورا کرنیمین آزاد
نہین ہین اپنے نفس کے مالک نہین ہین وہ اس قسم مین داخل نہین پس
اس گروہ کی تین قسمین ہین اول جتنے اس گروہ کے لوگ ہون وہ سب
تغلب کے طالب ہون دوم یہ کہ سب تو طالب نہون مگر چند
اشخاص وہین غلبہ رکھتے ہون اور سب شریک اوسکے ہون سوم یہ کہ

جلسۂ پنجم قانونِ تمدّن

ایک شخص غالب ہوا اور باقی گروہ مجبورانہ اپنے پیٹ کیواسطے
یا اپنی کسبِ معیشت کو ملجائین ۔ ہر چند ایسے لوگون کا شامل ہونا بھی اس
قسم مین از روئے حقیقت کے مناسب نہین ہے بلکہ اقسامِ کراست
وغیرہ مین اونکو شامل ہونا چاہیے مگر اکثر حکما انکو بھی اسی گروہ مین
شمار کرتے ہین جیسے وہ گروہ کراست کا جو بذریعہ غلبہ کے کرامت
حاصل کرتا ہے جسکی تفصیل عرض کی گئی ہین کے ذیل مین محسوب ہے
اگر انصاف کی نظر سے بہ تامّل دیکھا جائے تو ایسے گروہ کو قسامِ کراست کی ذیل
مین رہنا چاہیے بنظر مقصودِ اصلی اسواسطیکہ تغلّب بالذّات اونکا
مقصود نہین ہے بلکہ بالعرض ہے تو ایسی صورت مین اقسامِ غلبہ کے
بحیال اصل غرض ہونا چاہیے پس متغلبین کی از روئے غرض کے تین قسمین معلوم
ہوتی ہین ایک وہ قسم ہے جنکی الذّت غلبہ کے حاصل کرنے مین ہے
یعنے فقط اپنے تسلّط و اقتدار کو پسند کرتے ہین کوئی دوسری غرض
اسمین شریک نہین ہے نہ اونکو بالذّات مال کے پرواہ ہے نہ ملک
کی بلکہ اکثر مال وغیرہ اونکو حاصل بھی ہو جاتا ہے تو زیادہ اعتنا
نہین کرتے بلکہ بعد حصول تسلط کے مغلوب کو چھوڑ دیتے ہین اور
اوسکے درپے نہین ہوتے جیسا کہ زمان جاہلیّت کی تاریخ دیکھنے سے
واضح ہوتا ہے کہ لڑائیان عربون کی فقط از روئے اختیار و اقتدار

و جاہ و مکنت نہین نہ بغرض مال کے دوسری یہ کہ لذت جسمانی حاصل
کرنیکے واسطے غلبہ حاصل کرین مثلاً کسی ملک کے زر و مال کی کثرت اونکے
گوش زد ہوئی یا کسی گھر کی عورتون کا حسن و جمال سُنا اوسے دوڑے
قلع و قمع کرکے اپنی لذت حاصل کی ایسے لوگون کو اگر انکی مطلوب لذت
بے زحمت و غلبہ کے حاصل ہو جائے تو وہ ہرگز غلبہ کو پسند نکرین تیسری
وہ گروہ جنکا مقصود یہ ہے کہ ہم اپنی مرغوب طبع چیز کو بزور قوت حاصل
کرین اور از روے تسلط ہم پہونچائین - ایسے شخص کو اگر اوسکی مطلوب
چیز دیدی جائے یا کسیطرح حاصل ہو جائے تو ہرگز وہ قبول نکرینگے
بلکہ جب تک اپنی قوت سے حاصل نکرین آرام نہ لینگے - ایسے لوگ
اپنے کو عالی ہمت بلند حوصلہ کہتے ہین اور لفظ مردی و بہادری سے
موسوم کرتے ہین - جاہل اور عوام الناس قسم اول کے لوگون کی زیادہ
مدح کرتے ہین اور اونہین کو بزرگ جانتے ہین جیسا کہ اصحاب بذل و
عطا و جود و بخشش کو افضل سمجھتے ہین بلکہ اورون پر بھی اونکو ترجیح دیتے
ہین - مدینۂ تغلب کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ عوام اوسمین کے
ہر شخص کی ہمت کو برابر جانتے ہین اور اونکی عالی ہمتی کی تعریفین کرتے
ہین - اونکی فضلیت کے بیان مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھتے چونکہ
اونکا مقصود اصلی بزرگی و عظمت حاصل کرنا ہے وہ اسکو پسند کرلیتے ہین

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

ہین اور دوسرون سے بھی اسیکے خواہان رہتے ہین اپنے برابر فہم وعقل وفراست مین کسیکو نہین سمجھتے نئے نئے نام اپنے واسطے وضع کرتے ہین افتخار واستکبار کا اشتہار دیتے ہین سارے زمانہ کو بیوقوف ناقہم کندذہن جانتے ہین - جب ہمچو من دیگرے نیست کی سما جاے گی تو پھر کسیکی نہیز سننے گے بلا تکلف انانیّت ورعونت کا جھنڈا گاڑینگے رفتہ رفتہ کرامت وبزرگی سے جبّار ہوجائینگے - اکثر اہل کرامت کیواسطے ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ کسی شخص کی تعظیم وتوقیر فقط ازروے تفاخر ذاتی کرتے ہین - دوسرے شخص کی جود وسخا کو گوارا نہین کرتے بلکہ حمایت کردیتے ہین کہ ہمارا متوسّل دوسریکا بارِ احسان نہ اوٹھاے بلکہ اگر کوئی کسیکو کچھ دیتا ہے تو اوسکا دینا پسند نہین کرتے آپ اوسکو دیتے ہین - ایسا شخص خواہان کرامت اکثر مال کے ذریعہ سے کرامت حاصل کرنا چاہتا ہے - یا حصول لذّت کیواسطے تاکہ بزرگی حاصل کرکے اپنے مطلوب کے حاصل کرنے مین آسانی وسہولت بہم پہونچاے تو فی التحقیق یہ طالب بزرگی نہین ہے بلکہ طالب لذت ہے جب تھوڑی ہی بھی قدرت وبزرگی اوسکو حاصل ہوجاتی ہے تو وہ درپے اس بات کا ہوتا ہے کہ ریاست وسلطنت حاصل کرے تا اپنی لذت کو اوس سے دوچند سہ چند کردے اور مطلوبات ومشروبات ومنکوحات کو اوس سے

لذیذ کرے۔ خلاصہ یہ کہ بہت سے اقسام اس گروہ کے ہین جنکی تفصیل
موجب تطویل ہے اقسام بسیط عرض کردیے گئے ہین انہین سے اکثر
مرکبات کی شناخت ہوسکتی ہی اَمّا اجتماعِ حُرّیت اوس گروہ کو کہتے
ہین کہ جسمین کوئی کسی کا مطیع و فرمان بردار و محکوم نہو ہر شخص فاعل خود مختار
آزادمنش ہو جو چاہے کرے کوئی اوسکا مزاحم و مانع نہو۔ ایسے گروہ کے
لوگ سب باہم برابر ہوتے ہین کمی و بیشی و پستی و بلندی انمین بہت
کم ہوتی ہے اگر کسیقدر اپنے پر تفوق دیتے ہین تو اوس شخص کو
جسکی حرمت و عزت کو کسی وجہ سے زیادہ سمجھتے ہون ایسے لوگونمین
اختلاف بہت ہے ہر ایک کی ہمتون ارادون حوصلون خواہشون
لذتون مین بہت بڑا فرق ہے۔ ایک کو دوسری سے مناسبت بھی
حاصل نہین ہوتی انکے اقسام بھی لاتعد ولاتحصا ہین جب ہر شخص کی
کیفیت و حالت جداگانہ ہے تو قسمین بھی اونکی اونہین کی طرح
بیحساب ہونگی۔ ایسے گروہ کے لوگ علیحدہ علیحدہ ہوکر اپنا رنگ
علیحدہ جمائینگے اپنی اپنی فکر کرینگے۔ بعض کسیقدر آپسمین
مشابہت رکھتے ہونگے بعض بالکل مُبایَنت کلّی رکھتے ہونگے جسقدر
اقسام مدینون کے سابق مین گزارش کیے گئے وہ سب اس اکیلی قسم سے
پیدا ہونگے خواہ اقسام خسیس سے ہون خواہ اقسامِ شریف سے ہان

اُسکا رئیس البتہ نرالا ہوگا سب قسم کے رئیس خود حکومت کرتے ہین باقی گروہ اطاعت کرتے ہین اُسکا رئیس محکوم ہوگا اور لوگ اوسپر حکم رانی کرینگے یعنے اوس کو ہمیشہ انکی مرضی و خوشی کے احکام دینے ہونگے جو امر انکے صوابدید و پسند کے موافق ہوگا وہ کرنا ہوگا ایسی اطاعت دشوار ہی اسواسطے کہ ایک شخص کی اطاعت انسان سے آیا انسانی ہوسکتی ہے مگر ایک گروہ کی اطاعت جو باہم مختلف الامزجہ والافعال ہون کیسے امکان کی بات نہین بلا اصل یہہ ہے کہ نہ وہ رئیس ہے نہ یہ مرؤس کوئی اُسکا رئیس ہی نہین ہان ایک قسم کے سرداری و افسری اوس شخص کو حاصل ہوجاے گی جو اون لوگون کی بہی خواہی کرتا رہے اور اونکے مختلف امزجہ سے حدّ اعتدال نکالا کرے۔ اونکے اختلاف پر نظر نداے اونکی فائدہ کی جو صورت نکلتی دیکہے اوسے بعنوان شائستہ سطرح اداکرے کہ وہ باوجود اختلاف ذاتی کے مان لین تو ایسی حالت مین اسکے واسطے یہہ امر لازمی ہوگا کہ خود بقدر ضرورت کفاف قناعت کرے اور اونہین کی خوبی کا طالب رہے بگڑی ہوئی گہر کے بنانیوالے کو بہی ایساہی ضرور ہے مگر ایسے شخص کو بہت فہمیدہ و سنجیدہ بردبار و متحمل و صابر و مدبّر ہونا چاہیے تاکہ انکی افضلیت اون لوگون مین مسلّم ہوجاے اور وہ بالیقین سمجہہ لین کہ اسکا مقصود فقط ہماری خیر خواہی ہے اپنی لذت

شہوت کا پورا کرنا نہین چاہتا باوجود ازادی مزاج واختلاف طبیعت کے
اسکی خوبی کے قائل ہو جائین بقدر ضرورت اپنی اپنی حصہ نعمت مین سے
تہوڑا تہوڑا اسکا بہی تحمّل کرتے رہین ۔ مگر اکثر دیکہا گیا ہے کہ اس گروہ
کے ایسے لوگ رئیس ہوتے ہین جنسے کچہہ بہی عام مردم کو نفع نہین پہونچتا
مگر بسبب انکے ذاتی قیمت دولت وجاہ وحشمت ایسے رئیسون کی
اونکی نگاہون مین کہپی ہوئی ہے ۔ اونکے اقتدار کو مسلّم کئے ہوئے
ہین خواہ وہ اوسکی نیک بختی وسعادت ولیاقت ذاتی کیوجہ سے
خواہ ازروئے ریاست پدری وآبائی کے مثلاً اوسکا باپ اوس
کمال سے متصف تہا جو ذکر کیا گیا تو یہ اوسکا فرزند ہرچند اوس
حد تک نہین پہونچا ہے مگر باپکی سعادت اسمین تسلیم کیجاتی ہے ۔
جسقدر اقسام مدینہ جاہلہ فقیر بیان کر چکا ہے اون سب کا نمونہ
ایک اس قسم مین موجود ہے یہ قسم سب سے زیادہ عجیب وغریب ہے
مُدن جاہلہ مین ۔ جیسے کسی کپڑے یا تصویر مین بہت سے اقسام کی
رنگ آمیزی کی گئی ہو اس مدینہ کی ایک یہ بہی خاصیت ہے کہ ہرچند
تخالف رکہتے ہین مگر آپسمین دوستی بہی ہوتی ہے ۔ ہر ایک اپنی اپنی
غرض وخواہش کو پورا کرتا ہے ہر شخص بجائے خود رئیس ہوتا ہے ۔ اس
ظاہری خوبی کو دیکہکر بہت سے گروہ اونمین شامل ہو جاتے ہین اور

اس مدینہ سے ربط و اتحاد پیدا کرتے ہین کثرت انکی بشدت ہو جاتی ہے توالد
و تناسل بہی انمین زیادہ ہوتا ہے اکثر کے بہی نئی نئی وضع و صورت کے پیدا
ہوتے ہین فطرت و تربیت بہی اونکی ویسی ہی مختلف ہوتی ہے انمین
اسقدر تفاوت ہوتا ہے کہ تمیز اس بات کی مشکل ہوتی ہے کہ کن
کن مدینون کا انمین شمول ہے اور کس کس گروہ کے صفات انمین پائے
جاتے ہین اسوجہ سے کہ ہر گروہ کا ایک ایک جزو انمین شریک ہے
ایک ایک صفت بہی ہر قسم کی رکہتا ہے غریب و مسافر ساکن و حاضر
مین کوئی فرق نہین ہے شریف و رذیل سب برابر معلوم ہوتے ہین
اقوام و انساب بہی صحیح نہین رہتے قرابتہائے بعیدہ کا بہی حال واضح
نہین ہوتا تھوڑا زمانہ گذرنے کے بعد انمین ہر سطح کے لوگ پیدا
ہو جاتے ہین فضلا۔ حکما۔ حکما۔ ادبا۔ خطبا۔ شعرا۔ اصحاب صنعت
۔ اہل خدمت اہل تجارت وغیرہ ۔ اگر تشخیص و تخصیص کرنا چاہیے
تو ہر قسم کے اہل کمال بکثرت انمین نکلینگے ایسے کہ مدینۂ فاضلہ مین شمار کیے
جائین اسیطرح صدہا آدمی ۔ شریر ۔ مکّار ۔ حیلہ ساز ۔ بدنیت ۔
بدطینت ۔ بدخلق ۔ بہی انمین موجود ہونگے کوئی قسم مدینۂ جاہلہ کی
اسسے زیادہ بزرگ و کثیر نہین ہے جسقدر انکو فراغت معیشت
زیادہ حاصل ہوگی اوتنی ہی کثرت بہی خیر و شر کی زیادہ ہوگی اکثر

ایسا فرقہ بڑے بڑے شہروں میں پیدا ہوتا ہے دیہات قصبات
و قریات میں کمتر اسکا ظہور ہوتا ہے بلکہ جسقدر جو شہر زیادہ محل
سکونت بادشاہ ہوگا اوسیقدر زیادہ اس گروہ کی پیدایش ہوگی ۔
المختصر مدینہ جاہلہ کے اور بھی اقسام ہیں کہ باہم ترکیب پانیسے پیدا
ہوتے ہیں تشخیص و تعیین اوسکے عاقل مدبر کے ذہن سلیم پر منحصر ہے
جسطرح مدینہ جاہلہ کے اقسام بہت ہیں مگر بسیط غیر مرکب اونکے
چھہ قسمیں ہیں جو مفصلاً عرض کی گئیں اسیطرح رئیس بھی چھہ ہیں اسوجہ سے
کہ یا رئیس از روے ضرورت ہے یا از روے یسار یا از روے لذت
یا بسبب کرامت یا بوجہ غلبہ یا بعلت حریت جب انہیں سے کوئی
بات بھی پائی جائیگی رئیس ہوجائیگا ۔ خواہ کچھہ مال صرف کرکے انہیں
سے کوئی بات حاصل کرے یا نفع پہونچاکر یا فضیلت حاصل کرکے
یا وہ گروہ اوسکے مال کی طمع سے یا اوسکے نفع کی امید میں یا اوسکے
افضل ہونیکی وجہ سے اقتدا کرے اور اپنا رئیس بنائے سوا ان صورتوں
کے ریاست کا حاصل ہونا مشکل ہے اسی باعث سے رئیس فاضل مدینہ
فاضلہ کا اس گروہ کی ریاست نہیں کرسکتا اگر مجبور کردیا جائے
لوگ اوسکو اپنا رئیس بنالیں تو دو حال سے خالی نہیں یا یہ لوگ اوسکی
حکیمانہ افکار اور آراے بلند و اخلاق خاص پسند سے عاجز ہوکر معزول

کردین یا قتل کے درپے ہوجائین یا اوسکی حکومت و ریاست مین
خلل ڈالین اسلیے کہ وہ شخص فاضل تو ضرور ویسے افکار کریگا
جنسے یہ سب لوگ پابند حکمت ہون محاسن اخلاق پر مجبور ہون
افعال بد کو چھوڑین اعمال نیک کی عادت کرین یہ اونکے دلون کو
بسبب لذت گیری و خودپسندی و نعمت و شہوت کے برا معلوم
ہوگا ناچار اوسکے پیچھے پڑجائین گے اور اوسکی مخالفت مین باہم
متفق ہوجائینگے اگر اوسکی قدرت بڑھ گئی ہے یہ اوسکا عزل نہین
کرسکتے تو بقدر اپنے امکان کے ملک مین رخنہ پیدا کرینگے اور
اوسکی ریاست کو متزلزل اور مضطرب کرین گے ان مدینہ ہاے
جاہلہ کو مدینہاے فاضلہ بنانا یا فاضل کا ریاست کرنا دشوار ہے
ہان اگر کسیقدر آسانی ہے تو اقسام مدینہ ضروری اور مدینہ جماعت
مین کہ یہ دو نوعیے داخل مدینہ فاضلہ ہوسکتے ہین اگر تربیت انکی
بشرائط حکمت اخلاق کے موافق کیجاے اس لیے کہ زیادہ انہین
اثر جہل کا ہے جب وہ رفع ہوجائیگا تو صفات مدینہ فاضلہ کے پیدا
ہونے لگین گے جسطرح مدینہ غلبہ مین استعداد مدینہاے ضرورت کی ہے اوسیطرح
ان سب مدینون مین استعداد ترکیب مدینہ غلبہ کی ہے اور بہت جلد انکو
توجہ غلبہ کے حاصل کرنیکی ہوجاتی ہے اسیطرح باہم ایک مین

دوسرے قسم کی استعداد بھی یعنے یسار لذّت ہوسکتا ہے لذّت کرامت
ہوسکتا ہے اسوجہ سے کہ مال طلبی کا منشا ممکن ہے کہ لذّت ہوجاے
اور لذّت طلبی بڑھ کر تکبّر و تفاخر کی حالت مین کرامت کی خوبو
پیدا کرے یا کرامت کی افراط و تفریط منجر لذّت کی طرف ہوجاے
یا لذّت منشا یسار یعنے جمع اموال کا ہوجاے اس لیے کہ مادّہ ہر ایک کا
قریب قریب ہے یہ تینون قوّت شہوت مین شامل ہین یہی باعث ہے
کہ ان تینون قسمون کے لوگ اکثر قساوت و غلظ و خشونت و
ترش روئی و جفاپسندی و ظلم و تعدّی و استہانت وغیرہ کے
عادی ہوتے ہین خصوصًا حالت ترکیب مین —— اجسام بھی
انکے شدید قوی زور آور فربہ سخت متحمّل ہوتے ہین کام انکا سلاح
و آلات جنگ کا بہم پہونچانا فنون پہلوانی و سپہگری سیکھنا وغیرہ
اور اصحاب مدینہ لذّت مین اکثر امراض نفسانی شرہ و حرص و طمع وغیرہ
اور جو مثل انکے ہین کثرت سے ہوتے ہین اور روز بروز ترقی کرتے جاتے
ہین اگر تدبیر اونکے زوال کی نکیجاے اکثر ایسے لوگ ضعیف الرای
لیّن الطبع ہوتے ہین — جب غلبہ اور زیادتی ہوجاتی ہے تو
اسوقت قوت غضبی بالکل تشریف لیجاتی ہے گویا انمین مادّہ غضب
ہوتا ہی نہین بالکل ٹھنڈہی حرارت کا نام نشان نہین بلکہ ایسی صورت مین

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

پنجم

قوت ناطقہ خادم قوت غضبی کی اور قوت غضبی خادم قوت شہوانی
کی ہوجاتی ہے یعنے دفتر اخلاق ہی اولٹ پلٹ جاتا ہے یا شہوت
وغضب دونو ملکر بیچاری قوت ناطقہ کی گت کر ڈالتی ہین یہ مجبورانہ
اپنی اطاعت کراتی ہین جیساکہ صحرائی عرب اور جنگلی آدمیونمین
دیکھا جاتا ہے کہ شہوت پسندی وعشق زنان مین گرفتار رہتے
ہین دن رات اسیکی فکر ہے جوروکے مرید عورتون کے غلام زرخرید
اسپر طرّہ یہ ہے کہ آپ مین خونریزی وسفّاکی بھی ہے مارپیٹ بھی
ہوجاتی ہے لٹھ بھی چلتے ہین تلوار بھی کھنچتی ہے لڑائی بکھیڑے قصے فساد
بھی ہوا کرتے ہین اپنین تباہ وبرباد ہین۔ یہ تفصیل ہے اقسام مدینہ جاہلہ
کی ازروے ترکیب وغیر ترکیب کے۔ اب مدینہ فاسقہ کے اقسام عرض
کرتاہون۔ تعریف و ماہیت تو پہلے گذارش کرچکاہون کہ یہ گروہ
مشابہ ہے مدینۂ فاضلہ کے فرق اسیقدر ہے کہ ان لوگون کا اعتقاد
تو یہ ہے کہ ہم مدینۂ فاضلہ کے پابند ہین مگر افعال اونکے مخالف ہین
اوس اعتقاد کے۔ ہرچند ان باتون کو جانتے ہین مگر عمل مین نہین
لاتے انکے اقسام بھی اوسیقدر ہین جسقدر مدینہ جاہلہ کے عرض کیے گئے
پس ہرایک قسم انکی بھی اوسی تفصیل کے ساتھہ سمجھنی چاہیے جیسے
مدینہ جاہلہ مین گذارش کیگئی پس دوبارہ تفصیل اوسکی موجب تطویل ہے

جلسۂ پنجم قانون تمدن

مدینۂ ضالہ جنکے قواعد و اصول مشابہ ہین قواعد اصحاب فضایل مدینۂ
فاضلہ سے مگر حقیقت مین اونہون نے غلطی کی اصل بنیاد اونکی صحیح
نہین ہے اور خلاف ہے حق کے انکے افعال و اعمال ہرچند بظاہر
نکوئی کیطرف مایل ہین مگر خیر مطلق و سعادت ابدی سے محروم ہین
انکے اقسام کا شمار بھی دشوار ہے مگر مدینہائے جاہلہ کے اقسام مین
فکر کرنے اور اونکے حالات کے غور کرنے سے اور اونکی قوانین و
ضوابط کے دیکھنے سے معرفت انکے افعال و احکام کے آسان
ہے - اور وہ فرقے جو مدینۂ فاضلہ مین پیدا ہوجاتے ہین جنہین نوابت
کہتے ہین جیسے گیہون مین گھن پہولون مین خار کہیت مین گہاس
انکی پانچ قسمین ہین اوّل وہ جماعت ہے جنسے افعال فضلا کے
ظاہر ہوتے ہین مگر اغراض اونکی سعادات و نکوئی محض نہین ہین بلکہ
خواہ لوگون کے دکہانیکے واسطے اور بزرگی و منش حاصل کرنیکو یا لذت
و مرغوبات طبیعت بہم پہونچانیکو انکا نام اصطلاح حکما مین مرائیان
یعنے دکہلانیوالے دوم وہ جماعت ہے کہ جنکی اصل نیت تو
پیروی مدینۂ جاہلہ کی ہے مگر قوانین حکما و فضلا و اصحاب فضائل
حقیقی مانع و مزاحم اونکے ہین مجبورانہ قدم باہر نہین نکال سکتے
اگر ظاہر مین اقرار زبانی بہی ترک کردین اور بالاعلان جہلا کا تتبع

کرنے لگین تو وقعت اونکی لوگونکی نگاہون مین گھٹ جائے ہر شخص کو
نفرت پیدا ہو رفع حوائج دنیاوی مین فراق آجائے کراست و لذت
حاصل نہو ایسی صورت مین وہ ناچار اپنی خواہشون کے پورا کرنیکے
واسطے اور ہوا و ہوس نکالنے کے لیے درپئے تغیر و تبدّل ضوابط
و احکام ہوتے ہین کلمات حق کو بدل بدل کر اپنے مطلب کیطرف
لاتے ہین توجیہات رکیک و بارد کرتے ہین اصول عقل و حکمت
کو مٹاکر محض اپنے منفعت و لذت کیواسطے چند اصول و قواعد
قائم کر لیتے ہین ان لوگون کو انصاف و عدالت سے تو کوئی غرض
نہین حقیقت و ماہیت اشیا سے بحث نہین اخلاق حکیمانہ سے
واسطہ نہین رسوم و آداب مہذّب اشخاص سے سروکار نہین
دستور خاص انکا یہ ہے کہ کسی چیز کی پوری پابندی نہین کرتے
نہ قواعد عقلی کی نہ اصول تمدّن کی نہ ضوابط حکمت عملی کی نہ احکام
شرع کے ہان پابند ہین تو اپنی خواہش و رغبت کے۔ کیا ایک نہایت
گروہ قایم کر لینے سے عقل و حکمت مسلّم ہو جائیگی سوا اون لوگونکے
جو غرض مین متحد ہین صاحبان عقل مستقیم و ذہن سلیم کبھی انکی
تائید نہین کر سکتے ہین ایسے لوگون نے اکثر یہ اصول قایم کیے
ہین جو سُن بہاوے سو کرو۔ زمانہ بدلے تم بھی بدلو۔ دنیا حاصل کرو

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

جسطرح سے ہو۔ لذّت ماےعقل وایمان جائے یا رہے سارے عالم کے عقلا
برا کہین بلا سے اک دنیا مذمت کرے مرا چہ دین وایمان کا نام نہ لو
اسلام کو پہلے ہی سلام کرو زر ومال کچہہ حاصل تو ہو جائے پہر چاہے
جو ہو۔ ایسے گروہ کو حکمار متقدمین محرّفین کہتے ہین یعنے تحریف
کرنیوالے کچہہ یہ فرقہ نیا پیدا نہین ہوا ہے ہر زمانہ مین کسیقدر پایا گیا ہے
دیکہیے ۱۳۳ صفحہ مین محقق علیہ الرحمہ حکما کے اقوال سے اس فقرے کی
تفصیل تحریر فرماتے ہین۔ فقیر حسب عادت بحث ومباحثہ سے
پرحذر ہے ورنہ رتّی رتّی حال اس فرقہ کا مشرّح کردیتا اور حکمت
اخلاق سے اسکی ہر اصل کی مخالفت آئنہ کیطرح ظاہر
کردیتا مگر بصیر وخبیر صاحب نظر کیواسطے یہ کتاب ہر مقام پر
فرق حق وباطل کا دکہا دیگی شب دیجور و روز روشن کی کیفیت
چہپ نہین سکتی انصاف شرط ہے۔ سوم وہ جماعت ہے کہ
حکومت ودولت وسلطنت پر راضی نہین ہے مفسدہ پردازی
وطوائف الملوکی چاہتی ہے ایسی باتین عوام کے ذہن نشین کردیتی
ہے جنسے اونکے نزدیک سلطنت آفاضل کے ظلم وقہر معلوم
ہوتی ہے جاہلون کی جماعت اونکی ہمداستان ہوکر
ملک مین رخنہ پیدا کرتے ہے انہین باغی کہتے ہین چہارم وہ جماعت

ہے کہ درحقیقت اونکا مقصود تغیر و تبدل کسی اصول و قاعدہ کا
نہین ہے نہ وہ اوس سے عمداً انحراف کرنا چاہتے ہین مگر اپنی غلط
فہمی اور کمی ذکا سے اغراض فضلا کو سمجھ نہین سکتے کچھ کا کچھ کہتے
ہین آخر نافہمی سے حق چھوڑ دیتے ہین منحرف ہو جاتے ہین اگر کوئی
بعنوان شایستہ و تدابیر بالیتہ اونکو سمجھا دے اور اصل حقکو واضح
کرکے بیان کردے تو شاید وہ راہ راست پر آجائین اسواسطے کہ
غرض اصلی اونکی مخالفت نہین ہے بلکہ قول اونکا یہی ہے کہ
ہم ہدایت چاہتے ہین اور فی الحقیقت مقصود بہی اونکا یہی
ہے کسیطرح کا عناد اونکے دلون مین نہین ہے تو وہ جسوقت حق
کو حق جان لین گے فوراً تسلیم کرلینگے ایسے لوگون کو اصطلاح
حکما مین مارقین یعنے گم کردہ راہ و بیرون رفتہ کہتے ہین پنجم
وہ جماعت ہے کہ جنکا تصوُّر پورا نہین ہے حقایق اشیا کو کما حقہ
پہچان نہین سکتے مگر مشیخت کے مارے اظہار اپنے جہل کا بہی
نہین کرتے جو کچھہ اپنی سمجھہ مین آتا ہے بےتکی اوڑا دیتے ہین
جہان سے پاجاتے ہین لے اوڑتے ہین ظاہر مین تو وہ لوگ بہت
اچھی اچھی باتین بیان کرتے ہین مگر حقیقت مین وہ پایہ معرفت
تک نہین پہونچتے ہین عوام اونکے فضل کی معترف ہو جاتی ہین

اسوجہ سے کہ اونکے عقول وافہام انکی اغلاط وتدلیس کا ادراک نہین کر سکتے ہین اسقدر علم واستعداد نہین رکھتے جو صحت وسقم کو پہچان سکین۔ ایسے ہی لوگون کے سامنے عقلاء کاملین بسبب اپنے انصاف و مادّہ تحقیق کے ظاہر مین زک اوٹھا جاتے ہین اونکے سخن بے سروپا سے عاجز ہوکر سکوت اختیار کرتے ہین عوام سمجھتے ہین کہ ہار گئے انکا مقابلہ نکر سکے جواب مین عاجز ہوگئے حکایت مشہور ہے کہ مُلّا جامی سے اور کسی ایسے ہی شخص سے اک جلسۂ عام مین معارضہ ہوا اجہّال کم استعداد جمع تہے اوسنے دو ایک سوال کرکے پوچہا کہ لاعلم لنا الا ما علمتنا کے کیا معنی ہین ملّا صاحب نے کچہہ اوسکو خیال نہین فرمایا کہدیا ہمین علم نہین ہے مگر اوسیقدر جتنا تو نے تعلیم کیا ہے۔ عوام جو صحبت مین تہے سمجہے کہ مُلّا صاحب مقر بجہالت ہوگئے شاگردی تسلیم کرلی اسیطرح کے بہت سے اقوال کتب رجال مین درج ہین خلاصہ یہ کہ یہ لوگ خود جہل مرکّب مین مبتلا ہین وادی حیرت مین پڑے ہوے ہین جو انمین کسیقدر بہی عقلِ سلیم وفہم مستقیم رکہتے ہین وہ خود اپنے اقوال کو

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

صحیح نہین سمجھتے بلکہ ہر چند عدد اقسام نوابیت کے انکے سوا
اور بھی پیدا ہوسکتے ہین مگر زیادہ تفصیل باقی اقسام کی
عبث وبیکار ہے اور انشاء اللہ اپنے اپنے مقام پر مفصّل ذکر
کیے جائینگے یہان تک بیان کرکے حکیم صاحب نے
عرض کی حضور رات زیادہ آچکی ہے خاصہ نوش فرمانیکا
وقت ہے آج فقیر نے زیادہ اور روز دن سے سمع خراشی
کی امیدوار عفو ہون اور طالب رخصت - عادل شاہ
نے فرمایا کہ حکیم صاحب مین اپنے حظ قلبی کی حالت
عرض نہین کرسکتا جسقدر صحبت آپکی بڑھتی جاتی ہے
اوسی قدر کمال آپ کا واضح ہوتا جاتا ہے
آپ ایسا شخص خوش بیان محقق حکیم
عارف صاحب تدبیر نظر سے نہین گذرا
خیر آپ کیسلمند ہونگے انشاء اللہ
کل کسیقدر سویرے تشریف لائیگا
صحبت برخاست ہوئی
بادشاہ محل مین تشریف لیگئے حکیم
صاحب اپنی فرودگاہ کو آئے
فقط

جلسہ ششم

جلد دوم

تہذیب الخصائل

و

تہذیب الفضائل

آئین سلطنت و حسن

معاشرت

جلسۂ ششم بیانِ انتظامِ سلطنت و آئینِ معدلت و آدابِ ملازمانِ حکومت و لوازمِ دوستی و صدق و حسنِ معاملت کے

جب خدیوِ گیہان زرین تاج + خسروِ جہان گیر باج و خراج + شاہنشاہ
دیہیم اطلسی + کج کلاہ قیصرِ مقرنسی + سلطان ذرہ پرور + خاقانِ نور گستر +
تاجدارِ اکلیل زرنگار + شہریارِ مرز و بومِ لیل و نہار + فرمان روائے مملکت
نیم روز گیتی ستان جہان افروز + یعنی دارائے عالم آرائے اقلیم
چہارم نے خوابگاہ مغرب میں استراحت کی اور سکندر جہان پرور نے
اقلیم زنگبار سے بہمراہی لشکر بے شمار آرائش تختِ سلطنت کی + مہر
سپہر جہالت نے گوشۂ مغرب میں منہ چھپایا + معشوق قمر تمثال نے
نقابِ سحاب الٹ کر چہرہ دکھایا + آفتاب عالمتاب کا زور شور
کم ہوا + کواکب ہفت آسمان کا لشکر بہم ہوا + اور ہر ستاروں نے

آسمان پر اپنی ضو دکھائی + ادہر چراغون نے ہر گوشہ دربار مین
لو دکھائی + در دولت پر وردی بجنے لگی + توپخانون مین گولہ اندازان
گرجنے لگی + مسجدون مین موذنون نے اللہ اکبر کا نعرہ کیا + بت خانون مین
سنکہ بجا + عادل شاہ نے ادائے فریضہ سے فراغ حاصل کیا + حکیم
صاحب نے تہیا دربار کامل کیا + چوبدار کو حکم ملا فوراً حکیم صاحب
کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کی جہان پناہ یاد فرماتے ہین + حضور
پر نور بلاتے ہین + حکیم صاحب بلا تردد اوٹھ کھڑے ہوئے دربار
خاص مین حاضر ہو کر آداب شاہی سے سلام کیا + جب حضور مین
پہونچے بادشاہ نے تعظیم کی قریب بلا کر بٹھایا + مزاج پوچھا + احوال
دریافت کیا + الطاف خسروانی سے سرفراز کیا + ان الفاظ سے
مطلب آغاز کیا + جناب حکیم صاحب آپکا اس شہر مین وارد ہونا
اور میرا آپکی خدمت سے مستفیض ہونا یہ بھی حسن اتفاق ہے بیشک
تائید حکیم علی الاطلاق ہے - شکر صد شکر اوس پروردگار کا جسنے
میری تکمیل مسائل کے اسباب مہیا فرمائے کہ آپ اس بعد مسافت کو
گوارا فرما کر یہان تشریف لائے + مین آپ کی محبت کا مشکور ہون +
بہت آپسے مسرور ہوا + اگر زحمت نہو تو بقیہ آئین تمدن بھی بیان
فرمائیے حکیم صاحب نے عرض کی بہت خوب سوال کل آپنے

اقسام ریاست کو بیان فرمایا تھا اگر مناسب ہو تو آج آداب ملوک و
طریقہ سیاست ارشاد فرمائیے **جواب** حکیم صاحب نے عرض کی
بسر و چشم جو کچھ ارشاد ہوگا فقیر اوسکی تعمیل میں کوتاہی نکریگا۔ اجتماعات
کے اقسام اور ریاستون کی تفصیل ہر فرقہ و گروہ کی علیحدہ علیحدہ عرض کرچکا
ہون اب حسب الارشاد پہلے آداب ملوک و طریقہ سیاست مملکت کو
عرض کرتا ہون اوسکے بعد دیگر معاشرات خلق کو گزارش کرونگا ——
پس تحقیق یہ ہے کہ ریاست مملکت عالم میں سب ریاستون سے افضل
و اکمل ہے کل ریاستیں اسیکے تابع ہیں تمام عالم کا دار و مدار اسیپر ہے
اسکی درستی و شایستگی پر خوبی نظم و نسق منحصر ہے اسیکے رئیس کو زیادہ تر
علم و حکمت کی ضرورت ہے اسیوجہ سے فقیر نے پہلے اونہیں مطالب کو
عرض کیا ہے جو بطور تمہید کے اس ریاست کیواسطے مناسب تھے
اب اقسام رؤسا کے اور آداب و شرائط رئیس کے عرض کیے جاتے
ہیں۔ اس ریاست کی دو قسمیں ہیں اور ہر ایک کی ایک غرض ہے
ایک ریاست فاضلہ جسکی تفصیل عرض کی گئی کہ حکما و فضلا وغیرہ
کے گروہ سے مرکب ہے اوسکی ریاست وہی شخص کریگا جو کمالات بشری
میں درجۂ کمال حاصل رکھتا ہو رذائل و خصائل بد سے بالکل منزہ
و پاک و پاکیزہ ہو لوث گناہان اخلاقی و طبیعی سے معرا ہو قوائے

ظاہری و باطنی اوسکے حد کمال پر ہون جیسے حکمائے قدیم صاحب
ناموس و بادشاہ مطلق اور ارسطاطالیس انسان مدنی و مدبر عالم اور
محدثین نبی اور امام کہتے ہین اس ریاست کی غرض تکمیل بندگان
خداوندی و سعادت دوجہانی ہوتی ہے دوسری ریاست
از روے غلبہ جسے بخیال قسم اول ریاست ناقصہ بھی کہتے
ہین اس ریاست کی عام غرض غلبہ و حکومت و صولت و سطوت و تجمل و
جلالت و فخامت و نبالت و رتبت و منزلت و زیادتی عزت و
وجاہت و اکثار دولت و حشمت ہے مگر بسبب ارادات باطنی
و اخلاق ذاتی کے اسکی غرض کی بھی دو قسمین ہین اول یہ کہ مقصود
اصلی حکومت سے ایسی ریاست و بادشاہی کے قایم کرنا عدالت کا
درست و صحیح رکھنا قواعد تمدن کا ترویج و اشاعت علوم و فنون و
صنایع کی سرپرستی و خبرگیری و حفاظت و حراست رعایا کی رفع
اونکی خصومات و منازعات کا۔ پابند کرنا اخلاق حمیدہ و اوصاف
پسندیدہ کا ہو۔ ایسا شخص ہمیشہ طبیعت اپنی اونھین اسباب کیطرف
متوجہ رکھیگا اور ویسے ہی وسیلے جمع کریگا جنکے نتیجے اوسکی غرض کو
پورا کرتے ہون۔ ہمیشہ خود بھی پابند عدالت ہوگا اور خلق کیواسطے
بھی قانون عدالت و انصاف جاری کریگا اور اوسکی تعمیل اوسکے

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

چاہیے گا جو زر خراج و لگان اراضی و محصول تجارت وغیرہ حاصل
کریگا اوسکو اونہین کی خیر و فلاح مین صرف کریگا اپنے نفس کیواسطے بقدر
ضروری پر اکتفا کریگا حرص طلبی و تجمل ظاہری کو زائد از حد اعتدال نہ
نکریگا اسلیے کہ منشا اوسکا تحصیل کمالات و تکمیل ملکات ہے نہ
اظہار کرامات ہان اوسقدر بیشک اوسکو لازمی ہوگا جس سے از روے
حفظ عرض و القار رعب بنابر اشخاص مدینہ جاہلہ چارہ نہو ۔ ہرچند
یہ قسم بہی سلاطین کی ریاست فاضلہ مین داخل ہے اس لیے کہ مقصود
اسکا بہی تکمیل بندگان خدا ہے مگر فرق یہ ہے کہ یہ تکمیل از روے
حکومت و جبر و قہر ہے اور وہ از روے ہدایت و فہمایش ہان کسی وقت
مین اونکو بہی ایسا ہی لازم ہوجاتا ہے جب دونو قسمون کی جامع
ہوجائین یا بغیر اسکے چارہ نہ دیکہین دوم یہ کہ مقصود اس حکومت کا
فقط حاصل کرنا قہر و غلبہ کا بندہ بنالینا بندگان خدا کا لے لینا
رعایا کے زر و مال کا صرف کرنا اپنی راحت رسانی و عیش رانی مین ہو
ایسا شخص کبھی رعایا کی تکمیل کو پسند نکریگا ہمیشہ اظہار تجمل و
طلب کرامت کا خواہان و جویان رہیگا خود پسندی کریگا
لذات و شہوات کی تعمیل مین اہتمام کرتا رہیگا ظلم و جور و تعدی کی بہی
پروا نکریگا بلکہ رعیت کو چوپایے جانورونکی طرح اپنا مطیع و فرمان بردار

جاینگا غلام زرخرید و خدام و عبید کی طرح اوسکے خدمت لیگا اور ایسی
مملکت مین بہی شرارت و بد اخلاقی و ایذارسانی وغیرہ کثرت سے شائع
ہو جائیگی جو قباحتین ترک تمدن کی فقیر نے گذارش کی ہین وہ سب
موجود ہو جائینگی کبہی رعایا آپسمین میل جول ربط و اتحاد محبت و مودت
عدالت و لطف نہ کرینگی بلکہ ہمیشہ افعال ذمیمہ و اعمال قبیحہ کے عادی
ہو جائینگی ایک دوسرے کا بہی خواہ اور خیر طلب نہ رہیگا اسوجہ سے
کہ جیسا بادشاہ جس قوم کا ہوتا ہے ویسا ہی رعیت کا طریقہ بہی
ہو جاتا ہے یہی منشا اوس فقرہ مشہور کا ہے اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ
مُلُوْکِهِمْ یعنے آدمی ہمیشہ اپنے بادشاہ کے طریقے پر ہوتے ہین
اور یہی معنی اس فقرے کے ہین اَلنَّاسُ بِزَمَانِهِمْ اَشْبَهُ مِنْهُمْ بِاٰبَائِهِمْ
یعنے عوام زمانہ کے مشابہ ہو جاتے ہین اپنے اباد اجداد کے طریقونکو
چہوڑ دیتے ہین۔ پس اگر بادشاہ غرض صحیح رکہتا ہو تو رعایا بہی ایسے
ہی اوصاف و اغراض کے جویا ہون گے۔ اور اگر اغراض غیر صحیح کے
متصف ہے تو ضرور رعیت بہی اوسیطرح کے اغراض رکہتی ہوگی
تفصیل اس قسم اخیر کی اقسام مدینہ غیر فاضلہ کے ذیل مین درج ہوچکی
اب فقیر قسم اول کے اوصاف و شرائط گذارش کرتا ہے کہ حسن اخلاق
و مکارم تمدن کا نتیجہ اوسی قسم سے نکلتا ہے پس ایسے بادشاہ عدالت شعار

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

مین سات صفتین ہونی چاہیین پہلے صحت نسبت ابوت اسکے معنے دو ہین (۱) یہ کہ نسب آبائی اوسکا صحیح و درست یعنے نسل سلاطین وامرا سے ہونا کہ بہ باعث وقعت وعزت پدری حکومت اوسکی خواص وعوام کے نزدیک قابل التسلیم ہو جائے جیساکہ سابق مین گذارش کیا گیا (۲) بادشاہ اپنی رعیت سے حیثیت و نسبت ابوت رکہتا ہو اونکو اپنا فرزند ارجمند سمجہتا ہو اور وہ اسکو اپنا پدر شفیق جانتے ہون جیساکہ اقسام محبت مین مفصلاً عرض کیا گیا تاکہ استمالت و دلجوئی جو باعث قوام انتظام ہے کماینبغی حاصل اور اطاعت وفرمان برداری جو نتیجہ اس حکومت کا ہے برضا ورغبت ظاہر ہو **دوسری** صفت علو ہمت بعد تہذیب اخلاق نفسانی وتعدیل قوت غضبی وقلع وقمع قوت شہوانی کی عالی ہمت ہونا بہی ضرور ہے جیساکہ جلسۂ اول مین عرض کیا گیا۔ **تیسرے** متانت راے یعنے سلیم ہونا فکر انتظامی کا بذریعہ تدبر وتعمق وحزم واحتیاط کے یا مباحثہ ومناظرہ ومشورۂ باہمی سے یا کثرت تجربہ وواقفیت تاریخ وسیر متقدمین سے یا تحصیل اون علوم نظری کی جو واسطے رفع اشتباہ وحفاظت خطا فی الفکر کے مرتب کئے گئے ہین **چوتھے** عزم وارادۂ عالی رکہتا ہو جسے

ہمت مردانہ و عزیمت شاہانہ کہتے ہیں - یہ ایسی فضیلت ہے جو اتفاقات
ایسے صحیح و ثبات و استقلال سے پیدا ہوتی ہے - اسی کے سبب سے
انسان جس چیز کو چاہتا ہے ترک کر دیتا ہے اور جس چیز پر چاہتا ہے
طبیعت کو آمادہ کر لیتا ہے بلکہ تمام نیک کاموں کی اصل یہی ہے چنانچہ امراض
نفسانی کے علاج کا جزو اعظم ہے - اس فضیلت کی احتیاج سب سے زیادہ
بادشاہوں کو ہوتی ہے حکایت مامون رشید عباسی کی لکھتے ہیں
کہ مامون کو مٹی کھانے کی عادت ہو گئی تھی تھوڑے زمانے کے بعد لاغری
بدن و زردی رو و ضعف اعضا و نقاہت جسم و درازی شکم وغیرہ
جو علامات ظاہری اسکے ہیں پیدا ہو گئے اذیت و تکلیف اوٹھانے
لگا اطبائے زمانہ کو جمع کیا اپنے مرض کی کیفیت اون سے بیان کی
اطبا نے تدابیر طبیہ کے استعمال کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا
مگر کسی نسخے نے اوسکی عادت کو نہ چھڑایا روز بروز آثار ردی مرض کے
بڑھتے جاتے تھے بادشاہ کو خوف طاری ہوتا جاتا تھا مگر ترک عادت
قدرت نہ رکھتا تھا پھر ایک روز تمام اطبا کو جمع کر کے کتب طبیہ کے
ملاحظے کا حکم دیا اطبا نے کتابیں کھول کھول کر نسخہ اسکے مرض کا
بنانا چاہا ایک شخص مصاحبین بادشاہ میں سے حاضر دربار دولت تھا
بول اوٹھا کہ جہان پناہ کیوں اسقدر اہتمام و انتظام اسکے علاج میں

فرماتے ہین ہمت مردانہ و عزیمت شاہانہ کو اسکے ترک مین کیون استعمال
نہین کرتے یہ سنکر یاسون نے تمام اطبا سے کہا کہ اب کوئی میرا علاج
نکرے مین خود اسکو ترک کر دونگا۔ اسیطرح بادشاہ نپولین کی حکایت
مشہور ہے کہ کسی سفر مین گذر اوسکا ایک پہاڑ کی جانب سے ہوا
آگے بڑھکر دیکھا تو راہ نتھی لوگون نے عرض کی کہ حضور مراجعت فرمائین
اور دوسرے راستے سے پھیر کر تشریف لیچلین بادشاہ نے مقام
کر دیا فرمایا کہ جبتک پہاڑ مین رستہ نہ بن جائیگا ہم اس مقام سے
آگے نہ بڑھینگے صاحب تاریخ لکھتے ہین کہ بہت کم زمانہ مین پہاڑ کٹ گیا
بادشاہ نے اوسیطرف سے عبور کیا۔ لکھا ہے کہ نپولین مذکور نے
حکم دیدیا تھا کہ ہمارے دفتر مین لفظ ناممکن و دشوار کا استعمال نکیا
جائے کوئی چیز ایسی نہین ہے جو ہمت باندھنے پر حاصل نہو جائے
ہر چند مقصود اسکا ممکنات ہی سے متعلق تھا مگر انتہائے عالی ہمتی
سے بلاقید حکم دیدیا اور نباہ دیا اسیطرح اکثر سلاطین الوالعزم کی
حکایات مشہور ہین کتب سیر مین درج ہین جیسے تاریخ سکندری و تیموری
وغیرہ پانچوین صبر شدائد کے تحمل کا اور قوت و سختیون کے اوٹھانے
کی یہ بھی عالی ہمتی کو لازم ہے بلکہ وہی اکثر سبب بھی اسکا
ہوجاتی ہے کیساہی مشکل و سخت امر پیش آئے ہمیشہ یہ خیال کرنا چاہیے

کہ دنیا کی کوئی سختی باقی نہین رہ گئی مگر سب بے صبری کا تذکرہ
رہگیا بقول شاعر ؎ مشکلی نیست کہ آسان نشود + مرد باید کہ ہراسان
نشود + چھٹے لیسار یعنے ثروت و تونگری کہ بے زر و مال کے بھی
کوئی کام نہین نکلتا تدبیر منزل مین ضرورت سکۂ رائج الوقت اور
احتیاج مال کی گذارش کیجا چکی ہے - بقول کسی شاعر کے ؎
اے زر تو خدا نئی ولیکن بخدا + ستار عیوب و قاضی الحاجاتی +
ساتوین اعوان صالح یعنے ایسے اشخاص بھی ضرور ہین جو معین و
مددگار ہوتے رہین اور اوسکی غرض مین شریک ہوکر اوسکے نتیجہ کو پورا
کرین - بعض حکمار اخلاق فرماتے ہین کہ ان خصائل ہفتگانہ کی خوبی
و عمدگی مین کوئی شبہہ نہین مگر انہین سے چار خصلتین اشد مرتبہ مین
ضروری ہین یعنے ہمت - عزیمت - صبر - کہ اعوان و لیسار
بھی اونہین سے حاصل ہو سکتے ہین - اور الوت تو خود ہی مجازی
استعمال ہے - اسیوجہ سے فرماتے ہین کہ بادشاہ حقیقت مین بھی
شخص ہے جو امراض عالم کے علاج پر قدرت رکھتا ہو یعنے جو
حوادث و نقصانات اتفاقی ملک پر آجائین اونکے زائل کرنیکے
افکار صائبہ و تدابیر شائستہ کر سکے اسطور سے کہ بعد تشخیص مرض
اور تحقیق اسباب نقصان و وجوہ امراض اتفاقی بعہد صحت پر قادر ہو حتی الامکان

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

انسداد ابواب پیش از پیش کرسکے جیسے طبیب تدبیر حفظ
صحت مین جن اخلاط کا غلبہ یا جن اعضا کا ضعف مشاہدہ کرتا ہے
پہلے سے اوسکے اعتدال پر رہنے کی کوشش کرتا ہے یونہین بادشاہ
کو بھی انسداد اون ابواب کا ضروری ہے جنسے مفسدے کا خیال ہو
پس اب ضرور ہوا کہ امراض مملکت بھی گزارش کیے جائین جسکی
محافظت مین بادشاہ پہلے سے متوجہ ہو پس اصحاب تمدن یعنی اطبا
حکم الشریعہ کے فرماتے ہین کہ امراض مہلکہ مملکت جنسے خوف
بربادی و فنائے ملک کا ہے دو ہین اول یہ کہ حکومت و فرمانروائی
بادشاہ کی بطور تغلب جسمین کہ بہ لحاظ رعایا پر جبر و ظلم کرتا ہو
اسلیے کہ حکومت تغلب ضد ہے سلطنت کی اوسوجہ سے کہ سلطنت
کا حاصل تکمیل بندگان خدا ہے اور نتیجہ حکومت تغلب کا حصول
لذت ہے وہ تکمیل کے مانع ہے ایسا تغلب قبیح و مذموم ہے
بالذات کوئی اسکو پسند نہین کرسکتا مگر طبیعت مفسدہ دوم
تجاذب ہرج یعنے آپس کی لڑائی بکھیڑے قضیے فساد خانہ جنگیان
کہ باعث فساد مملکت اور خرابی رعایا کی ہوتے ہین آخر سبب
برائی و بربادیکا ہوتے ہین پس قبیح بالذات بھی ہے اور مظلم بالذات بھی
اسوجہ سے ضرور ہے کہ ملک کا منتظم ہمیشہ اتفاق سے کام کرے

تا باہم معین و مددگار رہین جیسے اجزاے بدن مگر یہ اتفاق دو طرح سے
ہوتا ہے یعنے حق بھی ہوتا ہے باطل بھی پس اتفاق امر حق پر محمود و صحیح ہے
اوسکو دولت حق کہتے ہین اور اتفاق امر باطل پر مذموم ہے اوسکو دولت
باطل کہتے ہین اما اقسام سلطنت از روے بقا و فنا پس یہ
ظاہر ہے کہ سلطنت اوسی وقت مین ہوگی کہ جب ایک جماعت
باہم متفق ہوکر کسیکی اطاعت و اعانت قبول کرے اسواسطے
کہ ہر انسان کی ایک مقدار محدود قوت کی ہے جب بہت سے
لوگ اپنے مقدار کو ایک طرف متوجہ کرینگے ایک شخص کی
اطاعت مین صرف کرینگے تو قوت اوس شخص کی بہت قوی ہو
جائیگی اور ایک ایسا شخص بن جائیگا جسکی قوت مثلاً ہزار آدمیونکے
برابر ہوگی تو ہر ایک شخص بالذات یا اشخاص مختلف الارا جو بسبب عدم اتفاق
کے اشخاص تنہا مین شمار ہوتے ہین اوسکی تاب مقاومت نلاسکینگے
پس ناچار مغلوب ہوجائینگے اگر وہ شخص قوی اپنی جماعت کی تالیف
کو قائم رکھیگا اور حالت نظم کو از روے قواعد تمدن درست کرتا
رہیگا تو بیشک اس شخص کی حکومت کو استحکام ہوگا اور دولت
و سلطنت پایدار و استوار رہیگی اگر ایسا نکریگا — اپنی جماعت
کو جس سے اسنے قوت حاصل کی تھی توڑ دیگا بہت جلد قوت اوسکی

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

فنا ہو جائیگی پھر یہی حالت تنہائی آجائیگی اسوجہ سے کہ ہر وقت مین
خواہشین انسان کی اور کیفیتین طبیعت کی مختلف ہوتی ہین ایک حالت
سے دوسری حالت پر بدل جایا کرتے ہین لیکن کلی مرتبہ جو اونکی اعانت
و استمداد کا سبب ہوا تھا اگر باقی نہ رکھا جائیگا اور وہ تالیف کی
صورت قایم نہ رہیگی تو دولت بھی نہ رہیگی - اسوجہ سے جن بادشاہونکی
ارادے اصل تالیف کیطرف متوجہ رہے ہمیشہ ترقی کرتے گئے جب
اصول تالیف کو انہون نے چھوڑ دیا ضعیف ہوگئے - سبب
اس تالیف کی باقی رہنے اور زائل ہوجانیکا یہی کہ عوام کو ہمیشہ
نظر کثرت اموال و بزرگ منشی کیطرف ہوتی ہے جبتک سلاطین
ان دو نو امرون کو اونکے واسطے مہیا و آمادہ رکھتے ہین ہر چند
سب تک وہ فیض نہ پہونچے ایک کو دیکھکر دوسریکو امید پیدا
ہوتی ہے اوسوقت تک وہ بھی سرگرم اطاعت و فرمانبرداری
مین رہتے ہین ادہر بادشاہ نے اونکی خواہشون کے پورا کرنے مین
کمی کی اودہر انکی امیدین جو باعث اختیار اطاعت تہین
ٹوٹ گئین - مگر یہ امر بہی ضروری ہے کہ مراعات و خبرگیری
رعایا کی حد اعتدال سے متجاوز نہونے پائے اس لیے کہ اگر فراغ
احوال تام پہونچیگا - اعانت شاہی کی اونکو احتیاج باقی نہ رہیگی

تو راحت و آرام میں بیٹھنا ہو جائیگی - آلات حرب کھول کر رکھدینگے
وہ فنون جو لائیہ اعانت و استمداد میں کام آسکتے ہیں گے معطل محض
ہو جائینگے کاہلی اور سستی سے بالکل نکمی اور بیکار بن جائیں گے -
ایسی حالت میں جب کوئی دوسرا بادشاہ صاحب عزم و ہمت
قوی و توانا ارادہ تسلط کریگا انکے بنائے کچھہ نہ بنیگی اور اسکو
تسلط کرنے میں کچھہ بھی دقت و زحمت واقع نہوگی بے دہڑک
ملک چہین لیگا بادشاہ کو تخت سے اوتار کر اپنے اختیار میں
لے آئیگا - اگر ایسا نہی ہوا تو ضرور انہیں لوگوں میں سے
جو زیادہ کثرت مال رکہتا ہوگا مملکت میں فساد و غدر
برپا کر دیگا پھر بادشاہ وہی کچھہ نکر سکیگا - اسیوجہ سے حکما نے
کہا ہے کہ اول کسی بادشاہ کی حکومت میں اگر دوسرا شخص
اپنا تسلط کیا چاہے تو نہایت دشوار ہے اگر ابتدا زمانہ
کے بعد انحطاط کی حالت میں حملہ کریگا تو بیشک فتح و ظفر
حاصل کریگا لیکن بہترین حفظ دولت کی دو ہیں ایک قایم
رکہنا تالیف کا دوسرے اپنے دشمن کو یا جنمیں مادہ فتنہ و فساد
پیدا ہونیکی امید ہو کمزور کرنا انکی قوتوں کا گھٹانا حکایت
کتب تاریخ میں لکہا ہے اور حکما نے اس حال کو نقل کیا ہے

کہ جب سکندر فیلقوس نے دارا پر چڑہائی کی بعد محاربہ سخت و دشت کی دارا کو پسپا کیا مملکت عجم پر تسلط حاصل کیا دیکھا کہ اہل عجم نہایت قوی ہیں سلاحہائے حربی و سامان جنگ و جدال بہی بکثرت رکھتے ہیں ہمتیں بہی اونکی عالی ہیں سوچا کہ ایسا نہوے باہم اتفاق کرکے خون دارا کے طالب ہون میری حکومت مین فتنہ و فساد برپا کرین مگر بغیر ظاہر ہونے کسی امر کے استیصال بہی خلاف عدل و انصاف تہا عالم تحیر مین اپنے استاد ارسطاطالیس کو خط لکہا حکیم ارسطاطالیس نے جواب دیا کہ ایسی صورت مین مقتضائے حکمت یہ ہے کہ اون لوگون کی رائین مختلف کردے آپس مین تفرقہ ڈلوادے نہ وہ ایکجا جمع ہون گے نہ قوت بہم پہونچا سکینگے ایک دوسرے کیدرپے آزار ہو جائیگا آپہی مین مشغول رہین گے تو بچ جائیگا۔ سکندر نے ہر قوم مین ایک ایک رئیس معین کرکے متعدد اشخاص کو حکومت سپرد کی ہر ایک کو سر خود مالک بناکر خود اپنے خراج کو وصول کرتا رہا وہ لوگ بسبب طمع ریاست کے آپسمین خصومت پیدا کرنے لگے یہ طریقہ مشہور ہو گیا تا اینکہ اسی فکر صائب سے تا زمان حکومت اردشیر بابکان کسیکو جرات نہوئی کہ اس اختلاف کو رفع کرے

اور خون دارا کا طالب ہوا اسیطرح جب سفر ہندوستان سے مراجعت
کی فوج مین دو گروہ کرکے آپسمین مناقشہ ومنازعہ کرادیا تا حالت بیکاری
مین آمادۂ فساد نہ ہوجائین — پس بادشاہ جہان پناہ کو لازم ہے
کہ ہمیشہ رعیّت کے احوال پر نظر کرتا رہے اور حسب مناسب افکار صائب
کرکے مصلحت وقت کو تلاش کرے اور اوسی کے مقتضا پر احکام جاری کرے
برعایت عدالت وانصاف یعنے مصلحت وقت وعدالت کو برابر
لازم وملزوم سمجھتا رہے مگر چند شرطون کے ساتھ شرط
اوّل یہ کہ اقسام ودرجات مخلوقات کے از روے افعال واعمال
قایم کرتا رہے اور ہر ایک کی مناسبات ولوازم کو ملحوظ رکھے جسطرح بدن
انسان مین عنصر چار ہین اقسام آدمیون کے از روے خصوصیّت و
مناسب بھی چار ہین قسم اوّل اہل قلم یعنے صاحبان احکام
فیصلہ کنندگان قضایا اہل کتابت وانشا اہل حساب وہندسہ
منجمین و اطبا وغیرہ کہ کام سلطنت کا بے انکے نہین سکتا اور مملکت
کی حالات وحسابات بے انکے معلوم نہین ہوسکتے — پس یہ
پانی کی طرح دخیل ہین اور قوام سلطنت انہین کے سبب سے درست ہے
قسم دوم اہل شمشیر لڑنے بھڑنے والے دشمن سے مقابلہ کرنیوالے
سپاہی سوار وغیرہ — اس گروہ مین وہ لوگ بھی داخل ہین جو بنا بر

حفاظت و حراست خزانہائے شاہی و بنا بر اظہار ہیبت و جلالت
و اعانت ملکی معین ہوں جنکے ذریعے سے تعمیل احکام ہوتی ہو۔
یہ مثل آگ کے ہیں کہ باعث روانی خون بدن و بقائے حرارت غریزی
ہے حرارت و گرم خوئی بھی انکو لازم ہے۔ قسم سوم اہل معاملہ یعنے
تجار کہ امتعائے تجارتی و اسباب ضرورت خلق کو ایک مقام سے
دوسرے مقام پر پہونچاتے ہیں اور ارباب صناعت و پیشہ وران
کہ اگر یہ نہوں تو راحت بلکہ بقائے شخصی اور بقائے نوعی انسان کی
ممکن نہو یہ لوگ بمنزلہ ہوا کے ہیں کہ باعث دفع بخارات کثیفہ ہوتی
ہے اور روح حیوانی کی محرک ہے۔ قسم چہارم اہل مزارع یعنے
زمیندار کاشتکار وغیرہ جو قوت بنی آدم کا پیدا کرتے ہیں مادہ بقائے انسانی
کے معین ہیں انکی مثال خاک سے ہے کہ مادہ خلقت جسمانی ہے۔
پس جسطرح عناصر کے گھٹنے بڑھنے سے اعتدال میں فرق آتا ہے
اسیطرح غلبہ ایک قسم کا دوسری قسم پر موجب فساد مملکت ہو جاتا
ہے جسکا کام حسن تدبیر کا ہے اوسیقدر اوسکو فضیلت بھی ہے۔
بعض حکما کہتے ہیں کہ فضیلت انکی اس تفصیل سے ہے اصحاب فلاحت
و کشتکار مددگار اعمال ہیں یعنے انکا عمل ملک کو مدد دیتا ہے
اصحاب تجارت معین اموال ہیں انکے مال کے ذریعہ سے سلطنت کو

فائدہ پہونچتا ہے امرا و حکام اپنی آرائے صائبہ سے مدد کرتے
ہین اصول و قواعد از روئے حقیقت کے بتاتے ہین حیثیت
اجتماعی تمدن کو قائم کرتے ہین **شرط دوم** یہ کہ بادشاہ تمام
اہل مملکت پر نظر از روئے تمدن کے کرے اور ہر ایک کے مرتبے
مین اوسکی حالت تمدنی کے شرائط کو ملحوظ رکھے — اور اونکی پانچ
صنفین ہین — **صنف اول** کے وہ لوگ ہین جنکی طبیعت مائل
بخیر ہے اونکی نکوئی کا اثر دوسرون تک پہونچتا ہے اخلاق حمیدہ
سے متصف ہین یہ لوگ کل اقسام سے بہتر ہین جوہر خلقت اونکا
خلاصۂ آفرینش ہے انہین کے وجود سے انتظام عالم قائم ہے
پس بادشاہ کو بھی سب سے زیادہ انہین کو مقرب رکھنا چاہیے کہ انکے
افکار سے بہت بڑی اعانت بادشاہ کو ملتی ہے انکی تعظیم و توقیر مین
کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا چاہیے بلکہ اونکو بجائے رؤسا و دیگر
خلق کے شمار کرنا چاہیے **صنف دوم** کے وہ لوگ ہین جو مائل الی الخیر
تو ہین اور اخلاق سے بھی متصف ہین مگر نکوئی اونکی اونہین تک رہتی ہے
دوسرون مین سرایت نہین کرتی انکی بھی تعظیم ذاتی کرنی چاہیے مگر انسے
مملکت کو زیادہ فائدہ نہین پہونچتا **صنف سوم** کے وہ لوگ ہین
جو نہ نیک ہین نہ بد ہین از روئے طبیعت کی — اونکو محفوظ رکھنا چاہیے انکی تربیت مین

جلسۂ ششم آئین سلطنت وحسن معاشرت

۴۹۰

سعی کرنا چاہیے کہ یہ بھی قسم دوم مین داخل ہوجائین صنف چہارم کے وہ لوگ ہین جو شریر بالطبع ہین مگر شرارت اونکی دوسرون مین اثر نہین کرتے انکے مرتبے کو گھٹانا چاہیے بلکہ مواعظ وزجر وتنبیہ ومرغبات ومبشرات سے آمادہ ترک شرارت وحیاء اکتساب خیر کرنا چاہیے اگر آمادہ ہوگئے توسبحان اللہ ہو المراد نہین تو ایسے دوری اختیار کرنی چاہیے صنف پنجم کے وہ لوگ ہین جو شریر بالطبع بھی ہین اور شرارت اونکی دوسرون مین اثر بھی کرتے ہے یہ سب سے بدترا ور باعث فتنہ وفساد وہلاکت ہین انکی اہانت ورسوائی مین کوئی دقیقہ نا مرعی نہ رکھنا چاہیے یہ بدترین آفرینش ہین یہ بالکل قسم اول کے مخالف اور ضد ہین مگر اس گروہ کے اشخاص مختلف ہوتے ہین اگر ایسے ہین کہ زجر وعتاب وتہدید وتنبیہ واجراے حدود وسزا سے باز آتے ہین تو انکی اصلاح کرنی چاہیے ورنہ اونکے شر وفساد سے خلق کو محفوظ رکھنا چاہیے اس حفاظت کی بھی کئی قسمین ہین (۱) حبس یعنے گھر وہ یہ ہے کہ ایسی تدابیر کرے کہ یہ اہل مدینہ سے خلوط نہ ہونے پائین یعنے شہر سے نکال دے (۲) یہ کہ قید کرکے اونکے تصرفات بدنی سے اونکو باز رکھے (۳) یہ کہ

اگر اس پر بہی خوف اونکے شر وفساد کا ہو تو اپنی مملکت سے باہر کردے (سوم) اگر اس سے بہی زیادہ اونکے شر ورسے خوفناک ہو تو اونکی سزا مین حکمائی اخلاق کا اختلاف ہے بعض کا حکم یہ ہے کہ بالکل نیست ونابود کردے یعنے تیغ آبدار سے سزا دے بعض فرماتے ہین کہ نہین تلف نفس نہ کرے مگر کسی ایسے عضو کو کاٹ کر بیکار کردے جسکی شرارت ثابت ہو جیسے ہاتھ پاؤن زبان وغیرہ یا کسی حس کو باطل کردے جیسے آنکھین نکال لینا یا کانوں مین سیسا پلادینا مگر قتل نہ کرنا چاہیے خلاصہ ان سبکا یہ ہے کہ جسطرح کی سزا سے اونکے شر سے امان ملے وہ کرے مگر ممانعت قتل کی اسوجہ سے ہے کہ ہر چند وہ شریر ہے مگر آخر انسان ہے آثار حکمت حضرت حق سبحانہ و تعالےٰ اوسمین پائے جاتے ہین اوسکا عمداً مٹانا خلاف عقل وحکمت ہے الا اوسوقت مین جب وہ خود ایسے فعل کا مرتکب ہوا ہو یا ابقاء اوسکا مضر بقاء نوعی خلق ہو اور عام خلقت کو ضرر کلی پہونچائے تو ایسی صورتین فنائی کلی کا مضائقہ نہین مگر باایہمہ بعض حکما احتیاط کا حکم دیتے ہین اور حبس دوام کی سزا تجویز کرتے ہین بہرطور قاعدہ کلی اس قسم کی سزاؤن کا یہ ہے کہ پہلے نظر عموم مصلحت مخلوقات پر کرنی چاہیے اوسکے بعد حیثیت

خصوصیت کو دیکھنا چاہیے جیسا طبیب مریض کے پہلے تمام
اعضا پر نظر کرتا ہے پھر نظر جزئی ہر عضو پر کرتا ہے اگر دیکھتا ہے
کہ کوئی عضو فاسد ہو گیا ہے کہ اوسکا فساد دیگر مقامات و اعضا
تک سرایت کرتا ہے تو اوسکا قطع مناسب جانتا ہے اگر سرایت
اوسکی دیگر اعضا تک نہین معلوم ہوتی تو قطع پر جرات نہین کرتا
شرط سوم یہ ہے کہ جب اقسام مخلوقات کو از روے اعمال
و از روے تمدن دیکھ چکے تو اوسوقت مین بحسب مراتب تقسیم الطاف
خسروانی کرے جسکا جو مرتبہ ہو اوسکے موافق عطا فرماے کمی
بیشی کو خیال رکھے اسواسطے کہ ہر شخص کا استحقاق از روے
مراتب کے ہے اگر کمی کریگا تو اوسکے حق کو ادا نہ کریگا اگر زیادتی
کریگا تو دیگر حقوق ضایع ہونگے جب مراحم خسروانی و عنایات
سلطانی سے سرافراز کر چکے تو اوسکی حفاظت کے لئے فکر کرے تاکہ
عطیہ شاہی کو لوگ ضایع نہ کردین اور اوسکو ضرر نہ پہونچائین اگر کسی
حادثہ سے اوسکا نقصان ہو جاے تو بقدر ضرورت اوسکو پھر ذیل
مستحقین مین شمار کرکے دوبارہ بدل و عطا کرے اور عطیہ فرمانے مین ضرورت
معطی الیہ کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے تاکہ عطیہ بے محل واقع نہو مثلاً
کسی کو روپیہ کی ضرورت تھی اور اوسے خلعت عنایت ہو

تو اوسمین اوسکا ہرج و نقصان ہوگا اسیطرح سزا دہی مین بہی مقدار جور کے موافق سزا دینی چاہیے اس لیے کہ اگر زیادتی کریگا تو خود اپنے مقدار زائد کا مستحق ہوگا اوسکے روبرو جو اوسکا حاکم ہے اور کمی کریگا تو اوس شخص کے حقمین خیانت ہوگی اور وہ بہی خلاف عدالت ہے اسوجہ سے کہ جو اپنی طرف سے تو یہ اوسکو سزا دیتا ہی نہین بلکہ بسبب ایذا رسانی خلق کے سزا اوسکے مکافات مین دیتا ہے تو گویا وہ حق ہے اون مظلومون کا پس اس ظالم پر اوس حق کا نہ ادا کرنا جور ہے اونہیں اسیوجہ سے حکما فرماتے ہین اگر کسی نے کوئی گناہ کسی کا کیا اور بادشاہ نے اوسکو عفو کردیا تو اوسکے عفو کرنیسے وہ بری الذمہ نہین ہوتا بلکہ جبتک معاوضہ بالمثل نہوگا عدل پورا نہوگا بلکہ اگر ورثا اوسکے عفو کرین توبہی وہ گناہ اوسکے سر سے نہین اوترتا بلکہ اگر وہ مظلوم خود عفو کرے توبہی ازروے عدالت وہ بری نہین ہوتا اس لیے کہ یہ عفو اوسکا علیحدہ اک ذاتی احسان ہے اسکے اوپر معاوضہ اوسکے ظلم کا تو ظاہر نہین ہوا انتہا یہ کہ مسئلۂ احسان مین جاکر اوس سے درگذر کیجاے **شرط چہارم احسان** ہے پس معلوم ہونا چاہیے کہ بعد عدالت کے سلاطین کیواسطے احسان سے بڑہکر کوئی چیز نہین ہے احسان کے معنے ہین کہ زائد از مقدار عدالت ازروے ترحم و

و شفقت بادشاہ معاملت کرے تفضلات شاہی و ترحمات جہان
پناہی سے خلعت سرافرازی عطا فرمائے کہ یہ بھی نہایت مفید آمر
واسطے استمالت و توجہ قلوب و وابستگی دامن دولت و شہریاری کے
یہی وہ چیز ہی جو باعث تسخیر قلوب ہوتی ہے آخر کو خلوص محبت پیدا
کر دیتی ہے حکایت کتب تاریخ مین ذکر احوال قطب الدین امیر تیمور
گورگان اوائل سنہ ہجری مین لکھا ہے کہ توقتمش خان ازبک نے
کئی مرتبہ امیر تیمور سے معرکہ آرائی کی ہر مرتبہ پسپا ہونے پر طریق
عجز وانکسار اختیار کیا اور امیر نے توجہ دوسری جانب کی پھیر
اوسنے تمرد واستکبار کیا تا اینکہ چار مرتبہ ایسا ہی اتفاق ہوا جب
چوتھی مرتبہ امیر نے تسلط پھر حاصل کیا اور راہ چارہ توقتمش خان
مسدود ہوگئی پھر التجا والحاح کی امیر نے بمقتضاے ہمت شاہانہ پھر
عفو تقصیرات سابقہ کرکے تاج بخشی کی اس احسان بکرر کا نتیجہ ہوا کہ
پھر توقتمش خان ازبک کو ایسا خلوص حاصل ہوا کہ مسافرت دشت
قبچاق مین وہ وہ جانفشانیان اور خیرخواہیان کین کہ دوسرے کے
امکان سے باہر تہین پھر کبھی تمرد نہین کیا الحاصل احسان عجب چیز
ہے کہ خود بخود انسان کو مطیع و فرمان بردار کر لیتا ہے کیسا ہی متمرد
دشمن ہو ضرور گردن جھک جاتی ہے دشمنی و عداوت کو ترک ہی کر دیتا ہے

متعلقات عدالت

سلاطین عظام و شاہان ذوی الاحتشام کیواسطے سب سے بڑا عدالت و حکمت کا عمدہ طور سے قایم کرنا ہے کہ اسی سے نام نیک تابقائے دہر باقی رہتا ہے جب کوئی شخص اوسکا ذکر خیر سنتا ہے مدح و ستایش کرتا ہے جسطرح ہیئت جسمانی و صورت انسانی بغیر تصرف طبیعت کے بیکار ہے اوسیطرح تصرف بغیر قوت جوہر نفسانی کے اور نفس بے عقل کے رائیگان ہے پس ملک بے حکومت کے حکومت بے حکمت کے حکمت بے معدلت کے قایم نہین ہوسکتی اگر حکمت نہ ہو تو جہل لازم آئی جہل سے ظلم ہو ظلم سے ملک غیر منتظم ہو بدنظمی سے معیشت مین فرق آئے فساد معیشت سے رعیت تباہ ہو تباہی رعیت سے مملکت ویران ہوجائے سلطنت پر زوال آئے تو عدالت کا قایم کرنا گویا سلطنت کا قایم کرنا ہے پس اصول کلی عدالت کے کسیقدر سابق مین گزارش ہوچکے اب اس مقام پر فقیر متعلقات عدالت کو عرض کرتا ہے اور وہ چند امر ہین اوّل حاجات مردم کا سماعت کرنا اور

حتی الامکان حاجت روائی میں کوشش کرنا دوم چغلی مفسدہ پردازی درا اندازی پر کوئی کان نہ سننا اگر سننا ہی تو اوسکی تحقیق و توثیق فرمانا خواہ بظاہر خواہ باخفا سوم مخلوقات خدا کو اپنے فیض و کرم کا امیدوار کرنا چہارم ہیبت و خوف کا قلوب عباد میں مستولی رکھنا پنجم دشمنوں کے دفع کی تدبیر کرنا خواہ درگاہ سلطانی سے اونکو واسطہ ہو خواہ رعایا سے ششم راہوں کو اور کاروان سراؤں کو محفوظ رکھنا مسافرون کے واسطے امن و آسائش بہم پہونچانا ہفتم حدود مملکت کا محفوظ کرنا غنیم کے تصرف سے ہشتم صاحبان ہیبت یعنے سپاہ فوجی ملازمین کو معزز و مکرم رکھنا اونکی رضا جوئی کو ملحوظ خاطر رکھنا نہم اہل فضل و کمال سے اختلاط و ملاطفت فرمانا دہم حکمت اخلاق خصوصًا حکمت تمدن کی اشاعت کرنا یازدہم ذاتی لذتوں کو اندازہ اعتدال نہ پسند فرمانا بلکہ حظ قلبی کو رعایا کی بہبود و فلاح کے متعلق سمجھنا دوازدہم غلبہ و قہر سے حذر فرمانا اور بلا ضرورت طلب کرامت سے بھی احتیاط کرنا سیزدہم کسیوقت میں تدبیر امور مملکت و سیاسات سلطنت و ترویج قواعد عدلت سے خالی نہ رہنا چہاردہم قوت لشکری

سے قوت فکری کا زیادہ ہونا اور اول امر مین ہر چیز کے نتیجے پر
غور فرمانا کہ عواقب امور واضح ہو جائین یازدہم اسرار باطنی
وارادات قلبی کو بغیر وقت ضرورت ظاہر نفرمانا اسلیے کہ اگر دلکی
بات دلہی مین رہیگی اور مثلاً وقت اوسکا باقی نہ رہا تو منقصت لازم
نہ آئیگی بلکہ کہدینے سے یہ خوف ہے کہ مبادا کوئی اس امر کی
اطلاع ایسے اشخاص سے کر دے جنکو ضرر پہونچتا ہو اور وہ سنکر
ہوشیار ہو جائین یا کہکر ہر بات کی تیچ کرنی پڑے بلکہ بقدر احتیاط
کرنی چاہیے کہ اصل راے کو کوئی از روے تفرس بھی دریافت
نکر سکے جیسے عالمگیر اور حلال خور کی حکایت مشہور ہے —
شانزدہم ہر امر مہم مین تقویت راے بہم پہونچانا اور اہل الراے
سے مشورہ لینا ہفتدہم اوضاع مدینہ کو قایم رکھنا یعنے جو طریقہ
مراسم وآداب کا اونمین چلا آتا ہو بشرطیکہ مخالف حکمت وتمدن
کے نہو اوسے جاری رکھے اور تغیر اوسکا بغیر ضرورت پسند نکرے
اسلیے کہ پابندی مراسم بھی عمدہ سبب بقاے نظم مملکت کا ہے
کسواسطے کہ پرانی طریقے سے قلوب مانوس ہو جاتے ہین اور
اوسکی مخالفت کو پسند نہین کرتے نیا امر گوارا نہین ہوتا طبیعت
اونکی اوبھتی ہے اور آخر آمادہ مفسدہ پردازی ہو جاتے ہین ہیجدہم

زمام حل و عقد کو اپنے ہاتھ مین نہ سمجھنا یعنے یہ خیال کرکے کہ جو ہم چاہینگے
گے اوسیطرح رعیت کرنے لگےگی اپنی خواہش و رغبت کے موافق
احکام جاری نہ کرنا چاہیے بلکہ خود بادشاہ کو بھی اوسیطرح پابندی
اور مجبوری احکام سے ہونی چاہیے جیسے عام خلقت کو ہوتے
ہے الا اختلاف حیثیت مین ۔ اسلیئے کہ جسوقت یہ خیال اذہان
ملوک مین راسخ ہوجائیگا مخالفت جمہور خلق پر جرءت کرینگے وہ
جرءت مخالف طبیعت واقع ہوگی مفاسد عظیمہ برپا کریگی فوز دہم
تجسس حالات ملکی و کیفیات عمال کیواسطے مخبر اور پرچہ نویس مقرر کرنا
اور اونکی صحت بیانی کا اہتمام کرنا بستم حالات سلاطین نیک آئین کا
سماعت فرمانا اور اونکے حالات کا اثر اپنی طبیعت مین پیدا کرنا ۔
بست و یکم لشکر کا کثرت سے بہم پہونچانا اور اونکی چستی و چالاکی
و آمادگی کے افکار کرتے رہنا بیست و دوم مجمع خلاف مصلحت کو
افکار شایستہ سے توڑنا اور اتفاق نیک قایم کرنا بیست و سوم
حوادث مملکت کے حقیقتون کو دریافت فرمانا اونکے انسداد
کی کوشش کرنا بیست و چہارم عوام الناس اور لڑکون
بچون کی تقریرون کو سننا اوس سے استفادۂ کلیات فرمانا ۔
بیست و پنجم ہر قسم کے ادنے و اعلے لوگون کی درخواستون اور

عرضیون کا سماعت کرنا اور نیک و بد پر غور کرنا بلیست و ششم دوستون کے بڑہانے کی کوشش اور اونکے ثبات قایم رکھنے کے وسیلے بہم پہونچانا بلیست و ہفتم دشمن سے لطف و مدارا کرنا اور اونکے دوست کر لینے کیواسطے بذل و عطا فرمانا جیسا کہ سکندر کے اقوال سابق مین عرض کیے گئے بلیست و ہشتم حتی الامکان صلح و آشتی کرنا اور جنگ و جدال سے پرہیز کرنا اسلیے کہ بغیر ضرورت شدید کے ہزار ہا جانون کا تلف کرنا بہت سے انسانون کا خون بہانا خلاف حکمت ہے ہان اوسوقت مین بیشک ضرور ہے جب عرض و آبرو و دولت و ملت مین فرق آتا ہو یا اخلاق نیک کے جاری کرنے مین تشدید و تنبیہ کی ضرورت ہو —

قتال و جدال

پس جاننا چاہیے کہ مادہ قوت قتال و جدال کا اکثر غضب سے ہوتا ہے اور غضب کی مذمت اور تدبیر اوسکے زوال کی جلسۂ اول وسوم مین گذارش کیجا چکی ہے ہان کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ صفت شجاعت یا صفت عفت یا حکمت یا عدالت باعث آمادگی جنگ و معرکہ آرائی ہو جیسے کسی ظالم کے ظلم کے رفع کرنے مین امداد کرنا

اور مظلوم کی اعانت مین سعی و کوشش کرنا کہ از روے شجاعت ضروری
ہے اور عفت اسطرح سے سبب مقابلہ و مقاتلہ کا ہوجاتی ہے جیسے
کوئی شخص اسکے اہل و عیال و آبرو مین تعدی کرنا چاہتا ہے اور
کوئی تدبیر حفظ آبرو کی اسکے امکان مین نہین ہے تو ناچار پہر
ہما نعت ہوگا اور آخر نتیجہ خونریزی کا حاصل ہوگا اور عدالت باعث
تلف جان اوسوقت مین ہوتی ہے کہ جب وعظ و نصیحت اخلاق
بد کے زایل کرنیکو کافی نہین ہوتی اور تہدید و تنبیہ اور اجراے حدود
کی ضرورت ہوتی ہے بہر طور بغیر ضرورت عقلی کے خون ناحق محض
اپنے غیظ و غضب مین نکرنا چاہیے جہانتک ممکن ہو تدابیر شایستہ
سے زوال منازعت کا کرے اگر کوئی تدبیر بجز آمادگی جنگ و ستیز
نہ بن پڑتی ہو تو اوسوقت مین نہایت حزم و احتیاط کے ساتھہ
معرکہ آرائی کرے اگر پہلے ہی حملے مین دشمن بہاگ نکلے تو دوسرے
حملے کا ارادہ نکرے بلکہ اگر ظفر یاب ہو تو اون لوگون سے بہی اوسکے
برسر مخاصمت نہو جنہون نے اسکی اعانت سے پہلو تہی کی تہی
یا غنیم کے امداد مین اونکی آمادگی ظاہر ہوئی تہی اسوجہ سے کہ شاید
ان لوگون کو کسیطرح کی قوت حاصل ہوجاے تو بنی ہوئی بات بگڑ
جاے گی اسوجہ سے سلاطین کو خود معرکہ مین تشریف لانا اور نفس

نفیس سے معرکہ آرائی کرنا بھی مناسب نہیں ہے اسلیے کہ اگر بادشاہ
کے روبرو سے فوج بھاگ جائیگی پھر اوسکا تاب مقاومت لانا بہت
مشکل ہے اگر بادشاہ موجود نہوگا تو ممکن ہے کہ دوبارہ فوج آمادگی
کرسکے اور دشمن پر ظفریاب ہو یا ہمراہ رکاب شاہی لڑنے کی
ہوس باقی رہے پس فوج کا افسر اوس شخص کو کرنا چاہیے جسمین یہ
تین صفتین موجود ہون پہلی صفت یہ ہے کہ شجاع اور بہادر قوی
ہیکل و توانا صاحب قوت و صولت ہو تاکہ رعب اور دباؤ بھی فوج پہ
رکھے دوسری صفت صاحب تدبیر ہو افکار صائب کرسکتا ہو
تاکہ اگر موقع کسی حیلے یا تدبیر کا آجائے تو اوسوقت مین اپنی فکر سے
نہ چوکے اسلیے کہ الحرب خدعۃ مشہور ہے تیسری صفت
آزمودہ کار ہو لڑائیان لڑے ہوے تجربہ حاصل کیے ہوے ہو
نشیب و فراز جنگ سے آگاہ ہو تاکہ کسیطرح کی غلطی واقع نہو اور
جو مقصود اصلی لڑائی کا ہے حاصل ہو جائے۔ اسیوجہ سے حکیم
اردشیر بابکان کہتا ہے کہ جبتک تازیانہ سے کام نکل سکے لاٹھی
مارنے کی کیا ضرورت ہے فقط رعب اور ہیبت سے اگر دشمن
بھاگ جائے تو تلوار کھینچنے کی کیا حاجت خلاصہ یہ کہ جہان تک
ممکن ہو لڑنے اور خون ناحق کرانے سے پرہیز کرے جیسے اطبّا

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

کہتے ہین کہ آخر معالجے مین داغ دینا چاہیے یا قطع کرنا چاہیے اسیوجہ سے
عقلا نے لڑائی مین جھوٹ بولنا اور مکر و فریب کرنا جائز سمجھا ہے
مگر بے ایمانی کو کسی حالت مین جائز نہین جانتے — عمدہ طریقہ
لڑائی کا یہ ہے کہ دشمن کے حال پر اطلاع بہم پہونچائے اوسکی تعداد
فوج اور اوسکے ارادات قلبی سے آگاہ ہو رہے جاسوس لگائے
رہے خبرین منگاتا رہے تاکہ اوسکے ارادون سے آگاہ ہو کر قبل از
وقوع واقعہ انسداد کر سکے جیسے تاجر ہمیشہ لوگون کے پسند کو دریافت
کر لیتا ہے جیسے سودا منگاتا ہے اور مقصود اوسکا ہمیشہ تحصیل
منفعت ہے اسیطرح بادشاہ کو جنگ و جدال مین اپنے مقصود
پر نظر رکھنی چاہیے اگر کسی تدبیر سے کام نکل سکے تو ہرگز فوج کشی
نکرنا چاہیے — حکمائے مجرب کہتے ہین کہ قلعہ و حصار و خندق مین
محصور نہونا چاہیے مگر بدرجۂ مجبوری اسوجہ سے کہ قلعہ مین محبوس ہو کر
اپنے ہاتھہ پاؤن بندھوا دیتا ہے اور دشمن کے اختیار مین آجاتا ہے
اور دشمن کو کبھی حقیر نہ سمجھنا چاہیے اگرچہ سپاہ مین قلیل ہو قوت
مین کم ہو اور کبھی معرکہ مین غصہ نہ آنا چاہیے بلکہ صبر و تحمل کے ساتھ
لڑنا چاہیے کہ غصے سے انسان گھبرا جاتا ہے ہاتھہ پاؤن پھول جاتے
ہین کچھہ بنائے نہین بنتا جب ظفر حاصل کرے فتح نصیب ہو تو بھی

تدبیر سے غافل نرہے فوج کی آراستگی مین کوتاہی نکرے جنہون نے ثبات
و استقلال اختیار کیا اور ہوش و حواس سے لڑے ہون داد جوان
مردی و بہادری دیہوا اونکو خلعت و انعام سے سرافراز کرے
اور جو مارے گئے ہون اونکے عیال کی پرورش کرے اونکے بچون پر توجہ کا
کوئی دقیقہ فرو گذاشت نکرے۔ یہ بھی فرماتے ہین اگر دشمن دست
قدرت مین آجائے تو اوسے قتل نکرنا چاہیے بلکہ اسیر و دستگیر
رکھنا چاہیے اگر موقع مناسب ہو تو خرچ جنگ حاصل کرکے
پھر تاج بخشی کرنی چاہیے اسوجہ سے کہ قتل سے کوئی فائدہ نہین
نکلتا بلکہ چھوڑ دینے سے ایک یہ بھی امید ہے کہ راہ راست
پر آجائے جیسا حکایت تیمور و توقمیش مین عرض کیا گیا۔
اسیوجہ سے جنگ مین تعصب کے استعمال کی ممانعت کی
گئی ہے۔ تاریخ الحکما مین تحریر کرتے ہین کہ سکندر نے
کسی شہر پر تسلط حاصل کیا تھا اور کل رعایا کو زیر تیغ کرکے
عمارت و مکانات پسپا کر دیے تھے جب یہ خبر اوسکے استاد
ارسطاطالیس کو پہونچی اوسنے ایک نامہ عتاب آمود سکندر کو
لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ اگر قبل از تسلط اختیار درگذر
نہ تھا تو بعد تسلط پھر اونکے درپے ایذا رسانی ہونا کسوجہ سے تھا

اگر وقت مقابلہ ومقاتلہ وہ تیرے برابر تھا تو بعد ہزیمت وہ تیرا مدمقابل نہیں ہے پھر اپنے زیردست پر دست تعدی دراز کرنا ظلم ہے یا نہیں سلاطین کو ایسی حالت میں عفو ودرگذر فرمانا چاہیے کہ عفو وکرم حالت قدرت واختیار میں بہتر ہے نہ حالت مجبوری میں بقول سعدی سہ تواضع زگردن فرازان نکوست + گدا اگر تواضع کند خوئے اوست + تفصیل اسکی سیر ملوک دیکھنے سے واضح ہوگی —

مشورت

سوال — عادل شاہ نے بعد سماعت لوازم عدالت وآداب ملوک فرمایا کہ حکیم صاحب آپنے لوازم عدالت میں یہ بھی فرمایا ہے کہ بادشاہ کو باہم مشورہ کرنا چاہیے اور رائے لینی چاہیے اگر مناسب ہو تو شرائط مشورہ بھی بیان فرمائیے جواب — حکیم صاحب نے عرض کی جہان پناہ چونکہ طبائع اکثر سلاطین کی بالذات علیہ کو پسند کرتے ہیں جیسا مفصلاً فقیر گذارش کر چکا وہ کسیکو اپنا شریک کرنا رائے وتدبیر میں پسند نہیں کرتے اسوجہ سے حکمائے اخلاق اس مطلب کو کم تر ذکر فرماتے ہیں فقیر نے بھی اختصار

مناسب جانا تھا مگر درحالیکہ طبیعت حضور کی متوجہ معدلت
پناہی و تحصیل کمالات حکمت اخلاقی ہے فقیر مفصلاً عرض کرتا ہے
قبل اسکے کہ مشورہ لینے کے طرق اور اقسام عرض کروں ضرورت
مشورہ کا عرض کرنا لازم ہے — یہ تو حضور پر خوب ظاہر
ہوچکا ہے کہ انسان ہر قسم کی معاونت کی خواہش طبیعی رکھتا ہے
اور اختلاف طبائع انسانی کا بیان بھی مکرر گذارش کیا گیا ہے —
اقسام اجتماعات کی تمہید میں اختلاف خاصیت افراد انسانی
و اجتماعات انسانی بھی ظاہر ہوگئی کہ جو کام جماعت سے
نکلتا ہے ایک شخص کے کرنے سے نہیں ہوسکتا — تو غرض اس تمام
بیان تمدن سے یہی ہے کہ ہر گروہ اور ہر فرقہ باہم ملکر ایک رائے
ہوکر کام کریں اور ایک کی رائے و تدبیر سے دوسرے کو قوت حاصل ہو
جب ہر گروہ کیواسطے یہ امر لازمی ہے تو اوس شخص کو سب سے زیادہ
ضرورت اسکی ہوگی جو کل کا رئیس ہوگا انتظام عالم اوسکے دست
قدرت و اختیار میں ہوگا تاکہ انحراف رائے سے نظم عالم میں خلل
واقع نہو اور کسی قسم کے سوء تدبیر دامن لوث بادشاہی و جہان
پناہی تک پہونچنے نپائے پس بیان ضوابط و قوانین قوت رائے
و تدبیر کا چند صورتوں کے متعلق ہے اوّل یہ کہ کن لوگوں سے

قوت رائے بہم پہنچانی چاہیے اور اونکے شرائط و حدود کیا ہین
پس اہل الرائے کیواسطے سات شرطین ہین پہلی شرط یہ ہے
کہ جسقدر جماعت مشورہ کیواسطے بہم پہونچائی جائے اور رائے
اونکی دخیل نظم مملکت ہو اون سب کو اقسام صناعتہاے
شریفہ مین سے ہونا چاہیے جسکی تفصیل جلد اول تدبیر منزل اسباب
داخل مین مفصل عرض کیجا چکی ہے یعنے صاحبان محاسن اخلاق
ہون افکار صحیح رکھتے ہون اوسکے علوم متعلقہ جنکی بنا محض دفع
اغلاط فکری کیواسطے کی گئی ہے جانیوالے ہون جیسے منطق وغیرہ
نفوس اونکے خباثت رذائل سے بری ہون صفات حکمت و شجاعت
و عفت سے متصف ہون تجربیات اونکا ازروے واقفیت
سیر ملوک و حکما کامل ہو چکے ہون جیسا ابھی متانت رائے
مین عرض کر چکا ہون مگر کچھ یہ ضرور نہین ہے کہ سب کے سب
اس فضیلت سے متصف ہون بلکہ کچھ لوگ ایسے بھی ہونے
چاہیے جو صنایع شریفہ کی قسم دوم و سوم مین شمار کیے جاتے
ہون جیسے ادبا و اہل قلم وغیرہ یا اصحاب ہیبت و روساے
افواج نظامی کہ اکثر نظام ملکی و منازعات سرحدی و تصحیح حسابات
و تحریر مراسلات مین انکی رائے کی بھی ضرورت ہوتی ہے

دوسری یہ کہ عالی ہمت صاحبان ارادہائے بلند ہوں یعنے علاوہ
ان کمالات کے ہمتیں اونکی پست نہوگئی ہوں بلکہ ہر وقت اونکا
یہی خیال ہو کہ اگر ہم افکار شایستہ و تدابیر بایستہ کو صرف کریں
تو ممکن ہے کہ تمام روے زمین کو اپنے بادشاہ عدالت پناہ کا
مطیع و فرمان بردار کردیں جیساکہ خصائل سلاطین میں عرض کیا گیا
اسواسطے کہ جب بڑے رائے و تدبیر شاہی انہیں کے مشورہ پر منحصر ہے تو اونکی
عالی ہمتی سے اعلی حضرت شہریاری کی ہمت کو قوت و توانائی
ملتی ہے مثل مشہور ہے ۔ لڑے سپاہی نام سردار کا ۔ کاٹے
وہار نام تلوار کا تیسری خیرخواہ دولت وہی خواہ سلطنت ہوں
یعنے ہمیشہ اونکی نیت اسی بات پر متوجہ ہو کہ ایسے اراو افکار بہم
پہونچاے جنسے انتظام مملکت استوار رہے اور روز بروز حسن و
خوبی بڑھتی جاے رعایا خوشحال رہے ملکا سب میں ترقی ہو
زراعت و دیگر صنائع و حرفات میں زیادتی ہو آمدنی ملک کی
بڑھ جاے مملکت سبز و شاداب رہے یعنی رعایا و سرکار شاہی
دونوکی خیر منانے میں اور دونوں کی بہبودی و فلاح کے طالب
چوتھی صابر و متحمل ہوں ذراسی برہمی یا خدانخواستہ خرابی ملکی
یا مفسدہ سنکر گھبرا نجائیں عقل و حواس باختہ نہوجائیں ہمیشہ

استقلال مزاج مین کامل و استوار رہین بلکہ ایسے اوقات مین زیادہ آمادہ و مستعد ہو جائین کہ انتشار و اضطرار سے ایسا ہو طبع ہمایون شاہی مین اثر پیدا ہو یا پچین غرض صحیح رکھتے ہون یعنے اپنی مطلب کے یار نہون اپنی منفعت کے طلبگار نہون بلکہ اگر خود اونکے منفعت کے بارے مین مشورہ لیا جائے تو بھی بادشاہ کے حسب مصلحت رائے دین اپنی جان و آبرو کا مطلق خیال نکرین بلکہ اگر خود اونکے نفس سے سوال کیا جائے تو اپنے معائب کو آپ بیان کردین **مثال** لکھا ہے کہ ایکروز امرؤالقیس ثقفی والد ماجد حضرت مخدرۂ علیا جناب اُمّ لیلا والدۂ حضرت علی ابن الحسین الشہید نے آکر خدمت امیرالمومنین مین عرض کی کہ غلام ایک امر مین مشورہ لینیکو حاضر ہوا ہے عقیدت کیش یہ چاہتا ہے کہ اپنی لڑکی کو حسنین علیہما السلام کی کنیزی مین حاضر کردے تو آپ کسکو ان دونو حضرتون مین میرے واسطے مناسب سمجھتے ہین حضرت نے فرمایا کہ یون تو دونو میرے پارۂ جگر نور نظر ہین کسکو ترجیح دون مگر تیرے حق مین مصلحت یہ ہے کہ حسینؑ کے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کر اسوجہ سے کہ حسنؑ اکثر طلاق دیتے ہین اور حسینؑ طلاق نہین دیتے تو تیرے واسطے وہی بہتر ہین پس باوجودیکہ حضرت

دونو صاحبزادے مساوی تھے دونو روح و جان تھے مگر حضرت
نے اظہار امر واقع مین بخیال حدود مشورہ کوتاہی نہین فرمائی
بلکہ جو اوسکے حق مین بہتر تھا بلا تردد فرمادیا چھٹی یہ کہ حالات ملکی
پر مطلع ہون اسرار سلطنت سے آگاہ ہون مصالح گذشتہ و آئندہ
کے واقف کار ہون اہل مملکت کے امزجہ سے آگاہی رکھتے
ہون تاکہ امر مشورہ طلب مین راے دینے کے وقت مصالح
کو پیش نظر رکھین جیسے طبیب تمام اعضاے بدن کے حالات
سے واقف ہوتا ہے تفصیلات امراض پوچھتا رہتا ہے
نسخون مین اوسکی رعایت کرتا ہے اگر کسی مرض کی طاری
ہوجانیکا خوف ہوتا ہے تو اوسکے انسداد کی فکر پہلے ہی سے
کرتا ہے تب علاج حالت موجودہ کا کرتا ہے اگر کسی مریض کو
فالج یا لقوہ کا عارضہ ہوگیا ہو تو بیس برس تک مبردات شدیدہ
کا استعمال نکریگا اگر مریض مسن و معمر ہوگا کبھی کافور نہ دیگا اگر
مریض کی قوت زیادہ دیکھیگا تو رادع کو ہرگز جائز نرکھیگا
اسیطرح مشیر کو بھی گذشتہ و آئندہ کی حالات مملکت پر نظر
کرنی چاہیے اگر سال دو برس کے بعد کسی مفسدہ کے پیدا
ہونیکی امید ہو تو اوسکی فکر اسوقت سے کرنا شروع کرے جتنی

رائین دین اون سب مین اوسکی رعایت برابر چلی جائے۔ اگر کبھی
کوئی حادثہ مملکت مین پیش آیا ہو تو اوسکا خیال رکھے اگر دشمن
کی قوت دیکھے تو کبھی جنگ و جدل پر کمر ہمت نہ باندہے بلکہ
صلح و آشتی و لیت و لعل کی انکار ہے وغیر ذلک سابق
راز دار و امانت گذار ہون آرائے سلطانی و افکار خسروانی
کو کسی سے بیان نکرین جو کچھ مجلس شورے مین منحتم ہو جائے اوس
سے کسیکو خبر نکرے ہو جہ سے کہ دیوار ہم گوش دارد شاید اوڑتی
اوڑتے خبر طاق بیٹھے تخالف تک پہونچ جائے دشمن کے کان بہر
تو ہوتے ہی نہین کہین سُن گُن پاجاے اپنی فکر و تدبیر مین مشغول
ہو وہ تو ہمیشہ گردش بر آوار رہتا ہے اپنا سبیتا سو چا کرتا ہے
جیسا بیان کیا گیا۔ اسکے سوا اور بہی شرائط ہین جو نہین قیاس ام
سے نکل سکتے ہین اور اسی کتاب سے پیدا ہو سکتے ہین ––
دوھم یہ کہ کسطرح مشورہ لینا چاہیے وہ بہی کئی طرح سے ہی
(۱) یہ کہ اگر موقع مناسب ہو تو خواہ بذریعہ تحریر خواہ بالمشافہ
خواہ بحیثیت مجموعی خواہ فرداً فرداً پہلے سے اوس امر
مشورت طلب کو واضح طور سے مفصل ظاہر کردینا چاہیے
تاکہ ہر شخص بہ نزدیک خود اوس امر کی ہر طرف کے پہلو او جواب

فوائد و نقائص سوچ کر ایک راے اپنے حسب مقتضاے وقت
قایم کر رکھے تاکہ بروقت استفسار کے زیادہ سوچنے کی ضرورت
باقی رہے مثلاً اگر کسی تذکرۂ علمی سے اوس مطلب کا ماخذ پیدا ہوتا ہے
یا تاریخ سلف میں اوسکا پتا ملتا ہے یا قواعد تمدن کے متعلق ہے
یا تجربیات حکما سے نکل سکتا ہے یا کسی قانون مجریہ کے مطالعہ
کی ضرورت رکھتا ہے یا اخبار و اکتشاف کے متعلق ہے یا کاغذ
دفتر کے دیکھنے کی حاجت ہے یا اسکے علاوہ اور کسی قسم کی تو اوس سے
مطمئن ہو رہے اور تجدید نظر اوسپر کرے تاکہ غلطی واقع نہو اور
رائے صائب عرض کر سکے (۲) یہ کہ اگر ایسا امر ہے جسمیں اجتماع
و حالت مجموعی کی ضرورت ہے تو ایکجا جمع ہونیکا حکم جاری
فرماے اور اگر فرداً فرداً راے لینے کی ضرورت ہے تو ہر ایک
سے علیحدہ علیحدہ بلاکر استفسار کرے یا بذریعہ تحریر
(۳) اسباب فراہمی حواس کو مہیا رکھے مثلاً اگر اجتماع یکجائی
کی ضرورت ہے تو ایک مکان وسیع مرتفع جسمیں نفوذ ہواے
لطیف کا زیادہ ہو سکے موسم گرما میں خنکی دیتا ہو سرما میں گرمی
بہم پہونچاتا ہو باغ سامنے ہو ایک جانب گلہاے رنگا رنگ
کی بہار ہو ایک طرف چشمہ و آبشار قمری کی رفتار بلبلوں کی

جھکار گلاب کی مہک لالہ کی لپک چاندنی کی چمک سبزہ کی
لہک سب اسباب فراغ بال آمادہ ہوں پھر اوسوقت دیکھے
دماغ کیا کام کرتا ہے کس پردیسے آواز سنا تا ہے کس آسمان
کے تارے توڑتا ہے کے ہزار برس کا آگا پیچھا سوچتا ہے جلسا
اکثر سلاطین کے مشورت خانوں کا حال سنا جاتا ہے نوشیروان
عادل کا باغ داد مشہور ہے جو آج تک کثرت استعمال سے بغداد
کہلاتا ہے ۔ (۴) جسوقت یہ مجمع اہل خرد جمع ہو جاوے
مہتمم ایک ایک مطلب کا آغاز کرے بسلسلہ ہر شخص سے استفسار
کرے جملہ فوائد و نقائص و سکی رائے کے ضبط تحریر میں لائے
امور متعلقہ کو یاد دلائے جب سب کی آرا جمع ہو جائیں
حضور جہاں پناہ میں پیش کرے آیندہ جو کچھ نتیجہ نکلے ۔
(۵) ایسی صحبت میں بہتر تو یہ ہے کہ سلاطین صاحب تمکین
خود شریک نہوں اسوجہ سے کہ شاید اونکا رعب شاہی بالغ
تقریر ہو اور آداب ملوکانہ سے حالت آزادی اون لوگونکی
جاتی رہے جدہر مرضی بادشاہی دیکھیں ہاں میں ہاں ملانا
شروع کر دیں بقول سعدی ؎ خلاف رائے سلطان رائے
جستن ✢ بخون خویش باشد دست شستن ✢ پیر عمل کرنے آگیں اگر

اگر بنا بہ استماع حالات و اطلاع فوائد و نقصانات جو ضبط تحریر
مین مشکل سے آسکتے ہین شریک ہوہی تو اوسوقت مین اون کو
آداب ملوکانہ سے باز رکھے خود بہی اونکا ہم شکل ہوجائے حتےٰ
خادم و حشم ملازمین و متعلقین سیاست بہی ہمراہ ہون جسطرح اون
لوگون کو اچہا معلوم ہو اور جسطرح اونہین اطمینان قلب حاصل ہو
بیٹہین اوٹہین اسوجہ سے کہ ذراسی بات مین حواس منتشر ہوجاتے
ہین اوسوقت کی راے صحیح نہین ہوتی پس جمع حواس کا مخل
کوئی امر واقع نہونا چاہیے — (۶) آپس کی تقریر و زائد
از ضرورت بیانات کی بہی ممانعت کرے کہ بمقتضاے
اَلْکَلَامُ یَجُرُّ الْکَلَامَ مطلب چہوٹ جاتا ہے غلط خبط ہے
نتیجہ نہین نکلتا بلکہ جب تک ایک شخص تقریر کرتا رہے
سب ساکت رہین اوسکی تقریر کو سنتے رہین جب وہ اپنا
کلام تمام کرچکے تب دوسرا تقریر کرے جیسا کہ فقیر نے
آداب سخن مین مفصلاً عرض کیا ہے اگر کچہہ استفسار کرنا ہو
تو بذریعہ مہتمم دریافت کرین تا وہ بطور شایستہ سے
سمجہادے آپس کی جہک جہک زق زق بق بق نہو
کہ ہرگز ایسی صورت مین نتیجہ نہین نکلتا آے ہوے حواس

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

جاتے رہتے ہیں — (٧) جب تقریر سب کی تمام ہو بارو [بہرہ]
پیش ہو تو عام اس سے کہ کسنے رائے غلط دی ہو یا خوب ہر شخص کو
مراحم خسروانی سے سرافراز کرنا چاہیئے شفقت و الطاف
شاہانہ عمل میں لانا چاہیئے تاکہ اون لوگونکا دل بڑہے آیندہ
زیادہ تر امعان نظر کریں اہل خطا صواب الفکر کے جویا
ہون اہل صواب پھر ایسی ہی صوابدید کی تلاش کریں کوئی
ہمت نہ ہارے — وغیرہ وغیرہ — سوم یہ کہ نتیجہ کیونکر
نکالنا چاہیے — بعض حکما کا مقولہ ہے کہ کثرت رائے پر
عمل کرنا چاہیے جسطرف غلبہ ہوا وسیکو معمول بہ گردانناا
چاہیے اسلیے کہ بہت سے آرا کا ایکطرف متوجہ ہونا دلیل
اوسکی حقیقت و صحت کی ہے اور کم لوگون کی رائے کی نقصان
کی مگر محققین اس قول کو پسند نہیں فرماتے ہیں کہ اگر کثرت
ہی حق ہوا کرے تو راہ تحقیق و تدقیق و جدت نظر بالکل مسدود
ہو جاتی فقط اسیقدر کافی ہوتا کہ غلبہ کو دیکھ لیا کریں اور
قول قلیل کو چھوڑ دیا کریں اگر جمہور کی رائے کی متابعت
لازم ہو جاتی تو نئی نئی تجربیات اور تازہ تازہ تحقیقین کیونکر
پیدا ہوتیں نہ فیثاغورث اور آئزک نیوٹن حرکت ارضی کے قائل

ہوتے نہ ۶۶ خلطین جسم انسان مین پیدا ہوتین بلکہ مسائل حکمت نظری نظری نہ رہتے تقلیدی ہوجاتے کیون ہر روز علم تازہ ہوتا نئے نئے صنائع و آلات پیدا ہوتی مصنفات جدیدہ کی احتیاج کیون باقی رہتی نقش ثانی کیون نقش اول سے بہتر ہوتا میاں اختصاص کی سرکار مین کمی نہین ہے حسب مصلحت جسے چاہتا ہے ایک ایسا امر عطا کرتا ہے جسمین دوسرا شریک نہین ہوتا تو کیونکر حصر کیا جا سکتا ہے کہ کثرت ہی حق ہے اونہین کی رائے صحیح ہو ممکن ہے کہ اون سب کی راے نے خطا کی ہو اور اس جماعت قلیل نے راہ صواب اختیار کی ہو اوسکی وجہ سے لاحق کم ہے باطل بہت ہے تو ایسی صورت مین کثرت کیواسطے حکم صحت نہین دیا جا سکتا بلکہ اوسیکو ترجیح دینا چاہیے جسکے دلائل محکم و استوار ہون اور برہان اوسکا قوی ہو فوائد اور نتائج خوب پیدا ہوتے ہون مگر انصاف یہ ہے کہ دونونکا قول صحیح ہے فرق اسقدر ہے کہ قول محققین کا اگر بازدہ تحقیق و اقتدار پیدا ہوسکے تو بیشک قابل التسلیم ہے اور اسی گروہ کے اصول پر مدار رکھنا چاہیے اور اوسی قول کو اختیار کرنا چاہیے جسکی دلیل مضبوط ہو واللہ یرحمہ

مجبوری حالت شک میں جب کسیطرح کا غلبہ از روی
دلائل و براہین پیدا نہ ہوسکتا ہو کثرت پر مدار رکھنا چاہیے
تاکہ قضیہ تو ختم ہوجائے بحث تو تمام ہو لیس اختیار کثرت
بدرجہ ناچارگی ہے نہ بحال اعتبار واللہ اعلم بالصواب
یہ عمدہ طریقہ تحصیل مشورہ کا تھا جو فقیر نے گذارش کیا اسکے
علاوہ تین طریقے اور بھی ہیں جنسے استشارہ ہوسکتا ہے۔
اوّل یہ کہ ایسے اسباب بہم پہونچائے جس سے دشمنوں
کی رائے کا حال معلوم ہو بذریعہ مخبروں اور جاسوسوں
کے اور اونکے ارادات و مقالات کے مخالف یا مقابل
جیسا موقع و محل ہو اپنے واسطے مشورہ سمجھے خصوصًا
یہ مشورہ زیادہ تر ایسے ہی اوقات میں بکار آمد ہے
جب برسر مقابلہ و مقاتلہ ہو کہ اس سے بڑھ کر دوسرا طریقہ
ایسے اوقات میں مشورہ کا نہیں ہے اِنَّمَا الْاَشْیَاءُ تُعْرَفُ
بِالْاَضْدَادِ جیسے برہان منطقی میں نتیجے کی تصدیق
وصحت نقیض سے کیجاتی ہے جسے برہان تخالف کہتے ہیں
اور بعض اشکال اقلیدس صوری نے بھی اسی برہان سے
ثابت کیے ہیں اور فقیر نے جلسہ دوم میں قول حکیم یعقوب کندی

مین اس مضمون کو عرض کیا ہے ب مشورہ لینا حالات
سلف سے یعنے اون اشخاص مسلم الثبوت کے قول و فعل
سے جنکے افعال کے نتیجے عمدہ پیدا ہوے ہون جیسے سلاطین
عدالت آئین و حکماے متقدمین کی تاریخ سے ایک قسم کا
تجربہ کامل حاصل ہوتا ہے مگر شرط اس مشورہ کی یہ ہے
کہ اوسوقت کی مصلحت جسبر اونہون نے اوس فعل کو کیا تہا
سمجہ لے اور علم بہی معلوم ہوجاے مثلاً جسطرح اونہون نے
سپاہ آراستگی کی تہی لشکروں پر حملہ کیا تہا دشمن کو پسپا کردیا
تہا خود بہی اونکے اون افعال کو اختیار کرے جو نتیجہ بخیر ہوے
اور اون سے پرہیز کرے جو اونکی خرابی کا باعث ہو گئے تہے
کیونکہ اشتراک مصلحت اسکے فعل کا نتیجہ بہی ویسا ہی نکلیگا
شرط مصلحت اسواسطے ہے کہ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ
کوئی فعل سنے دیکہا کہ کیا مگر اوسکا نتیجہ برا پیدا ہوا تو سبب
اوسکا تغیر مصلحت تہا بلکہ اس زمانے مین اکثر مصالح بحیثیت
زمانی و مکانی بدل گئے ہین تو محض تقلید کی راہ سے امور خیر فی
کو عمل مین لانا چاہیے باوجود مخالفت مصلحت کے
بلکہ اون افعال سے ایک نتیجہ کلی نکالکر عمل کرنا چاہیے اسوجہ سے

اسوجہ سے کہ کلیات کبھی نہین بدلتے اونکے احکام یکسان رہتے
ہین اور نتیجے بھی یکسان ہین اسوجہ سے کلی کہتے ہین اس
برہان کو اسطرح پر سمجھنا چاہیے جیسے اقلیدس کے بعض اشکال
باعانت مساوات اشکال دیگر ثابت ہوتے ہین اسطور پر
کہ مثلاً ا مساوی ہے ج کے اور ب مساوی ہے
ج کے تو بنا بر علوم متعارفہ مساوی مساوی کا مساوی
ہے ا بھی مساوی ہوگا ج کے (ج) طریقہ مشورہ کا
یہ ہے کہ اہل زمانہ سے کسی شغل پر خواہ معاصر ہون خواہ متقدم
جنکا نتیجہ پیدا ہوا ہو وقت مصلحت کرے جیسے سعدی
حکایت لکھتے ہین (از لقمان پرسیدند حکمت از کہ آموختی
گفت از بیخردان) مگر شرط یہ ہے کہ اسکے بھی اندر سے
دریافت حقیقت عقل مین لائے اسلیے کہ گاہ باشد
کہ کودک نادان + بغلط بر ہدف زند تیرے + پس اگر اوسکی
باہیئت نہین جانتا تو نشانہ ہدف پر نہین لگیگا بلکہ تیر
تکا ہو جائیگا جیسے اقلیدس کی بعض شکلین بسبب
مخالفت اشکال اسکے ثابت ہوتی ہین یہ بھی ایک قسم ہے
برہان مخالفت کی قسم دوم مین اور اسمین فرق یہ ہے کہ

وہ عین ضد سے ثابت ہوتا ہے اور یہ مثل ضد ہے صورت متقدم
مین آ ضد ہے ب کی اور ج مساوی اوسکی توج بہی ضد ہوگا
آ کی وعلی ہذا القیاس زیادہ تفصیل اسکی لوازم سلطانیمین عرض کی گئی

عدالت انوشیروانی

سوال عادل شاہ نے پہر حکیم صاحب سے خطاب فرماکر کہا ہے
ذیل اسباب تفصیل مشورہ مین نوشیروانکی باغ داد کا ذکر کیا ہے
مین چاہتا ہون کہ کچھہ حال عدل وداد نوشیروانی کا بہی ذکر فرمائے
جواب ہرچند حالات ذاتی کا بیان کرنا تاریخ کی شان ہے
مگر حسب الارشاد اوسقدر اقوال وافعال انوشیروان عادل کو
ذکر کرتا ہون جو عدالت وتہذیب اخلاق کے متعلق ہین
اصحاب تاریخ سلف حدود ۶۱۲۴ چھہ ہزار ایکسو چوبیس ہبوطی
مین ذکر کرتے ہین کہ جب قباد نے تختگاہ سلطنت کو چھوڑا
اور دنیا واہل دنیا سے منہ موڑا اراکین دولت و وزراء سلطنت
نے فرزند ارجمند مسافر عدم انوشیروان کی خدمت مین
آکر بکمال الحاح والتجا درخواست کی کہ حضور زمام حکومت
کو دست مبارک مین لین اور زیب وزینت تخت وتاج فرمائین

انوشیروان نے انکار کیا اور فرمایا کہ خلق عادی ظلم وجبر کی ہی
اگر مین بھی ویسا ہی کرونگا ظالم ٹھہرونگا اگر قانون عدالت کو
از سرنو قایم کرونگا لوگ گھبرائینگے میری جان کے دشمن ہوجائینگے
اس سے بہتر یہی ہے کہ کنارہ کرون اپنی نجات کا چارہ کرون
آخر تمام ارا کین سلطنت نے ہم عہد وپیمان ہوکر اطاعت
وفرمان برداری قبول کی اور انوشیروان کو تخت سلطنت
پر بٹھایا بعد زینت افزائی مسند حکومت وامارت بادشاہ نے
تمام رعایا وبرایا سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ مین تمہارے
بدن پر حکومت کرونگا نہ تمہارے دلون پر تمہارے
اطوار کی خوبی کا جویان ہون نہ تمہاری اسرار کا اطاعت
کا طالب ہون نہ عبادت کا اسواسطے کہ دلون کا حال
سوا خداوند متعال کے کوئی نہین جان سکتا اور باقی الضمیر
کو سوا عالم الغیب کوئی نہین پہچان سکتا ۔ یہ سنا تھا
کہ ایک شور تحسین وآفرین کا بلند ہوا ہر طرف سے صدا ے
تہنیت آتی تھی تمام مخلوق خدا دعا ئے خیر کرتی تھی
اصحاب تاریخ لکھتے ہین کہ اس کلمہ کو سنکر اور ایما رشاہی
پاکر بلین ہوسا حکیم در دولت سے مشرف ہوے اور

اور حضوری میں حاضر رہنے لگے ۔ ایک روز حکیم برزویہ رئیس اطبائے شاہی نے حضور معدلت پناہی میں عرض کی کہ فقیر نے کتب قدیمہ میں دیکھا ہے کہ ہندوستان میں ایک بوٹی گھاس کی ایسی ہے کہ اگر مردے پر رکھدیں جی اوٹھے اور باتیں کرنے لگے اگر ایمائے شریف ہو تو سفر ہندوستان اختیار کرے اوس گھاس کو حاصل کروں اور نظر کیمیا اثر میں گذرانوں بادشاہ نے اجازت دی اوسنے سامان سفر درست کیا ہندوستان کیطرف آیا ہر پہاڑ پر اور ہر جنگل میں بوٹیاں تلاش کرتا پھرتا تھا مگر کہیں اوسکا سراغ معلوم نہیں ہوتا تھا آخر کار مجبور ہو کر بیتابانہ چند بادشاہ ہندوستان کی حضوری میں حاضر ہو کر عرض مدعا کی بادشاہ نے امرا و ارکین دولت کو اعانت و استمداد کا حکم دیا حکمائے مملکت نے اک مرد پیر عقیل و فہیم کے پاس پہونچایا برزویہ حرف مطلب زبان پر لایا عرض کی کہ بحکم بادشاہ عدالت پناہ انوشیروان میں ایسی بوٹی کی تلاش میں آیا ہوں جو مردے کو جلا دیتی ہے اوس مرد پیر نے کہا کہ بابا تو کس خیال میں ہے یہ مضمون حقیقی

نہین ہے بلکہ بطور استعارہ و تشبیہ کے ہے ہندوستان مین
ایک کتاب ہے جسکی یہ خاصیت ہے کہ اگر کسی مُردہ دل
نادان جاہل کی سامنے پڑہی جائے تو وہ بہی دانا ہوجائے
باتین زندون کی سی کرنے لگے وہ کتاب خزانہ شاہی
مین موجود ہے اگر تجہے خواہش ہو تو بادشاہ سے طلب
کر برزویہ پہر مہاراجہ پرتاب چند کی خدمت مین حاضر
ہوا اور اوس کتاب کی خواہش کی بادشاہ نے وہ
کتاب خزانہ شاہی سے نکلوا کر برزویہ کے سپرد کی
برزویہ کتاب کو لیے ہوئے مدائن مین حاضر دربار دولت
ہوکر آداب شاہانہ بجالایا کتاب حضور مین رکہدی
سارا قصّہ عرض کیا بادشاہ نے اوسکے ترجمہ کا حکم دیا
حکیم بزرجمہر و دیگر اہل حکمت نے اوسکا ترجمہ فرمایا
اور حکایت سفر برزویہ و کیفیت مہاراجہ پرتاب چند
کو اوسکی تمہید مین تحریر کر کے حضور خسروانی مین پیش کیا
بادشاہ نے دیکہا کہ فی الحقیقت کتاب کیا ہے آئینہ حکمت ہے
وہ کتاب کلیلہ دمنا تہی اوسکی پابندی و پیروی نے نوشیروان
کو عادل لقب دیدیا۔ **تذکرہ** — ایک روز سفیر

مسطایالنس قیصر روم در دولت شاہی پر حاضر ہوا عمارت
سربلند سلطانی کو ملاحظہ کر رہا تھا اتفاقاً نظر اوسکی صحن
ایوان پر پڑی دیکھا کہ ایک جانب سے کج ہے متعجبانہ
لوگون سے پوچھا کہ ایسی عمارت سربلند اور ایسے ایوان
دل پسند کے کج ہونیکا کیا باعث ہے ندمائے شاہی جو اوس
مقام پر موجود تھے اونھون نے عرض کی کہ اس مقام پر ایک
ضعیفہ کا مکان ہے ہرچند بادشاہ نے زر کثیر سے معاوضہ
فرمانا چاہا مگر اوس نے گوارا نہ کیا ناچار بادشاہ نے کجی ایوان
کو گوارا فرمایا مگر اوس ضعیفہ پر ظلم کرنیکو پسند نکیا سفیر روم
نے کہا کہ عدالت کا مستقیم ہونا عمارت کے مستقیم ہونیسے
بہتر ہے ۔ ایضاً ایک روز بادشاہ باغ داد مین مصروف
عدل گستری تھا ظالم و مظلوم اکھٹا تھے ہر ایک اپنی داد
و بیداد کر رہا تھا بادشاہ انصاف فرماتا تھا کسی شخص نے
عرض کی کہ حضور جہان پناہ نے یہ طریقہ معدلت کا کہانسے
اخذ فرمایا بادشاہ نے فرمایا کہ ایک روز ایام شباب مین
شکار کیواسطے گیا تھا راہ مین ایک کُتّا سو رہا تھا ایک
شخص نے بقصد ایک بڑا سا پتھر اوٹھا کر دے مارا

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

ادمی سمجھتے تھا ایک پاؤن ٹوٹ گیا تھوڑی دور گئے تھے کہ
ایک گھوڑے نے لات ماری اوس شخص کا پاؤن ٹوٹ گیا
ابھی تھوڑی دور آگے نہین گئے تھے کہ ایک گڑھے مین گھوڑے کا
پاؤن پڑا اوسکا پاؤن بھی ٹوٹ گیا اوسوقت تب یہ خیال ہوا کہ ظلم
کا نتیجہ اچھا نہین ہوتا ورنہ مل جاتی ہے — منجملہ اوسکے اقوال
کے یہ چند کلمہ بطور کلیہ اخلاقی کے ہین — بادشاہی لشکر سے
لشکر مال سے مال خراج سے خراج آبادی سے آبادی عدالت سے
عدالت نکوئی عمال سے نکوئی عمال وزرا و ارکین دولت کی
خوبی سے ارکین کی صلاحیت بادشاہ کی توجہ سے توجہ بادشاہ
کی ارکین دولت کی نسبت بے اپنے نفس کے منضبط اور
پابند کرنے کے ممکن نہین نفس کا پابند ہونا بے قوت واقتدار عقل
کے محال اتنا فقرہ اضافہ کرنا چاہیے کہ اصلاح نفسانی بے
حکمت اخلاق کے غیر ممکن تو ابحذف حدود اوساط یہ نتیجہ
نکلا کہ بادشاہی بے حکمت کے غیر ممکن ہے اور یہ بھی انوشیروان
کا مقولہ ہے کہ بہتری رعیت کی فوج کی خوبی سے بہتر ہے اور
بادشاہ کا عادل ہونا اک زمانہ کی عدالت سے افضل ہے —
یہ بھی ادمی کی کھاوت ہے پہلے دن جاتے دیر نہین لگتی بری گھڑیان

کاؤس نے ہنین گیتی اپنے فرزند ارجمند ہرمز کو جب ولی عہد فرمایا ہی
تو ان کلمات سے نصیحت و وصیت کی ہے۔ کہتے ہین کہ اے
فرزند مال کا جمع کرنا خزانہ مین اسواسطے ہے کہ فوج کے سپاہیون
اور بہادرون کو تقسیم کرے تا اونکے سبب سے رعایا کی حفاظت
ہو اور آبادی مملکت مین ترقی ہو۔ ہر روز دربار عام کرنا
چاہیئے تا ہر شخص دیکھے اور حالات و مقالات سے واقف ہو
اسواسطے کہ جسقدر انس و محبت دیدار فرحت آثار سے پیدا
ہوتے ہین ایک خزانہ کے دینے سے نہین ہوتی۔ جسطرح
مشورہ علما سے کرنا اور حکما سے مصلحت لینا عقل کو زیادہ
کرتا ہے اسیطرح جاہلون سے دوری سبب تفریح روح ہے
کہتے ہین کہ مدار سلطنت کا پانچ چیزون پر ہے۔ اول حفظ
و حراست مملکت دوم پیروی شریعت سوم نیک لوگون کی
تعظیم و توقیر چہارم برے آدمیون کی تہدید و تنبیہ پنجم
لطف و شفقت عام رعایا سے حسب موقع اور مناسب۔
پہر کہتا ہے کہ اے فرزند جو شخص چار چیزون سے بچے کبھی
اوسکا پاؤن پیچھے نہ پڑے اول جلد بازی دوم سستی سوم
عجب چہارم الحاح و التجا۔ کہتے ہین کہ چار چیزین روح کو

بقیہ

ہلاک کرتی ہین اوّل حرص دوم ترس سوم عار چہارم
قرض پھر کہتے ہین چند باتین ایسی ہین جو چند شخصون کیواسطے
نہایت ہی معیوب ہین — بیرحمی بادشاہ کو — حرص علما کو
بخل تونگرون کو — کاہلی جوانون کو — رعنائی بڈھون کو —
بیشرمی عورتون کو — جہالت و بےعلمی شرفا کو — اے فرزند
بادشاہون کو دنیا ایسا کرنا چاہیے جو اوسے کارہاے نیک پر
آمادہ رکھے دوستی ایسے شخص سے کرنی چاہیے جو دوست کی
رضامندی کو اپنی خوشی پر مقدم رکھے — عمدہ تدبیر انتظام کی
یہ ہے کہ تحمل و بردباری سے کام کرے اور اپنے وقت پر ادا
کرے — زیادہ تفصیل اسکی توقیعات کسریٰ مین ملاحظہ فرمانا
چاہیے شاہنامہ مین بھی فردوسی نے ہفت جلسہ نوشیروانی
کو مفصل بیان کیا ہے — فقیر زیادہ تفصیل حالات
و کیفیت انتظام کو بخیال حفظ شان علم اخلاق تخصیص کے
ساتھ ذکر نہین کرسکتا کتب تاریخ مثل روضۃ الصفاء
خاوندشاہ و ناسخ التواریخ مرزا محمد تقی سپہر لسان الملک
مستوفی دیوان اعلے مملکت ایران وغیرہ مین ملاحظہ فرمانا چاہیے —



آداب ملازمان سلطانی

از بسکہ حضرت حق سبحانہٗ تعالےٰ نے سلاطین و ملوک کو اپنے
بندگان خاص کا مربی و سرپرست قرار دیا ہے اور تمام ممالک محروسہ
کے عدل و انصاف کو اونکی راے رزین و عقل دوربین سے متعلق
فرمایا ہے ارزاق بنی آدم و حوائج اہل عالم باسباب ظاہر اونہین کی
ذات ستودہ صفات پر مقرر ہین تو اسوجہ سے ہمتین بہی اونکی عالی
او ر طبایع بہی اونکے لطیف اور امزجہ بہی اونکے نازک خلق فرمائے ہین
ذراسے امر ناگوار کو بہت سمجہتے ہین اور ادنے سوء ادب کو گستاخی
خیال فرماتے ہین اسوجہ سے کہ اگر وہ ایسے جزئیات کا انضباط
نہ فرمائین اور آداب و قواعد کی حفاظت نکرتے رہین تو کلیات ہم
مین نقص واقع ہو انتظامات درہم و برہم ہوجائین اگر ذراسے ظلم کو
پسند کرلین تو فوراً اہل مملکت دہ چند و صد چند بلکہ ہزار چند کے
مرتکب ہون بقول سعدی سہ بہ نیم بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد
زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ + پس ملازمان دربار و وظیفہ خواران
سرکار عدالت مدار کو زیادہ تر ان امور مین اہتمام فرمانا چاہیے اور
رضاجوئی سلطانیکو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکہنا چاہیے معالج ملکی کو بعنوان

شایستہ و بطرز مرغوب و بعبارت دلچسپ مضمون مین عرض کرنا
اور آراء صائبہ و افکار شایستہ کو آداب بایستہ گوش حق نیوش تک
پہونچانا لازم ہے اسوجہ سے کہ بسا اوقات عنوان تقریر و بیان
بیمحل اصل مطلب کو ضایع کر دیتا ہے اور پایۂ اعتبار و توجہ سے
ساقط کر دیتا ہے بلکہ منجر سوء ادب کیطرف ہو جاتا ہے چنانچہ
حکایت کرتے ہین کہ ہارون رشید خلیفۂ عباسی سے کسی نے عرض کی
کہ حضور نے اپنے بڑے صاحبزادے محمد امین کیطرف اسقدر
تعلیم و تفہیم مین توجہ نہین فرمائی اور امور ریاست مین بھی زیادہ
دخیل نہین کیا اور چھوٹے صاحبزادے مامون کو مختار کل فرمایا
اسکی کیا وجہ ہے خلیفہ ہارون نے دونو بیٹون کو سامنے بلایا اور
پوچھا کہ لفظ مسواک کی جمع کیا ہے محمد امین نے بڑی تیزی سے کہا
مساویک ہر چند بحیثیت لغت جمع صحیح ہے مگر اسکے ایک یہ
معنے بھی ہوتے ہین کہ برائیان تیری پھر مامون سے پوچھا کہ مسواک
کی جمع کیا ہے اوسنے تامل کرکے کہا کہ ضد محاسنک یعنے
آپکی نیکیوں کی ضد تب ہارون نے اوس سائل سے کہا کہ یہی مادۂ
تمیز مابہ التمیز ہے دونون مین یا جیسے نعمت خان عالی کے فقرات
دلچسپ و لطائف موزون مشہور و معروف ہین — خلاصہ یہ ہے

کہ دربار رس لوگونکو زیادہ تر اسکا لحاظ چاہیے کہ ایسا ہو کوئی بے
تہذیبی و بیہودگی ناگوار خاطر ہمایون شاہی ہو جائے اور باعث
عتاب ہو کر موجب زوال قدر ہو اسیوجہ سے حکماے تشبیہ
دی ہے کہ سلاطین جہان بسبب وفور شجاعت و تہور کے شیر و پلنگ سے
مشابہت رکھتے ہین کہ ذراسی بات پر اظہار غیظ و غضب مائل
ہین جیسا جلسۂ اول و دوم مین تہذیب اخلاق کے عرض کیا گیا
جسکو جتنی منزلت حضوری کی حاصل ہے اوتنی ہی اوسکے واسطے
مشکل ہے مگر ان نکات اور باریکیون کو زیادہ تر وہی سمجھ
سکتا ہے جو دربار شاہی سے باریاب ہو اور حالات ملوک
وامزجہ سلاطین سے واقف ہو از بسکہ یہ آداب و رسوم بطور
عموم بیان مین نہین آسکتے اور کسیقدر اپنے محل پر تدبیر تعلیم
اطفال و آداب سخن مین گذارش ہو چکے اور اخلاق محسنی وغیرہ
مین بھی ذکر کئے گئے ہین حقیر ان امور کو اون مقامات پر حوالہ
کر کے دیگر لوازم ضروری کی طرف توجہ کرتا ہے پس عمدہ ترین
نمک حلالی و اداے حقوق کے یہ ہین کہ ہمیشہ اپنے مالک آقا کی
بہی خواہی و خیر طلبی کا جویا رہے اور جہانتک ممکن ہو امور
نیک کو عاید حال کرتا رہے اور ہر قسم کے محاسن و مکارم کو اپنے

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

دلی نعمت کیواسطے چاہئے کہ زبان فصاحت لسان کو ہمیشہ
نشر محامد و افشاء فضائل مین کہولے اور لسان طلاقت بیان
کو ہمیشہ اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کے اظہار مین جاری
رکہے جہان تک ممکن ہو عیوب کے چہپانے مین کوشش کرے اور
جسقدر مخفی ہو سکے کسی امر بد کو جو احیانًا واقع ہو گیا ہو شائع
نہونے دے اسکے علاوہ ضیاع حق کے خود اسکی سبکی کا باعث ہوگا
خدمات متعلقہ کو بکشادہ پیشانی و بخوشدلی بجالائے اور حفاظت
و حراست اموال سلطانی مین جد و جہد کرے سبب احتشام
خسروانی کو قلب پر مستولی رکہے اور اوقات نازک مین جان و
دل کو عزیز نہ کرے اسلئے کہ اسکی آبرو اور عزت اور اسکی اولاد
کی صحت و سلامت بلکہ دین و ملت کی تکمیل سبب منجر اوسی ولی نعمت
کیطرف ہوتی ہے اور اوسی کے بذل و عطا سے اسکی معیشت
متعلق ہے۔ اسیوجہ سے حکما فرماتے ہین کہ جن لوگون کو قرب
سلطانی حاصل نہوا ہو اونکو ہوس تقرب کی کرنی نہ چاہیے اگرچہ
منافع کثیرہ کی امید ہے مگر اوسی کے ساتھہ مضرتین بہی کثرت سے
ہین تنہا حقوق رعیت کیا کم ہین جو اور حقوق بہی لازم کر لئے جائین
گو بظاہر مقربان درگاہ عیش کامرانی مین معلوم ہوتے ہین مگر فی الحقیقت

وہ ہر وقت سُولی پر بیٹھے ہوئے ہین خوف دلمین سمایا ہُوا ہے
نفس راست کرنا مشکل ہے رات دن سوتے جاگتے خیال لگا ہوا ہے
کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہے گھڑی گھڑی کے خیر مناتے ہین خدا خدا
کرکے دن رات کاٹتے ہین اگر بادشاہ انصاف پسند نہین ہے
تو اور بھی جان عذاب مین ہے گھر بار لٹ جانیکا دہڑکا لگا ہے
ادہر چوبدار کی صورت دیکھی ادہر جی سن سے ہوگیا جبتک وہ
کچھ حکم سنائے دلمین پنکھے لگے ہوئے ہین ہوش و حواس اُڑے
جاتے ہین سچ کہا ہے شاعر نے مصرع جسکا رتبہ ہے سوا
اوسکو سوا مشکل ہے + خلاصہ یہ کہ اگر چارۂ تدبیر معیشت
دوسرے طریقو سے بنے نکلتا ہو ادیکھے حضوری کی تمنا نکرے
خصوصاً سلاطین جور کی خدمتمین بلکہ جہانتک ممکن ہو بہاگتا
رہے ہان اوس صورتمین زیادہ تر حضوری دربار رسی سلاطین
لازم ہوگی جب مظالم عام سے رعایا و دیگر ابناء جنس کا بچانا مقصود ہو
مثلاً دیکھا کہ بادشاہ کو ہمہ تن توجہ ظلم رسانی پر ہے اور تمام مملکت
یا کوئی خاص قوم معرض ہلاکت مین ہے تو ایسی صورتمین مقتضائے
تمدن یہی ہے کہ دو ایک شخص جو کمال تہذیب مین ممتاز ہون
حفظ قوم کے لیئے تقرب اختیار کرین اور تدابیر شایستہ و فقرات

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

چسپیدہ سے توجہ بادشاہی کو کسیطرف منعطف کرین اور اپنی
قوم کو بچالین جیسا کہ بعض بعض حکایات سابقین سے واضح ہی
اور حالات ثقات سے معلوم ہوتا ہے مثل قصۂ مومن آل فرعون
وعلی بن یقطین وغیرہ کے بالجملہ جو لوگ حاضر خدمت شاہی اور
ملازم رکاب جہان پناہی ہون اونکو ہمیشہ اپنے عہدے کے کامون
کو نہایت مستعدی و ہوشیاری سے انجام دینا چاہیے اور ہر وقت
محاسبہ و بازپرس کا خیال ذہن مین رکہنا چاہیے کہ معلوم نہین
کیسی آن پڑے اور کسوقت حساب دینا ہو حکایت مشہور ہے
کہ ایک روز چاندنی رات مین جہانگیر بادشاہ بوچے پر سوار کہار لیے ہوئے
کاندہے پر محلات کیطرف چلے جاتے تہے دفعتًا اوسطرف سے
گذر ہوا جہان اونکی والدہ عابدہ تشریف رکہتی تہین جہانگیر شاہ
کو اس حالتمین دیکہکر اونہین حسرت ہوئی آہ سرد کہینچی اور
کلمہ افسوس زبان پر لائین بادشاہ بہی سمجہ گئے کہ یہ میری اسی
حالت پر افسوس کرتی ہین فورًا اوتر پڑے اور حاضر خدمت
ہوکر عرض کی حضور نے کیون آہ کی ہر چند ٹالا مگر انہون نی
نہ مانا تب بادشاہ بیگم نے کہا کہ بیٹا مجہے اسوقت تمہارے
باپ اکبر شاہ یاد آئے کہ وہ ہمیشہ راتون کو کاغذات ملکی دیکہا

کرتے تھے کبھی اس طرح بیکار عیش طلبی میں بسر نہیں کرتے تھے جہانگیر
شاہ نے ایک مہری کو حکم دیا کہ ابھی جاکر چوبدار سے حکم دے
کہ ٹوڈرل مل دیوان کو جس طرح بیٹھے ہوں حاضر کرے چوبدار
فوراً گیا اور ٹوڈرل مل کو مع دفتر اوسی طرح سے اوٹھا لایا دیکھا
کہ جامے کے بند کھلے ہوئے ہیں پگڑی سر پر نہیں ہے قلم ہاتھ میں
ہے پوچھا کیا کرتے تھے عرض کی دفتر دیکھ رہا تھا ایک موضع
کے رقبہ پر غور کر رہا تھا کہ سال گذشتہ کی پیمائش سے امسال
کچھ بیگھہ کم ہو گیا اسکی وجہ نہیں معلوم ہوتی تھی اسمیں
پریشان تھا بادشاہ نے پوچھا پھر کیا معلوم ہوا ٹوڈرل مل
نے عرض کی کہ جب خادم نے تمام اوس ضلع کے نقشوں کو
ملایا اور پھر ایک کا مقابلہ کیا تب معلوم ہوا کہ اوس موضع کی
سرحد پر ایک دریا واقع ہے اوس نے زمین اس موضع کی کاٹکر
بہادی اور دریا کے موضع میں بڑہادی اسکا رقبہ کم ہو گیا
اوسکا زیادہ ہو گیا کہا اچھا جاؤ پھر بادشاہ بیگم سے مخاطب
ہو کر فرمایا کہ میں ان لوگوں کے بھروسے پر غافل ہوں اور اپنی اوقات
کو راحت میں بسر کرتا ہوں بادشاہ بیگم نے کہا کہ بیٹا تمہاری
تقریر صحیح ہے مگر یہ تو خیال کرو کہ ٹوڈرل مل کی یہ بیداری کس وجہ سے

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

پیدا ہوئی فقط تمہارے اللہ اکبر شاہ کی بیداری کا آج تک اثر ہے۔ تو نتیجہ اس حکایت کا یہ ہے کہ ٹوڈرل مل کی محنت نے اوسوقت کیا نتیجۂ معقول پیدا کیا۔ اسیطرح ہر ملازم کو اپنے کام پر مستعد رہنا چاہیئے اور ایسی ہی دلسوزی سے انجام دینا چاہیئے جسوقت بادشاہ یاد کریں بلا تردد حاضر ہو فوراً احکام کی تعمیل کرے اور جو حکم صادر ہو اوسکی تعمیل ہمیشہ عمدہ طریقہ سے کرے اسواسطے کہ دنیا کا کوئی کام نہیں ہے جسمیں دونوں پہلو اچھے برے موجود نہوں اگر عمدہ طور سے انجام اوس حکم کا ہوگا تو قدر و خوبی حکم بادشاہ کی خوب ظاہر ہوگی اگر بے عنوانی و بدسلوبی سے تعمیل ہوگی تو اصل حکم کی خرابی پر محمول ہوگا پس کسی خادم کو سزاوار نہیں ہے کہ اپنی خرابی تعمیل سے آقا کی حکم کی خرابی کیطرف منجر کرے یعنے اگر بادشاہ کسی چیز کی تحصیل کا حکم دے اور عنوان اوسکا کسی دوسرے طریقے پر فرمائے اور یہ مناسب موقع و محل سے کرے اوس مقصود کے پورا ہونے کا عمدہ طریقہ سوچے تو اوسی طریقہ مستحسن کی تعمیل کرے اور کہنا یہ ظاہر کرے مگر نہ اس عنوان سے کہ ناگوار خاطر ہو بلکہ بانداز شائستہ اوس غلطی کو رفع کرے اور اگر بادشاہ اپنی غلطی کا التزام

اسکو دے تو بعذرت مین اوس غلطی کے ثابت کرنیکی اصرار نکرے
بلکہ خود مقر ہوکر بادشاہ کی غلطی کو اوڑھ لے جیسے سلطان محمود
اور ایاز غلام کے موتی توڑنے کی حکایت مشہور ہے - اگر اسکو
کوئی عہدہ اس قسم کا حاصل ہے کہ یہ بادشاہ کو رائے و مشورہ
دے سکتا ہے اور رموز و دقایق سلطنت پر مطلع ہے جیسے وزرا
وارکین مشورت تو انکو لازم ہے کہ ہمیشہ ایسے طرز سے اپنی خیر اندیشی کا
اظہار کرین اور بادشاہ کی خصائل کا زوال چاہین جس سے ناگوار خاطر
نہو اور مقصود نکل آئے مثلاً کسی حکایت یا مضمون تاریخ کے پردہ مین
یا کسی شعر و رباعی وغیرہ کے اشعار سے یا کسی دوسرے شخص کی
زبان سے بیان کرین برجستہ و بے محابہ ہرگز عرض نکرین کہ ایسا نہو
نتیجہ حاصل نہو اور دوبارا عرض کرنیکا موقع نہ رہے اسیوجہ سے بادشاہ
کے مزاج کو دریا سے اور سیل سے تشبیہ دیگئی ہے جدہر روان ہوئے
روان ہوئے پھر کسیکے روکنے سے فوری نہین رک سکتی ہان اگر دوسرے
جانب دریا کا زور متوجہ کیا جائے اور کئی شعبوں پر منقسم ہو جائے تو
بیشک وہ قوت باقی نہ رہیگی بلکہ اک زمانہ کے بعد ممکن ہے کہ اوس جانب
کا بہاؤ نہ رہے یا مثلاً پہاڑ پر سے پانی گرتا ہے اگر فوراً روکدین تو
صدمہ عظیم پہونچے اور ہرگز نہ رک سکے اگر متعدد مقامات پر گرائین

یا راہ مین ہیر پہیر کر دین یا دو چار مقامون سے مختلف طریقون سے
روک روک کر بہائین تو اوسقدر نقصان نہو جسقدر اوسکے دفعۃً بڑہنے
سے ہوتا ہے۔ پس اسیطرح اگر بادشاہ کو کسی چیز کیطرف مائل دیکہین
اور اوس امر کو خلاف مصلحت جانتے ہون تو اوسکے زوال کی ایسی
امرین تدبیر کرین اور دوسری طرف طبیعت کو بانٹ دین یا اوسکے
مواقع بدل دین یا اونہین لوگونکو جو اوس شغل خاص کے معین
ہین تعلیم و تفہیم کرین یا کسی غیر شخص کیطرف سے اظہار اوسکا کرین
بہرطور وہ تدبیر کرین جسکا اثر پیدا ہوتا ہو یہ کہ امر ذہنی کے عنوان
سے باز رکہنا چاہین کہ ایسا طریقہ کبہی مفید نہین ہوتا بلکہ ضد اور ہٹ
کو پیدا کر دیتا ہے اور پہر اصلاح پذیر ہونا نہایت مشکل ہو جاتا
ہی اور اس قسم کے حکایات بکثرت کتب تاریخ مین موجود ہین اور
غور کرنے سے خود واضح ہو سکتے ہین — اور ہر ملازم کو جسے کچہہ بہی
رموز مملکت مین مداخلت ہو اسرار شاہی کے چہپانے مین اہتمام کرنا
چاہیے اور حزم و احتیاط کو عمل مین لانا چاہیے بلکہ جو امور ظاہری
ہون اور بالاعلان واقع ہوئے ہون اونہین بہی حتی المقدور
بیان نکرے تاکہ اس عادت سے پہر اسرار کے بیان پر خود ہی جرأت
نہوگی اور آقا کو بہی اس امر کا خیال رکہنا چاہیے کہ اظہار اسرار مین

حتی المقدور چشم پوشی کرے تا وہ خود پشیمان ہوکر متنبہ ہوجائے اور
باز رہے والا اوس سے راز کو کبھی ظاہر نفرمائے اسلیے کہ ممکن ہے
کہ کسینے از روئے تفرس و قیاس اخذ کرلیا ہو اور کسی تقریر سے
مستنبط کیا ہو تو یہ الزام دینا اوس شخص اسرار دان پر عبث
ہوگا بقول شخصے دیوار ہم گوش دارد جیسا مشورہ کے مقام پر
عرض کیا گیا۔ وجہ افشائے راز کی اکثر یہ ہوا کرتی ہے کہ انتظام
عالم ایک دوسرے پر موقوف ہے اور ہر شخص امر تازہ کی سماعت کا
مشتاق رہتا ہے اد ہر ذراسی سن گن کسیکی کان مین پہونچی اوسنے
مناسبات کو ملاکر اور حاشیے چڑھاکر دوسرے سے بیان کیا اوسنے
تیسرے سے رفتہ رفتہ زبان زد عام و خاص ہوگئی۔ چونکہ مناسبات
صحیح تھے وہ وہ حاشیے بھی صحیح ٹھہرے ظاہر مین یہ معلوم ہوا کہ
ضرور کسی رازدارنے بیان کیاہے۔ اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ بادشاہو
کو ایک قسم کی خاص ہمت ہوتی ہے جو دوسرے کسی شخص مین
نہین پائی جاسکتی یعنے اونکو ایک خاص مادۂ خدمت لینے کا
اور عام مخلوقات کو اپنا مطیع و فرمانبردار کرنیکا ہوتا ہے کہ وہ
اوسی طریقہ کو ضروری جانتے ہین اور فی الحقیقت کسیقدر نظم
و نسق کیواسطے لازم بھی ہے خواہ بنا بر نظام محبت ہو خواہ بالتزام

عدالت خواہ بمعاوضہ حقوق مالی خواہ بمبادلہ رعایات شاہی مگر
سبب اسکا کبھی تو ضرورت اصلی ہوتی ہے اور کبھی خوشامد و چاپلوسے
لوگون کی جب کثرت سے تعریفین کیجائینگی اور اظہار اوصاف
حد مبالغہ سے بڑہکر غلط و دروغ ہوجائیگا تو سننے والیکو ضرور
ایک قسم کا خیال پیدا ہوجائیگا اور اپنی اصابت راے و سلامت
ذہن کو مسلم جانیگا خواہ وہ منجر حصول کرامت کی طرف ہو
خواہ استکبار پیدا کرے - مگر جبکہ مادہ اس خاص ہمت کا ضرورت
عقلی ہو خواہ بالذات مقتضی اظہار اقتدار و اجبار ہو جیسے
اقامت حدود مردم یا دفع اشرار ناس - خواہ اس وجہ سے
کہ سلاطین متقدم نے رعایا کو جبر و قہر کا عادی کر رکہا تا رحم
دلی اور عدالت سے کام نہین نکلتا - بلکہ منجر بد نظمی و سست کاری
کی طرف ہوا جاتا ہے خواہ اسوجہ سے کہ ایک وقت مین عقلاً
ضرورت مزید اہتمام و سخت گیری کی تہی اور وہ عادت طبیعت
مین پیدا ہوگئی یا اور کسی وجہ سے بہر صورت ایسی ایک قوت
سلاطین مین ہوتی ہے اور اوسیکے سبب سے وہ طلب حدمت
مین تاکید فرماتے ہین اور استعجال کرتے ہین تو ملازمین شاہی
کو بہی رعایت اس امر کی ضرور ہے خود بہی ملحوظ رکہین اور علم

رعایا کو بھی عادی رکھنا چاہیے تاکہ وسیلہ تعمیل اوامر کا ہو اور
اجرائے احکام بہ تعجیل تمام ظہور مین آئے - اور یہ بھی لازم
ہے کہ ملازم اپنے آقا کی نسبت کسی جرم کو یا سوء تدبیر کو ظاہر
نکرے اور کوئی الزام کسیطرح کا ہو اپنے آقا پر نہ لگائے ہر چند
اوسنے بمقتضاے شفقت و قدردانی گستاخ بھی کر رکھا ہو
بلکہ اگر کوئی امر قبیح ظاہر بھی ہو تو اوسے فاش نکرے بلکہ اگر
بھولسے زبان پر آبھی گیا ہو تو اوسکا اظہار و اقبال نکرے
اسلئے کہ زمان اقرار سے تا زمان اخبار بڑا تفاوت ہو جاتا ہے
اگر کوئی ایسا امر خادم و مخدوم کے درمیان واقع ہو کہ جسکا
الزام خادم و آقا دونوں پر عائد ہوتا ہو تو اوسوقت ایسا حیلہ
کرے جس سے خود بھی بری ہو جائے اور آقا کی نسبت بھی الزام
عائد نہونے پائے اور عقلا کے نزدیک بھی معذور سمجھا جائے -
اور جو چیزین آقا کو مرغوب ہون اونکا خیال رکھے اور اونکے
بہم پہونچانے مین سعی کرے اور جو مکروہ طبع ہون اونسے احتیاط
کرے اور حتی المقدور باز رہے بلکہ اگر کوئی امر بالذات اسی
مرغوب ہو اور وہی آقا کو بھی مرغوب ہو تو خود اپنے نفس کو
اوس سے باز رکھے اور آقا کی خدمت کیواسطے حاضر رکھے بلکہ

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

۵۱۸

بلکہ ہمیشہ اس اصل کو اپنے ذہن نشین رکھے کہ اطاعت و خدمتگذاری
بغیر ترک حظ نفس ہو ہی نہین سکتی اور فرمان برداری مین
آزادی باقی ہی نہین رہتی یہ ایسا کلیہ ہے جو دین اور دنیا دونون
مین مفید ہے یہی معنی ہین تعبد کے اور یہی مطلب ہے پابندی
کا جیسا اشارۃً کئی مقام پر گزارش ہو چکا۔ بلکہ یہانتک اس
کلیہ کو قایم رکھنا چاہیے کہ اگر حق صریح اسکا رضائے آقائی
مین عند الضرورت صرف ہو جائے تو بھی دریغ نکرے اسواسطے
کہ اوّل مرتبہ مین اگر اپنے حق کا پورا کرنا چاہیگا تو خلل سے خالی
نہوگا بلکہ ایک قسم خود غرضی ظاہر ہوگی اور اگر ترک کرے گا تو
بہت بڑی جگہ آقا کے دلمین پیدا ہوگی جس سے آیندہ کیواسطے
صدہا اقسام کے منافع اور ترقیون کی امید ہے۔ اسیوجہ سے
دست سوال آقا کے سامنے بغیر ضرورت دراز کرنا اور حاجات
ذاتی کا بیان کرنا بھی ممنوع ہے بلکہ لطف کے ساتھ اور موقع محل
دیکھکر اشارۃً و کنایۃً اپنی اغراض کو عرض کرنا چاہیے تا طماعی
ظاہر نہو اور قناعت سے قدم باہر نہ بڑھے اسلیے کہ دنیا کا
ہمیشہ سے یہ دستور چلا آیا ہے کہ جب اسکی خواہش کا اظہار
ہوتا ہے تب یہ توجہ نہین کرتے اور جب بے پروائی کیجاتی ہے

توخود بخود آتی ہے پس ہمیشہ بپردہ استغنامین طلب دنیا کرنی
چاہیے اور حرص خام مین اپنی آبرو کو نہ کھونا چاہیے اسلیے کہ
اگر روے احتیاج کسیطرف سے بہی گئے اور اوسنے نہ مانا تو دولت
کی ذلت ہوئی اور کام کچہہ بہی نہ نکلا اور اگر استغنا ظاہر کرتا رہا
توکام بہی نکلا اور آبرو بہی رہی مگر اسکے واسطے سلیقہ شرط ہی
اسی باعث سے حکما فرماتے ہین کہ بادشاہون اور امیرون سے
اصل منفعت کو حاصل نکرنا چاہیے بلکہ اسباب حصول منفعت
کو طلب کرنا چاہیے جیسے عزت و اختیار کہ انسے خود دنیا کا
کام نکلتا ہے اور اظہار احتیاج کی ضرورت نہین ہوتی ہر چند
یہ ظاہر ہے کہ خدمت حصول منفعت کیواسطے اختیار کیجاتی
ہے مگر رؤسا و امرا کا یہ بہی خاصہ ہے کہ طالب نفع کو ناگوار کرتی
ہین اور حریص و طماع سمجہتے ہین اور جو اونکے نفع کی فکر کرتا ہی
اوس سے خوش ہوتے ہین اور عزیز جانتے ہین خود بذل و عطا
سے اوسکا تکفل کرتے ہین اور اوسکے ادا حقوق مین کمی نہین
کرتے بلکہ روسا کی نگاہون مین اسطرح اپنے مالکو ظاہر کرنا چاہیے
کہ یہ گویا سب مال و اسباب جو کچہہ اسکے پاس ہے وہ سب اونہین
کا ہے جسوقت چاہین سے لین تاکہ اونکے قلب مطمئن رہین اور

اور اسکے مال کو اپنا مال سمجھکر تلف وضایع پر نیت ہکمرین سے مقتضا ہے
یہ کلیہ مشہور ہے الممنوع محروص عنہ والمبذول مملول
عنہ یعنے انسان کو جس چیز سے منع کرو اوسی پر حرص کرتا ہے
اور جو چیز دیدو اوسکو پسند کرتا اور جو کچھہ مال وجاہ حاصل کرے
اوسکو اپنی ذاتیات مین کمتر صرف کرے بلکہ ہمیشہ آقا ہی کے
اظہار زینت وتجمل مین خرچ کرے کہ اس صورت مین بہت بڑی
وقعت لگاہون مین پیدا ہوتی ہے اور بڑا اثر دلپر پڑتا ہے اور
فی الحقیقت مروت کا تقاضا بھی یہی ہے اور احسان کی جزا
بھی یہی ہے اور ایسی چیزون سے بھی احتیاط کرے جو مخصوص
امرا و سلاطین سے ہون اسواسطے کہ ایسی چیز و لکا بہم پہنچانا
اوس چیز کی ضیاع کی فکر کرتا ہے اور اپنے نفس کو مرض ہلاک
مین ڈالتا ہے اور اگر آقا کوئی چھوٹی اور کم قدر چیز بھی عطا
کرے تو اوسکے قبول مین اوس چیز کی وقعت کا خیال نکرے
بلکہ اوسکے عطیہ کو تصور کرکے اظہار امتنان بہت کرے
اور جو کچھہ کم وبیش اپنے آقا سے حاصل ہو اوسی پر قناعت
کرے اور زیادہ اوس سے حرص نکرے اور دوسرے کیطرف
روئے التجا نلیجاوے کہ باعث بدنامی آقا کا ہے۔ اگر آقا عتاب

کرے یا اظہار غیظ و غضب فرمائے تو ہرگز شکایت اوسکی نکرے
اور اپنی ہی خطا تصور کرے اسلئے کہ اکثر اوقات وہ رضامند رہا
اور ایک وقتیں ناراض ہو گیا تو کیا انصاف کا تقاضا یہ ہی کہ اس
ایک وقت کی ناراضی کو ہر وقت کی رضامندی کے مقابل سمجھے
بلکہ ترجیح دی ہرگز یہ انصاف نہیں ہے مگر اسکا خیال رکھنا نہ
ضابط و منصف کا کام ہے بلکہ ایسا مناسب عذر کرے جس سے
آقا کا عتاب زائل ہو جائے اور حالت رضامندی بہم پہونچے
اور اگر کسی بادشاہ جو رکا ملازم ہوا وسکی مطاوعت سے گریز
نکر سکتا ہو تو اوسے یہ خیال کرنا چاہیے کہ وہ دو ہری مصیبتوں میں
پھنسا ہے اگر بادشاہ کی مطاوعت کرتا ہے تو رعیت کے جبر
و ظلم کا شریک ہے تو دین و مروت عقل و حکمت انصاف
و عدالت سب تشریف لئے جاتے ہیں — اگر رعیت کی
خیر خواہی اور حفاظت میں سعی کرتا ہے تو بادشاہ سے بگڑتی
ہے اپنی آبرو و جان کا خوف ہے ایسے شخص کا علاج نہیں
ممکن ہے مگر دو صورتوں سے یا تو وہ قطع نظر کرے دنیا سے
اور بالنسبت کو بحیل و تدابیر چھوڑ کر دروازہ بند کرے تجارت
و دیگر مناسب صنعت کو اختیار کرے اور اگر یہ بھی ممکن نہیں

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

تو جہان تک ممکن ہو اپنی جان و آبرو کے ساتھ رعیت کی بہی خواہی

کرتا ہے تا اینکہ خداوند کریم اس رنج سے اوسکو پاک کرے —

کتاب الادب ابن مقنع مین لکھا ہے کہ اگر بادشاہ تجھکو اپنا بھائی

بنائے تو تو اوسکو اپنا خداوند جان اور اگر وہ تیری توقیر کرے تو تو اوسکی

تعظیم و اجلال مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکر اگر کوئی جگہ حضور

بادشاہی مین ملے تو اوسیقدر تضرع و زاری و دعاگوئی کو ادا کرے مگر

دعا کے الفاظ بھی ایسے ہون جنسے بیگانگی اور بے تعلقی چاپلوسی محض

ثابت نہوتی ہو بلکہ امر واقع اور قدر امکان کے لگاؤ کو بھی لیے ہین

کہ اسمین وثوق و یقین مدح اصلی کا ہوتا ہے اور بے انداز تعریف کو

بنانا سمجھتے ہین مگر اوسقدر کہ جو زبان زد اور معمول بہ قرار پاچکا ہو

یا کسی فرقہ کیواسطے مخصوص ہوگیا ہو یا کسی عنوان کو لازم ہو جیسے

شعرا کی قصیدہ سرائی جسکے واسطے تخیل اور اطرائی مدح حسن

ہے مگر اسمین بھی حدود ممدوح سے تجاوز نہ ہونے پائے مثلاً

وزیر کی مدح مین شاہانہ الفاظ یا شاہون کی مدح مین بزرگان دین کے

مخصوص الفاظ — اور کبھی حضوری مین اس قسم کے الفاظ کا استعمال

نکرنا چاہیے جنسے بوے حق طلبی معلوم ہوتی ہو یا اپنے احسانات و

خدمتگذاری سابق کا اظہار ہو بلکہ ہمیشہ ویسی ہی خدمت کرکے اوس

سابق کی خدمت کو یاد دلانا چاہیے تاکہ اسوقت کی تازہ جانفشانی و عرق ریزی کو دیکھکر سابق کی محنت یاد آجائے — اسیوجہ سے حکمار متقدمین فرماتے ہین کہ دنیا مین کوئی کام وزارت سے دشوار نہین ہے اسوجہ سے کہ اوس سے زیادہ قرب و واسطہ بھی بادشاہ تک کسیکو حاصل نہین اور دشمن بھی اوسکے وہی لوگ زیادہ ہین جو بادشاہ کی حضوری سے مستفید ہین ہر وقت اسی تاک مین ہین جسطرح ہوسکے خلعت وزارت پہنیے عنان انتظام ہاتھہ مین لیجیے لاکہ نہین سمجھتے کہ یہی دن پھر اونکو بھی درپیش ہین تخلیون مین صحبتون مین آوازے کھینچتے ہین موقع پر فقرہ بندیان کرتے ہین — اسیوجہ سے حکمار متقدمین نے وزارت کلّی اختیار نہین کی حکیم ارسطاطالیس استاد سکندر ہمیشہ معین و مددگار و مشیر رہے مگر خاصۃً عہدہ وزارت کو قبول نہین کیا مگر اسمین بھی شبہہ نہین کہ وزارت کا عہدہ ایسا جلیل الشان ہے کہ جسے دوسرا واسطۂ خداوندی کہنا چاہیے یعنے جسطرح بادشاہ رعایا و خدا کے درمیان مین ہے اوسیطرح بادشاہ و رعایا کے درمیان مین وزیر ہے پس بعد سلطنت کے وزارت سے اعلیٰ مرتبہ کوئی نہین جلسۂ صنایع شریفہ مین مفصل عرض کیا گیا ہے حال وزیر عاقل و خوش تدبیر کیواسطے زیادہ مفید

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

اس امر میں استقامت رائے و احتیاط ہے اور ہمیشہ برابر مساوی
رکھنا اپنے افعال و اقوال کا ظاہر و پوشیدہ اور بسبب تحمل و بردباری
ہونا چاہیے تاکہ اگر کسیکی حسد و عداوت کی کیفیت اسکو معلوم
بھی ہوجائے تو اظہار غیظ و غضب نکرے تاکہ اسطرح ظاہر کرسکے
گویا اوسنے کچھ سنا ہی نہیں اگر بادشاہ بھی کچھ استفسار کرے تو ابھی
اجنبیت ظاہر کرے تاکہ اوسکی مظلومیت اور اونکا ظلم نظر بادشاہی
میں اچھی طرح سے ظاہر ہوجائے — اور اگر اتفاقاً معارضہ و سوال
وجواب کی نوبت آئے تو ہرگز غیظ و غضب کو دخل نہ دے اسلیئے
کہ غصے کی حالت میں کبھی تقریر صحیح نہیں ہوتی ہے حکما نے
اسیوجہ سے یہ کلیہ قرار دیا ہے کہ غلبہ ہمیشہ حلیم و بردبار
کو ہوتا ہے — پھر ابن المقفع تحریر فرماتا ہے کہ عمدہ آداب ملازمت
شاہی میں ریاضت نفسانی انسان کی ہے ہر امر مکروہ پر اور بوقت
رائے سلطانی کی مخالفت کی حالتمیں اپنے باوجود مخالفت اپنی
رائے کے بادشاہ کی رائے سے موافقت کرنا اور اونکی مزاج کو
پہچان کر اور عنوان منشاء خاطر کو دریافت کرکے اوسی کے موافق
انضباط قواعد کرنا — اسرار سلطنت کا مخفی رکھنا اگرچہ امر
سہل کیوں نہو — کسی چیز میں استفسار نہ کرنا جسکی خود بادشاہ نے

رئیس اطلاع نہ دے ـ ہمہ تن توجہ کرنا رضاجوئی مین ـ اقوال شاہی
کی تصدیق کرنا ـ آراء جہان پناہی کی تزئین و آرایش کرنا
اور موافق صوابدید عقل کے اظہار کرنا سلاطین کی نکوئیونکا ظاہر
کرنا اور برائیونکا چھپانا ـ جن چیزونپر بادشاہ کو رغبت ہو اونکو
آسان کرنا ـ جو ناگوار طبع ہون اونکو دور کرنا ـ اونکی محنت کو
خود اوٹھالینا ـ اپنے کام کو اونپر حوالہ نکرنا ـ ہر وقت اطاعت
مین مستعد رہنا ـ اپنی راحت سے خدمت کو مقدم رکھنا ـ خفگی
بادشاہ پر آزردہ نہونا ـ سختی کو سختی نہ سمجھنا معتوب شاہی سے
ناراض رہنا ـ مقربان درگاہ کو دوست بنائے رکھنا ـ یہانتک
احتیاط کرنا کہ معتوب شاہی کے ساتھ صحبت مین حاضر نہونا
بیموقع سفارش اوسکی نکرنا ـ اپنے پہلو کو بچائے رکھنا ـ
جب بادشاہ خطاب کرے تو دل و گوش و جملہ اعضاء و جوارح سے
سماعت کرے کسی دوسرے امر مین مشغول نہو کسی اور
طرف نگاہ نکرے ـ صحبت بادشاہ مین دوسرے سے اشارہ
نکرے کوئی بات کان مین چپکے سے نکہے ـ اسلیے کہ معلوم نہین
بادشاہ کو کیا بدگمانی پیدا ہو اسوجہ سے کہ سلاطین کو زیادہ تر
ایسے خیالات ہو جاتے ہین ـ اور اگر کسی سے سوال کرین تو

تم خود اوسکا جواب نہ دو کہ اس سے سبکی انکی ہوتی ہیں ظاہر ہوتی ہے
اور سائل و مسئول دونوں کی خفت کا باعث ہوتا ہے اگر سائل کہہ
بیٹھے کہ میں تجھسے نہیں پوچھتا تو سوا گردن جھکا لینے کے کیا جواب
ہوگا اگر کسی جماعت سے پوچھیں اور تو اونمیں سے ہو تو ہرگز سبقت
جواب میں نکر اور ساتھیوں کو ناگوار ہوگا اور تیرے قول کی تردید
پر آمادہ ہوجائینگے اور اسقدر سکوت کر کہ وہ لوگ اپنی اپنی جواب
دیچکیں پھر اگر بہتر جانے اور ترجیح دیکھے تو جواب دے - اور
اگر بادشاہ تجھکو اور لوگوں سے زیادہ عزیز رکھتا ہو تو بھی تو
[illegible] عزت و مرتبہ [illegible] خصوصًا اقربا سے شاہی سے یا خدمتگذاران
قدیم سے جانتے کہ اس امر کو اخلاق کے فضائل سے شمار کرتے ہیں
اسواسطے کہ ہر شخص کو خواہ وہ بادشاہ ہو خواہ فقیر کسی نہ کسی شخص کے
ساتھ ایک رجحان طبعی ہو جاتا ہے اگرچہ وہ شخص کم مرتبہ ہو پس
اس مطلب کو سمجھکر مرغوب بادشاہ کی تعظیم و توقیر کرنا چاہیے اور
بذل و عطا سے اوسے خوش رکھنا چاہیے - اس توجہ خاص کا سبب
اکثر مادہ روحانی ہوتا ہے خواہ کوئی قرابت سبب اسکا ہوگی
یا کوئی خاص امر اسکا باعث ہو پھر ظاہرا اوس توجہ روحانی کا مقابلہ
[illegible] نہیں ہو سکتا اگر وہ درپئے آزار ہو جائے گا تو عالی مرتبہ

ہونا کچھہ مفید ہوگا — اگر بادشاہ کوئی راے دے جو تیرے نزدیک خلاف مصلحت ہو تو تو اوسی راے کو ظاہر نکر اور اطاعت و مسکنت کے ساتھہ قبول کرے اسلیے کہ بادشاہ حاکم ہے اور تو مطیع و فرمان بردار ہے پس اوسے حکم زیبا ہے اور تجھکو اطاعت — پھر ابن مقفع فرماتے ہین کہ جو شخص ان شرائط کا پابند ہو سکتا ہو اوسے ملازمت شاہی سے کنارہ کرنا چاہیے کہ نتیجہ زیادہ بدتر ہے اوس منفعت سے جو فوری حاصل ہو یہان تک ترجمہ تھا قول ابن مقفع کا اور اسی پر اس مطلب کا خاتمہ کیا جاتا ہے کہ قول ابن مقفع انشاء اللہ مقنع ہوگا — واللہ اعلم بالصواب —

سوال — یہانتک تقریر پہونچی تھی کہ حکیم صاحب نے کسیقدر سکوت فرمایا بخیال طول صحبت برخواست کا ارادہ کیا بادشاہ نے کہا کہ ابھی تو کچھہ ایسی رات بھی نہین آئی ہے تو بجے ہین کچھہ دقیقے باقی ہین اگر مناسب ہو تو کیفیت معاشرت اصدقا و دیگر اصناف مخلوق کو بھی اسی ذیل مین بیان فرمایے

جواب حکیم صاحب نے عرض کی ارشاد حضور کا بجا ہے سمع خراشی جہان پناہ کا مجھے خیال تھا ورنہ فقیر سکوت ان مطالب کو تمام کرتا اب حضور اصرار فرماتے ہین تو فقیر بھی

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

عرض کرنے پر مستعد ہے — ماہیت دوستی کی اور افضل ہونا
اوسکا عدالت سے پر تقسیم اوسکی ارادی و طبیعی کیطرف پہر اسباب
محبت ارادی کے او تفصیل اوسکی بجملہ اقسام کی اور اطلاقات
لفظی الفاظ محبت و مودت و صداقت و عشق کی سب فقیر
کل کے جلسے میں عرض کر چکا ہے اور حضور کے ذہن مبارک میں
بہی ہوگا — اب دوست بہم پہونچانے کے طریقے اور شرائط و
صفات دوست کے او حقوق دوستی کے اور اسباب قائم
رکہنے دوستی کے اور طریقے دوست سے معاملت کرنیکے اور
جو امور اوسکے متعلق ہیں ویکا انجام پر گذارش کرتا ہوں —
پس حضور پر تو خوب ظاہر ہو چکا ہوگا کہ ہم باہم ارتباط
رکہتے ہیں اور انسان اسی انسانیت و مدنیت سے ممتاز ہوا ہے
اور یہی مادہ مدنی اوسکی ترجیح کا باعث ہے حیوان سے تو
اب سعادت انسانی بہی اسی میں ہوگی کہ جو امر اوسکی ترجیح
کا سبب ہے اپنے ابنا جنس سے زیادہ رکہتا ہو اور یہہ بہی
ظاہر ہے کہ جس کی دوست زیادہ ہونگے وہی اپنے ما یحتاج
کے حصول سے نہیں کامل ہوگا اسلئے کہ میں عرض کر چکا ہوں
کہ انسان بے معاونت کے کامل نہیں ہو سکتا اور کسی طرح کی

معاونت کی احتیاج ہے پس انسان کامل وہی ہے جسکی معاون
بہت ہون پس جو شخص درپے تحصیل کمال ہے وہ لابد دوستدارون
کے بڑہانے کی فکر مین رہیگا جو جو اچھائیان اسکے پاس ہین وہ اُن
تک پہونچائیگا اور جو جو امور اونکے بہتر ہین وہ اوسکی طرف
منجر ہونگے تاکہ جن اچھائیون کو تنہا حاصل نہین کرسکتا مل
جلکر حاصل کرے اپنی عمر عزیز کو لذائذ کامل و تمتعات وافر
مین بسر کرے مگر میری مراد لذائذ سے یہ لذائذ فانی نہین
ہین جو قوائے شہوانی و خواہشہاے بہیمی سے متعلق ہین بلکہ
مقصود ان لذتون سے تمتعات حقیقی و التذاذ الٰہی ہے
جسکی تفصیل فقیر نے محبت کی ذیل مین عرض کی ہے - ہر حال
یہ محبّت ایسی چیز ہے جو دونو قسم کی لذت کو پورا کرتی ہے
یعنے اگر محبت بخواہش لذت فانی ہے تو بھی اگر بخواہش
لذت باقی ہے تو بھی ہان اتنا فرق ہے کہ فانی کی محبت
بھی فانی اور باقی کی محبّت بھی باقی - مگر ایسی محبتین جو حقیقی
ہون اور مادہ اونکا خیر واقع ہوا ہو بہت ہی کمیاب ہین اور
حیوانی محبتین بہت کثرت سے کیونکہ نیکو کہ اچھی چیزین
دنیا مین بہت کم ہوا کرتی ہین اسلئے کہ عزت و خوبی کیواسطے

قلت لازم ہے اگر کثرت سے ہو تو عزت بہی اوسکی اوتہی
نہو مگر ان دونو اچہی بری محبتون کا ساتہ ہے یعنے بغیر اسکے
کہ ایسی قسم کی محبت بہی بہم پہونچائی جاے چارہ نہین ہوتا
ہان اسقدر البتہ ضرور ہے کہ تمیز رکہتا ہو اور ہر ایک کی
قدر و منزلت کا فرق جانتا ہو یعنے اصل محبت حقیقی کو جانے
اور رفع ضرورت کے لیے محبت حیوانی کو بہی پیدا کرے اسکی
مثال حکما اخلاق اسطرح سے دیتے ہین کہ جیسے کہانے مین مصالح
کی ضرورت ہوتی ہے ہرچند غذائیت مین اوسکو کوئی دخل
نہین مگر بغیر اوسکے درستی اوسکی بہی ممکن نہین پس یہ بہی شریک
ہوکر فائدہ غذا دیتے ہین اسیطرح محبت خیر سے تنہا فائدہ حاصل
نہین ہوسکتا جبتک بقدر ضرورت محبت حیوانی بہی حاصل
نکیجائے ۔ مگر اوسیقدر جیسے کہچڑی مین نمک اسی وجہ سے حکما
تحریر فرماتے ہین کہ جسطرح انسان کو محبت حقیقی ایک لازمی
شے ہے اسیطرح محبت ظاہری اور حسن معاشرت اور ملاقات
رسمی بہی ضرور ہے کہ اکثر اوقات یہ ظاہری محبت منجر باصلیت
ہوجاتی ہے پس جسطرح شرائط صداقت کو از روے حقیقت استعمال
کرنا ضرور ہے اوسیطرح اکثر بغیر استحقاق بہی استعمال کرنا چاہیے

اسلیے کہ اظہار محبت صادق سے ممکن ہے کہ محبت بھی صادق
ہو جائے جیسا مہذب اشخاص کا دستور ہے کہ آشنایان رسمی سے
بھی وہ ویسے ہی اخلاق کرتے ہین جنسے محبت صادق کا گمان
بلکہ یقین ہو جاتا ہے اور پھر یہ اونکا حسن اخلاق مجازی کو حقیقی
کر دیتا ہے۔ حکیم ارسطاطالیس کہتے ہین کہ انسان کو محبت سے
چارہ ہی نہین خواہ غنی ہو خواہ فقیر اسوجہ سے کہ تونگر اور صاحب
ملک و مال جسقدر مستغنی ہے اوسیقدر لوازم اور ضروریات زیادہ
ہین اور اوتنی ہی احتیاج بھی اوسکی آدمیونکیطرف زیادہ ہے
یعنے اگر فقیر کا کام ایک آدمی سے نکلجاتا ہے تو صاحبان ملک
و مال کو ہزار آدمی کی ضرورت ہے بقول شاعر ؎ اتان
غنی تر اند محتاج تر اند ٭ تو اوسکو ہزار آدمیون سے محبت
بہم پہونچانا اور رفع احتیاج کرنا ضرور ہوگا مثلاً بادشاہ ایک
ملک وسیع پر قابض و متصرف ہے اور خلق خدا اوسکے
زیر فرمان ہے تو اتنے بڑے ملک کا انتظام تن تنہا کیونکر کرسکیگا
ضرور ہے کہ فوج بھی کثرت سے ہو منشیان و نیز اہل قلم اہل
خدمت منتظمان مملکت بہت سے جمع ہون تاکہ اون سبکے
اعانت و امداد سے اتنے بڑے ملک کا انتظام کرسکے یہ اونکی

خدمت تکفل معیشت وغیرہ سے کرے اور وہ اسکی بوجھ کو بٹائین
اور اوسکا کام توجہ خاطر سے کرین۔ پھر کہتے ہین کہ یہ مادۂ انسانی
ازروئے فطرت کے خلق کیا گیا ہے یہی مادہ ہے جو بہت
سی جماعت کو ایک دوسرے سے وابستہ کر دیتا ہے اگر ایسا
نہو تو بہت سے معاملات دنیا کے درہم و برہم ہو جائین۔
دیکھئے اک دونے سے مثال یہ ہے کہ اگر دو لڑکے ایک جا نہون
تو کھیل نہین سکتے یا چند لوگ باہم نہون تو سیر و شکار سے
لطف نہین اوٹھاتے اسیطرح سلاطین اگر بہت سی فوج جمع
نکرین تو مملکت پر قبض و تصرف حاصل نہین کر سکتے۔ حکیم
السقراطیس کہتے ہین کہ مجھے بڑا تعجب آتا ہے اون لوگون سے
جو اپنی اولاد کو تاریخ سلاطین و اخبار ملوک و وقایع شاہان گذشتہ
تعلیم کرتے ہین اسوجہ سے کہ ان لوگون کے حالات مین زیادہ
تر لطف لڑائی بھڑائی جنگ وجدال کینہ و عداوت انتقام وغیرہ
کا ہے ان حالات کے سننے سے ضرور ہے کہ پڑھنے والے کے
دل مین بھی ویسے ہی آثار پیدا ہون۔ کیون ایسی حکایتین اور
تاریخین نہین پڑھاتے جنسے مادۂ الفت کو جوش ہو جیسے
اکثر حکایات کتاب الفرج بعد الشدہ وغیرہ کہ جسکی بنیاد

خدمت تکفل معیشت وغیرہ سے کرے اور وہ اسکی بوجھ کو بٹائین
اور اوسکا کام توجہ خاطر سے کرین - پھر کہتے ہین کہ یہ مادہ انسان مین
از روئے فطرت کے خلق کیا گیا ہے یہی مادہ ہے جو بہت
سی جماعت کو ایک دوسرے سے وابستہ کردیتا ہے اگر ایسا
نہو تو بہت سے معاملات دنیا کے درہم وبرہم ہو جائین -
دیکھی اک دونے سے مثال یہ ہے کہ اگر دو لڑکے ایک جا نہون
تو کھیل نہین سکتے یا چند لوگ باہم نہون تو سیر و شکار سے
لطف نہین اوٹھاتے اسیطرح سلاطین اگر بہت سی فوج جمع
نکرین تو ممالکت پر قبض و تصرف حاصل نہین کرسکتے - حکیم
انستفراطیس کہتے ہین کہ مجھے بڑا تعجب آتا ہے اون لوگون سے
جو اپنی اولاد کو تاریخ سلاطین واخبار ملوک و وقایع شاہان گذشتہ
تعلیم کرتے ہین اسوجہ سے کہ ان لوگون کے حالات مین زیادہ
تر لطف لڑائی بھڑائی جنگ وجدال کینہ وعداوت انتقام وغیرہ
کا ہے ان حالات کے سننے سے ضرور ہے کہ پڑھنے والے کے
دلمین بھی ویسے ہی آثار پیدا ہون - کیون ایسی حکایتین اور
تاریخین نہین پڑھاتے جنسے مادہ الفت کو جوش ہو جیسے
اکثر حکایات کتاب الفرج بعد الشدہ وغیرہ کہ جسکی بنیاد

اکثر ایسی ہی اصول اخلاقی پر ہے - پھر کہتے ہین کہ محبت ایک
ایسی چیز ہے کہ معیشت بے اوسکے ممکن نہین ہے بلکہ انسانکی
زندگی بے محبت کے نہین ہوسکتی اگر تمام دنیا کے سب عمدہ
چیزین اور تمام مال و متاع ایک شخص کو دیدیا جاے اور وہ
محبت کی صفت نرکھتا ہو تو یہ سب وبال جان ہوگا اور پھر
اپنی زندگی سے پورا کرنیمین دوست کا محتاج رہیگا اگر کوئی شخص
دوستی کے مرتبہ کو کم حقیقت سمجھے تو فی الحقیقت دوستی کا مرتبہ
کم نہین ہوجاتا اوس شخص کا مرتبہ البتہ عاقلون کی نگاہ مین
کم ہوجائیگا اگر کوئی یہ خیال کرے کہ دوستی ایک بہت آسان
چیز ہے بہت جلد حاصل ہوسکتی ہے اوسکا خیال خام ہے
ایسے دوست جو کسوٹی پر کسے ہوے ہون زر کامل عیار کی جا صفت
رکھتے ہون امتحانون مین پورے نکلے ہون شرائط محبت کو کامل
کرتے ہون نہایت کم ہین - پھر تحریر فرماتے ہین کہ قدر محبت
و مودت کی عاقل کی نگاہ مین تمام روے زمین کے خزانون سے
اور ہفت اقلیم کی مملکت سے اور جتنی دنیا مین نفیس نفیس چیزین
خلق ہوئی ہین اور جس جس سے منفعت کامل حاصل ہوسکتی
ہے اون سب سے اسوجہ سے بہتر ہے کہ مصیبت کے وقت مین

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

۵۶۸

یہ کوئی چیز کام نہین آتی پھر دوست ایسا ہے جو اوسکی وقت
تنگی مین مدد کرتا ہے اور اپنی دوست کی مہم مین جان و دل سے
کوشش کرتا ہے خواہ وہ منفعت فوری ہو خواہ تاخیر سے
اوسکا ظہور ہونیوالا ہو خوشا حال وس شخص کا جو اس نعمت عظمیٰ
سعادت کبریٰ سے مستفیض ہو ہرچند وہ نفایس دنیا مین
کسی چیز کا مالک نہو اور اوسکا کیا کہنا ہے جو ان امور کے ساتھ
ایسی نعمت کو بھی حاصل رکھتا ہو اسواسطے کہ جو شخص ایک ایسی
مملکت کا انتظام کرنا چاہے جو آنکھون سے اوجھل صدہا
منزلون کے فاصلے پر ہو اور ان لوگون کا حال دریافت کرے
جو نہایت دور و دراز مقامات پر ہون اور یہان بیٹھے بیٹھے ہر شخص
کی جزئیات و کلیات کی نگرانی کرنا چاہے وہ ان دو آنکھون
اور ایک دل اور ایک زبان سے کیا کر سکیگا ایسے شخص کو ضرور
ہے کہ بہت سے کانون اور بہت سی آنکھون بہت سے دلون کا
مالک ہو کہ وہ سب ملکر ایک ذات ہو جائین اور جو اوسکے دل
و زبان پر آسکے وہ اطراف بلاد بعیدہ مین پہونچے اور جو وہ
دیکھین سنین وہ اس تک پہونچے بے زحمت اسکو تمام مملکت
کے حالات مخفی پر اطلاع ہو اور غایب کو بطور حاضر کے مشاہدہ

کرے یہ بات کسیطرح حاصل نہین ہوسکتی مگر محبت اور دوستی کے ساتھ
اور یہ انتظام کبھی حاصل نہین ہوسکتا مگر رفیق شفیق کے ہاتھون سے
یہانتک حاصل ترجمہ تہا حکیم الشقراطیس کا جب فضیلت محبت
وضرورت احباب معلوم ہوچکی تو اب بیان کرنا ایسے اسباب کا
ضرور ہوا جنسے دوستی حاصل کیجاسکتے ہے اور محبت قایم رہ سکتی ہے
اور دوستوں کے اچھے برے ہونیکی شناخت ہوسکتی ہے تاکہ طالب
محبت کو دہوکہا نہو اور بعد حصول محبت کے دوستی بیمحل پر افسوس
نکرنا پڑے جیساکہ کسی چرواہے کی حکایت مشہور ہے کہ وہ
ایک دنبہ کی تلاش مین بازار کو گیا چاہتا تہا کہ کوئی فربہ اور تنومند
دنبہ خرید کیجیے ایک شخص کے پاس ایک دنبہ بہت فربہ دکہائی
دیا موٹا سمجہکر خرید کرلیا جب مکان پر آیا اور ذبح کیا معلوم
ہوا کہ گوشت نہ تہا ورم تہا اس منفعت کی امید پر نقصان اوٹہانا
پڑا جیساکہ اس عرب کی حکایت کو شاعر عرب نے نظم کیا ہے
شعر اعیذہا نظرات منک صادقة + ان تحسب
الشحم فیمن شحمہ ورم یعنے الفربہ خواہ مخواہ مرد آدمی
نہ سمجہے فربہی اور ورم مین تمیز کرے اسلیے کہ آدمیون مین
بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہین کہ فی الحقیقت تو وہ صاحب

فضائل نہیں ہیں مگر دیکھنے میں آدمی معقول اور بہت مہذب
معلوم ہوتے ہیں اسوجہ سے کہ خودنمائی اور اظہار فضیلت
میں وہ کامل ہیں جیسا جلد اوّل جلسۂ سوم تشابہ فضائل میں
مفصل عرض کیا گیا بہت سے بخیل روپیہ پیسا دیتے ہیں
اس تمنا میں کہ سخی مشہور ہوں بہت سے معرکہ آرائیاں اور
خانہ جنگیاں کرتے ہیں تاکہ بہادر کہلائیں حالانکہ نہ وہ خرچ
کر لینے سے سخی ہو گئے نہ یہ عقلا کے نزدیک بہادروں میں شمار ہوئے
وہ مسرف ہوئے یہ مہلک کہلائے بلکہ اس صفت میں جانور بھی
آدمیوں سے زیادہ ترجیح ہے کہ وہ صفات موجودہ سے
زائد اظہار نہیں کرتے یہ اور بات ہے کہ کوئی شخص ان کو اس
عنوان کی تعلیم کرے پھر ہمیشہ انسان کو تمیز اصلیت اور صنعت
بہت ضرور ہے یہ نہو کہ بعض جانوروں کی طرح جو ہری ہری
گھانس دیکھیں کھالیں خواہ وہ نفع کرے یا نقصان یا کسی
چیز کو شیریں سمجھکر نوش فرمائیں اور آخر کو تلخ ہو جائے ایسی
صورت میں فائدہ کے عیوض سخت نقصان ہو جاتا ہے اور پھر کچھ
چارہ نہیں بن پڑتا ہے پس جب کیفیت دوستوں کی بہم پہنچانیکی
بیان کر دیجائیگی اور فرق اچھی طرحسے ظاہر کر دیا جائے گا انشاء اللہ

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

ان اصول کو ملحوظ خاطر رکھے کبھی دہوکہا نکہاے گا اور کبھی کیسا ہی
کوئی مکر وفریب مین لاکر خودنمائی کرے یہ اوسے باور نکرے گا
کتنا ہی کوئی شخص چاہے کہ دانہ ڈالکر دام مین پہنسالے یہ نہین
پہنسنے کا ایسے اشخاص سے دور دور بہاگتا رہے گا اور پناہ بخدا
کرتا رہیگا طریقہ دوست صادق بہم پہونچانے کا اس سے بہتر نہین
ہے جو حکیم ارسطاطلیس نے بیان کیا ہے ہم مقام پر فقیر اونہین
کے اقوال کا ترجمہ کرتا ہے کہتے ہین کہ جب کوئی شخص چاہے کہ
صدیق صادق اور رفیق شفیق پیدا کرے تو پہلے اوسے یہ ضرور
ہے کہ اوس شخص کے حالات تفحص کرے کہ آیا بچپن سے اپنے
مان باپ سے یہ کیسا سلوک کرتا تہا اور اپنے اعزا واقارب خورد
وبزرگ کے ساتہہ اسکا کیا طریقہ تہا اگر معلوم ہو کہ بعنوان شائستہ
یہ اونکے ساتہہ بسر کرتا تہا اور بخلق ومحبت اونسے پیش آتا تہا
تو اوسے قابل محبت کے سمجہے ورنہ پرہیز کرے اسلیے کہ مثل مشہور ہے
جو اپنے مان باپ کا نہوا وہ کسی کا نہوگا بقول شاعر ؎ بیٹا وہی
سعید جو کام آئے باپ کے ۔ اسلیے کہ جو حقوق مین مبتلا ہی
وہ حقوق کو کب خیال کرتا ہی اوسکے بعد اس امر کو دریافت
کرنا چاہیے کہ اوسکا سلوک اپنے دوستونکے ساتہہ کیسا تہا اگر

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

اونکے خدمت گذار ہیں کسیطرح کا قصور نہیں کرتا تھا اور اونکی رفاقت
روائی میں ہر طرح سے آمادہ و مستعد تھا تو بیشک وہ قابل دوستی کے
ہے والا ہمین اوس سے کیا امید ہوگی پہر چند روز بطریق امتحان
نشست و برخاست کرنی چاہیے مختلف اوقات میں اوسکے
خلوص محبت کو دیکھنا چاہیے حالات مختلف نیک و بد کو بیان
کرکے اوسکا امتزاج لینا چاہیے کہ آیا احسان کو کس مقدار پر سمجھتا
ہے اور محبت کی قیمت اوسکی نگاہ میں کتنی ہے کچھہ یہ ضرور
نہیں ہے کہ احسان کا معاوضہ اوسنے احسان کے ساتھ کیا ہو
بلکہ اگر زبان و دل سے بہی وہ احسان مند ہے اور شکر گذاری
ادا کرتا ہے تو بہی وہ محبت کے قابل ہے اسلیے کہ بسا اوقات
انسان معاوضۂ احسان سے عاجز ہوتا ہے اور شکر نعمت بجا لانا
چاہیے ادا نہیں کرسکتا ہے مگر جو قلب صافی رکھتا ہے اوسکے
دل میں ضرور اثر احسان کا ہوگا اور دل کی بات ضرور زبان پر
آجائیگی کبھی نہ کبھی وقت امتحان ہی ظاہر کریگا زبانی شکریہ ادا کریگا
اگر کوئی اوسکے محسن کی برائی بیان کریگا تو ضرور ناگوار معلوم ہوگا
اگر موقع محل دیکھے گا جواب دیگا والّا چشم و ابرو سے ناگواری
ظاہر ہو جائیگی اور کفران نعمت کرنیوالا ہرگز ان اوصاف سے

متصور نہوگا محسن کی کوئی قدر اوسکی نگاہ میں نہوگی حقوق
محبت کو بیوقعت سمجھتا ہوگا اگر کوئی احسان بھی اوسکے ساتھ
کریگا تو وہ اوسپر استحقاق اپنا قایم کرکے بیوجہ باطل کریگا
اگر کوئی کچھ سلوک زر و مال سے کریگا تو اوسکو اپنی باپ دادا کا
قرض سمجھکر ناچیز و حقیر جانیگا۔ پھر تحریر کرتے ہین کہ دنیا
مین کوئی آفت کفران نعمت سے بڑھکر نہین ہے کوئی عذاب
ناقدری احسان سے زیادہ نہین ہے کوئی شقاوت محسن کے
بدلیسی بدتر نہین ہے بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو لفظ کفر کفران
سے مشتق ہے اسیطرح کوئی سعادت شکر سے بڑھکر نہین ہے
اور کوئی نکوئی احسان سے زیادہ نہین ہے تا اینکہ حضرت حق
سبحانہ و تعالے بھی باوجودیکہ محتاج شکر نہین ہے مگر شکر کرنیوالے کو
دوست رکھتا ہے اونہین کو نعمت بھی زیادہ دیتا ہے اور
ناشکر کرنیوالے پر عذاب نازل کرتا ہے خود فرماتا ہے وَلَئِنْ
شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ
یعنے اگر تم شکر ادا کروگے تو ہم نعمت بہت زیادہ کرینگے اگر
کفران نعمت کروگے تو ہمارا عذاب بھی بہت سخت ہے پس
درستی کیواسطے سب سے زیادہ اسی امر کا دریافت کرنا ضرور ہے

که احسان کرنا عبث ہوجاتا ہے اور دوستی کا کوئی نتیجه بہتر نہین
پیدا ہوتا ہے پہر اس امر کی تحقیق کرنا چاہیے که طبیعت اس
شخص کی لذات اور شہوات کیطرف کیسی ہے اگر لذت اپنے
اور مطیع شہوت ہے تو ضرور بشرائط محبت سے کناره کشی
کریگا غیر کیواسطے اپنے نفس کی سختیون کو پسند نہین کریگا جب اُس
کی قدر اوسکی نگاہون مین بطلب لذت سے زیاده نہوگی بلکه زر و
مال کی محبت اوسکے دلمین زیاده ہوگی ترجیح کرنے کی فکر مین
اپنی عمر عزیز کو صرف کریگا یہی وجه ہے که اکثر لوگ ایسے دوست ہوتے
ہین که بایکدیگر شرائط محبت و لوازم صداقت پند و نصیحت و عہد
کو ادا کرتے رہتے ہین اور دوست کی حاجت روائی مین کوئی
دقیقه فرو گذاشت نہین کرتے مگر جسوقت کوئی معامله روپے پیسے
کا درمیان مین آجاتا ہے ساری وفاداری اور صداقت شعاری
اوڑ جاتی رہتی ہے اتنی بڑے امر عظیم کو ان دمڑیون کے
مقابل مین کہو دیتے ہین صدہا برس کی محبت کو دفعتاً [illegible]
مین ملا دیتے ہین اسیوجه سے روپیه کو مقراض المحبت کہتے ہین
ایسے ہی لوگون سے تشبیه دیتے ہین کتون کی که ایک ہڈی [illegible]
سب کتے اوسپر حمله کرتے ہین آپسمین لڑتے مرتے ہین جان [illegible]

کو ملجائے تو بھی اوسکا کچھ بھلا ہو۔ انہین معنون مین یہ حدیث
ہے اَلدُّنیَا جِیفَۃٌ وَطَالِبُھَا کِلَاب اسیطرح دو پیسون کے
واسطے فضیحتا ہے شور و غل سے گالی گلوج کی نوبت ہے یہ
اوسکے دو پیسے آزردہ انکے نقصان کے طلبگار ایک ہنگامہ حشر ہے
پر اسپر بھی اکتفا نہین لٹھ بھی اوٹھتے ہین تلوارین بھی کھنچی رہین
بندوقین بھی تیار ہو رہی ہین پلیتی سلگ رہے ہین بجلیین اوڑ
رہی ہین اگر پوچھیے اجی حضرت آج یہ کیسی چڑہائی ہے کس سے
مقابلہ پیش ہے جواب کیا معقول جی ہمارے بھائی صاحب نے
آج ہمارے مملوکہ و مقبوضہ اساجی سے دو روپیہ حقیت کے وصول
کر لیے اوسکو اپنی رعیت بنانا چاہتے ہین یا اسقدر بھوسہ پیال
اوسکے گہر سے لیگئے ارے میان تم بھی جاو انکے گہر کی دہنیان کھود کر
چولہی مین نہ جلائی ہون اونکی دیوارین کھود کر زمین پر نگرائی ہون
تب تو مین شریف ہون جب اسکا مزا چکہا دون اگر وہ بیچارا
مصیبت کا مارا سائل بتقاضائے اصلاح ذات البین بول
اوٹھا کہ اجی حضرت جانے دیجیے کوئی اپنے بھائیون سے ایسی
خفگی کرتا ہے اگر آپکی رعیت سے دو پیسے پر جوت کے اونہون
نے لیے یا تھوڑا سا بھوسا لیگئے تو کیا اتنی سی بات مین قبضہ

اونکا ثابت ہو گیا آپ بھی اونکی حیثیت سے ایسا ہی کر لیجیے گا تو
اوس بیچارے کی جان کو زحمت ہو گئی فرمانے لگے اجی میاں صاحب
آپ کیا جانیے یہ زمیندارانہ معاملات ہیں ایک ایک کوڑی پر
جان دیتے ہیں ایک ایک پیسے پر ہزاروں کا کشت و خون ہو جاتا
ہے یہ کچھ شرح ملا کا سبق نہیں ہے جو ملا صاحب نے سمجھا دیا سمجھ لیا
[illegible] جھگڑے کیے ہیں جبتک سو بار بھی نہ جانتا ہو سیانا نہیں
ہو سکتا ہے کہ ہم طرح میں اپنی بات ہیٹی کریں تا کہ ہم
[illegible] کرے گر آئیں — اور اس انگریزی زمانہ میں تو نتیجہ اسکا
[illegible] ہاتھ میں ہتھکڑی اور پاؤں میں بیڑی سنٹرل جیل کو
[illegible] جاتے ہیں لاحول ولا قوۃ یہ شدت کا حیرت آیا ایک روز ایک
[illegible] سے [illegible] آگے [illegible] ان کے لوگوں سے
ایک شخص کو دیکھا کہ [illegible] کی سی [illegible] گنوار ہے
[illegible] ایک کہ بابا تم میں ایک زمیندار
[illegible] صورت سے اونکو شریف جانکر قریب بلایا
[illegible] احوال پوچھا معلوم ہوا کہ یہ اوس قصبے کے رئیس ہیں دو
[illegible] کے زمیندار تھے ہاتھی پالکی دروازے پر تھی دو سو
جوان نوکر تھے آپس میں دانڈ مینڈی تھی سرحد پر نزاع بھی تھی

لڑائی ہوا کرتی تھی خون ریزی کی نوبت آتی تھی بستیاں تباہ و برباد
ہو گئے علاقہ رہن و بیع ہو گیا رہا سہا جو کچھ تھا بند و بست اور
عدالت کے خرچے میں آ گیا اب ایک گھوڑی بچھیری اصطبل
میں ہے یہ چندان اوسکے پیروں میں باندھ دیں گے اسکو لیکے
سے گھاس چھیلیں گے اور اس گھوڑی پر لاد کر فروخت کریں گے
جب رات کا کھانا چلے گا۔ یہ سنکر میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے
دل کانپنے لگا اونکی حالت پر افسوس کرتا تھا اور کچھ کلمات
تاسف سے اونکو نصیحت کرتا تھا اوسی حسرت میں میری
زبان سے یہ فقرہ نکلا کہ چلیے میں آپکو کسی ریاست میں نوکر
رکھوا دوں کچھ تو آپکی بسر اوقات کی صورت ہو جانے لگے
ہمکو تو کوئی کام نہیں آتا نہ لکھے نہ پڑھے نہ کبھی نوکری کی
ہم کسیکی نوکری کیا کریں ـــ زمانہ کے ہاتھ سے تنگ ہیں
زیست ناگوار ہے مرنا اچھا معلوم ہوتا ہے یہ سنکر مجھے اور بھی حیرت
ہوئی کہ اس بد اخلاقی نے ایسے شریف کو اس حالت پر
پہونچایا مسند حکومت سے اوتار کر خاک ذلت پر بٹھا دیا
اسپر بھی وہ جہالت نہیں گئی رسی جل گئی مگر بل اوسکا نہیں گیا
ہے پناہ بخدا اپکا اس حکایت پر کیا منحصر ہے ہزاروں

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

شہرون کی یہی حالت ہے۔ اسی جہالت کے تباہ کیے ہوئے
ہین ذرا اطراف بلاد مین پھر کر سیر کیجیے تو حال معلوم ہو۔
مین اسوقت کہان سے کہان پہونچ گیا معاف فرمائیے جوش
جنسیت نے غلبہ کیا تھا اس حکایت کو لکہہ گیا اب پھر اوسی
حکیم دانا الشقراطیس کے مقولہ کو تمام کرتا ہون لکھتے ہین کہ
جو شخص دوستی پر مال و زر کو ترجیح دیتا ہو اوس سے بھی حذر کرنا
چاہیے۔ ان سب شرائط کے بعد اس امر کو بھی دیکھنا چاہیے
کہ اوس دوست کو محبت بالذات اور خواہش [illegible]
نفسی تو نہین ہے اسواسطے کہ غلبہ و تفوق کا چاہنا اور دوستو
بغیر استحقاق اپنے نفس کو ترجیح دینا بھی محبت کو توڑتا ہے۔
نیز ایسا شخص انصاف نہین کرتا اور احسان و [illegible]
مساوی کو نظر مین نہین لاتا بلکہ تکبر و ترفع اوسکو ہمیشہ دوستو
اہانت و سبکی پر آمادہ کرتا ہے آخرالامر نتیجہ صداقت کا عداوت
ہو جاتا ہے پھر اسکے بعد نظر کرنی چاہیے کہ اوس شخص کو جس سے
دوستی کرنی مقصود ہے رغبت لہو و لعب ناچ رنگ کیطرف
تو نہین ہے مسخرگی کو تو پسند نہین کرتا اسوجہ سے کہ ایسے
امور کیطرف متوجہ ہونا دوستان صادق کی اعانت و امداد

بار کی بات اور کبھی ایسا شخص دوستون کیواسطے مشقت گوارا
نہین کرسکتا اور کبھی شرائط صحبت کو اچھی طرح سے ادا نہین
کرسکتا یہان تک ترجمہ تھا قول الشقراطیس کا ان شرائط کے ساتھ
چند امور اور بھی ملحوظ رکھنے چاہیئے کہ وہ بھی محبت سے قطع کرنیوالے
ہین اوّل سفاہت اور بلاہت کہ جس مین مادہ عقل نہین ہے
اوس سے کوئی امید صلاحیت نہین ہے دوسرے ۲ زود رنج ہونا
ذرا سی بات پر بگڑ جانا اور ہر امر پر ناراض ہو جانا تیسرے ۳
متلون مزاج کبھی کچھہ اور کبھی کچھہ چوتھے ۴ مشکوک ہونا طبیعت کا
پانچوین ۵ کہنے سننے پر یقین کرلینا بغیر تحقیق چھٹے ۶ عار پسند ہونا یعنی
امور بدنامی کو گوارا کرنا ساتوین ۷ کاہل و سست مزاج ہونا —
آٹھوین ۸ بے اعتنائی اور بے پروائی کرنا امور دینی سے چاہے
جس مذہب مین ہو نوین ۹ کثیف مزاج اور بد تمیز و غیر محتاط ہونا
دسوین ۱۰ رذیل و ذلیل پیشون کا کرنا جنسے طبیعت نفرت کرتی ہے
ہر چند ضروری ہون گیارہوین ۱۱ معتوب سلطانی ہونا خصوصاً
ملازمان شاہی کیواسطے بارہوین ۱۲ اس قسم کا مرض ہونا جو متعدی
کرتا ہو — اور جو امور اخلاقی یا طبعی ایسے ہون جنسے محبت
مین فرق آنیوالا ہو یا ضرر اخلاقی و نقصانی یا حفظ صحت مین

فرق آتا ہو اون سبکو شرائط دوستی مین سے سمجھنا چاہیے جب
ان سب امتحانات و شرائط مین کامل نکلے اور ہر طرح نضیلت
اوسکی یقینی ہو جائے اوسوقت بنیاد محبّت کرنی چاہیے اور
پھر اوسکے بڑہانے او محفوظ رکھنے مین کوشش کرے کہ ایسا
شخص بہت کمیاب ہوتا ہے۔ ایک حکیم کا مقولہ ہے۔ کہ دنیا مین
جب مین کسیکو محزون و مغموم دیکہتا ہون تو مجھے حیرت ہوتی ہی
اور یہ سمجھتا ہون کہ شاید اسکا کوئی دوست صادق نہین ہے ورنہ
یہ کیون مغموم رہتا ہو وہی حکیم کہتا ہے کہ اگر کسیکو ایک دوست
بھی ایسا ملجائے جو شرائط مذکورۂ بالا کا جامع ہو تو بھی غنیمت ہے
بلکہ حقیقتاً شرائط دوستی ایک شخص سے بھی ادا کرنے مشکل ہین نہ
یہ کہ بہت سے دوستون کے ایکجا حوائج کا پورا کرنا یہ تو نہایت
دشوار امر ہے مثلاً ایک دوست کے گھر مین شادی ہے اور
ایک کے یہان کوئی سانحۂ غم پیش ہے تو یہ شخص اگر اوسکی شادی کی
شرکت کرتا ہے اور آثار مسرت کامل طور پر جو مقتضا کمال محبت کا
ہی ظاہر کرتا ہے تو دوسرے کی محبت مین فرق آتا ہے اور اگر آثار غم
پیدا کرتا ہے تو مسرت حبیب کے خلاف ہے ایسیصورت مین
بغیر قطع شرائط کے چارہ نہین ہے یا کسی دوست کی حاجت روائی

کیواسطے سفر کی ضرورت ہے اور دوسرے کے پاس ہر وقت
بیٹھے رہنے کی احتیاج ہے تو پھر دونون کے شرائط کمال صحبت
کیونکر ادا ہو سکتے ہین یہان تک قول تہا حکیم انتقراطیس کا
مگر یہ تقریر جو منشا اتحاد و وحدت و یکتائی جبیت کا – مخصوص
حد کمال کیواسطے ہے جیسے کہ صفات اور شرائط دوستی کہ بھی
حد کمال کیواسطے بیان کیے ہین مگر ان شرائط کا مجموعًا ایک
شخص مین جمع ہونا یا ایسے کاملون کا افراط سے بہم پہونچنا دونو
امر عسیر ہین اور محبت ایک امر ضروری ہے جسپر دار و مدار
نظم عالم قرار کیا گیا ہے جیسا کہ سابق مین نقل کیا گیا اور اون
ضرورتون کا ایک شخص سے نکلنا غیر ممکن تو حصر بھی ٹوٹ
جائے گا اب ان دو نوادرون کے مسلم رکھنے کے بعد یہ نتیجہ
اس کلیہ سے پیدا ہوگا کہ دوستون کی کثرت مین سعی کرے اور
ان شرائط مین جو اہم اور مقدم ہون از روے ضرورت
اون پر اکتفا کرے اسوجہ سے کہ اگر وہان مسئلہ کفایت جاری
کیا جائے تو وہ محدود نہین ہو سکتا اسوجہ سے کہ ضرورتونکی
حد نہین ہے اور مختلف اوقات مین اور مختلف حیثیات مین
مختلف دوستون کی ضرورت ہوتی ہے اور جمع دونون کا

قول المصنف کلیم
جیسے روح وقت لعاص

طے سفر کی ضرورت ہے اور دوسرے کے پاس ہر وقت
ہنے کی احتیاج ہے تو پھر دونوں کے شرائط کمال محبت
ادا ہو سکتے ہیں یہاں تک قول تھا حکیم انشقرطیس کا
بجز جو منشا اتحاد و وحدت و یکتائی حبیت کا۔ مخصوص
ں کیواسطے ہے جیسے کہ صفات اور شرائط دوستی بھی
ں کیواسطے بیان کیے ہیں مگر ان شرائط کا مجموعاً ایک
میں جمع ہونا یا ایسے کاملوں کا افراط سے بہم پہونچنا دونو
ر ہیں اور محبت ایک امر ضروری ہے جسپر دار و مدار
لم قرار کیا گیا ہے جیسا کہ سابق میں نقل کیا گیا اور ان
رتوں کا ایک شخص سے نکلنا غیر ممکن تو حصر بھی ٹوٹ
گا اب ان دو نوادروں کے مسلم رکھنے کے بعد یہ نتیجہ
یہ سے پیدا ہوگا کہ دوستوں کی کثرت میں سعی کرے اور
رائط میں جو اہم اور مقدم ہوں از روے ضرورت
پر اکتفا کرے اسوجہ سے کہ اگر وہاں مسئلہ کفایت جاری
ے تو وہ محدود نہیں ہو سکتا اسوجہ سے کہ ضرورتوں کے
ں سے ہے اور مختلف اوقات میں اور مختلف حیثیات میں
دوستوں کی ضرورت ہوتی ہے اور جمع دونوں کا

تشخص المصنف شرائط
دوستی مختص

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

بحد کمال غیر ممکن تو ناچار انہین شرائط مین تخفیف کرنی چاہیے
اور اہم فالاہم کا لحاظ کرنا چاہیے — پس کلیہ شرائط کا یہ ہے کہ
ایسے امور جن سے اخلاق بد کا شبہ ہو یا محبت کو استوار نکرتے
ہون یا حفظ حقوق مین فرق ڈالتے ہون اون کو اول مرتبہ
مین تحقیق کرلے تب دوستی کا ارادہ کرے مگر یہ ضرور ہے کہ
جسمین جسقدر اوصاف متحقق ہون اوسکی اوسیقدر عظمت
و محبت دل مین رکھے اور اوسیطرح اوسکے ساتھ سلوک کرنا چاہیے
مگر حد اعتدال سے تجاوز نکرے — جب بقدر دوست کے شرائط
کو اسیطرح سے گزارش کر چکا تو اب حقوق محبت کو عرض کرتا ہے
پہلا امر یہ کہ جن شرائط کو دوستی کیواسطے حکما نے ذکر کیا ہو اون کی
پابندی خود کرنی چاہیے [illegible] نہ ہو کہ [illegible] جسطرح یہ دوست سبب اوسکے
تکمیل شرائط پر نظر کرتا تھا — اسی مضمون مین یہ حدیث شریف ہے طوبیٰ
لمن شغلہ عیبہ عن عیوب الناس یعنی خوشا بحال اوس شخص کے جو
اپنی عیب بینی مین ایسا مشغول ہو کہ دوسرے کے عیب کو
نہ دیکھے یہی مطلب ہے شاعر کا ؎ مرد کی ناصح برا ہے دیگران
ناصح خود یافتم کم در جہان + دوسرا امر یہ ہے کہ اقربا اور خویش فرزندان
مین ذرا ذرا سی خطاؤن پر خیال نکرے کہ [illegible] جلد انسان [illegible]

لازمی امر ہے اگر ایسی ہی نازک خیالی کو صرف کریگا تو بنیا دکو
کوئی شخص سوائے معصوم علیہم السلام کے ایسا نہ نکلیگا
جو عیب سے محفوظ ہو البتہ عادت کرتے کرتے اور اخلاق
کا ملکہ بہم پہونچاتے پہونچاتے پہر کسیقدر یہ حالت بہم پہونچ
جائیگی کہ کوئی فعل اسکا غفلت مین بہی خلاف عقل و حکمت سرزد
نہو جیسے حضرت محقق کے حالات مین لکہا ہے ۔ حکایت
علامہ محمد بن یوسف مطہر حلی تحریر فرماتے ہین کہ بعد تحصیل
وتکمیل علوم درسی و فقہی بنابر تحصیل علوم حکمت مین اٹھارہ
برس خدمت حضرت محقق طوسی مین حاضر رہا و در شب و روز خلا و ملا
سفر و حضر مین بہت کم جدائی اختیار کرتا تہا اس زمانہ دراز مین
مینے محقق سے ترک ادب ہی نہین دیکہا چہ جائیکہ گناہ صغیرہ
و کبیرہ فی الحقیقت یہ حضرات موید من اللہ تہے اور انفاس
قدسیہ رکہتے تہے کیونکہ حکمت اخلاقی طبیعت مین راسخ ہوگئی تہی
اضطرار مین بہی ویسے ہی حکیمانہ افعال ظاہر ہوتے تہے بلکہ اگر ان
لوگون کے حالات بشری کو غور کیجیے تو معصوم علیہ السلام کے اوصاف
و اخلاق جنکا یہ ایک نمونہ بہی نہین ہو سکتا مصدق ہو جاتے ہین
اور اس پر تو افاضت کے ادنا شعاع سے اون کے انوار ملکوتیہ

کی تکمیل معلوم ہو سکتی ہے بالآخر کبھی ایسے جزئیات خطا پر اعتنا
نہ کرنی چاہیے ورنہ پھر وحدت و وحشت کے سوا اور کوئی چارہ
نہوگا بلکہ زیادہ غور کرنے پر اپنے ہی نفس سے کنارہ لازم ہوگا
حالانکہ یہ جزو لاینفک ہے پس دوست کو بھی اپنے نفس کیطرح خطا سے
معاف کرنا چاہیے اور اسیطرح محافظت و نصیحت کرنی چاہیے
تیسرا - امر یہ کہ اگر کسی دوست سے کسی شخص کو عداوت
ہو تو خود اوسکی وجہ سے دوست سے عداوت نہ بہم پہونچائے
بلکہ اگر ممکن ہو اور توقع صلح کی امید رکھتا ہو تو صلح کرا دے کہ
دشمنی اور نفاق سے بڑھکر تمدن کی خراب کن دنیا مین کوئی چیز
نہین ورنہ خود اوسکی دوستی سے کنارہ نکرے اگر دو نو دوست
ہون اور دونون کی رضاجوئی ممکن نہو تو اون مین اوسی شخص کو
ترجیح دے جسکو از روے فضائل و کمالات ترجیح ہو اور روابط
محبت مین جس سے زیادتی ہو اگر ان دونو مین ترجیح نہ ہو سکتی ہو
تو دونو پر اظہار کر دے اور اون دونون کے امور متنازعہ سے
پرہیز کرے - چوتھا - امر یہ ہے کہ جب کوئی دوست ثمرۂ ربط
کے موافق بہم پہونچے تو اوسکے ساتھ جہانتک ممکن ہو سلوک
کرتا رہے اوسکی احوال پرسی سے غافل نہ ہو جائے کوئی حق

اوسکا اگر چہ اوسنے کیون نہو ضایع نکرے اوسکے مہمات مطالب مین
سعی وکوشش کرے جو حوادث اوسپر پیش آجائین اونمین اوسکا
شریک ہوجاوے اونکے دفع کرنیکی فکر کرے ہر طرح سکھ دکھ مین اوسکا
ساتھہ دے نہایت بشاشت اور خوش خلقی کیساتھہ پانچوان امر دوست کے
دیدار فرحت آثار سے مسرت ظاہر کرے دلی مسرت پر اکتفا
نکرے کہ دل کا حال سوا عالم الغیب کے دوسریکو معلوم نہین
ہوتا تاکہ ہر روز شوق اوسکا بڑہتا جاوے اور محبت مین زیادتی
ہو چھٹا امر دوست کے غیبت مین سامنے سے زیادہ حق
دوستی ادا کرے نہ یہ کہ سامنے تو اظہار مودت کرے اور غیبت مین
غیبت بقول شاعر ؎ دوست باید کہ از معائب دوست *
مثل آئینہ روبرو گوید * نہ کہ چون شانہ با ہزار زبان * پس
سر رفتہ مو بمو گوید * تاکہ وہ اس تذکرہ کو سنکر اوسکی دوستی کا
قائل ہوجاوے اور صداقت پر یقین حاصل کرے اور اوسکے
ساتھہ وہ بھی ایسا سلوک کرے اسواسطے کہ آثار محبت حضوری
وغیبت مین برابر ظاہر ہوتے رہتے ہین بلکہ یہی طریقہ اپنے تمام
متوسلین و اعزا و اقارب کے حق مین ملحوظ رکھنا چاہیے ساتوان
امر یہ کہ مدح و توصیف مین دوست کے اتنا مبالغہ نہ کرے کہ منجر

چاپلوسی اور تملق کی طرف ہو اور اتنی کوتاہی بھی نکرے جس سے بدوماغی
و کبر ثابت ہو اسلیے کہ تملق گویا جادۂ صدق سے انحراف کرتا ہے
اور بے اصل چیز کو خلاف واقع بیان کرتا ہے پس بظاہر تو تملق ہے
مگر باطن میں نفاق ہے اسلیے کہ نفاق بھی تو حالت قلبی کے
خلاف اظہار کرنیکو کہتے ہیں اسیطرح بدوماغی و کبر آٹھواں امر
یہ کہ ہر وقت ہر شخص ان مراتب دوستی کی عادت رکھے اور سستی
و پہلو تہی کو راہ نہ دے اسواسطے کہ عادت گیر ہو جانا اس طریقہ کا
ہمیشہ باعث ازدیاد محبت ہوتا ہے اور تذکرہ اس حسن خلق کا
دور تک پہنچتا ہے و بیصورت دیدہ محبت پیدا کرتے ہیں
مثال اسکی حکمانے چیونٹیوں کے ساتھ دی ہے کہ جس گھر میں
دانہ پانی اور کچھ راحت سے ملتا ہے اور آسائش سے بسر کرتے ہیں
اور جس جگہ سے گذر کرتے ہیں غیر کو بھی ساتھ لگا لاتے ہیں اپنی
جمع کو زیادہ کر لیتے ہیں اسیطرح جب دوست کسی جمع میں اور معاشرت
صحبت اپنے دوست کے بیان کرتا ہے تو اس تمام مجمع کو اشتیاق
ملاقات کی پیدا ہو جاتی ہے اور جب جو ہر وقت عادی اوس
اخلاق نیک کا ہے تو جب کوئی اسکے پاس آئیگا اسے وہ مشتاق کلام
ہو جائیگا اور پھر اوسکی زبان سے جو سنیگا وہ بھی تمنا لگا بیٹھیگا

کہ ایک عالم کو تسخیر کرلیگا اور آوازہ کمال اوسکا اطراف عالم مین شایع
ہو جائیگا حکما فرماتے ہین کہ اس سے بڑھکر کوئی طریقہ تسخیر قلوب کا
نہین ہے اور اگر کبوترون سے یہ اثر پیدا ہوتا ہے تو آدمیون سے
کیون نہوگا وہ تو بے زبان ہین اور یہ صاحب بیان ہین انمین اور
اونمین کچھہ تو فرق ہونا چاہیے جتنی انکو ترجیح حیوانات پر ہی اوتنی ہی
اس مادے مین بھی ترجیح ہونی چاہیے — نوان امر یہ ہے کہ اگر
خداوند کریم اپنے فضل و عطا سے کوئی روز مسرت اسکو دکھائے
یا کسی قسم کی ترقی حاصل ہو تو اوسوقت اپنے دوستونکو بھول نجائے
اپنی خوشی مین اونکو بھی شریک کرے جسطرح اونکو وقت مصیبت
مین شریک کیا تھا بلکہ مصیبت مین شریک کرنا حالت مجبوری سے
تھا ورنہ کسی دوست کا دل دکھانا اور کسی مصیبت مین اوسکو پھنسانا
کب شایان محبت تھا اور یہ حالت اختیاری ہی اور موافق شایان
دوستی کے جسطرح دوستونکو شریک مصیبت ہونا دوستی خالص کے
شایان تھا خلاصہ یہ کہ دوست کو برابر دکھہ سکھہ مین شریک ہونا
چاہیے اور کرنا چاہیے دسوان امر اگر کوئی روز بد کسی دوست
کیواسطے پیش آئے تو اوسمین انتظار اوسکی اطلاع حال اور عرض
مطلب کا نکرنا چاہیے بلکہ چشم و ابرو وحالت و کیفیت سے تفرس

اوسکے مکنون خاطر کو دریافت کرکے سعی بلیغ اوسکے دفع مین کرے
شاید اوسکی بلا اس سے ٹل سکے اور اوسکا کام اس سے نکل سکے
بقول شاعر ؎ دَعْوَی الْاِخَاءِ عَلَی الرَّخَاءِ کَثِیْرَۃٌ + بَلْ فِی الشَّدَائِدِ
تُعْرَفُ الْاِخْوَانُ + یعنے اچھے دنون مین تو بھائی بہتٗ کو سبھی تیار ہوتے
ہین مگر جو بھائی برائی مین کام آوے وہی کام کا + گیارھوان امر
یہ کہ اگر کسی وقت کسی دوست سے کج ادائی و بے مروتی ظاہر ہو
تو اوسکے سبب کے دریافت کرنے مین بہت جلد کوشش کرے
اور جسقدر جلد ممکن ہو اوس کدورت و غبار کو دل سے نکال ڈالے
اسلیے کہ اگر اوسکے سبب غیرت یا بخیال ذلت یا بوجہ سوء خلق
وغیرہ کی صفائی نچاہے اور تھوڑے دنون تک اوسکو رہنے دیگا تو پھر یہ زنگ
جگر مین پیوست ہو جائے گا پھر اسے نہ چھوٹیگا تو قبل اسکے کہ غبار
زنگ ہونے پائے صیقل عذر و الحاح سے جلا کر دے اور آئینہ
دلکو صاف شفاف بنا دے ورنہ اس زنگ کدورت سے زنگ
محبت جاتا رہیگا دوست دشمن بن جائیگا — مگر اس زوال کدورت
کی تدبیر اس سے بہتر کوئی نہین ہے کہ انسان صدق بیانی و راست
گوئی کو کام مین لائے اور جو سبب وحشت و ناگواری خاطر کا
ہو اوسکے دفع کی فکر کرے اور راہ عذر و تسلیم کو اختیار کرے کہ

ایک حکیم کا مقولہ ہے کہ کوئی سفارش دنیا مین تسلیم و اقرار سے
بڑھکر نہین ہے۔ اور اگر خود کچھ مکدر ہو گیا ہو تو بلا تکلف صاف
کہہ ڈالے اور ہرگز اوسکو دلمین نہ رکھے کہ یہ کلیہ ضرب المثل ہے
وَفِي الْعِتَابِ حَيَاتُ الْمُؤَدَّبِ بَيْنَ الْأَقْوَامِ یعنے عتاب کرنے مین
زندگی ہوتی ہے اوس شخص کی جو مؤدّب ہو اور اگر موقع اظہار کا
نہ دیکھے بلکہ زیادتی ملال کا خیال ہو تو خود اوسکے محاسن قدیم و اشفاق
و الطاف سابق کو یاد کرے اور یہ کہے دلسے نکال ڈالے کہ یہ طریقہ
اوس سے بھی اعلا و افضل ہے ہرچند اوسیقدر مشکل بھی ہے اگر
ایسا ممکن نہو تو بعنوان شایستہ اپنی اوس کدورت کو بیان کرے
اور دوست کی معذرت کو قبول کرے کہ دوستی یون ہی باقی رہتی ہے
گیارھوان امر جسقدر شرائط ابتک بیان ہو چکے ہین یا آیندہ
بیان ہونگی اون سب کو حتی الامکان خود بجالائے اور دوسرے سے
اوسکی پوری پوری تکمیل کا طالب نہو اسلیے کہ جسوقت یہ
اون شرائط کا کما ینبغی پابند ہو جائیگا اور آثار اوسکے اوسکا ظہور اوسکا
نظرون مین ہوگا خود تنہا پابندی باعث بقائے محبّت ہو جائیگی
اگر ذرا سا بھی تساہل کرینگے اور دوست سے تکمیل شرائط کے
خواہان رہینگے تو کبھی فساد محبّت سے محفوظ نہ رہینگے جسطرح

خام دیوار کا نقش و نگار بغیر حفاظت کے موسم بارش مین نہین
ٹھہر سکتا بلکہ پختہ عمارتون کی رنگآمیزی بہی اگر محفوظ نکیجاے تو
بقا نہین کرسکتی خیال کیجیے کہ اوس شخص کا جفا پیشہ ہوجانا جس سے
سبطرح کی نکوئی کی امید ہو اور پہلو تہی ایسے دوستون سے جس سے
ہر دکھہ سکھہ مین شرکت کی امید ہو اسکی کیا تاثیر پیدا ہوتی ہے
اور کیا برے نتیجے اس سے ظاہر ہوتے ہین صورت اوّل مین
دوست کی جفا ایکہی شخص تک اثر کرتی ہے یعنے ایک ہی شخص
کی امید منفعت مین فرق ڈالتی ہے مگر صورت ثانی مین بہتونکی
برہمی سے نقصان عظیم حاصل ہوتا ہے اس لیے کہ اگر دوست
دشمن ہوجائینگے اور درپے مضرت ہونگے تو اون سب کی
مضرتین خالص دشمنون سے کہین زیادہ ہونگی علاوہ اسکے
کہ جو امیدین اونسے دوستی کی حالتمین تہین وہ سب جاتے
رہینگے بارہوان ۱۲ امر یعنے بیدلی سے فقط دکہلانیکو کسی چیز کا کرنا
ہرچند ہر طرحسے مذموم ہے مگر دوستون کے ساتھہ ایسا فعل
نہایت ہی برا ہے اس لیے کہ ظاہر کا مخالف باطن کے ہونا سبب
ہے اختلاف کا اور اختلاف علت ہے تباین کی اور تباین سے شر پیدا
ہوتا ہے شر سے محبت ٹوٹتی ہے اسواسطے کہ دوستی کا کرنا

اصل مین تباین کے رفع کیواسطے ہے توجب تباین خود دوستی مین
حاصل ہوجائیگا تو دوستی جو اوسکے مخالف کا نام تہا کیون باقی رہیگی کہ
جمع ضدین محال ہے ریاکرنیوالا کبہی ایسا ہی سمجہتا ہے کہ یہ ظاہری
حالت باعث تشحید خاطر ہوتی ہے قوت اصلی کو ترقی دیتی ہے
اور اس مجازی و ظاہری محبت سے حقیقی بہی ہوجاتی اسی خیال
سے رؤسا و امرا کی محفلو مین اظہار محبت کرتا ہے اس حد تک کہ قاعدہ
ادب سے بہی تجاوز کرتا ہے اور جاہلونکی طرح الفاظ غیر مرادی کا
استعمال کرتا ہے تاکہ یہ معلوم ہو اللہ اکبر یہ شخص بڑا محبت کرنیوالا ہے
حالانکہ تنہائی مین اوسکا ادنے شمہ بہی ظاہر نہین ہوتا بالکل انجان
بن جاتے ہین صحبت امرا مین تو بڑی ہی اطرار می فراری دکہاتی ہین
اوسوقت دوستون کی حالت سکوت کی ہوتی رعب شاہی سے اوسکے اوسان
خطا ہوتی ہین یہ اپنی حاضر جوابی دکہارہے ہین ۔ ایسے اشخاص حقیقت
مین بدذات بیشہ اور جبار ہین اسلئے کہ جبار بہی تو ایسا ہی کرتے ہین کہ
جب ثروت و نعمت اونمین زیادہ ہوجاتی ہے دوسریکو نظر حقارت
سے دیکہتے ہین اور اونکی مروت مین طعن کرتے ہین اظہار معائب
مین کوشش کرتے ہین اور اوسکو بہتر جانتے ہین تا اینکہ آپسمین عداوت
کی ٹہہر جاتی ہے ایک دوسریکی نعمت کا زوال چاہتا ہے نوبت خونریزی

کی آجاتی ہے ہزارہا آدمیونکا خون ناحق مفت رائیگان ہوتا ہے
تو حقیقت مین یہ جنباری اور یہ مرا ایک ہی چیز ہے ستیرھوان امر
بخل کرنا دوستون کے ساتھ ہرچند بخل بھی اقسام رذائل مین سے
ہے جیسا کہ جلد اول اخلاق مین عرض کیا گیا مگر دوستون کے ساتھ
نہایت ہی مذموم ہے خواہ مال سے ہو خواہ اسباب سامان سے خواہ
کسی کمال سے خواہ کسی علم و عمل سے ہو اس لئے کہ جب متاع دنیا مین
جو نیت بقدر رشے ہے بخل کرنیکی ممانعت ہے خصوصًا دوستونسے
تو ایسی چیزونمین بخل کرنا جسمین بخل کرنیسے نقصان ہوتا ہے اور
خرچ کرنیسے زیادتی کیونکر خوشنما و موافق عقل ہوگا اور ایک شخص کا
اوس نعمت سے محظوظ ہونا اور دوستونکا محروم ہونا باوجودیکہ اونکے محظوظ
ہونیسے اسکا حظ نہین جاتا کسطرح مناسب سمجھا جائیگا مگر یہ بخل
علوم مین چند وجہو لسے ہوتا ہے یا تو قلت بضاعت سے یا طلب
تفوق سے کہ جاہلون کے سامنے ذی علم مشہور ہو جائے یا اس خوف سے
کہ کسب معیشت مین فرق آجائے یا از روے حسد اور یہ سبب
قبیح و مذموم ہین بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہین کہ غیر کے علم مین
بخل کرتے ہین اور اونکو اظہار و اعلان سے منع کرتے ہین ایسے ہی
لوگون کے سبب سے اشاعت علوم مین فرق آتا ہے ہم نہین کہتے

بعض ایسے بھی ہوتے ہین کہ اگر کوئی کتاب کسی فاضل کی اونکے ہاتھ
آگئی اور نسخہ اوسکا کمیاب معلوم ہوا تو اوسکے تعدد کو خلاف اپنے
کمال کے سمجھتے ہین اور حبس و منع مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہین کرتے تا اینکہ اخر بھی اوسکا مندرس ہوجاتا ہے جیسا علوم
حکمت ہند سے محو ہوگئے اسیوجہ سے کہ باشندگان ہند قوم
آریہ کا یہ دستور قرار پایا تہا کہ سوا برہمنون کے دوسریکو تعلیم علوم
نہین کرتے تھے اور جبتک اوس طالبعلم کو اپنی اطاعت و
فرمانبرداری مین راسخ نہین پاتے تھے کچھہ بتاتے نہ تھے اخر اس
خلق بد کا یہ ہوا کہ اب اونہین بھی اون کتب کا سراغ نہین معلوم ہوتا
خلاصہ یہ کہ دوستون کے حقمین سب سے زیادہ یہ امر مضر ہے
اور باعث ہے انقطاع دوستی کا اسوجہ سے کہ عالم مین دوستی کا
نتیجہ یہی ہے کہ ایک دوسرے سے مستفید ہو جب یہ اوس سے
بخل کریگا تو لوگ اس سے بخل کرینگے اگر ایسا ہی سب اختیار کرین
تو تمدن جو باعث نظام عالم ہے ٹوٹ جائے بارہوان امر یہ کہ
دوست کی برائی سننے کا روادار نہو کسیکو اتنی گنجائش نہ دے کہ
وہ کسی دوست کی غیبت کو بیان کرسکے بلکہ بعنوان تمسخر و مضحکہ
بھی دوست کا ذکر ہونے نہ دے کیونکہ کوئی شخص اپنے دوست کا

ذکر بے عنوان ہی سن سکتا ہے جب اسکے کان اور آنکہ اور دل اور
دوست سے چشم و گوش ہون اگر اپنی برائی آپ سننے پر کوئی محظوظ
ہوتا ہو تو البتہ دوست کی بھی برائی سن سکے اسوجہ سے کہ خدا
کسی فعل پر بار چہ اختیار خود اوس فعل کا کرتا ہے اگر دوست سن
پاے کہ فلان شخص میری عیب جوئی پر راضی تہا تو کیا اوسے
ناگوار نہوگا اور متنفر نہوگا اور دوست دشمن نہوجائیگا تیسرے ان
امر - دوست کے نصیحت کرنے مین بہی بخل نکرے اسواسطے کہ جسطرح
دوست کے معائب کا سننا خلاف دوستی تہا اوسیطرح دوست کو
اوسکے عیوب پر مطلع نکرنا بہی خلاف امانت و دیانت ہے بلکہ
احتیاط ایسے امر مین خیانت کے درجہ کو پہونچ جاتی ہے مگر
ضرور ہے کہ نصیحت ایسے اسلوب سے کیجائے کہ دوست کے ناگوار
خاطر نہو اور فضیحت کے درجے پر نہ پہونچ جائے اسیوجہ سے حکما
فرماتے ہین کہ پہلے کسی مثال یا حکایت کے ذیل مین بیان کرے
اگر اس سے بہی کچھہ نفع نہو تو اشارہ مین ملائم عبارت کے ساتھ
بعد کسی تمہید مناسب کی بیان کرے مثلاً پہلے اوسکے محامد و اوصاف
کو ذکر کرے اوسکے ذیل مین اوس عادت بد کو بہی بطرز شایستہ
ادا کرے اور اگر بالتصریح بیان کرنیکی احتیاج ہو تو اسکا خیال

رکھے کہ کوئی دوسرا شخص شریک صحبت نہو محض تخلیہ ہو اور سو قیمتین بھی اظہار اوس امر کا ایسی عبارت سے ہو جس سے قلق اور افسوس ظاہر ہوتا ہو نہ یہ کہ طعن و تشنیع کے عنوان سے بلکہ اس کیفیت کو بھی پوشیدہ کرنا چاہیے تاکہ ایسا نہو دشمن کے کان تک پہونچ جاوے۔ چودہوان امر۔ یہ کہ کسی بدگو اور چغل خور کے کلمات کو دوست کے حق مین سماعت نکرے اور ہرگز دوست کی نسبت کیسا ہی وہ فقرہ گرم کہنا چاہیے نہ سنے کہ ان لوگون مین قوت بیانیہ کا ہونا اور کلمات سیاست اور فقرات موقع و محل کا ادا کرنا بھی ضرور ہی اکثر بدکار و اشرار فصحا و اخیار کی صورتون مین پوشیدہ ہوتے ہین اور اکثر ذکر لذیذ مین فقرات مفید مطلب ذکر کر جاتے ہین اور اوسے سے امر کو عظیم کر کے بیان کرتے ہین اور چھوٹی سی بات کو بہت گھٹا کر دکھاتے ہین اور قرائن اوسکے ایسے جمع کر دیتے ہین جس سے باور ہو جسمین کوئی شبہ باقی نہین رہجاتا بلکہ بے اصل باتونکو بھی اپنی ضرورت کیواسطے بیان کرتے ہین چاہیے اوسکا کچھ مطلب نکلے یا نہ نکلے یا فقط عداوت ہی سبب اوسکا ہو۔ حکمائے دانشمند نے ایسے لوگون کی تشبیہ دی ہے اون چورون سے جو ناخنون سے دیوار مین رخنہ پیدا کرتے ہین اور جب جگہ بیلچہ کی پیدا ہو جاتی ہے دیوار کھود کر سیندھ کر لیتے ہین

بلکہ وہ دیوار ہی گرا دیتے ہین اس قسم کی بہت سی حکایتین کتب مین
مذکور ہین چنانچہ کتاب کلیلہ دمنا کے شیر اور بیل کی حکایت
اسی مطلب کی توضیح کرتی ہے اور غرض یہی اوس سے یہی ہے کہ
جب ایسا بڑا بہادر وقوی جانور ایک روباہ ضعیف کے کہنے سے
مبتلا ہوگیا یا بادشاہ قادر وتوانا وصاحب ملک چند بدگویون کے
واسطے سے وزرا اور ارکین معظم سے ناخوش ہوگیا تو دوستون کے
درمیان مین عداوت کا پیدا ہو جانا کیا دشوار ہے خلاصہ ان
تمام شرائط کا یہ ہے کہ جہان تک ممکن ہو حزم احتیاط کو مرعی رکہے
اور ہرگز اس پہلو کو ترک نکرے اسواسطے کہ ازروے تمدن محبت سے
بڑہکر کوئی دوسری چیز ایسی نظم عالم مین نہین ہے اور کوئی شے باہم
ربط واتحاد اس سے زیادہ پیدا نہین کرسکتے لیں اوسکی محافظت
مین بہی اوسیقدر احتیاط کرنی چاہیے۔ اس لیے کہ جسطرح انسانکو
بالذات ایسے اخلاق کیطرف ضرورت ہے جنسے نظم ونسق
والفت صحیح رہے جیسے عدالت کیواسطے تصحیح معاملات کی
تاکہ زندگی بخوبی حفظ ہو عفت کی احتیاج ہو واسطے کہ شہوت
ایسی ہی عقل وحواس چند اصل اصول مین زائل ہو جائین اور امور
بیجا کا مرتکب ہو۔ شجاعت اسواسطے کہ سختیون کو نقصان دفع کرسکے

اسیطرح چند اسباب خارج کی بہی ضرورت ہے جلیسے کسب مال
واسطے آزادی وحصول قدرت واختیار کے پس جسقدر رفع احتیاج
اوس امر خارج کے متعلق زیادہ ہے اوسیقدر وہ زیادہ لازم ہے
اور ظاہر ہے کہ کوئی چیز زیادہ محتاج الیہ اعانت واستمداد سے نہین
اوس شخص کیواسطے جو محتاج معاونت خلق کیا گیا ہی تو اب معین و
مددگار واعوان صالح سے بہی زیادہ کوئی امر محتاج الیہ نہرا اور جب
انحصار اعوان صالح کا بقائے محبت پر ہوا اور بقاے محبت ایفائے
شرائط و مستعدی کے بغیر نہین ممکن تو اب اس ضرورت سے انسانکو
دوستی کی تکمیل شرائط مین سب سے مقدم ہوگی۔ اسی وجہ سے
یہ کلیہ حکمائے معین فرمایا ہی اور فی الحقیقت خلاصہ ہی تمام دین و دنیا کے
افعال و اعمال کے نتائج کا وہ یہ کہ کوئی برائی کسل و کاہلی سے بڑہکر نہین اور
کوئی نکوئی مستعدی سے افضل نہین پس جس مین یہ مادہ زیادہ ہی اوسمین
آثار تمدن بسطرح سے پیدا ہوسکتی ہین۔ اور یہ مضمون تو فقیر
سابق مین مفصلاً گذارش کر چکا کہ جو اشخاص تمدن کے اصول کی
پابند نہین اونمین وحدت و وحشت لازم ہے اور اونکو ہر گز زندہ اور
متحرک مین شمار نکرنا چاہیے۔ پس محبت کی فضیلت سب سے بالا ہوگئی اور اسکا
اہتمام مقدم ہی اور زیادہ تکرار سے غرض فقیر کی یہی تہی کہ مکرر غرض ایسے حالی کی خاطر ہو

حسن معاشرت

سوال جب جناب حکیم صاحب اس وادی محبت کو طے کر چکے
اور گلستان صداقت نشان کی سیر و سیاحت سے فارغ ہوئے
عادل شاہ نے بہ التماس کہا آج ان مطالب کو باقی نہ چھوڑیے
جو کچھ اقسام تمدن مین رہ گیا ہو بیان ہی کر دیجیے کثرت اشتیاق تاب ضبط نہین
دیتا کہ اس تھوڑے سے مطلب کو کل پر حوالہ کرون اور تمام شب و روز
اسی اشتیاق مین مبتلا رہون جواب حکیم صاحب نے عرض کی
کہ اب اسقدر اور باقی ہے کہ عوام مخلوقات خدا سے کسطرح ملنا چاہیے
اور اونکے ساتھ کیسی رفتار کرنی چاہیے یہ تو حضور پر واضح ہو چکا ہے
کہ آدمی ایک طرح کے خلق نہین ہوے مختلف حیثیتون سے اونکی
متعدد قسمین ہین تو سب سے ایک طریقہ ربط و اتحاد و سلوک
سردار کا کیونکر ہو سکتا ہے ۔ اس حیثیت سے کہ اونسے ہمین
کس اقسام پر رفتار کرنی چاہیے آدمیون کی تین قسمین ہین یا تو وہ
بلند مرتبہ ہمسے ہین یا برابر یا پست تر اگر بالاتر ہے تو اوسکے مرتبے
کو ملحوظ رکھنا چاہیے تاکہ نقصان کیطرف متوجہ نہو اگر ہم مقابل ہے
تو اوسکی ترقی کا خیال رہے تاکہ باعث اوسکے کمال کا ہو اگر فروتر ہے

تو وہ درجہ کمال حاصل کرے جس سے برابر ہوجائے - اب جاننا چاہئے کہ ان
تینوں قسموں کی معاشرت کا بھی علیحدہ ہے پس قسم اوّل کی معاشرت
جو بزرگ وکمتر مرتبہ والو نمین ہوتی ہے اوسکی تفصیل آداب ملازمان
سلطانی سے واضح ہوسکتی ہے - اور معاشرت مد مقابل کی تین حالتوں سے
خالی نہین دوستون کے ساتھہ یا دشمنون کے ساتھہ یا اون لوگونکے
ساتھہ جو نہ دوست ہین نہ دشمن - پہر دوستون کی بہی دو قسمین
ہین یا دوست حقیقی ہین یا غیر حقیقی - حقیقی دوستون کی معاشرت
کی کیفیت شرائط محبت و دوستی مین عرض کی گئی - اور فرق دوست
حقیقی وغیر حقیقی کا بہی وہین سے معلوم ہوگا کہ ان دونون مین
مابہ التمیز کیا ہی اور دونون کی پہچان کیونکر کیجا سکتی ہی باقی رہی یہ کہ جو دوست
حقیقی تو نہین ہین مگر مشابہ دوستان حقیقی کے ہین شائبہ تصنع اور بناوٹ کا
اونمین پایا جاتا ہے انکے ساتھہ بہی اوسی طریقے کو استعمال کرنا چاہئے
جو مرتبہ اونکا از روے حقیقت کے ہو یعنے غیر حقیقے بہی خالی
اس سے نہین کہ کچھہ اصلیت رکھتا ہو پس جسقدر بعد امتحان کے
اصلیت ثابت ہو اوتنا ہی اونکے حقوق کو مرعی رکھے مگر احسان
و نیکی مین دریغ نکرے اور استمالت و مدارات و صبر وغیرہ مین
زیادہ اونکا خیال رکھے اور جسقدر ہوسکے اونکے رفع حوائج مین کوشش

دقیقہ فرو گذاشت نکرے بلکہ بذل و کرم سے اونکو حقیقی دوست
بنالے ہان اسقدر بیشک خیال رکھنا چاہیے کہ ایسے دوستون سے
جو حقیقی نہون اپنے اسرار و عیوب کو پوشیدہ رکھے اور جو رازکی
باتین ہون یا جنسے نفع و ضرر پیدا ہوتا ہو اونکے بیان سے احتیاط
کرے اور اگر کوئی خطا اونسے ہوجائے تو ہرگز شکایت و ملامت
نکرے اور اگر وہ اسکے حقوق کے ادا کرنیمین کوتاہی کرین تو عتاب
نکرے بلکہ صاف صاف بہی اوسکا اونکے ساتھہ اوسطرح پر نکرے کہ ایسی
صورت مین بسبب اونکے حقیقی نہونے کے کوئی فائدہ شکایت کا
مترتب نہین ہوتا بلکہ سکوت سے امید اونکے اصلاح کی ہے اور یہ
بہی امید ہے کہ بعد چند روز کے مراتب صداقت اونکے بڑہکر
حد حقیقی پر پہونچ جائین جہان تک ممکن ہو اونکے ساتھہ مواسات
اور سلوک نیک کرتا رہے اور اونکے عزیزون اور دوستون کے
ساتھہ احسان و مدارا کرے اور ہمیشہ ملاقات کیوقت اظہار بشاشت
کو صرف کرے اور اختلاط و ارتباط کی باتین خواہ اصلی ہون خواہ
مصنوعی ضرور اونکے ساتھہ کرتا رہے اور اونکی ضرورت کیوقت
دستگیری اونکی کرے اور کسیقدر اپنے احسان سے اونکی گردنون کو
بوجھل کردے تاکہ ہر شخص کو اوس سے رغبت پیدا ہو اور اگر شاید وہ

کسی مرتبہ بلند کو پہونچ جائین تو اوسکی بہی کوئی منفعت اونسے پیدا ہو
نہین تو اونکے شرور سے کسیقدر پناہ ملے مگر اوس صورت مین زیادہ
بار اونکو ندے اور زیادہ بہروسا اونپر نہ کرے کہان دوستی بڑہانیکی فکر
کرتا رہے ۔ لیکن معاشرت اعدا کے ساتھہ پس اوسکی بہی دو قسمین
ہین یا دور کے دشمن ہین یا نزدیک کے پہر وہ بہی دو حال سے خالی
نہین یا ظاہر بظاہر ہین یا پوشیدہ ۔ صاحبان کینہ دشمنان ظاہر مین
شمار ہین اسوجہ سے کہ ظہور اونکے کینہ کا ظاہر مین ہوجاتا ہے اور
صاحبان حسد دشمنان باطن مین محسوب ہین اسوجہ سے کہ ظاہر مین تو
وہ اظہار دشمنی نہین کرتے مگر باطن مین دل اونکے اسکی ثروت و
حکومت کو ناگوار کرتے ہین پہر طور دشمن نزدیک زیادہ تر پرہیز کی
قابل ہے خواہ وہ ظاہر ہو خواہ باطن اسواسطے کہ وہ ہر وقت کے
حالات و کیفیات سے واقف ہے جملہ ماکل و مشارب سے آگاہی
رکہتا ہے بقول شخصے گہر کا بہیدی لنکا ڈہاوے خلاصہ یہ کہ دشمن سے
ہمیشہ ہوشیار رہنا چاہیے کیسا ہی کمزور ہو ناتوان نہ جاننا چاہیے
بقول شاعر ؎ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد + عمدہ طریقہ تو
سیاست دشمن کا یہ ہے کہ تحمل و صبر و مدارا وغیرہ سے اوسکو بہی
دوست بنائے اور کینہ و بغض و عداوت کو اوسکے دل سے نکالکر صیقل

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

کر دے کہ اس سے بڑھکر کوئی تدبیر معقول قابل اطمینان دوسری نہین ہے
اگر ایسا نکرسکے تو ظاہری مروت اور نکوئی رائے سے دریغ نکرے
اور کبھی ظاہر بظاہر دشمنی کا اظہار نکرے اسواسطے کہ شر کا نیکی سے
دفع کرنا بھی نیکی ہے اور شر کا شر سے دفع کرنا بھی شر ہے اگر دشمن سفیہ
یا کم عقل ہو تو ہرگز اوسکو خیال نکرنا چاہیے کہ دیوانہ بکار خویش ہشیار
ہوتا ہے اور اسپر بھی کبھی بھروسہ نکرنا چاہیے کہ زمانہ دراز منقضی
ہونے سے اوسکی عداوت جاتی رہی نہین آتش زیر کاہ برسون کے
بعد سلگتی ہے بلکہ جہان تک ممکن ہو عداوت کا زمانہ بڑہنے ندے
اور صفائی مین کوشش کرے اسلیے کہ جتنا زمانہ عداوت کا بڑہتا
جائیگا اوتنا ہی رنج ملال افکار زیادہ ہونگے اور اوسیقدر نعمت
مین زوال ہوگا اور اوسیقدر مال کا نقصان آبرو کی اضاعت
بزرگی کا فرق بہم پہونچیگا جسکی کیفیت کمی کے غور کرنے پر اور انصاف
کرنے پر معلوم ہوگی اور جسقدر عمر تدابیر دشمن مین صرف ہوگی وہ
بالکل رائگان و برباد ہوگی نہ دنیا ہی مین اوسکا فائدہ ہے اور
نہ آخرت مین بقول شاعر ؎ اے مگس حضرت سیمرغ نجولانگہ تست
عرض خود می بری و زحمت ما میداری + جب ان مراتب کو فقیر
گزارش کر چکا تو اسباب عداوت ارادی کا بیان کرنا بھی ضرور ہے

اور وہ پانچ سببوں سے پیدا ہوتی ہے اوّل تنازع ملکیت مین
خواہ قلیل ہو خواہ کثیر اس قسم کی یہ عداوت بہی بہت مشکل سے
زوال پذیر ہوتی ہے۔ دوم تنازع جاہ و مرتبہ مین اکثر اسکی بنیاد
رشک و حسد سے ہوتی ہے۔ سوم تنازع غایت مین یعنے حصول
نتائج مین مثلاً کسیکی تدبیر نے عمدہ نتیجہ پیدا کیا اور کسیکی تدبیر
نے قصور کیا اور دونون کا مدعا ایک تہا اسوجہ سے آپسمین عداوت
پیدا ہوگئی چہارم باعث دشمنی کا ایسی شہوت لپندی جو باعث
ہتک حرمت یا زوال آبرو ہو پنجم اختلاف آرا باعث عداوت
ہوجاے ان سب کا علاج یہ ہے کہ سبب کے زوال مین کوشش
کرے اور اوسکی غرض کو بعنوان شایستہ بطور عقل سمجہہ لے اور
عوام الناس کے قول و فعل پر عمل نکرے بلکہ ہمیشہ نتائج عقلی لحاظ
کر لیا کرے کہ وہی مقدم ہے اور بہتر ہے۔ اور کید دشمن سے بچنے
کا طریقہ اس سے بڑہکر کوئی نہین کہ اونکے حالات پر مطلع ہوتا رہے
اور اونکے مکر و حیلہ سے آگاہ ہو رہے تا قبل از وقوع واقعہ انسداد
اوسکا کر سکے اور اس امر کی حفاظت کرتا رہے کہ دشمن کوئی
بدگوئی اور شکایت رسا و حکام تک نہ پہونچاے بلکہ اگر موقع
ہو تو بعنوان مناسب خود کہے یا کسی دوسرے سے کہلائے تا کہ

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

اصل امر گوش گزار ہو رہے اور وقت بدسگالی و بدگوئی کے
مفید ہو اور ہمیشہ دشمنون کے عیوب کو دریافت کرتا
رہے اور اوسکے اخفا کی کوشش کرے تاکہ اوسکے خصائل بد
ترقی کرین اگر کسی عیب کی شہرت ہو جائیگی تو وہ خود پناہ
مانگیگا اور اگر مخفی رہینگے اور کسی موقع پر یہ اونکا اظہار کریگا
تو باعث اوسکی شرمندگی کا ہوگا — حکما کہتے ہین کہ ایسے مقام
پر سچائی بہت بڑا آلہ دشمن کی محافظت کا ہے بقول مشہور
سانچ کو آنچ نہین بلکہ دروغ بے فروغی سے ہمیشہ دشمن کو غلبہ حاصل
ہو جاتا ہے اور اگر شاید کہین حفظ ہوا تو سبب اوسکا قصور
تدبیر ہوگا نہ تحقق صداقت — اور یہ بھی ضرور ہے کہ دشمن کی حیلہ
عادات سے اطلاع بہم پہونچائے تاکہ اوسکے موافق تدبیر کو عمل مین
لاوے اور جو امور ناگوار خاطر دشمن ہون اونسے بھی آگاہ ہو رہے
کہ ظفر اکثر ایسی ہی صورتون مین دکھائی دیتی ہے — اور سب سے
عمدہ طریقہ زوال عداوت و تدبیر ازالہ دشمن کا یہ ہے کہ انسان
خود اپنے افکار عالی اور تدابیر بلند کو صرف کرے کہ جو مادہ قوت
و اقتدار دشمن کا ہے اوس پر ترقی کرے اور حقیقت مین از روی
کمال و فراہمی اسباب و لوازم اوس سے بڑھ جائے تاکہ اسکی بلندی

خود کسر عدد کا سبب ہو دونو طرح سے یعنے اسکا وقار بھی بڑھ جائے
اور اوسکی قوت بھی اسکے مقابل مین گھٹ جائے اور ہمیشہ اسی فکر
مین رہے کہ دشمنون کے دوستون کو اپنا دوست بنائے اور دشمن
کا دشمن بنا دے بلکہ جہانتک ممکن ہو دشمن سے پیرایہ دوستی
ظاہر کرے کہ باطنانہ سہی تو ظاہر مین تو برائی کرنے سے شرمائیگا
اور دوست بنے رہنے پر اوسکے اسرار و حالات پر اچھی طرح سے
اطلاع حاصل ہوگی پھر جناب محقق ارشاد فرماتے ہین کہ کسی دشمن
کو دشنام نہ دے اور کلمات بد سے یاد نہ کرے بلکہ تعرض اور
اعتراض سے بھی احتیاط کرے اسلیے کہ نتیجہ اس کا اکثر بد پیدا ہوتا ہے
کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہی روز اپنے واسطے پیش آتا ہے بلکہ
جہانتک ممکن ہو دشمن کے نفوس و اموال کو بھی ضرر نہ پہونچائے
کہ عقلا اس فعل کو وسیلہ سفاہت سمجھتے ہین اور دشمنون کو زبان
درازی کی جگہ مل جاتی ہے حکایت کہتے ہین کہ ابو مسلم مروزی
نے اٹھارہ برس نصر سیار سے معرکہ آرائی کی اور آخر کار گرفتار
کرکے اپنی دار السلطنت کو لایا ایک شخص اوسوقت صحبت
مین حاضر تھا اوسنے نصر سیار کو دشنام دی ابو مسلم نے ترش رو
ہوکر کہا کہ پھر تجھکو زیبا نہ تھا اگر ہمنے تدارک اسکا کیا تھا او

در پے جان و آبرو ہوا تھا تو اوسکا ایک سبب تھا مگر تجھے کوئی
فائدہ اس دشنام سے حاصل نہین ہوا بالآخر اگر دشمن کو کسی آفت
مین مبتلا دیکھے تو اوسپر مسرور نہو اور اظہار مسرت نکرے
اسواسطے کہ شاید زمانہ گردش کرے اور خدانخواستہ وہی روز
بد اسے پیش آوے تو باعث شماتت نہو اگر دشمن حمایت طلب
کرے اور جائے پناہ تصور کر کے زیر دامن آئے یا کسی چیز مین
امانت دار کرے تو ہرگز ہرگز پہلوتہی اور خیانت نکرنی چاہیئے
بلکہ نہایت کشادہ پیشانی اور مروّت سے اپنے ذیل کرم مین
لینا چاہیے اسواسطے کہ اگر اسکے لطف و عنایت نے دشمن
کے قلب پر اثر ڈالا تو دوست ہو جائیگا ورنہ اسکی نکوئی اور
حسن سیرت عالم مین مشہور و معروف ہوگی اور اوسکا اثر بہت
دور تک پہنچے گا ہرچند یہ مرحلہ اوس شخص کیواسطے زیادہ دشوار
ہے جو پابند ہوا و ہوس ہو مگر جو پابند عقل و خرد ہے ضرور
ہر چیز کے نتیجہ پر غور کریگا پھر تحریر فرماتے ہین کہ دفع اعدا
کے لیے تین طریقے ہین اوّل یہ کہ حتی الامکان دشمنون کی
نفوس کی اصلاح کرے اگر یہ ممکن نہو تو اصلاح ذات البین مین
کوشش کرے دوم دشمن سے ملنے جلنے مین احتیاط کرے بعض

دور و دراز گوارا کرے سوم یہ کہ دشمن کے استیصال کی فکر
کرے اور اوسکے مکر و کید کو اپنے تک پہونچنے نہ دے یہ سب مین
اخیر تدبیر ہے اور اسکی چھ شرطین ہین کہ بغیر اون کے پائے جانے
کے ہرگز ایسا نہ کرنا چاہیے اوّل یہ کہ دشمن بالذات شریر
ہو کسیطرح اصلاح اوسکی ممکن نہو دوم یہ کہ کوئی تدبیر سوا قہر
اور غلبہ کے ہو نہ سکتی ہو اور کوئی چارہ خلاصی کا ممکن نہو
سوم یہ کہ اسباب کی امید ہو کہ اگر ظفر اوسکو حاصل ہوگی
تو وہ اس سے زیادہ تدارک کریگا اور کوئی دقیقہ اوٹھا نرکھیـ
گا چہارم یہ کہ کئی مرتبہ اوسکی شرارت کو مشاہدہ کر چکا ہو
کہ امید صلاحیت باقی نرہے پنجم یہ کہ استیصال مین کسیطرح کی
خیانت اور غدر اسکی جانب عائد نہو ششم یہ کہ کوئی نتیجہ
بد دنیا و آخرت مین پیدا نہو جبتک یہ مجبوریان نپائے جائین
ہرگز استیصال پر کمر ہمت کو چست نکرے لیکن باوجود اسکے
اگر دوسرے دشمن سے اوسکا استیصال ہو سکتا ہو تو خود
جرات نکرے کہ یہ طریقہ قرین حزم و احتیاط ہے اور دوم قسم
دشمنون کی جو محض بمقتضائے حسد عداوت کرتے ہین اونکا
تدارک اس سے بڑھکر کوئی نہین کہ جو باعث اونکے حسد کا ہے

اوسمین ترقی کرے تاکہ اور زیادہ وہ جل جلکر گداختہ ہون اور
آخر مجبور ہوکر اپنے حسد سے باز آئین اتنا خیال ضرور رہے کہ
اونکی تدابیر موثر نہونے پائین اور اونکے کید و مکر سے محفوظ
رہے اور جہانتک ممکن ہو اونکے اس طریقۂ خاص کو ظاہر کرتا رہے
مگر شرط یہ ہے کہ خود کسی امر مکروہ کا مرتکب نہو اور اونکے
تدارک مین کسی امر بد کو اختیار نکرے اور معاشرت اون لوگونکی
ساتھ جو نہ دوست ہون نہ دشمن یہ بھی مختلف ہے کلیہ اس کا
یہ ہے کہ جو شخص جس مرتبہ کا مستحق ہو اوسکو اوسی مرتبہ کے
ساتھ رکھے مثلاً جو لوگ نصیحت کرنیوالے اور ہدایت فرمانے
والے ہین اونکی خدمت مین بانکسار حاضر رہے اون کے
اقوال ہدایت بنیاد کو توجہ خاطر سے سُنے اور جہانتک ممکن ہو
تعمیل مین کوشش کرے مگر یہ ضرور خیال رہے کہ ہر شخص کا
قول قابل قبول نہین ہوتا جبتک عقل و خرد کے نزدیک وہ
قول قابل اعتماد نہو ہرگز تسلیم نکرے بلکہ اگر کوئی ادنے شخص
بھی قول محکم بیان کرے تو ضرور تسلیم کرے جیسا کہ مشہور ہے
اُنْظُرْ اِلٰی مَا قَالَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰی مَنْ قَالَ کہنے والے کی
بات کو دیکھو نہ کہنے والے کی ذات کو مثلاً اگر گنوار بادیہ نشین

ایسی ایسی حکایتین اور ضرب المثلین بیان کرتے ہین جو بالکل
قواعد عقل کی موافق ہوتی ہین جیسے گردہر کبراج کی کنڈلیان اور تلسی
داس کے دوہرے وغیرہ تو عقل کی راہ سے عالم نماکے قول
لا لینے سے یہ اقوال بامعنی بہتر ہین بہر طور انسانکو خود تدبر اور
تعمق کرنا چاہیے اور تنہا اعتبار پر عمل نکرنا چاہیے مگر یہ بات
بہی صاحبان علم کیواسطے ہے کہ وہ خیر و شر مین اچھی طرح سے
تمیز کرسکتے ہین نہ جاہل اونکے واسطے اسیقدر کافی ہے کہ فہمیدہ
و سنجیدہ کے قول پر عمل کرین اسیواسطے معصوم علیہ السلام
کا قول بے دلیل کے قابل تسلیم ہے کہ پہلے اونکی عصمت
عقل کے روسے ثابت ہوچکی ہے تو اب اگر کوئی تقریر سمجہہ مین
نہ آئے تو وہ ہمارے بار اوس کی فہم کا قصور بہر طور مقصود یہ ہے
کہ دہو کا کہانیسے محفوظ رہے اسواسطے کہ اکثر لوگ خود
غرضی سے بہت سے مطلب بیان کردیتے ہین جنکی اصلیت
کچہہ بہی نہین ہوتی اسی وجہ سے ایسے لوگون کی تعظیم کرنا چاہیے
جو محض خیرخواہی کی راہ سے خلق خدا کو نفع پہونچاتے ہین
اور خود بہی اونہین کے طریقے سے مشابہت کرنی چاہیے اور
ہرگز حق بات مین ملامت کا خیال نکرنا چاہیے اور بیوقوفونکے

کہنے سننے کو برا نہ ماننا چاہیے اگرچہ کیسی ہی سخت کلمات کہین بلکہ
اسکو ہمیشہ حلم و بردباری کے ساتھ اونسے معاملہ کرنا چاہیے
تاکہ وہ درپے اذیت نہون اور یہ اپنے فعل مستحسن سے باز نرہے
اگر بدنامی سے خوف کرے اور تقریر ناملایم سفہا کا تحمل نکر سکے
تو اظہار اوس ملال کا نکرے اور معاوضہ اونکی ملامت کا ہرگز
عمل مین نہ لاوے نہایت حزم و احتیاط سے اصلاح کرے یا
مفارقت و دوری اختیار کرے یا اونکی صحبت سے کنارہ کشی
کرے جہانتک ممکن ہو ایسے گروہ سے رسم ملاقات نکرے
کہ نتیجہ ایسی ملاقات کا سواے زحمت اور مصیبت کے اور کچھ نہین
ہوتا خصوصًا وہ لوگ جو اخلاق بد سے موصوف ہون جیسے
متکبر کہ انکی صحبت سے ضرور اثر تکبر کا پیدا ہوجاتا ہے بلکہ حکما کا
یہ مقولہ ہے کہ متکبر کے ساتھ خود بھی تکبر کرنا چاہیے اور اگر وہ
تعلی کرے تو خود بھی بلند پروازی کرے اسلیے کہ متکبر کے ساتھ تکبر
کرنا گویا علاج بالمثل ہے اور تواضع اور فروتنی ایسے لوگونکے
ساتھ مین باعث اہانت و تحقیر ہے اسلیے کہ وہ لوگ اپنی
گمان مین اس فعل کو بہتر سمجھتے ہین اور اپنی راے کو صائب جانتے
ہین ہر شخص سے خدمتگذاری کے طالب ہوتے ہین جب کوئی

دوسرا بھی اونکے سامنے تکبر کریگا تو یا اپنے فعل پر نادم ہونگے
یا برابر سمجھینگے بقول سعدی ؎ تواضع ز گردن فرازان نکوست
گدا اگر تواضع کند خوے اوست + اور اہل فضائل سے ہمیشہ
اختلاط کرنا چاہیے اور اونکے اخلاق و عادات حسنہ کو اخذ
کرنا چاہیے جسقدر ممکن ہو اونکی سیرت و طریقہ کو اختیار کرے
جہانتک ہو سکے اونہیں کے قدم بقدم چلے یہانتک کوشش
کرے کہ خود بھی اونہی زمرے میں شمار ہو اور اپنے ہمسایہ اور
ہم پیشہ اور ہم طریقہ لوگوں کی تعظیم و توقیر اور رفع احتیاج
اعانت و امداد میں کوشش کرے اگر کوئی امر نا ملائم
یا خلاف مروت اونسے ظہور میں آئے تو صبر کو کام فرمائے
ہرگز عتاب و سختی نکرے اسلئے کہ کریم النفس وہی ہے
جو اپنے نفس پر قادر ہو اور لئیم وہ ہے جو متابعت ہوا و
ہوس میں نتیجے کا خیال نکرے اسی وجہ سے حکما فرماتے ہیں
کہ لئیم ہمیشہ صبر بدن پر کرتا ہے اور کریم صبر اپنے نفس پر کرتا ہے
اسیطرح جملہ مخلوقات سے بعقل و فراست معاملہ کرنا چاہیے
اور ہمیشہ تمام مخلوقات خدا کی اصلاح کا درپے رہے اور جو
کہ وہ زیردست اور محکوم ہو اونکی سیرت کو دیکھے جس قدر میں

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

اور جس طریقے مین معلوم ہو ویسا معاملہ اونکے ساتھ کرے
مثلاً طالبان علم اگر رغبت اونکی تحصیل علوم کی بسبب نکوئی
طبیعت کی ہے تو اونکی تعلیم مین توجہ خاص فرمائے اور اگر
غرض اونکی تحصیل علم سے صحیح نہین تو تہذیب اخلاق تعلیم کرے
اور اونکے معائب نفسانی سے اونکو مطلع کرتا رہے اور جو علم کہ باعث
اونکی خرابی طبیعت اور لغزش قدم کا ہو اوس سے منع کرے جیسے
اذکیائے غیر سلیم الطبع کو علم فلسفہ الہیات وغیرہ یا بلید الذہن کو
فنون عالی وغیرہ بلکہ ایسے اشخاص کی تعلیم و ترتیب مین تقدیم و تاخیر
علوم نظری و عملی کے ملحوظ رکھے جسکی تفصیل جلد اول تنبیہات اخلاق
مین گذارش ہو چکی خلاصہ یہ کہ جسکی طبیعت جس رنگ سے آمادۂ
اصلاح ہوسکے اوسی طرح سے اوسکی ترتیب کرنی چاہیے اور ویسا ہی
طریقہ اونکے ساتھ عمل مین لانا چاہیے اسیطرح ہر جماعت کے اشخاص
کو غور رسکے پابند اونکے فلاح و خیر کا کرے مثلاً اہل صنعت کی تکمیل
صنعت مین اور اہل حرفت کو تکمیل پیشہ مین مدد دے اور صنعت
و حرفت پیشہ بازرکھے اور بعنوان شائستہ اپنے امکان سے کوتاہی
نکرے مثلاً وسائل بیکاری نگہ رکھنے والے جو عادی اصلاح اور التجا کے
ہوگئے ہون اونکو بھی اس طریقے سے بازرکھے اس طرح سے کہ جو لوگ

زیادہ الحاح کرتے ہین اونکے دیئے مین تاخیر کرے اور جو لوگ اپنی
غرض اصلی کو بیان کرتے ہین اونکی حاجت روائی مین تعجیل کرے
محتاج اور طامع مین تمیز کرے طماع کو باز رکھے حاجتمند کو بقدر ضرورت
دے اقویا کو محنت و مشقت کا عادی کردے ضعفا کو راحت
پہونچاوے **حکایت** مشہور ہے کہ سیحا لعلیخان مرحوم و مغفور
ایک روز اپنی صحبت مین تشریف رکھتے تھے ایک شخص لباس
مکلف پہنے ہوئے ملاقات کو آئے خانصاحب نے اونکی تعظیم
و توقیر کی اور وقت رخصت اونکے خدمتگار کو بلا کر پانسو روپیہ
دیے اور کہا کہ کلہ پھر میرے پاس تنہا آنا تھوڑی دیر نہین گذری
تھی کہ ایک شخص ایک بچے کو گود مین لیے ہوئے فریاد و زاری
کرتا ہوا آیا دریافت کیا تو اوسنے بیان کیا کہ اوس شخص کی زوجہ
بے کفن پڑی ہوئی ہے کوئی سامان تجہیز و تکفین کا نہین ہے
خانصاحب نے آٹھ آنے پیسے دلوائے حاضرین صحبت
کو نہایت تعجب ہوا ایک شخص اونمین سے اوٹھکر اوسکے ہمراہ
ہوا پیچھے پیچھے چلا جاتا تھا دیکھا کہ وہ صاحب ایک کمرے پر
تشریف لیگئے اور چھ آنے پیسے ایک طوائف کو حوالہ کیے اور
دو آنے اوس بچے کی مان کو دیے دریافت کرنے پر معلوم ہوا

کہ روز آپ ایک لڑکا کرایہ پر لے آیا کرتے ہیں اور رؤسا کو دھوکا
دیکر کفن کے نام سے لیجایا کرتے ہیں اور اپنی معشوقہ کی
خدمت میں حاضر کرتے ہیں نتیجہ یہ ہے کہ انسان کو بہوشیاری بدل و
عطا کرنا چاہیے اور علی الدوام ہر کام میں خوش خلق و راست فہم
و سیاست کو صرف کرنا چاہیے اور ہر چیز میں نتیجہ اور غایت کو
ملحوظ کرنا چاہیے اسواسطے کہ علم اخلاق فقط ایک راستہ اور طریق
تعدیل مزاج کا ہے اور عمل کرنا اوسپر اور ہر قسم و شکل کا دریافت
کرنا عاقل و ہوشیار کا کام ہے [illegible] یہ فرماکر
حکیم صاحب سے رخصت طلب کی بادشاہ [illegible]
ہوئے [illegible] عنایت سے [illegible] بادشاہ [illegible]
شکر [illegible] پروردگار عالم کا [illegible] عنایت کی [illegible]
کے واسطے کیا کیا اسباب اور [illegible] عنایت فرمائے
[illegible] بہت بڑی نعمت پروردگار [illegible]
میں کسی زبان سے ادا نہیں کر سکتا آج آپکی زیارت سے ہوئی
بیشک انشاء اللہ میں پھر زیارت سے مشرف ہونگا بعض
مطالب جزئی جو استفسار کرونگا قابل ہیں عرض کرونگا یہ کہکر
بادشاہ محل میں تشریف لیگئے حکیم صاحب نے دوگانہ ادا کی

خاتمۃ الکتاب

جب فیلسوف دانائے روزگار نے پردۂ ظلمات مین پناہ لی اور
حکیم خردمند نے خلعت نورانی پہنکر اوج سریر خسروانی کی راہ
لی افلاطون روشن ضمیر نے صحرائے مغرب مین منہ چھپایا ارسطوے
جہان نے ہمراہی افواج نجوم دربار سکندری کو عزم فرمایا
حکیم صاحب دربار عادل شاہی مین حاضر ہوئے آداب کورنش
بجا لائے سوال ارشاد ہوا کہ مطالب حکمت عملی کو تو آپنے
تمام فرمایا اب مین یہ چاہتا ہون کہ آج کچھ مختصر سا حال حکیم
ارسطاطالیس کا بیان کیجیے اسوجہ سے کہ اکثر مطالب اخلاق
اور تمدن کو آپنے اونہین کے زبان سے نقل کیا ہے اور جبکہ
مضامین حکمت اخلاق کو اونہین کی کتاب عجائب تصانیف پر حوالہ
فرمایا ہے تو اونکا ذکر خیر بہی موجب صحت اعتقاد و باعث
کثرت اعتماد ہوگا اوسکے بعد امیدوار ہون کہ چند ایسی نصیحتین
بہی ارشاد ہون جنسے تجربہ حاصل ہو جواب حکیم صاحب نے
دست بستہ عرض کی اگر ارشاد فیض بنیاد یہی ہے تو فقیر کو
تعمیل مین کیا عذر ہے اصحاب تاریخ و سیر یونان نے اخبار ر

خاتمۃ الکتاب

حساب تحریر فرماتے ہین کہ ظہور حکیم ارسطاطالیس کا سنہ ۵۲۲۵
سال ہبوطی ہین تہا یعنے ولادت حضرت عیسےٰ سے ایکسو پینسٹھ برس
پیشتر انکا علم عالم و حکمت بلند ہوا اسم شریف ہین چار لغتین وارد
ارسطاطالیس و ارسطالیس و سطالیس و رسطالیس مگر
اصل یونانی نام انکا ارسطو ہے معنی اسکے فاضل کے ہین والد
ماجد انکے حکیم نیقوماخس بن ماخاز ہین اور سلسلہ نسب انکا
دونون طرف سے منتہی حکیم استقلینوس کیطرف ہوتا ہے جیسا
کہ حکیم بطلمیوس نے اپنے بعض مصنفات مین ذکر فرمایا ہے
سولد انکا بلدہ اسطاغیرا اطراف و متعلقات یونان ہے تلمذ انکا
حکیم افلاطون بن ارسطی ابنا استقلینوس ثانی سے ہے بیس برس
خدمت استاد مین حاضر رہے اور دقایق علوم و حقایق حکمت کو
حاصل کرتے تھے یہانتک کہ افلاطون بحضوری ارسطاطالیس
کسی قسم کا درس نہین دیتے تھے اگر کوئی کچھہ سوال کرتا تہا تو ارسطو
کا حوالہ کرتے تھے انکی قدر و منزلت کی یہ کیفیت ہے کہ بعض کتب
احادیث مین وارد ہے کہ عمرو بن عاص بعد مراجعت مصر خدمت
حضرت رسولخدا مین حاضر ہوے بعض حالات مصر بیان کرنے
لگے حضرت نے استفسار فرمایا کہ اہل مصر کا اب مذہب کیا ہے

خاتمۃ الکتاب

اور کسپر عقیدہ رکھتے ہین عمرو بن عاص نے کہا کہ وہ لوگ ارسطو
علیہ اللعنہ کے اقوال کے مطیع ہین حضرت نے عتاب فرمایا اور اس
جسارت سے منع فرمایا اور ارشاد کیا اِنَّہٗ نبیٌّ ضَیَّعُوہُ قومُہٗ
یعنے وہ مرتبہ عقل مین شان نبوت رکھتا تھا مگر اوسکی قوم نے اوسکو
ضایع کردیا — اور معلم ثانی اپنے مصنفات مین تحریر کرتے ہین
کہ فلاسفہ یونان کے سات فرقے ہین اوّل اصحاب فیثاغورس
جو اپنے معلم کے نام سے مشہور ہین انہین کی تقلید مین اکثر حکماے
انگلستان وغیرہ ہین دوم وہ لوگ جو کسی شہر کے نام سے
مشہور ہوگئے اونکو ارسطینوس کا تابع کہتے ہین سوم اپنے
مدرس کے نام سے مشہور ہین انکو تابعین کرسفس کہتے ہین
چہارم اصحاب مظلہ ہین انکو مظلّہ اسوجہ سے کہتے ہین کہ ہیکل
شہر اسن کے سایہ مین درس وتدریس کرتے تھے پنجم وہ گروہ ہے
جو کسی خاص طریقے مین اپنے اوستاد کا پیرو ہے انکو اصحاب
دیوجانس کلبی کہتے ہین اسوجہ سے کہ دیوجانس کا یہ طریقہ تھا
کہ سوا اپنے اصحاب وخویشاوند کے دوسرے سے لطف وصحبت
نہین کرتے تھے ششم اصحاب لذت ہین جنکا مقولہ یہ ہے
کہ غرض حکمت ومعرفت سے فقط لذت دانش ہے جو نفس کو

خاتمة الکتاب

حاصل ہوتی ہے ہشتم اصحاب افلاطون و ارسطاطالیس انکو
مشائیین کہتے ہین اسوجہ سے کہ اکثر حالت مشی مین درس دیتے
تھے نگران سات گروہون سے تابعین فیثاغورس و اصحاب
افلاطون و ارسطو ترقی کیگئے چنانچہ آجتک یہی دو نظام جاری
ہین۔ الحاصل جبتک افلاطون بقید حیات رہے ارسطو خدمت استاد
مین حاضر رہے جب اونہون نے عالم ہستی سے انتقال کیا اسن
ارسطاطالیس کا ۳۷ برس کا تھا پھر یونان مین آکر ایک مدرسہ
کی بنیاد کی اور وہان طلبا جمع کرکے تعلیم مشکلات علوم کرنا
شروع کی تا اینکہ فلپ پدر اسکندر رومی نے عریضہ لکھا
اور شہر ماکادونیہ کو طلب کیا حکیم نے وہان آکر توقف کیا اور
تعلیم و تربیت اسکندر مین اہتمام فرمایا اور شہر مسدان مین
قیام کیا مگر جب اسکندر نے نہضت کی تو آب وہواے شہر
مسدان خلاف مزاج ہوئی وہان سے سفر کرکے شہر اسن
مین توقف کیا اور دس برس وہان تعلیم علوم کرتے رہے۔ مگر
بسبب عداوت و بغض امازن کاہن وہان بہی سکون
نہوسکے اپنے مولد بلدہ صطاغیر مین آئے اور اخیر عمارات و
تکمیل کمالات مین سعی وافر فرمائی ـــ ایک روز کشادہ دیا حقیقت

جذر و مد دریافت کررہے تھے چاہتے تھے کہ ایک تصنیف خاص
علّت جذر و مد مین تحریر کرین کہ دفعتًا ایک موجہ دریا نے
آکر چھپا لیا اور ارسطاطالیس اوسی جذر و مد دریا کے تفکر مین
غرق ہوگئے شاگردون نے دریا سے اوس دربے بہا کو نکال کر
بکمال عزت و آبرو پیوند خاک کیا مگر جب کوئی مشکل شاگردون
کو پیش آتی تھی مقبرۂ ارسطاطالیس پر جاکر طلب افاضت
کرتے تھے اور اوس مسئلہ مشکل کو حل کر لیتے تھے مردم اصطاخیر
نے جمع ہوکر نعش ارسطاطالیس کو ایک تانبے کی صندوق
مین لیجاکر شہر اسٰالیس مین دفن کیا اور اوس جگہ کو مشورتخانہ
قرار دیکر مشورۂ باہمی کرتے تھے اس اعتقاد سے کہ برکت قبر
ارسطاطالیس سے اونمین علم وزکا حاصل ہوجائے المختصر
اس حکیم دانا نے مجموع اڑسٹھہ برس اس دنیائے فانی مین
بسر کی اور ایک سو بیس کتابین علوم حکمیہ و فنون مختلفہ مین
تصنیف و تالیف کین ایکروز شبکو مامون رشید خلیفۂ
عباسی نے خواب مین حکیم ارسطاطالیس کو دیکھا بعد
دریافت حال کے پوچھا کہ دنیا مین آپکے نزدیک بہتر کون
شخص ہے حکیم نے کہا جسکی بہتری پر عقل حکم کرے پھر عرض کیا

خاتمۃ الکتاب

مجھے کوئی نصیحت کیجیے کہا کہ خدا کی توحید اور صحبت نیک
اختیار کر جب جبکہ مامون کی آنکھ کھلی حکم دیا کہ مصنفات ارسطو
جمع کیے جائین اور ترجمہ ہون بادشاہ روم کو نامہ لکھا کہ مصنفات
ارسطو جسقدر آپکے مملکت مین موجود ہون روانہ کیجیے بادشاہ نے
بہت تفحص کیا تو ایک رہبان جو قسطنطنیہ سے کئی میل کے
فاصلے پر رہتا تھا اوسنے عرض کی کہ اراضی یونان مین عہد قسطنطین
بادشاہ سے اب تک ایک مکان مقفل چلا آتا ہے جو بادشاہ
اوس کے بعد عالی ہمت گذرا اوسنے ایک ایک قفل اضافہ
کیا اس گمان سے کہ اوس مکان مین کوئی خزانہ بیش بہا ہے
وقت تنگی حاجت کھولنا اوسکا اور صرف کرنا اوس خزانہ کا
مناسب سمجھا حالانکہ اوس خزانہ مین کوئی مال دنیا نہین ہے
بلکہ کتب حکمت ہین جنمین علوم عقلی مدون ہین جب
مردم یونان قسطنطیہ نے دین مسیحائی اختیار کیا تھا تو قسطنطین
بادشاہ نے کتب حکما کو بند کرکے مقفل کر دیا تھا تا لوگ
اون کتب کے ذریعے سے گمراہ نہون اور دین مسیحی مین سستی
اختیار نکرین یہ سنکر بادشاہ نے اہل مشورت کو جمع کیا اور
پوچھا کہ ان کتابون کا مامون کے پاس بھیجنا خلاف عقل و

خاتمۃ الکتاب

و حکمت ہے یا نہین سبب نے بالاتفاق عرض کی کوئی
ہرج نہین ہے بلکہ شاید ان کتابونکے ذریعے سے اونکے دین
و ملت مین فرق آوے یہ سوچکر بادشاہ نے بے تکلف اون
کتابون مین سے پانچ شتر گرانبار کرکے مامون کے پاس
روانہ کئے مامون نے بہت سے حکماء عصر کو ملازم رکھکے
اون کتابونکے ترجمہ کا حکم دیا چنانچہ حنین بن اسحاق
و حبیش بن حسن و ثابت بن قرہ پانچ پانچ سو دینار
سرخ کے ملازم تھے اور برابر اون کتب کا ترجمہ زبان عربی مین
کرتے تھے چنانچہ قسطاس بن لوقا بعلبکی جب
بغداد مین لائے ہین تو اس قسم کی بہت سی کتابین اونکے
ساتھہ تھین جسمین اکثر کتابین خود اونہون نے ترجمہ کی تھین
اور بعض اونکے فرمایش سے ترجمہ کی گئین تھین ان کتب مین
اکثر مصنفات ارسطاطالیس کی تھی کہ بعض اونمین سے
پوری پوری ترجمہ ہوئی اور بعض ناقص رہگئی چنانچہ
آجتک وہ اوسی طرح ناتمام ہین مصنفات ارسطو چار قسمونکے
ہین اول منطقیات دوم طبعیات سوم الہیات چہارم
خلقیات جسمین یہ کتاب ہے تفصیل اور فہرست ان کتب کی

خاتمۃ الکتاب

ضمیمہ

شرح ترجمہ و نام مترجم صاحب تاریخ الحکماء نے لکھی ہے اور
بعض مصنفات کتب خانہ فقیر میں بھی موجود ہیں اس مقام پر
کتب خلقیات کی فہرست تحریر کرتا ہون - منجملہ اوس کے
کتاب النفس ہے جسے یحییٰ ابن عدی نے تیسرے مقالہ
تک ترجمہ کیا ہے اور حنین نے پورا ترجمہ زبان سریانی مین
کیا ہے اور اسحاق نے دو مرتبہ اوسکا ترجمہ کیا ہے اور
ثامسطیوس نے اوس کتاب کی شرح کی پہلے مقالہ کے
دو مقالہ کیے اور دوسرے مقالہ کے بھی دو مقالہ اور تیسرے
مقالہ کے تین مقالہ اور الامینڈروس نے اوسکی تفسیر کی
اور سنبلیقوس نے شرح کی اور حکیم اسکندر نے تلخیص
کی سو ورق سے زیادہ اور ابن البطریق نے اوسکا خلاصہ
کیا پھر شرح ثامسطیوس کو اسحاق نے عربی مین ترجمہ
کیا اور پھر تیس ۳۰ برس کے بعد تصحیح کی دوسری کتاب حس
محسوس کے بیان مین ہے اسکے دو مقالے ہین مگر یہ بہت
کمیاب ہے جسقدر موجود ہے وہ ابی البشر متی بن یونس
سے نقل کیگئی تیسری کتاب ملقب بکتاب الحیوان
ہے اوسمین اونیس مقالے ہین ابن البطریق سے منقول ہے

خاتمۃ الکتاب

اور ایک نقل قدیم اوسکی سریانی مین موجود ہے وہ عربی سے
بہتر ہے نیقولاوس نے اس کتاب کو مختصر کیا ہے علی
بن زرعہ نے عربی مین اوسکا ترجمہ کیا ہے چوتھی کتاب مصنفہ
ارسطو سے کتاب الاخلاق ہے جسکی فرفوریوس نے
شرح کی ہے اسمین بارہ مقالے ہین حنین بن اسحاق نے
اوسکا ترجمہ کیا ہے چند مقالہ اوسکے بخط اسحاق یحیے بن
عدی کے پاس تھی اوسی کتاب سے اکثر فوائد حکیم محمد
بن یعقوب مسکویہ رازی نے کتاب الطہارت مین
نقل کیے گئے اور اکثر محقق طوسی نے کتاب اخلاق ناصری
مین درج کیے — فقیر نے بہی وسی کتاب کا حاصل مطلب
باضافہ چند مطالب اس کتاب مین عرض کیا ہے اب اس
مطلب کو فقیر بعض نصائح حکیم افلاطون پر تمام کرتا ہے
جو اونہون نے وقت احتضار اپنے شاگرد ارسطاطالیس کو
بطور وصیت کے تعلیم کیے تھے اور جملہ فروع علم اخلاق مین نافع
ومفید ہین فرماتے ہین کہ —

۱ — اپنے معبود کو پہچان اور اوسکے حق کو ملحوظ رکھ —

۲ — ہمیشہ تو پڑہنے پڑہانے مین اوقات بسر کر —

خاتمة الكتاب

۳ تحصیل علم و کمال کو ہر چیز سے مقدم رکھ —

۴ اہل علم کو کثرت علم سے امتحان نکر بلکہ اجتناب شر و فساد سی حال اونکا دریافت کر —

۵ خدا سے ایسی چیز نہ طلب کر جسکا فائدہ منقطع ہوجائی

۶ یقین کرے جتنی نعمتین ہین خدا کی طرف سے ہین —

۷ جتنی خدا کی نعمتین ہین وہ باقی ہین اور تجھسے نہین جدا ہونے کی —

۸ ہمیشہ ہوشیار رہ کہ شر کے اسباب بہت ہین —

۹ جو چیز کرنی نچاہیے اوسکی آرزو بھی نچاہیے —

۱۰ خدا کا انتقام بندون سے غصہ اور خفگی سے نہین ہوتا ہے بلکہ راستی اور تادیب سے یعنی خدا کی لاٹھی مین آواز نہین

۱۱ ایسی حیات کی تمنا نکر جسکے ساتھ موت شریک ہو

۱۲ حیات اور موت کو شمار مین نہ لا مگر یہ وسیلہ نیکی کے حاصل ہونیکا سمجھ —

۱۳ آسایش و راحت پر آرام نکر جبتک اپنے نفس سے تین چیزونکا حساب نہ لے پہلے اوس دن مین کوئی خطا تجھسی ہوئی یا نہین دوسرے یہ کہ کوئی کار نیک تو نے کیا یا نہین —

خاتمۃ الکتاب

تیسرے یہ کہ کسی کام مین تو نے تقصیر کی یا نہین۔
۱۴ یاد کرے کہ اصل مین تو کیا تھا اور بعد موت کے تو کیا ہو جائیگا
۱۵ دنیا مین کسیکو تکلیف نہ دے کہ عالم کے سارے چیزین گھٹتے بڑھتے ہین اور دنیا کا کاروبار بدلا کرتا ہے۔
۱۶ بڑا بدنصیب وہ ہے جو عاقبت سے غافل ہو جائے
۱۷ کم بخت وہ ہے جو لغزش مین سنبھل نہ جائے۔
۱۸ سرمایہ اپنا اون چیزون سے نکر جو تیری ذات سے علیحدگی رکھتی ہون۔
۱۹ نیک کام مین مستحق کے سوال کا انتظار نکر۔
۲۰ قبل بیان کے حاجت کو پورا کر۔
۲۱ اوس شخص کو حکیم نجان جو دنیا کی لذت پر خوش ہو۔
۲۲ اوس شخص کو عاقل نسمجھہ جو مصیبتون مین بیتاب ہو جائے
۲۳ مرنیکو یاد رکھہ مرنیوالون پر عبرت حاصل کر۔
۲۴ ذلت آدمی کی سخن بیفایدہ مین ہے۔
۲۵ بے پوچھے جو کوئی چیز بیان کرے تو اوسے پہچان لے۔
۲۶ جو شخص دوسرے کے شر مین فکر کرے نفس اوسکا خود شریر ہے
۲۷ نکر سوچ سمجھہ لے تب کہے۔

۲۹ زمانہ ہمیشہ گردش مین لیا کرتا ہے اور ہر ایک کی حالتین بدلتی رہتی ہین
۳۰ سب کا دوست بنا رہے۔
۳۱ جلدی غصہ نکر کہ غصہ کی عادت ہو جائے گی۔
۳۲ آج اگر کسیکو احتیاج ہو توکل پر نہ ٹال معلوم نہین کہ کل کیا ہو جائے۔
۳۳ جو شخص کسی حالت مین گرفتار ہو اوسکی مدد کرے۔
۳۴ جو اپنے فعلون مین گرفتار ہو اوسکے نزدیک نجا۔
۳۵ جبتک اچھی طرح سے نہ سمجھے جھگڑے کا فیصلہ نکرے۔
۳۶ باتون سے حکیم نہ بنے بلکہ قول و عمل سوافق حکمت کے ہون
۳۷ زبان کی حکمت جہان مین رہتی ہے عمل کی حکمت آخرت مین کام آتی ہے۔
۳۸ نیک کامون کی مصیبت نہین رہجاتی مگر نیک کام رہجاتا ہے
۳۹ گناہ کی لذت باقی نہین رہتی ہے مگر مواخذہ رہجاتا ہے
۴۰ اوسدن کو یاد کر جب تجکو پکارین اور تو سن سکے اور بول نسکے
۴۱ دنیا سے ایسی جگہ جاتا ہے جہان دوست دشمن کچھہ نہین پہچان سکتا
۴۲ دنیا مین کسیکو نقصان نہ پہونچا ایسا نہو تیرا نقصان ہو۔
۴۳ تو ایسی جگہ جانیوالا ہے جہان آقا غلام سب برابر ہین

پہر تکبر کس واسطے ہے۔

۴۴ زاد راہ طیار رکھہ نہین معلوم کب کوچ ہو۔

۴۵ خدا کی نعمتون مین حکمت سے بڑہکر کوئی چیز نہین۔

۴۶ حکیم وہی ہے جو فکر اور قول کو برابر رکھے۔

۴۷ نیکی کر بدی سے باز آ۔

۴۸ سُن اور یاد کرے۔

۴۹ ہر وقت اپنے کامونکو سمجھ لیا کر۔

۵۰ اپنے حال کو دیکہتا رہ۔

۵۱ دنیا کے کسی کام مین ملال نہ اوٹھا۔

۵۲ کسی کام مین سستی اور جلد بازی نکر۔

۵۳ حد اعتدال سے نیکی مین تجاوز نکر۔

۵۴ کبہی برائی پر مائل نہو۔

۵۵ کوئی گناہ نیک کام مین نہ سے۔

۵۶ تہوڑی مسرت کیواسطے بڑے کام کو نچہوڑ۔

۵۷ ذراسی خوشی کے لیے ہمیشہ کا رنج نہ اوٹھا۔

۵۸ حکمت کو دوست رکھہ اور حکما کا قول سن۔

۵۹ ہوائے دنیا کو دل سے دور کر مگر آداب دنیا کو نچہوڑ۔

خاتمۃ الکتاب

۶۰ وقت سے پیشتر کسی کام کو نکر۔

۶۱ جس کام کو کر سوچ سمجھہ کے کر۔

۶۲ تونگری سے غرور نہ بڑہا۔

۶۳ مصیبت سے دل اپنا نہ توڑ۔

۶۴ دوستون سے یون رفتار کر کہ حاکم کی احتیاج نہو۔

۶۵ دشمنون سے یون معاملہ کر کہ ظفریاب ہو۔

۶۶ کسی شخص سے کبھی بیوقوفی نکر۔

۶۷ سب سے جھک جھک کر مل

۶۸ کسیکو انکسار سے حقیر نہ سمجھ۔

۶۹ جو اپنے سے نہو سکے اوسپر دوسریکو ملامت نکر۔

۷۰ باطل پر خوش نہو۔

۷۱ قسمت پر اعتماد اور بھروسا نکر۔

۷۲ اچھے کام مین پشیمان نہو۔

۷۳ دکھلانیکو کوئی کام نکر

۷۴ عدل کا پابند رہ۔

۷۵ نیک کامون کی عادت کر۔

۷۶ بری آدمیون سے صحبت اختیار نکر یہان تک [illegible]

خاتمۃ الکتاب

۷۸ اپنی اولاد کو اپنے انداز کی تعلیم نکر کیونکہ او زمانیکے واسطے پیدا ہوے
۷۹ کسی کام میں جلدی نکر کہ کام کی اچھائی دیکھی جاتی ہے نہ جلدی
۸۰ چھوٹے کو حقیر نہ سمجھ شاید کہ تجھسے بڑا ہو —
۸۱ عالم کی سخاوت خدا کی سخاوت کے برابر ہے اسلیے کہ اوسکا دیا ہوا کبھی زائل نہیں ہوتا —
۸۲ علم کی ایک یہ بھی فضیلت ہے کہ کوئی اوسکے طالبکی اعانت اصلی نہیں کرسکتا —
۸۳ علم کو کوئی چھین نہیں سکتا اور سب چیزیں چھن جاتی ہیں
۸۴ نیک سے نیکی کرنا نیکی کا چاہنا ہے بدسے نیکی کا کرنا سوال کا عادی کرنا ہے —
۸۵ جب کوئی شخص اپنے رتبے سے زیادہ جگہ پائیگا اخلاق اوسکے خراب ہوں گے —
۸۶ بُرے آدمی رزق کی قدر کرتے ہیں جیسے مکھی سڑی ہوئی گوشت کو
۸۷ عاقل کو چاہیے کہ غذا کی شیرینی میں دوا کی تلخی کو نہ بھولے
۸۸ بادشاہوں کو رعایا سے علیحدگی مناسب ہے ورنہ وہ بھی ایسی ہی سو جائیگی
۸۹ بداندیش آپسکی ذلت چاہنے والے ہیں عزت کسیکو نہیں دیتے
۹۰ کریم کی عزت یہ ہے کہ قائل ہونے پر عزت کرے —

خاتمۃ الکتاب

۹۱ لئیم کی پہچان یہ ہے کہ معقول ہوتے پر عداوت کرے۔

۹۲ بادشاہونکو سستی نچاہیے تاکہ غفلت مین دوسرونکا محتاج نہو

۹۳ آزاد مزاج وہ ہے جو ادنے لوگونکی باتونپر زیادہ صبر کرے
بہ نسبت اغنیا اور اعلے درجے کے لوگون کے۔

۹۴ شریف وہ ہے جو ضعیفونکا کام قوت دارون سے زیادہ کرے

چار وقتونمین نفس جلد مغلوب ہوجاتا ہے۔ (۱) غصہ کا
روکنا (۲) تنگدستی کی حالت (۳) نادانون کی نصیحت۔
(۴) بحث مین تمسخر۔

۹۶ دوستی اوس سے کرنا چاہیے جو تین چیزون سے باز رکھے
(۱) عیش و طرب سے (۲) مکر و فریب و کبر و غرور سے
(۳) پست ہمتی و دون طبعی سے

۹۷ ایسے شخص کی مدح کیا جو اچھے برے پر اعتماد نکرے۔

۹۸ حاکم کو مجرمون پر رحم کرنا چاہیے۔ کہ اگر وہ نہوتے
تو یہ مسند حکومت نہ پاتا۔

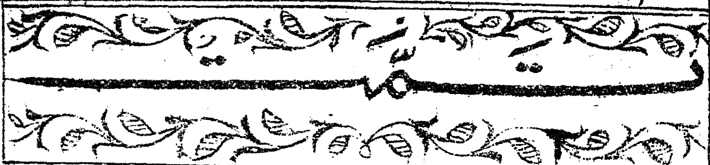
۹۹ دوست کی راے تیرے واسطے تیری راے سے بہتر ہے
کہ وہ تیری خواہش سے خالی ہے۔

۱۰۰ بڑی حسرت کا مقام ہے ادس عقیل پر جسکا جاہل حاکم ہو

خاتمة الکتاب

اور اوس مرد قوی پر جو بچہ ضعیف مین ہو۔ اور اوس کریم پر جو لئیم کا محتاج ہو۔

اسکے سوا افلاطون کی ایک کتاب خاص نصیحت مین ہے جسمین بہت عمدہ عمدہ اخلاق تحریر کیے ہین جسکا نام **الفاظات افلاطون** ہے اور بعض بعض علمانے اوسکا ترجمہ بھی کیا ہے بخیال تطویل انہین سو نصیحتون پر اکتفا کیگئی۔ یہانتک بیان کرکے حکیم صاحب نے اجازت چاہی بادشاہ نے اشارہ کیا ستّرہ پارچہ کا خلعت حاضر ہوا جیغہ دستار اپنے ہاتھ سے حکیم صاحب کے سر پر رکھا کلمات معذرت بیان کیے اور کہا کہ آپکا تشریف رکھنا اس شہر مین موجب برکت ہے مدرسۂ شاہی مین سکونت فرمائیے افاضات علمی سے عالم کو فیضیاب کیجیے بندہ ہر طرح سے خدمت کو حاضر ہے حکیم صاحب رخصت ہوے زر نقد عمال وخدام شاہی کو تقسیم کیا خلعت پہنے ہوے فرودگاہ پر تشریف لاے قدردانی بادشاہ کا عالم مین شہرہ ہوگیا آجتک اوسکا تذکرہ باقی ہے۔



عذر مولف

عذر مولف

شکر صد شکر اوس کریم کارساز کا جسکے فضل و عنایت سے فقیر نے
ان جلسون کو تمام کیا اور کتاب کے خاتمہ کا سر انجام کیا ہر چند مضامین
عالی اور مطالب دقیقہ کا اردو مین لانا اور اصطلاحات و رموز حکمت کا
سمجھانا خالی از دقت و زحمت نہ تھا مگر جو امر فقیر کے امکان مین
تھا اور میرے قوائے بشری کے احاطہ سے ہو سکتا تھا اوسمین کمی
دریغ نہین کیا اور حتی الامکان تفحص جزئیات و تنقیح ضروریات مین
سعی وافر و جہد خاطر کی بہت سے مطالب از سر نو اضافہ کیے
اور بہت سے مضامین ذیل تراجم مین بڑہائے دلچسپی کا بھی خیال
رکھا اور روانی و سلاست کو بھی بالکل ہاتھ سے جانے نہین دیا
حل مطالب مین اگر ایک فقرے کے دس ہو گئے تو پروا نہین کی اور
غرض مقاصد مین اگر تطویل سے تلخیص کی نوبت آئی تو اعتنا نہین کیا اسلیے
کہ اصل نظر و غرض پر تھی ترجمہ لفظی مقصود نہ تھا جیسا حضرت مصنف نے
کتاب الطہارت کی طرف نسبت ترجمہ دی ہے حالانکہ اسکی ترتیب اور
اوسکی ترتیب مین زمین و آسمان بلکہ آسمان و ریسمان کا فرق ہے کتنا ہی
مین سہل ہوتا مگر دقت مضامین و نکات حکمیہ کا آسان ہونا کیونکر
ممکن تھا لیس اگر کہین اغلاق و اطناب ناگوار خاطر ہو تو فقیر کو معذور سمجھکر

عذر مولف

معاف فرمائین اور اگر کسی سہو و نسیان عبارت پر اطلاع ہو تو عجلت تحریر
کثرت اشتغال کو نظر مین لائین کہ ایسے وقت مین یہ کتاب تصنیف ہوئی ہے
کہ ہجوم افکار و تواتر انتشار سے نفس راست کرنا دشوار تھا معلوم نہین کسطرح سے
اس کتاب کو بائے بسم اللہ سے تائے تمت تک پہونچایا اور کس توفیق غیبی نے فاتحہ
سے خاتمہ دکھلایا اسی کیطرف الحاح والتجا ہے کہ بار الٰہا تو عالم الغیب ہے
دلونکا حال خوب جانتا ہے کہ محض خیر خواہی و بہتری تیرے مخلوقات
کی مقصود ہے پس ترویج و اشاعت و مرغوبی اسکی انظار اہل خرد مین
تیری ہی اعانت سے ہوگی اور تیری ہی استمداد پر مجھے تکیہ ہے پھر اسکا
امیدوار ہون کہ مجھے اسکے عمل کی توفیق عنایت کر اور میرے
دونون نور نظر اور میرے جملہ اعزا و اقارب کو اسکا پابند کر دے
اور جو شخص اس کتاب کو بنظر انصاف و رغبت ملاحظہ فرمائے
اور اس بندۂ ذلیل کی اس نذر قلیل کی قدر کرے اور اسکی عزت
و حرمت کا تو حامی ہو اوسکو دین و دنیا مین تو کامل ترقی عنایت
فرما اور اس کتاب کے ثمرات کا عمدہ ذائقہ اوسکو چکھا وَاٰخِرُ

دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ
مُحَمَّدٍ وَّ ذُرِّیَّتِہِ الْمُنْتَجَبِیْنَ مِنْ یَوْمِنَا ھٰذَا اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۰

بماہ رجب سنہ ۱۳۰۲ ہجری مطابق ماہ مئی سنہ ۱۸۸۵ع صورت انجام یافت

